روح کی بیماریاں اور ان کا علاج

بدنظری، تکبر، غصہ، حسد جیسے تمام جاہی و باہی امراض کے نقصانات اور اُن کا علاج

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال کراچی

روح کی بیماریاں اور ان کا علاج

(حصہ اوّل و دوم)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت و ارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

نام کتاب : روح کی بیماریاں اور ان کا علاج

تالیف : عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت : ۱۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۷ فروری ۲۰۱۷ء بروز جمعہ

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور 92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

www.khanqah.org

عنوانات

مقدمہ ۱۴
پہلا باب ۱۶
بدنگاہی وعشق مجازی کی تباہ کاریاں اوراُن کا روحانی علاج ۱۶
اِرشاداتِ باری تعالیٰ ۱۶
احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۴
ارشاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ ۳۰
بلعم بن باعورا کی عبرتناک حکایت ۳۰
حضرت حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ کے چند اہم اور نہایت نافع ارشادات ۳۲
چشم دید عبرتناک حکایات ۳۳
حضرت مولانا عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ۳۶
بعض شاعروں کو دھوکا ۴۴
ایک اہم انتباہ ۴۵
بدنگاہی وعشقِ مجازی کا علاج ۴۷
کلام عبرتناک برائے عشق ہوسناک ۴۸
بدنگاہی کے طبّی نقصانات ۴۹
نظم بے ثباتی حُسنِ مجاز ۵۰
فنائیت حُسنِ مجاز اور ابتری رنگِ عُشّاق ۵۱
فنائیت و بے ثباتی حُسنِ مجاز ۵۲
بیان مذمت عشقِ مجازی ۵۳
قلب کی حفاظت کے لیے حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ۵۶
نصیحت حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ۵۶
حفاظتِ نظر کا انعام خالقِ نظر کی طرف سے ۵۹
اقتباس از کتاب اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم ۷۳
علاجِ بدنگاہی ۷۸
عشق کا علاج ۷۸
توبہ شکنی ۷۹

www.khanqah.org

عشقِ اجنبیہ کا علاج ۷۹
حالِ عشقِ اَمرد ۸۰
علاجِ وسوسہ دیگر ۸۱
اِرشاداتِ مُرشدی(جو بد نگاہی کے لیے عجیب النفع ہیں) ۸۳
عرضِ احقر برائے حفاظتِ نظر ۸۴
عشق کی لغوی و طبّی تحقیق ۹۵
مجاہدات کے خون کا سمندر ۱۰۲
تتمہ مضمون بد نظری و عشقِ مجازی مع مجموعہ چند اصلاحی اشعار ۱۱۱
انعامِ خونِ تمنا ۱۱۳
چند اقوالِ مبارکہ بابت عشق مع الامارد ۱۲۰
دوسرا باب ۱۲۲
جہالت کی بیماری ۱۲۲
تیسرا باب ۱۲۵
غصّے کے بیان میں ۱۲۵
حسد ۱۲۹
علاج ۱۲۹
چوتھاباب ۱۳۱
تکبر ۱۳۱
عُجب اور کبر کا فرق ۱۳۳
پانچواں باب ۱۳۵
رِیا (دکھاوا) ۱۳۵
چھٹا باب ۱۳۸
دُنیا کی محبت کی بُرائی میں ۱۳۸
حُبِّ دُنیا کا علاج ۱۴۰
ساتواں باب ۱۴۱
حُبِّ جاہ اور خود پسندی ۱۴۱
آٹھواں باب ۱۴۴
غیبت و بدگمانی ۱۴۴
اصلاح الغیبۃ ۱۴۵

www.khanqah.org

غیبت کے نقصانات اور اُس کا علاج ۱۴۵
ارشاد حضرت مرشدنا مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ۱۴۸
مقالۂ مُفیدَہ ۱۴۹
ضرورتِ تصوف ..... ضرورتِ مرشد ..... محبّتِ مرشد ۱۴۹
ملّائے خشک و ناہموار نہ باشی ۱۴۹
شریعت اور طریقت پر علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ۱۵۰
ارشادِ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۱
حکایت حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۲
آثارِ فنائیت لوازمِ نسبت سے ہے ۱۵۳
حسنِ اخلاق اور نسبتِ باطنی ۱۵۴
لطف صحبتِ اہل اللہ ۱۵۵
جوانی کی عبادت کا نفع بڑھاپے میں ہے ۱۵۶
مذاقِ قلندری کی حقیقت ۱۵۷
اہل اللہ کی محبت نعمتِ عظمیٰ ہے ۱۵۸
تقویٰ کی دولت اہل اللہ سے ملتی ہے ۱۵۹
احسانِ مرشد ۱۶۵
ہر بزرگ کا رنگ الگ الگ ہوتا ہے ۱۶۵
حکایت حضرت شاہ فضل رحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۶
تصوّف کی تعریف ۱۶۷
تصوّف اور صوفی کی وجہ تسمیہ ۱۶۷
علّامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ضرورتِ مرشد پر ۱۶۸
بیعت کا مقصد ۱۶۸
تصوّف اور سلوک کیا ہے؟ ۱۷۰
قبضِ باطنی اور قلب کا بے کیف ہونا ۱۷۰
دستورِ تزکیۂ نفس ۱۷۲
مقدّمہ ۱۷۳
دستورُ العمل برائے اصلاح و تزکیۂ نفس ۱۸۶
۱) دستور العمل کے لیے وقت متعین کرنا بہتر ہے ۱۸۸
۲) نمازِ توبہ ۱۸۸

۳)نمازِ حاجت ۱۸۹
۴)ذکرِ نفی و اثبات ۱۸۹
۵)ذکر اسمِ ذات ۱۸۹
۶)مراقبہ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ۱۹۰
۷)ملخص از وعظ غضِ بصر ۱۹۱
۸)اللہ تعالیٰ سے گفتگو ۱۹۳
۹)جہنم کی آگ کا مراقبہ ۱۹۳
۱۰) مراقبۂ سفر آخرت ۱۹۵
۱۱) صحابہ رضی اللہ عنہم اور اکابر کا خوف ۱۹۶
۱۲) مراقبۂ انعاماتِ الٰہیہ ۲۰۰
۱۳) صلوٰۃِ حاجت کا معمول ۲۰۲
۱۴) استغفار کی کثرت ۲۰۲
۱۵) ذکرِ اسمِ ذات ۲۰۳
۱۶) جاہ کی بیماری والوں کے لیے ۲۰۳
۱۷)صحبتِ اہل اللہ ۲۰۵
۱۸)عشق مجازی کے بیماروں کے لیے ۲۰۵
"خلاصۂ دستورُ العمل" برائے یادداشت ۲۰۷
دین پر استقامت کا طریقہ ۲۱۰
تَکۡمِیۡلُ الۡاَجۡرِ بِتَحۡصِیۡلِ الصَّبۡرِ ۲۱۲
فَالۡقِسۡمُ الۡاَوَّلُ اَلصَّبۡرُ عَلَی الطَّاعَةِ ۲۱۲
وَالۡقِسۡمُ الثَّانِیۡ اَلصَّبۡرُ عَنِ الۡمَعۡصِیَةِ ۲۱۳
وَالۡقِسۡمُ الثَّالِثُ اَلصَّبۡرُ فِی الۡمُصِیۡبَةِ ۲۱۵
ترجمہ رسالۂ ہٰذا ۲۱۸
قسمِ اوّل۔الصبر علی الطاعة ۲۱۹
قسمِ ثانی۔الصبر عن المعصیة ۲۲۰
قسمِ ثالث۔الصبر فی المصیبة ۲۲۶
اُردو کلام ۲۳۲
کلامِ منتخب ۲۳۳
چند اشعار فارسی ۲۴۹

www.khanqah.org

بہارِ مجاہدات ۲۵۰
نالۂ غمناک دریادِ مرشد پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۱
نالۂغم بہ یاد حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۲
فریادِ اختر دریادِ دلبر ۲۵۲
خون کا سمندر ۲۵۵
دلائل توحید ووجود باری تعالیٰ ۲۵۷
نظم تقریر اثباتِ قیامت ۲۵۹
اصلاح کا آسان نسخہ ۲۶۰
ترغیبِ عمل برائے شعرائے بے عمل ۲۶۲
مُناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ۲۶۳
مذاکراتِ دکن ۲۶۷
زبانِ عشق ۲۶۸
تعارف وتقدمہ ۲۶۹
کچھ زمین پر بھی چاند تارے ہیں ۲۶۹
منبر پر وہ کیا برسائیں گے ۲۷۰
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے ۲۷۱
شیطان کش دوا ۲۷۱
مسلّح ہوکر نکلو ۲۷۲
ارشاداتِ اختر ۲۷۲
ذکر میں تاثیرِ دورِجام ہے ۲۷۲
محبت کے لیے معرفت ضروری ہے ۲۷۴
تزکیہ کی ضرورت ۲۷۵
شیخ سے مناسبت ضروری ہے ۲۷۵
اولیاء اللہ ہر زمانے میں موجود ہیں ۲۷۶
گرجواں بھی ہے تو میرا پیر ہے ۲۷۸
روحانی اور اخلاقیمرض کے علاج کی فکر ۲۷۸
اصلاح کا اثر ۲۷۹
ہفت اختر ۲۸۱
باتیں ان کی یادرہیں گی ۲۸۲

چین کی نگری ۲۸۳
اللہ میں اپنی آہ کو سمو دیجیے ۲۸۴
بزرگانِ دین کو اہلِ دل کہنے کی وجہ ۲۸۴
چھینک کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کی حکمت ۲۸۴
دماغ روشن کرنے والی لاٹھی ۲۸۵
علمِ نبوت تو ہے، مگر نورِ نبوت نہیں ۲۸۶
عالم کا سونا عبادت کیوں؟ ۲۸۷
زمین کی شہادت ۲۸۸
دوا کے ساتھ پرہیز بھی ضروری ہے ۲۹۰
ترقی کا صحیح مفہوم ۲۹۰
کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو ۲۹۱
دنیوی زندگی ...دھوکے کا سامان ۲۹۱
گناہ کے نقصانات ۲۹۸
خاص خاص گناہوں کے خاص نقصانات ۲۹۹
رمضان شریف کے متعلق خصوصی ہدایات ۳۰۱
پردے کے متعلق خصوصی ہدایت ۳۰۳
پائجامہ یا تہبند سے ٹخنوں کو ڈھانکنا ناجائز ہے ۳۰۴
روح کی بیماریاں ۳۰۵
اور ان کا علاج ۳۰۵
(حصۂ دوم) ۳۰۵
معمولات برائے سالکین ۳۰۶
استغفار و توبہ ۳۱۱
تعریفِ توبہ ۳۱۱
توبہ کی لغوی تحقیق ۳۱۲
توبہ اور تائبین کے اقسام ۳۱۲
عوام کی توبہ ۳۱۲
خواص کی توبہ ۳۱۳
خواص الخواص کی توبہ ۳۱۳
استغفار اور توبہ کا فرق ۳۱۳

مقبول توبہ کی علامت ۳۱۴
توبہ کی توفیق بندے کی مقبولیت کی علامت ہے ۳۱۵
صفتِ رحمٰن اور صفتِ رحیم کا فرق ۳۱۶
توفیق کی تعریف ۳۱۹
طہارت ۳۱۹
اللہ تعالیٰ کے عذاب سے دو امان دنیامیں عطا کیے گئے ۳۲۰
تائبین کو متقین کا درجہ ۳۲۰
حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا قصہ ۳۲۲
مؤمن کامل کی شان اور گناہ گار بندوں کے لیے بشارت ۳۲۴
اِصْرار کی لغوی اور شرعی تحقیق ۳۲۵
بندوں کے استغفار اور توبہ سے اللہ تعالیٰ کتنا خوش ہوتے ہیں؟ ۳۳۳
گناہ گار کی دنیا اور ابرار کی دنیا ۳۳۳
سکونِ قلب اور سکینہ تفسیر قرآن کی روشنی میں ۳۳۶
سکینہ کیا ہے؟ ۳۳۷
گناہ گاروں کو اپنی بگڑی توبہ اور استغفار سے بنانی چاہیے ۳۳۹
طریقۂ توبہ (ازحدیث) ۳۴۵
ارشادِ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ طریقۂ توبہ کے بارے میں ۳۴۵
مغفرت کا مجرّب عمل (از:امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) ۳۴۶
استغفار و توبہ کا فائدہ (از مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ) ۳۴۷
استغفار اور توبہ نہ کرنے سے مصائب دور نہ ہوں گے ۳۴۹
معاصی اور مصائب کا ربط (تفسیرِ قرآن کی روشنی میں) ۳۴۹
مثقالِ ذرّہ کیا ہے؟ ۳۵۰
مصائب کا سبب کبھی ترقیٔ درجات ہوتا ہے ۳۵۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار ۳۵۳
توبہ اور استغفار کے بعد مستغفر اور تائب کو عار دلانا ۳۵۳
تائب کی شان از حدیث شریف ۳۵۴
موانعِ توبہ اور استغفار ۳۵۵
حیا کیا ہے؟ ۳۵۵
توبہ کا طریقہ اور کلماتِ استغفار ۳۵۶

www.khanqah.org

حضور ﷺ کبھی ان الفاظ سے استغفار فرماتے تھے ۳۵۷
توبہ کے متعلق شارحِ مسلم محدّثِ عظیم علّامہ نووِی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع تحقیق ... ۳۵۸
توبہ اور استغفار کے متعلق حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ۳۵۹
دوامِ توبہ کے لیے نفس اور شیطان کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ ۳۶۲
استغفار (بزبانِ فارسی) ۳۶۶
استغفار (از: حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ) ۳۶۸
استغفار (از: حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ) ۳۶۹
مُناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات (از: اختر عفا اللہ عنہ) ۳۷۰
نظم: استغفار وتوبہ (از: احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ) ۳۷۳
آسان کلماتِ استغفار ۳۷۵
بے جا غیظ وغضب کا علاج ۳۷۷
تفسیر اَلسَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ ۳۷۷
کَظْمِ غَیْظ کی لغوی تشریح ۳۷۸
غیظ اور غضب کا فرق ۳۷۹
وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ کی تفسیر ۳۷۹
غصہ اور غضب اور غیظ کو ضبط کرنے پر انعامات اور بشارتیں ۳۷۹
غصّے کے علاج میں چند احادیثِ مبارکہ ۳۸۵
مسئلۂ اسبالِ ازار ۳۸۹
اسبالِ ازار کے جرم پر چار عذاب کی وعید ۳۹۰
کون سے کپڑے ٹخنے کے نیچے لٹکانے سے گناہ ہوگا؟ ۳۹۲
اسبالِ ازار کن کن حالتوں میں متحقق ہوگا؟ ۳۹۲
بخاری شریف کی شرح فتح الباری کی ایک روایت ۳۹۴
فتح الباری کی مزید تین روایات ۳۹۴
اسبالِ ازار کے متعلق حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ۳۹۷
ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا تہبند لٹکانا و دفع شبہ متعلقہ مسئلۂ مذکورہ ۳۹۸
جوابِ اشکال بر کراہتِ اسبال بدون خیلاء ۴۰۰
مقامِ عاشقانِ حق ۴۰۲
تین علاماتِ اہلِ محبت ۴۰۳
علمی لطیفہ ۴۰۳

عاشقانِ حق کو خداوندی تنبیہ ۴۰۵
گناہ کے نقصانات ۴۰۸
خاص خاص گناہوں کے خاص نقصانات ۴۰۹
حفاظتِ نظر ۴۱۱
زندگی کا ویزا ناقابلِ توسیع ہے ۴۱۲
حلاوتِ ایمان ۴۱۵
حلاوتِ ایمانی کیا ہے؟ ۴۱۶
حلاوتِ ایمانی پر حُسنِ خاتمہ کی بشارت ۴۱۷
حلاوتِ ایمانی سے کیا مراد ہے؟ ۴۱۸
لفظِ حلاوت کی وجہ تسمیہ ۴۲۱
محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مراد ہے؟ ۴۲۱
یہ محبت کیسے حاصل ہوتی ہے؟ ۴۲۴
حلاوتِ ایمانی کے لیے پہلی خصلت ۴۲۵
حلاوتِ ایمانی کے لیے دوسرا عمل ۴۲۶
محبت لِلّٰہِ اور فِی اللّٰہِ کی تشریح ۴۲۸
محبت لِلّٰہِ اور فِی اللّٰہِ کا ایک اور انعامِ عظیم بروزِ محشر ۴۳۱
ایک ملفوظ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۳۶
محبت لِلّٰہی اور فی اللّٰہی کا انعام ۴۳۶
حصولِ حلاوتِ ایمان کے لیے حدیث کا تیسرا جُز ۴۴۰
حصولِ حلاوتِ ایمانی کے لیے ایک اور خاص عمل ۴۴۰
حدیثِ قدسی کی تعریف ۴۴۱
حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند ارشادات ۴۴۳
اَمرد کے متعلق علّامہ شامی کی تحقیق ۴۴۶
علّامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم کا ارشاد ۴۴۸
ارشاد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۹
حفاظتِ نظر سے متعلق علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ۴۵۰
ارشاد حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۴۵۱
چند آخری کلمات ۴۵۱
بیوی کے حقوق ۴۵۳

www.khanqah.org

تاریخ تخلیقِ عورت ۴۵۴
عورت مثل ٹیڑھی پسلی ہے ۴۵۵
باب المداراۃ مع النساء کی شرح ۴۵۶
دیگر احادیثِ مُبارکہ ۴۵۷
حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ۴۵۹
عبرت ۴۶۰
اَلْاِسْتِرْجَاعُ وَالْاِسْتِسْلَامُ وَمَا عَلَیْھِمَا مِنَ الْاِنْعَامِ ۴۶۲
تعریفِ مصیبت ۴۶۳
استرجاع کا اس اُمّت کے لیے خاص انعام ہونے کا ثبوت ۴۶۴
سُنتِ استرجاع کی تکمیل ۴۶۵
تکالیف میں مؤمن کی شان ۴۶۶
صبر اور غم کے متعلق حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب ارشاد........ ۴۶۸
تسلیم ورضاء بالقضا فرض ہے ۴۶۹
ہر تکلیف کا مؤمن کے لیے خیر ہونے پر عقلی دلیل ۴۷۰
مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ۴۷۱
صدیق کا ایمان کتنا قوی ہوتا ہے؟ ۴۷۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ

فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اَفَمَنۡ زُیِّنَ لَہٗ سُوۡٓءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا[۱]

یہ آیت دلالت کرتی ہے عشقِ مجازی اور بدنگاہی جیسے افعال کی برائی اور قباحت پر جن کو شعرائے عشق مجاز اور اُن کے گمراہ متبعین اور جاہل صوفیوں نے بوجہ حُسن پرستی اور شہوت پرستی جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن اور بعض نے تو اس فعلِ حرام کو کارِ ثواب اور وسیلۂ عشق حقیقی قرار دے کر اس حرام اور باطل کے زہر کو شہد میں ملا کر اپنے مُریدوں اور شاگردوں کو فسق وفجور میں مبتلا کر دیا۔

حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ **تَمۡیِیۡزُ الۡعِشۡقِ مِنَ الۡفِسۡقِ** تحریر فرمایا تھا جس میں عشق مجازی کے فسق ہونے پر اور روح کے لیے عشقِ مجازی کا عذابِ الیم ہونے پر مضمون مفصل شایع ہوا تھا لیکن احقر کی نظر سے یہ رسالہ نہیں گزرا البتہ احقر نے حضرت حکیم الامّت تھانوی قدس اللہ سرہٗ کے ان مطبوعہ ارشادات کو خود پڑھا جس کی نقل یہ ہے:

غیر محرم عورت یا اَمرد (خوبصورت لڑکے) سے کسی قسم کا علاقہ (تعلق) رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اُس سے دل خوش کرنے کے لیے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اُس کے پاس بیٹھنا یا اُس کے پسند طبع (طبیعت کی پسند) کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ (سنوارنا) و نرم کرنا (یعنی آواز میں عورتوں کی سی لچک و نزاکت اُس کے دل کو پھسلانے کے لیے اور مائل کرنے کے لیے پیدا کرنا۔) میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس

---

[۱] فاطر:۸

تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطۂ تحریر سے خارج ہیں (یعنی اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ مشکل ہے) ان شاء اللہ تعالیٰ کسی رسالے میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔ انتھٰی کلامہٗ (اقتباس از جزاء الاعمال)

احقر مؤلف رسالہ ہٰذا عرض کرتا ہے کہ سطورِ بالا پڑھنے کے بعد احقر کے قلب میں عرصہ سے یہ تقاضا تھا کہ حضرتِ اقدس کی یہ تمنّا پوری ہو جاوے اور حق تعالیٰ اپنی رحمت سے اس نااہل و ناکارہ کو اس کام کی توفیق نصیب فرمائیں۔ الحمدللہ کہ اس رسالے کی تالیف کا داعیہ قلب میں شدت سے محسوس ہو رہا ہے اور توکلاً علی اللہ اس کے مسودہ کا آغاز کر رہا ہوں، حق تعالیٰ اپنی رحمت سے تکمیل فرما کر قبول و نافع فرمائیں، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
بِحَقِّ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمُ

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ
۴۔ جی ناظم آباد، کراچی نمبر ۱۸

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

پہلا باب

بد نگاہی و عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور اُن کا روحانی علاج

اِرشاداتِ باری تعالیٰ

۱) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ ؂

اور اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل و کرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کبھی بھی پاک وصاف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک وصاف کر دیتا ہے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اصلاحِ نفس کی فکر و کوشش کے ساتھ حق تعالیٰ سے اس کا فضل و کرم اور اس کی رحمت کی بھی الحاح و تضرع کے ساتھ درخواست کرتا رہے تاکہ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم کو مَنْ يَّشَآءُ میں داخل فرمالیں اور ہماری اصلاح و تزکیہ کا اپنے فضل سے ارادہ فرمالیں اور جب حق تعالیٰ ارادہ فرمالیں گے تو ان کے ارادے کو کون توڑ سکتا ہے۔

گر ہزاراں دام باشد بر قدم
چوں تو با مائی نباشد ہیچ غم

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! اگر ہمارے قدموں پر ہزاروں نفسانی اور شیطانی مکر و فریب کے جال ہوں لیکن آپ کی عنایت اور مدد کے ہوتے ہوئے ہمیں کچھ بھی غم اور اندیشہ نہیں۔

احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ میرے محسن شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق

؂ النور: ۲۱

صاحب دامت الطافہم نے احقر کو ایک عریضے کے جواب میں ازراہِ کرم یہ ارقام فرمایا کہ حق تعالیٰ آپ کو نفس و شیطان کے مکر و فریب سے مامون فرمائیں اور آپ کو نفس و شیطان کے مکر و فریب کے توڑنے میں کمال عطا فرمائیں، آمین۔

حضرتِ اقدس کے ان دُعائیہ کلمات کو پڑھ کر جس قدر احقر کو مسرت ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے اس ناکارہ کے لیے حضرتِ اقدس کی جملہ دُعاؤں کو قبول فرماویں، آمین۔

دراصل یہ دُعا اس قدر جامع دُعا ہے جو ہر سالک کے لیے ابتدا تا انتہا اشد ضروری ہے۔

۲) قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ[۳]

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمان مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

فائدہ: حق تعالیٰ نے اِس آیت میں آنکھوں کی حفاظت اور شرم گاہ کی حفاظت کو ساتھ ساتھ بیان فرما کر یہ سبق بھی دے دیا کہ شرم گاہ کی حفاظت آنکھوں کی حفاظت پر موقوف ہے۔ جس نے آنکھوں کی حفاظت کا اہتمام نہ کیا اُس کی شرم گاہ کی حفاظت خطرے میں ہے۔

۳) وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾[۴]

اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو، بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بُری راہ ہے۔

فائدہ: حق تعالیٰ نے اس آیت میں زنا کے قریب جانے کو بھی حرام فرما کر یہ سبق دے دیا کہ جو اسبابِ زنا سے قریب کرنے والے ہیں اُن سے بھی بچو کہ مقدمہ حرام کا حرام ہوتا

---

[۳] النور: ۳۰
[۴] بنی اسرآءیل: ۳۲

ہے۔ اور انسان کی فطرت بھی یہی ہے کہ زنا کا فعل ہمیشہ اُن ہی مواقع میں ہوتا ہے جہاں اجنبی مرد کسی اجنبیہ عورت سے اختلاطِ مجالست اور ہم کلامی کرتا ہے۔ پھر نفس سے مقابلہ دشوار ہوجاتا ہے پس حق تعالیٰ نے لَا تَقْرَبُوْا فرما کر تقویٰ کی راہ کو ہم پر آسان فرمادیا۔

۴) وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ ۵

اور ہم نے لوط علیہ السلام کو بھیجا جب کہ اُنہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دُنیا جہاں والوں میں سے نہیں کیا۔ تم مَردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد ہی سے گزر گئے ہو۔

فائدہ: اِن آیات سے حق تعالیٰ نے لڑکوں کے ساتھ بد فعلی کو حرام فرمایا اور دوسرے مقامات پر ان کی سزا کا تذکرہ بھی کیا کہ اس بستی کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تحت الثریٰ سے اُکھاڑا اور آسمان تک لے گئے پھر وہاں سے اس طرح گرایا کہ بالائی سطح زمین کی نیچے ہوگئی اور نچلا حصہ اُوپر ہوگیا اور پھر پتھروں کی بارش ہوئی اور ان پتھروں پر خدا کی طرف سے ایک خاص مہر لگی تھی جس سے وہ دنیا کے پتھروں سے الگ پہچانے جاتے تھے۔ اور جس کنکری پر جس مجرم کا نام لکھا تھا وہ کنکری اُس مجرم کا تعاقب کرتی تھی پس پہلے بستی کو اُلٹ دیا گیا پھر پتھراؤ کیا گیا۔

حضرت مرشدی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ چوں کہ یہ عمل اُلٹا کرتے تھے (یعنی غیر فطری عمل) پس اسی مناسبت سے اُن کی بستی اُلٹ دی گئی۔

حضرت لوط علیہ السلام نے بہت سمجھایا مگر یہ ماننے کے بجائے اپنے نبی کو ایذا دینے لگے۔ بالآخر یہ چھ لاکھ آدمی ایک دَم میں ہلاک کر دیے گئے۔ اس فعل کے مرتکبین کو سورۂ ذاریات، پارہ ۲۷ میں مجرمین فرمایا گیا ہے۔ جب عذاب کے فرشتوں

---

۵ الاعراف: ۸۰-۸۱

www.khanqah.org

سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے فرشتو! تم کو بڑی مہم کیا درپیش ہے تو فرشتوں نے جواب دیا اِنَّآ اُرۡسِلۡنَآ اِلٰی قَوۡمٍ مُّجۡرِمِیۡنَ[۶] ہم ایک مجرم قوم (یعنی قومِ لوط) کی طرف بھیجے گئے ہیں، ہم اُن پر سنگ باری کرکے اُن کو تہس نہس کرنے پر متعین ہوئے ہیں جو مجرم جس پتھر سے ہلاک ہونے والا ہے اُس پر اُس کا نام بھی لکھا ہے۔ الغرض ربِّ شدید العقاب نے ان کی سخت ناشائستہ حرکت جو ننگِ انسانیت تھی کی پاداش میں اُن پر پتھر برسائے جس سے وہ ہلاک ہوگئے اور قومِ لوط کی بستی تہہ و بالا کردی گئی اور وَ تَرَکۡنَا فِیۡهَاۤ اٰیَةً[۷] اور ہم نے اِس واقعے میں ہمیشہ کے واسطے لوگوں کے لیے ایک عبرت رہنے دی۔ چناں چہ اس سرزمین میں دفعتاً ایک بُحیرہ نمودار ہوگیا جو اسی ہولناک حادثے کی یادگار اور بُحیرہ لوط کے نام سے اب تک مشہور ہے، اس بُحیرہ کا پانی اِس قدر تلخ اور بدبودار ہے کہ ذی روح اس کو استعمال نہیں کرسکتا اور اس کے کنارے کوئی درخت بھی نہیں اُگتا۔ (از: تفسیر بیان القرآن و دیگر تفاسیر)

۵) وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِهِنَّ

عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے پاؤں اتنی زور سے نہ رکھیں جس سے زیور کی آواز نکلے اور مخفی زینت مردوں پر ظاہر ہو۔

اِس آیت سے قبل عورتوں کو مواضعِ زینت سر اور سینہ وغیرہ کو چھپانا واجب فرما کر اِس آیت میں حق تعالیٰ نے مزید احتیاط کا حکم ارشاد فرمایا کہ بہت سے فقہا نے اِسی سبب سے عورتوں کی آواز کو سَتر میں داخل کیا ہے۔ بالخصوص جب کہ فتنے کا اندیشہ ہو تو بالکل ممنوع ہے۔ اِسی طرح خوشبو لگا کر یا مزین برقعہ پہن کر نکلنا بھی ممنوع ہے۔

۶) یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿۳۲﴾[۸]

---

[۶] الذّٰریٰت:۳۲

[۷] الذّٰریٰت:۳۷

[۸] الاحزاب:۳۲

اے نبی کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم نامحرم مرد سے بولنے میں جب کہ بہ ضرورت بولنا پڑے نزاکت مت کرو۔

اس سے ایسے شخص کو طبعاً خیال فاسد پیدا ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ عفت کے موافق بات کہو یعنی صرف نسبت بلا تقویٰ ہیچ ہے (اور تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ) جیسے عورتوں کے کلام کا فطری انداز ہوتا ہے کہ کلام میں نرمی ہوتی ہے تم سادہ مزاجی سے اس انداز کو مت استعمال کرو۔ بلکہ ایسے موقع پر تکلّف اور اہتمام سے اس فطری انداز کو بدل کر گفتگو کرو یعنی ایسے انداز سے جس میں خشکی اور روکھا پن ہو کہ یہ طرز عفت کا محافظ ہے۔ (تفسیر بیان القرآن)

فائدہ: ان آیات سے حسب ذیل سبق ملتا ہے:

۱) عورتوں کو بوقت شدید ضرورت اگر غیر محرم مرد سے بات کرنی ہو تو پردہ کے باوجود آواز کو بھی نرم نہ ہونے دیں، تکلّف اور اہتمام سے آواز کو ذرا سخت کریں جس میں لچک اور نزاکت کی ذرا بھی آمیزش نہ ہو۔

۲) جب عورتوں کے لیے یہ حکم ہے تو مَردوں کو غیر محرم عورتوں سے نزاکت والی آواز سے بولنا کب جائز ہوگا۔ لہٰذا بوقت ضرورت غیر محرم عورتوں سے بات کرتے وقت اپنی آواز کو سخت رکھنا چاہیے۔

۳) جس شخص کو عورتوں کی آواز کی نرمی اور نزاکت سے خیالاتِ فاسدہ پیدا ہوں یا عورتوں کی طرف میلان پیدا ہو تو قرآن نے اِس طمع و کشش، میلان و رغبت کو قلب کی بیماری قرار دیا ہے۔ اِس سے دَورِ حاضر کے اُن دوستوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو ٹیلی فون ایکسچینج پر عورتوں کو محض اِس وجہ سے ملازم رکھتے ہیں کہ اُن کی آواز سے کانوں کو لطف ملتا ہے۔ اور مَردوں کی آواز سے سمع خراشی ہوتی ہے۔

تنبیہ: خوب یاد رکھنا چاہیے بالخصوص سالکینِ طریق اور عاشقینِ حق کو کہ حظِ نفس کا نقطۂ آغاز حق تعالیٰ سے بُعد و فراق کا نقطۂ آغاز ہوتا ہے۔ لہٰذا اس دشمن ایمان و دین یعنی نفس کو خوش کرنے سے ہوشیار رہیں۔

حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس مرد سے (اگرچہ وہ اَمرَد یعنی لڑکا نہ ہو) گفتگو میں اُس کی آواز اور اُس کے نقشہ اور چہرہ اور آنکھوں سے نفس کو لطف ملنا شروع ہو فوراً اُس سے ہٹ جاوے۔(انتھٰی کلامہٗ) کیوں کہ بعض حسین لڑکے داڑھی مونچھ کے کچھ کچھ نکلنے تک بھی اپنے اندر حُسن کا اثر رکھتے ہیں اور عشقِ مجاز کے بیماروں کو بیمار کرتے ہیں۔ پس نفس کے بیمار کو حُسنِ رفتہ کے آثار تک دیکھنے سے احتیاط چاہیے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس کو جس سے بھی مزہ ملے اُس سے فوراً الگ ہو جاوے کیوں کہ نفس کو ذرا بھی مزہ ملنا خطرے سے خالی نہیں۔ دشمن کو تھوڑا خوش دیکھنا بھی گوارا نہ کرنا چاہیے۔ کیوں کہ تھوڑی خوشی سے بھی نفس کو طاقت آجاتی ہے اور پھر وہ کسی بڑی معصیت میں کھینچ لے جاوے گا۔ جس طرح غیر محسوس ہلکی حرارت زیادہ خطرناک ہوتی ہے کہ آدمی اس کے علاج سے غافل رہتا ہے اِسی طرح جس شخص کی طرف نفس کا ہلکا سا میلان ہو اس کی صحبت بھی نہایت خطرناک ہوتی ہے کیوں کہ شدید میلان اور شدید رغبت والی صورتوں سے تو سالک بھاگتا ہے مگر یہاں ہلکے میلان کے سبب اسے احتیاط کی توفیق نہیں ہوتی اس طرح ہلکے ہلکے زہر کو شیطان اس کی روح میں اُتارتا رہتا ہے یہاں تک کہ نفس قوی ہو کر سالک کو بڑے بڑے گناہوں کی طرف نہایت آسانی سے کھینچ لے جاتا ہے۔

گوشۂ چشم سے بھی اُن کو نہ دیکھا کرنا
نفس کا اژدہا دِلا دیکھ ابھی مَرا نہیں
غافل اِدھر ہوا نہیں اِس نے اُدھر ڈسا نہیں
بھروسہ کچھ نہیں اِس نفس امّارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جاوے تو اِس سے بدگماں رہنا

یاد رکھنا چاہیے کہ حظِ نفس کا نقطۂ آغاز بُعد عن الحق کا نقطۂ آغاز ہوتا ہے۔یعنی نفس کا کسی گناہ سے ابتدائی مرحلہ میں اگر ایک اعشاریہ سے بھی کم ہو لطف لینا حق تعالیٰ سے کسی درجہ میں دُوری کا سبب ہوتا ہے۔

www.khanqah.org

حضراتِ مشائخ کرام کا ارشاد

سالک کے لیے عورتوں اور لڑکوں سے اختلاط میل جول نہایت زہرِ قاتل ہے کیوں کہ ذِکر کی برکت سے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اور طبیعت میں لطافت بھی بڑھ جاتی ہے پس اُنہیں حُسن کا ادراک اور احساس زیادہ ہوتا ہے، اس لیے اکثر شیطان جب گمراہی کے ہر راستے سے مایوس ہو جاتا ہے تو صوفیوں کو حسین لڑکوں اور عورتوں کے چکر میں لانے کی کوشش کرتا ہے اس لیے سالکین کو لڑکوں اور عورتوں سے بہت ہی احتیاط اور بہت ہی دُوری کا اہتمام رکھنا چاہیے۔ اور اگر لڑکوں کی طرف یا عورتوں کی طرف بدنگاہی یا میلان شدید محسوس ہو فوراً مرشد سے رجوع کریں۔

حکایت

ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے خدا! تجھ سے ملاقات کی کیا صورت ہے۔ ارشاد ہوا دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ اپنے نفس کو چھوڑ دو اور آجاؤ

تو خود حجابِ خودی حافظ از میاں برخیز

اے حافظ! تو خود ہی حجاب ہے تو ہی درمیان سے اُٹھ جا۔

۷) يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾[۹]

اور حق تعالیٰ جانتے ہیں آنکھوں کی چوریوں کو اور ان کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔

فائدہ: اِس آیت سے سبق ملتا ہے کہ بدنگاہی کرتے وقت یا دل میں گناہوں کے تصورات اور خیالات سے پوشیدہ لطف لیتے وقت یہ دھیان بھی ہونا چاہیے کہ حق تعالیٰ ہماری ان بے ہودہ اور ذلیل حرکتوں سے آگاہ ہیں۔

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

اس استحضار اور دھیان سے ندامت و شرمندگی ہو گی اور فوراً توبہ و استغفار کی توفیق ہو گی

---

[۹] المؤمن: ۱۹

www.khanqah.org

پس یہ آیت دراصل خیانتِ عین اور خیانتِ صدر (آنکھ اور سینے کی خیانت) سے حفاظت کا اکسیر نسخہ ہے، مگر نسخہ جب ہی مفید ہوتا ہے جب اس کا استعمال بھی ہو پس اس مضمون کا مراقبہ اور دھیان دل میں بار بار جمانا چاہیے کہ حق تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں اور وہ ہماری بدنگاہی کی اِس ذلیل حرکت سے آگاہ ہیں اور اِسی طرح دل میں جو بے ہودہ شہوت کے خیالات سے اور حسینوں کے تصورات سے خیالی پلاؤ کا حرام لطف لیا جارہا ہے اُس سے بھی حق تعالیٰ مطلع اور آگاہ ہیں۔ اور پھر حق تعالیٰ کے غضب، قدرت، قہر و انتقام کو سوچا جاوے، ان شاء اللہ تعالیٰ اِس استحضار کی مشق سے اور ہمت و دُعا سے دونوں خیانتوں کا ترک آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف مراقبہ، ذِکر اور وظیفوں سے یہ بیماری نہیں جاتی۔ یہ چیزیں تو معین ہیں اصل کام ہمّت اور ارادہ سے ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں دُعا سے حاصل ہوتی ہیں۔

حکایت

ایک طالب علم نے حضرتِ اقدس حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ میں حُسن سے بے حد متأثر ہوتا ہوں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں مجبور ہوں اور مجھے حسینوں سے نگاہ بچانے کی طاقت نہیں۔ حضرت نے جواب ارشاد فرمایا کہ یہ فلسفہ کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے پس حسینوں کو دیکھنے کی آپ کو طاقت ہے تو لامحالہ آپ کو نہ دیکھنے کی بھی طاقت حاصل ہے۔ یعنی جس فعل کو آدمی کرسکتا ہے وہ اس فعل کو نہ کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ یہ عقلی مسلمات سے ہے۔

۸) اِنَّ السَّمۡعَ وَ الۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡہُ مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۶﴾[۱۰]

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک کان، آنکھ اور دل ہر ایک شخص سے اُن کے افعال کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

---

[۱۰] بنی اسرآءیل: ۳۶

۹) اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾[۱۱]

بے شک آپ کا ربّ نافرمانوں کی گھات میں ہے۔

احادیثِ نبویہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

(اقتباس اور اختصار کے ساتھ)

۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں غیر عورت کی طرف دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے، اور شہوت انگیز باتیں سننا جو زنا کی رغبت پیدا کریں یہ کان کا زنا ہے، اور زبان سے غیر محرم عورتوں سے گفتگو کرکے خوش ہونا یہ زبان کا زنا ہے، اور ہاتھوں سے نا محرم عورتوں یا خوبصورت لڑکوں کو چھونا یہ ہاتھ کا زنا ہے، اور پاؤں سے اُن کی طرف چل کر جانا پاؤں کا زنا ہے، اور دل تو حرام کاری کی آرزو اور چاہ کرتا ہے اور شرم گاہ اس چیز کی تکذیب یا تصدیق کرتی ہے۔[۱۲] اعضا کی سرحدوں کی حفاظت ہی سے دل کا دارالخلافہ بھی محفوظ ہوگا، جس ملک کا بارڈر محفوظ نہیں اُس کا ہیڈ کوارٹر بھی محفوظ نہیں۔

۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرو اور اگر بضرورت بیٹھنا ہی ہو تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) راستے کا کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نظریں نیچی رکھنا، کسی کو ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی بھلی بات کا حکم دینا اور بُرائیوں سے روکنا۔[۱۳]

۳) حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اچانک نظر کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اِصْرِفْ بَصَرَكَ[۱۴] اپنی نگاہ کو پھیر لو۔

---

[۱۱] الفجر: ۱۴

[۱۲] صحیح البخاری: ۲/۹۲۲، ۹۲۳ (۶۲۷۵)، باب زنا الجوارح دون الفرج، المکتبة المظهرية

[۱۳] صحیح البخاری: ۱/۳۳۳، باب افنية الدور والجلوس فيها، المکتبة المظهرية

[۱۴] سنن ابی داؤد: ۱/۲۹۲، باب ما يؤمر به من غض البصر، ايچ ايم سعيد

www.khanqah.org

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچانک نظر معاف تو ہے مگر اس نظر کو جمانا حرام ہے، فوراً اس اجنبیہ یا لڑکے سے نظر کو پھیر لینا چاہیے۔

۴) حضرت اُمِ سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھیں کہ حضرت عبد اللہ ابن اُمِ مکتوم نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اُن کو آتے دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں پردہ کرو۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کیا وہ نابینا نہیں کہ نہ ہم کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہم کو پہچان سکتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں ہو اور کیا تم اُن کو دیکھ نہیں رہی ہو؟[۱۵]

امام زہری کہتے ہیں کہ اگر نابالغ اور کمسن لڑکی ہو لیکن اُس کی طرف دیکھنے سے خواہش پیدا ہوتی ہو تو اُس کے کسی عضو کو دیکھنا جائز نہیں۔

۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اجنبی عورتوں سے بچو۔ ایک آدمی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) دیور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔[۱۶]

شوہر کے حقیقی بھائی کو دیور کہتے ہیں۔ اور شوہر کے ہر قریبی رشتہ دار کا بھی یہی حکم ہے جیسے شوہر کے چچازاد بھائی وغیرہ ان لوگوں سے سخت احتیاط کا حکم ہے۔

۶) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص کسی اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے مگر یہ کہ اُس کا وہاں محرم بھی موجود ہو۔[۱۷]

مسئلہ: کسی نامحرم عورت یا کسی خوبصورت لڑکے کے پاس تنہائی میں بیٹھنا جائز نہیں اور بالخصوص اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت کرنا بالاتفاق حرام ہے۔

۷) **لَا تَنْظُرُوْا اِلَى الْمُرْدَانِ فَاِنَّ فِيْهِمْ لَمْعَةً مِّنَ الْحُوْرِ**[۱۸]

---

۱۵ جامع الترمذی: ۱۰۶/۲، باب ما جاء فی احتجاب النساء من الرجال، ایچ ایم سعید
۱۶ صحیح البخاری: ۷۸۷/۲ (۵۲۴۷)، باب یقل الرجال ویکثر النساء، المکتبۃ المظھریۃ
۱۷ صحیح البخاری: ۷۸۷/۲ (۵۲۴۸)، باب لا یخلون رجل بامرأۃ الا ذو محرم، المکتبۃ المظھریۃ
۱۸ مسند احمد/کشف الخفاء ومزیل الالباس للعجلونی: ۴۲۴/۲ (۲۹۹۷)، مکتبۃ العلم الحدیث

بے ریش لڑکوں کی طرف نظر مت کرو کیوں کہ اُن کے حُسن میں حوروں کی جھلک ہے۔(جس سے قلب کو کشش ہوتی ہے اور اُس سے اندیشہ فتنہ کا ہوتا ہے)

فائدہ: بعض بے علم یا بد دین صوفیوں اور نقلی دُرویشوں نے بے ریش لڑکوں سے محبت اور شہوت پرستی کو شغل عیش بنا رکھا ہے اور بعض نے ذریعہ قربِ الٰہی سمجھ رکھا ہے۔ لڑکوں سے شہوت پرستی گناہِ کبیرہ اور حرام ہے لیکن حرام فعل کو ذریعہ قربِ الٰہی سمجھنا تو سخت ضلالت اور کفر ہے۔

۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ[۱۹]

سب سے زیادہ خوف جو میں اپنی اُمت پر کرتا ہوں وہ قومِ لوط کا عمل ہے۔

۹) حضرت عبد اللہ بن عباس و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَلْعُوْنٌ مَّنْ عَمِلَ قَوْمَ لُوْطٍ[۲۰] جس شخص نے قومِ لوط کا عمل کیا وہ ملعون ہے۔(خدا کی رحمت سے دُوری کو عربی میں لعنت کہتے ہیں)

۱۰) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قومِ لوط والے عمل کے فاعل و مفعول پر دیوار گرا کر ہلاک کر دیا۔

۱۱) حق تعالیٰ نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا ایسے شخص کی طرف جس نے کسی مرد کے ساتھ بد فعلی کی یا اپنی بیوی کے پائخانے کے مقام سے شہوت پوری کی۔[۲۱]

۱۲) ایک جوان شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے زنا کی اجازت دی جاوے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا

[۱۹] جامع الترمذی:۲/۲۷۰،باب ماجاء فی حد اللوطی،ایچ ایم سعید
[۲۰] جامع الترمذی:۲/۲۷۰،باب ماجاء فی حد اللوطی،ایچ ایم سعید
[۲۱] مشکوٰۃ المصابیح:۱/۳۱۳،کتاب الحدود،ایچ ایم سعید

کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا کہ اگر تمہاری ماں سے کوئی زنا کرے تو کیا معلوم ہوگا؟ عرض کیا: نہایت مکروہ وناگوار ہوگا اور سخت غیرت آئے گی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہاری خالہ زندہ ہے؟ کیا تمہاری پھوپھی زندہ ہے؟ کیا تمہاری ہمشیرہ زندہ ہے اور ہر ایک کے ساتھ آپ نے اُس کی والدہ والا معاملہ پیش فرمایا اور اُس نے ہر ایک کے معاملے میں اظہارِ ناگواری اور اظہارِ غیرت کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے ساتھ بھی تم زنا کی خواہش کروگے وہ کسی کی ماں ہوگی یا کسی کی خالہ یا پھوپھی یا بہن ہوگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے سینے پر ہاتھ مار کر یہ دُعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَاَحْصِنْ فَرْجَہٗ[۲۲] یا اللہ! اس کے گناہ معاف فرما اور اس کے قلب کو پاک فرما اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔ پھر اُس شخص نے کہا کہ اس کے بعد مرتے دَم تک زنا کا وسوسہ بھی کبھی نہ آیا۔

۱۳) حضرت عُکاف رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کرفس ایک عبادت گزار شخص تھا۔ کسی سمندر کے کنارے تین سو سال تک اِس طرح عبادت کی کہ دن کو روزہ رکھتا رات کو نماز میں قیام کرتا۔ پھر ایک عورت کے عشق میں مبتلا ہوجانے کے سبب حق تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور سب عبادت کو ترک کردیا۔ پھر حق تعالیٰ نے اُن کو خلاصی عطا فرمائی اُس بلا سے اُن کے بعض عمل کی برکت سے اور توجہ فرمائی اور معاف فرمادیا۔ پھر مخاطب سے فرمایا: اے عُکاف! تم نکاح کرلو وَاِلَّا فَاَنْتَ مِنَ الْمُذْبِرِیْنَ ورنہ تو خسارے میں ہوگا۔ اسی طرح حدیث کے شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: شِرَارُکُمْ عُزَّابُکُمْ وَاَرَاذِلُ مَوْتَاکُمْ عُزَّابُکُمْ تم میں سب سے بُرے وہ لوگ ہیں جو بدون بیوی کے ہیں اور تمہارے مرنے والوں میں بُرے لوگ وہ ہیں جو بدون بیوی کے تھے۔

---

۲۲ شعب الایمان للبیهقی: ۳۶۲/۴-۳۶۳(۵۴۱۵)، باب فی تحریم الفروج ومایجب من التعفف عنها، دار الکتب العلمیة، بیروت

www.khanqah.org

اور عُکاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکاح نہ ہونے کے سبب شیطان کا بھائی فرمایا۔ نیز ارشاد فرمایا کہ صالحین پر شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار عورتیں ہیں۔[۲۳] (پھر حضرت عُکاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کر لیا)

فائدہ: اِس حدیث میں نکاح کی ترغیب ہے اور نکاح نہ کرنے کے فتنوں کا ذکر ہے۔ لیکن نکاح سے مجبور لوگوں کے لیے دوسری روایت میں علاج روزہ مذکور ہے۔

۱۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص مسکین ہے، وہ شخص مسکین ہے جس کی بیوی نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ **وَاِنْ کَانَ کَثِیْرَ الْمَالِ** اگرچہ مال کثیر رکھتا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ مال کثیر رکھتا ہو۔ پھر فرمایا: وہ عورت مسکینہ ہے جس کا شوہر نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا **وَاِنْ کَانَتْ کَثِیْرَۃَ الْمَالِ** اگرچہ مال کثیر رکھتی ہو؟ ارشاد فرمایا: اگرچہ مال کثیر رکھتی ہو۔[۲۴]

۱۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دُنیا پونجی ہے اور دُنیا کی بہترین دولت نیک عورت ہے۔[۲۵]

۱۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے صرف حُسن کو دیکھ کر یا صرف مال دیکھ کر نکاح نہ کرو کیوں کہ ہو سکتا ہے حُسن اُس کو بُرائی کی طرف لے جاوے اور مال اُس کو سرکش اور بدتمیز کر دے۔ پس نکاح میں دین کو مقدم رکھو۔ یعنی دین دار عورت سے نکاح کرو۔[۲۶]

۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ نِصْفَ الْاِیْمَانِ فَلْیَتَّقِ اللہَ فِی النِّصْفِ الْبَاقِیْ**[۲۷] جس شخص نے نکاح کر لیا اُس نے بے شک نصف ایمان مکمل کر لیا اور نصف باقی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔

فائدہ: نکاح سے دل کو سکون رہتا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت آسان ہو جاتی ہے۔

---

۲۳ کنز العمال:۱۶/۲۷۷(۴۴۴۴۹)،کتاب النکاح،باب فی الترغیب فیہ،مؤسسۃ الرسالۃ
۲۴ المعجم الاوسط:۶/۳۴۸(۶۵۸۹)،باب المیم،من اسمہ محمد،دار الحرمین،القاھرۃ
۲۵ صحیح مسلم:۱/۴۷۵،باب الوصیۃ بالنساء،ایچ ایم سعید
۲۶ جمع الفوائد:۵۷۱
۲۷ کنز العمال:۱۶/۲۳۵(۴۴۴۳۳)،کتاب النکاح،باب فی الترغیب فیہ،مؤسسۃ الرسالۃ

بس ہمت اور تقویٰ کا اہتمام رکھے تو ان شاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہے گا۔

۱۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت میں (یعنی اُس کا سامنا اور اُس کا پیچھا دونوں دل کو اور ایمان کو خراب کرتا ہے) پس جب کسی شخص کی نظر کسی عورت پر پڑ جاوے اور اس کا خیال آئے تو اپنی اہلیہ سے صحبت کر لے اس عمل سے اُس کے نفس کا بُرا تقاضا دفع ہو جاوے گا۔[۲۸]

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں اِنَّ الَّذِیْ مَعَهَا مِثْلُ الَّذِیْ مَعَهَا[۲۹] یعنی جو تمہاری بیوی کے پاس ہے وہ بھی مثل اُس چیز کے ہے جو اُس اجنبیہ کے پاس ہے۔

۱۹) مَنْ عَشِقَ وَكَتَمَ وَعَفَّ ثُمَّ مَاتَ فَهُوَ شَهِيْدٌ[۳۰] جو شخص عاشق ہوا اور اپنے عشق کو چھپایا اور عفیف رہا (یعنی نہ آنکھ سے دیکھتا ہے، نہ ہاتھ سے خط لکھتا ہے، نہ پاؤں سے جاتا ہے اس کی گلی میں، نہ دل میں قصداً اُس کا خیال لاتا ہے) اور اِس ضبط و گھٹن سے مر گیا تو وہ شہید ہے۔

۲۰) اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ لِاَنَّهٗ يَصْطَادُ بِهِنَّ الرِّجَالَ وَيَجْعَلُهُنَّ اَسْبَابًا لِّاِغْوَائِهِمْ[۳۱] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں شیطان کی جال ہیں (حبائل کے معنیٰ پھندا اور جال) یعنی شیطان عورتوں کے ذریعے سے مَردوں کا شکار کرتا ہے۔

۲۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَّجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ[۳۲]

---

۲۸ جمع الفوائد، ۸۷۱

۲۹ جامع الترمذی: ۲۱۹/۱، باب ما جاء فی الرجل یری المرأۃ تعجبہ، ایچ ایم سعید

۳۰ کنز العمال: ۳۷۲/۳ (۷۰۰۰)، حرف العین، منہا العشق، مؤسسۃ الرسالۃ

۳۱ مصنَّف ابن ابی شیبۃ: ۱۶۹/۱۹ (۳۵۶۹۴)، کلام ابن مسعود من کتاب الزہد، مؤسسۃ علوم القراٰن

۳۲ کنز العمال: ۳۲۸/۵ (۱۳۰۶۸)، قرع فی مقدمات الزنا و الخلوۃ بالاجنبیۃ، مؤسسۃ الرسالۃ- المستدرک للحاکم: ۳۴۹/۴ (۷۸۷۵)

www.khanqah.org

حدیثِ قدسی ہے حق تعالیٰ کا ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل فرمایا۔ نظر شیطان کے تیروں میں سے زہریلا تیر ہے جو شخص میرے خوف سے باوجود دل کے تقاضے کے اپنی نظر پھیر لے میں اُس کے بدلے اُس کو ایسا پختہ ایمان دے دوں گا جس کی لذّت کو وہ اپنے قلب میں محسوس کرے گا۔

۲۲)جب تم میں کوئی دیکھے کسی حسین عورت کو اور وہ اُس کو اچھی معلوم ہو پس اُس کو چاہیے اپنی بیوی کے پاس چلا آوے یعنی اُس سے صحبت کرے۔ فَإِنَّ الْبُضْعَ وَاحِدٌ وَّمَعَهَا مِثْلُ الَّذِیْ مَعَهَا[۳۳] کیوں کہ شرم گاہ دونوں جگہ ایک ہی سی ہے اور بی بی کے پاس بھی ویسی ہی چیز ہے جیسی اُس اجنبی عورت کے پاس ہے۔

ارشاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی نظر کو ہر چیز میں صرف حاجت روائی کے درجے تک منحصر رکھنا چاہیے اور لذّت کے درجے کے درپے نہ ہو کیوں کہ لذّت کی کوئی حد نہیں۔ پس جو اس کے درپے ہو گا اُس کو کبھی تشویش سے نجات نہ ہو گی، اور جو شخص حاجتِ نفس پر کفایت کرے گا جس وقت حاجت پوری ہو جاوے گی، اُس کو سکون ہو جاوے گا۔ پس اجنبیہ کی فَرج کو اپنی بی بی کی فَرج پر کوئی افزونی نہیں اور دونوں میں فرق کرنا محض شیطان کا مُلمع ہے۔ یہ تقریر حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جس کو حضرتِ اقدس حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے التشرف جلد ثالث میں نقل فرمایا ہے۔

بلعم بن باعورا کی عبرتناک حکایت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک عالم مقتدا جس کا نام بلعم بن باعورا ملک شام بیت المقدس کے قریب کنعان کا رہنے والا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ جب غرقِ فرعون اور فتح مصر کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو قوم جبارین سے جہاد کا حکم ملا تو جبارین

۳۳؎ کنزالعمال: ۵/۳۲۶(۱۳۰۵۴)، باب فی انواع الحدود، مؤسسۃ الرسالۃ

خائف ہوئے اور جمع ہو کر بلعم بن باعورا کے پاس آئے اور دُعا کی درخواست کی کہ ہمارے مقابلے سے حق تعالیٰ اُن کو واپس فرمادیں۔

بلعم بن باعورا کو اسمِ اعظم معلوم تھا۔ اُس کے ذریعے جو دُعا کرتا تھا قبول ہوتی تھی۔ بلعم نے کہا کہ افسوس کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اُن کے ساتھ اللہ کے فرشتے ہیں میں اُن کے خلاف کیسے بد دُعا کر سکتا ہوں، اِس سے تو میرا دین اور میری دُنیا دونوں تباہ ہو جائیں گے۔ اُن لوگوں نے جب بے حد اصرار کیا تو بلعم نے کہا اچھا میں حق تعالیٰ سے اِس نوع کی دُعا کی اجازت لیتا ہوں۔ اُس نے کوئی عمل یا استخارہ کیا جواب میں اُس کو بتلایا گیا کہ ہرگز ایسا نہ کرے۔ اُس نے قوم کو بتلایا کہ مجھے بد دُعا کرنے سے روک دیا گیا۔ اُس وقت قومِ جبارین نے بلعم کو بڑا ہدیہ پیش کیا جو درحقیقت رشوت تھی اُس نے ہدیہ قبول کرلیا۔ پھر اُس قوم کے لوگ اُس کے پیچھے پڑ گئے اور اُس کی بیوی نے بھی مشورہ دیا کہ رشوت قبول کرلو پس وہ بیوی اور مال کی محبت میں اندھا ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے خلاف بد دُعا کرنا شروع کی۔

اُس وقت قدرتِ الٰہیہ کا عجیب کرشمہ یہ ظاہر ہوا کہ جو کچھ وہ کلماتِ بد دُعا نکالتا وہ کلمات جبارین کے لیے نکلتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے نکلتے ہی نہ تھے۔ پس قوم جبارین کے لوگ گھبرا گئے اور چلّا اُٹھے کہ تو ہمارے خلاف بد دُعا کر رہا ہے۔

بلعم نے کہا میں کیا کروں میری زبان میرے اختیار سے باہر ہو گئی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُس قوم پر تباہی آئی اور بلعم کو یہ سزا ملی کہ اُس کی زبان لٹک کر سینے پر آگئی۔ اِس عذاب کا قرآنِ حکیم میں ذکر ہے:

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ [۳۴]

پس بلعم کا حال ایسا ہے جیسے کتا کہ اُس پر بوجھ لاد و تو ہانپنے لگے اور اگر چھوڑو تو بھی ہانپے۔ پھر بلعم نے کہا کہ اے میری قوم! اب تو میری دُنیا اور آخرت تباہ ہو گئی مگر ہم تمہیں ایک چال بتاتے ہیں جس کے ذریعے تم موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے لشکر پر غالب

[۳۴] الاعراف: ۱۷۶

آسکتے ہو۔ وہ چال یہ ہے کہ تم اپنی حسین لڑکیوں کو مزین کرکے بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دو یہ لوگ مسافر ہیں گھروں سے مدّت کے نکلے ہوئے ہیں اِس تدبیر سے اگر یہ حرام کاری میں مبتلا ہوگئے تو اُن پر قہر وعذاب نازل ہوگا اور پھر یہ قوم فاتح نہیں ہوسکتی۔ بلعم کی یہ شیطانی چال اُن کی سمجھ میں آگئی اور اِس تدبیر سے بنی اسرائیل کا ایک شخص فتنے میں مبتلا ہوگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بہت روکا مگر نہ مانا جس کے نتیجے میں بنی اسرائیل پر طاعون کا سخت عذاب آیا اور ستّر ہزار اسرائیلی مر گئے۔ بعد ازاں جس شخص نے بُرا کام کیا تھا اُس جوڑے کو قتل کرکے منظرِ عام پر ٹانگ دیا کہ سب لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور سب نے توبہ کی، اُس وقت یہ عذاب رفع ہوا۔[۳۵]

حضرت حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ کے چند اہم اور نہایت نافع ارشادات

(مع تشریحات از مؤلف)

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔ روح دُنیا ہی میں نہایت بے سکون اور پریشان ہوجاتی ہے، نیند حرام ہوجاتی ہے، ہر وقت اُسی معشوق کا خیال ستاتا ہے، نہ موت نہ زندگی۔ اہلِ دوزخ کے بارے میں ارشاد ہے:

لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰی ﴿۱۳﴾[۳۶]

نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔ موت و حیات کے درمیان کیا ہی بُری کشمکش کی زندگی ہوگی۔ دوزخ جو مجرمین کی جگہ ہے اُس کے آثار و علامت دُنیا ہی میں اُن مجرمین اور گناہ گاروں پر کرب و تکلیفِ روحانی اور امراضِ جسمانی کی صورت میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ احقر کا ایک شعر ہے ؎

حسینوں سے جسے پالا پڑا ہے
اُسے بس سنکھیا کھانا پڑا ہے

---

[۳۵] تفسیر ابن کثیر: ۶/۴۵۴، الاعراف (۱۷۶)، مؤسسة قرطبة

[۳۶] الاعلیٰ: ۱۳

www.khanqah.org

اِس شعر کی تشریح یہ ہے کہ اگر اس حسین سے وصال ہوا تو عاشق حرص سے اس قدر مادۂ منویہ ضایع کردیتا ہے کہ اکثر بالکل نامرد ہوجاتا ہے پھر حکیموں کی خوشامد کرتا ہے اور کشتۂ سنکھیا کھانا پڑتا ہے، اور اگر نہ اچھا ہوا تو سنکھیا کھا کر خودکشی کرتا ہے، اور اگر فراق ہی ہمیشہ رہا تو بھی تڑپ تڑپ کر کُتّے کی موت مرتا ہے۔ اِسی سبب سے حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب ان آتشی رخوں پر نظر اچانک پڑجاوے تو ان کے رخساروں کی سُرخی کو آگ سمجھ کر رَبَّنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھو

دیکھ مت اِن آتشی رخوں کو تو زنہار
پڑھ رَبَّنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

چشم دید عبرتناک حکایات

حکایت ۱

احقر نے ایک شاعر خوش گلو دوکاندار کو دیکھا کہ نہایت پریشان اور دوکان پر خاک برس رہی ہے، نہ صفائی ہے نہ مال کا اسٹاک ہے۔ بال پاگلوں جیسے بکھرے، آنکھیں زیادہ جاگنے سے خشک، بے رونق اور اندر کو دھنسی ہوئی۔ احقر کو دیکھ کر اُس نے دوکان کے اندر بُلایا اور کہا کہ میں بہت پریشان ہوں، دوکان ختم ہورہی ہے، کسی کام میں جی نہیں لگتا

کیا جی لگے گا اُس کا کسی کاروبار میں
دِل پھنس گیا ہو جس کا کسی زُلفِ یار میں

رات بھر نیند نہیں آتی، دوکان کی تباہی سے بال بچوں پر فاقے کی نوبت ہے، خدا کے لیے کسی اللہ والے کے پاس لے چلو جہاں سکون حاصل ہو۔ احقر نے عرض کیا: آخر بات کیا ہے، سببِ پریشانی تو بتاؤ۔ کہا کہ عشقِ مجازی میں مبتلا ہوگیا ہوں۔ پھر احقر کا پاکستان آنا ہوگیا، معلوم نہیں اُس غریب کا کیا حشر ہوا۔

ہر عشقِ مجازی کا آغاز بُرا دیکھا
انجام کا یا اللہ کیا حال ہوا ہوگا

www.khanqah.org

حکایت ۲

ایک زمیندار کا لڑکا ہونّق صورت، جھاڑو پھرا چہرہ ذِلّت کے ساتھ ایک دواخانے میں دوا کوٹ رہا تھا۔ اُس کے باپ کو دیکھا کہ بھنگی کی طرح میلے پھٹے کپڑے میں بھیک مانگ رہا ہے۔ مقامی دوستوں نے بتایا کہ یہ باپ نہایت امیر تھا۔ سنگاپور ملایا کی آمدنی سے لاکھوں روپیہ اس کے پاس موجود تھا لیکن اس کا یہ نالائق لڑکا جو دوا کوٹنے کی ملازمت کررہا ہے عشقِ مجازی کا شکار ہوا، پکڑا گیا، خوب جوتے لگے، جیل میں گیا۔ تمام آمدنی اور زمینداری اس لڑکے کو جیل سے چھڑانے میں ختم ہوگئی، اب دونوں باپ بیٹے اور اس کے گھر والے ذِلّت اور محتاجی کی زندگی گزارتے ہیں۔

حکایت ۳

ایک ڈاکٹر کا لڑکا انجینئرنگ کی ڈگری لندن سے لے کر احقر کے پاس آیا اور بتایا کہ میں لندن میں عشقِ مجازی کا شکار ہوا اور بالکل نامَرد ہوچکا ہوں علاج کیا مگر نفع نہ ہوا۔ باپ نے شادی کی، عورت نے ایک ہفتہ کے اندر میری نامردی سے مایوس ہوکر طلاق لے لی اور اب منہ چھپائے گھر کے اندر رہتا ہوں، ہر طرف سے موت آتی نظر آرہی ہے مگر موت بھی نہیں آتی۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ دوزخی کو ہر طرف سے موت آتی نظر آئے گی مگر وہ مرنے نہیں پائے گا۔

لڑکوں کے عشق میں عورتوں کے عشق سے زیادہ شدید ظلمت ہوتی ہے کیوں کہ عورت کسی وقت میں بعد نکاح حلال ہوسکتی ہے۔ اور مَرد کسی مَرد کے لیے کبھی بھی حلال نہیں ہوسکتا اس وجہ سے اس کی ظلمت نہایت شدید ہوتی ہے۔

کسی چھوٹے بچے یا کسی چھوٹی بچی کی طرف بھی اگر نفس کا میلان ہو اور جس کی پہچان یہ ہے کہ اگر گود میں لے کر اُسے پیار کرے تو شہوت محسوس ہو پس اُس کو دیکھنا اور چھونا بھی حرام ہے۔

فاعل اور مفعول دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں میں ہمیشہ کے لیے ذلیل ہوجاتے ہیں۔

جس شخص کے چہرے اور آنکھوں کی بناوٹ سے اور گفتگو سے نفس کو لذّت ملے اور میلان خفیف بھی محسوس ہو اُس سے فوراً ہٹ جانا چاہیے۔

جب کسی صورت سے شغف اور عشق میں ابتدا ہوتا ہے تو اِس قہر و عذابِ الٰہی کو تمویہ کہتے ہیں اور شیطان اُس صورت کو حقیقت سے کئی گنا زیادہ کر کے اُس کو حسین دکھاتا ہے حتیٰ کہ اُس کی آنکھوں میں سو تیر و کمان نظر آتے ہیں لیکن جب گناہ کرلیتا ہے تو وہی حسین صورت مکروہ اور بد صورت اور ذلیل معلوم ہوتی ہے، یعنی گناہ سے قبل جو معیار حُسن کا اُس میں نظر آرہا تھا وہ باقی نہیں رہتا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ وہ شیطان کی طرف سے تصرف اور شعاعِ انعکاسیہ شیطانیہ کا تجمل تھا

صد کمان و تیر در جے ناوکے

جب کسی صورت کے ساتھ شغف وابتلا سے نجات حاصل ہو جاوے تو اِس کو تنبیہ کہتے ہیں

گر نماید غیر ہم تمویہ اوست
در رود غیر از نظر تنبیہ اوست

جب غیر اللہ کی محبت کا غلبہ ہو تو یہ امتحان ہے اور جب غیر سے نجات حاصل ہو جاوے اور غیر نظر سے جاتا رہے تو یہ حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہے۔

حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اِس شعر کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ جب انسان کو کسی صورت کی طرف میلان ہو جاتا ہے اور وہ صورت دل میں اُتر جاتی ہے تو وہ زبان سے اگرچہ لاحول اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دَم کرتا ہے لیکن چوں کہ یہ عاشق دل کو اُس صورت کے حصول کی حدیث نفس سے خالی نہیں کرتا اور عزم و ہمت کے ساتھ خالی کرنا بھی نہیں چاہتا بس اِس کا وہ حال ہوتا ہے

سبحہ بر کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

پس یہ عدم خلوص سبب ہو جاتا ہے عدم تاثیر استعاذہ کا (یعنی اخلاص کے ساتھ اُس صورت کو چھوڑنا نہیں چاہتا پس وظیفہ کا اثر اِس عدم اخلاص سے اُس پر نہیں ہوتا۔ ورنہ

حق تعالیٰ کی شان تو یہ ہے: یُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ اور وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یعنی مضطر کی دُعا کو قبول فرماتے ہیں جب وہ دُعا مانگے، اور جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ضرور ضرور ہم اپنے راستے اُس کے لیے کھول دیتے ہیں۔

پس کسی صورت کے استحسان کا ضرورت سے زائد مستحسن معلوم ہونا کہ عقل اور دین میں نقصان اور اختلال پیدا ہونے لگے تمویہ کہلاتا ہے اور اِس سے نجات حاصل ہونا حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کہلاتا ہے۔ حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اِس مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ احقر بھی اِس وقت ایک تمویہ میں ابتلا ہے اور ایک تنبیہ کی استدعا ہے اے اللہ! رحم و کرم فرما اور اے ناظرین! آپ بھی میرے لیے دُعا کریں کہ ہر تمویہ سے نجات حاصل ہو اور نجات کے بعد حفاظت اور موت کے بعد مغفرت کی دُعا کریں۔ اَللّٰھُمَّ نَجِّ اَشْرَفَ عَلِیٍّ وَاحْفَظْ اَشْرَفَ عَلِیٍّ وَاغْفِرْ لِاَشْرَفَ عَلِیٍّ۔

نوٹ: اللہ والوں کا امتحان اور اُن کی تمویہ کو ہرگز اپنے اُوپر قیاس نہ کرنا چاہیے۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر

البتہ عبرت حاصل کرنی چاہیے اور خدائے تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اپنے تقویٰ و تقدس پر کبھی ناز نہ کرے اور حق تعالیٰ سے حفاظت اور پناہ مانگتا رہے۔

حضرت مولانا عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

از: مثنوی رومی

ارشاد نمبر ۱

کودکے از حُسن شد مولائے خلق
بعد پیری شد خرف رسوائے خلق

جو لڑکا کم سنی میں اپنے حُسن کے سبب سردارِ خلق بنا ہوا ہے یعنی ہر شخص اُس کو دیکھ کر کہتا ہے آؤ بادشاہ، آؤ میرے چاند، اے میرے دل و جان کے مالک! وغیرہ وغیرہ جب یہی لڑکا بوڑھا ہو کر آوے گا تو یہی مخلوق اُس کو ذلیل اور کھوسٹ سمجھے گی۔

احقر کا شعر ہے۔

اس کے عارض کو لغت میں دیکھو
کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

ارشاد نمبر ۲

ہمچو اَمرد کز خدا نامش دہند
تا بدیں سالوس در دامش کنند

مثل حسین لڑکے کہ عاشق مجاز اُس کے حُسن سے متأثر ہو کر اُس کو اپنا آقا کہتے ہیں اور بعض خدائے حُسن کہتے ہیں تاکہ اِس تعریف اور خوشامد سے اُس کو اپنے مکر و فریب کے جال میں پھانس لیں۔

ارشاد نمبر ۳

چوں بہ بدنامی بر آید ریش او
ننگ دارد دیو از تفتیش او

لیکن جب وہ حسین لڑکا اسی بدنامی اور معشوقیت کی رسوائی کے ساتھ کچھ دن میں داڑھی مونچھ والا ہو جاتا ہے تو اُس کے تمام عشاق اُس کو دیکھ کر اِدھر اُدھر کھسک جاتے ہیں اور اُس کی کم سنی میں جو آگے پیچھے اُس کی خدمت میں پھرتے تھے اب شیطان کو بھی اُس کی خیریت اور مزاج پُرسی سے شرم آتی ہے۔

ارشاد نمبر ۴

چوں رود نور و شود پیدا دُخاں
بفسرد عشق مجازی آں زماں

جب داڑھی مونچھ آجانے سے چہرے کا حُسن جاتا رہا اور دھواں ظاہر ہوا (جیسا کہ داڑھی مُنڈانے کے باوجود رُخساروں پر ہلکی سیاہی سی ظاہر رہتی ہے) تو عشقِ مجازی کا بازار وہیں ٹھنڈا اور سرد ہو کر رہ جاتا ہے۔

ارشاد نمبر ۵

وعدہ ہا باشد حقیقی دلپذیر
وعدہ ہا باشد مجازی تاسہ گیر

حق تعالیٰ کے وہ وعدے جو مومنین کے لیے دیدار اور جنّت کے ہیں ان سے اولیائے کرام اور مومنین کاملین کے ارواح اور قلوب کس درجہ پُر سکون اور اطمینان کی لذّت سے سرشار ہیں لیکن جن کو شیطان عشقِ مجازی اور حُسن فانی پر جو کچھ ملمع سازی کی عارضی چمک دمک دکھا کر بے وقوف بنالیتا ہے اُن کے دلوں کا غم اور اُن کی پریشانیاں اِس قدر واضح ہیں کہ خود عاشق مجاز اُس سے نالاں ہیں۔

حکایت

ایک سیاہ فام عاشقِ مجاز ڈاکٹر میرے مرشد پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کانپور میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت رات بھر نیند نہیں آتی ایک عالمِ اضطراب طاری ہے۔ احقر نے دل میں سوچا کہ عشقِ مجازی قہرِ الٰہی ہے، دیکھو بے چارہ کس طرح تڑپ رہا ہے۔ اور اللہ والے کیسے مطمئن اور خوش ہیں کہ ان کو اپنے محبوبِ حقیقی سے کبھی فراق ہی نہیں۔

ارشاد نمبر ۶

زیں سبب ہنگامہا شد کل ہدر
باشد ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر

اِسی سبب کہ دُنیا کے معشوقوں کا حُسن عارضی ہوتا ہے کچھ ہی دن میں اُن کے عاشقوں کے بازار کا ہنگامہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اپنی آنکھوں سے حُسنِ رفتہ کے کھنڈرات اور ویرانیوں کو دیکھ کر ایامِ رفتہ کے رائیگاں جانے پر آہ سرد کھینچتے اور کفِ افسوس ملتے ہیں، اور برعکس عشاقِ حق چوں کہ غیر فانی اور ہمیشہ باقی رہنے والی ذات کی محبت میں سرگرم ہیں اِس لیے اُن کے بازارِ محبت کا ہنگامہ گرم تر رہتا ہے۔

www.khanqah.org

ارشاد نمبر ۷

رنگِ تقویٰ رنگِ طاعت رنگِ دیں
تا ابد باقی بود بر عابدیں

اہل اللہ کے تقویٰ اور طاعت اور دین کا رنگ ہمیشہ اُن کی روح پر باقی رہے گا اور ہمیشہ حق تعالیٰ کی محبت کی لذّت سے اُن کی روح سرشار اور پُرکیف رہے گی حتّٰی کہ جنّت میں پہنچ کر ہمیشہ کے لیے لطف و عیش کی زندگی پائیں گے۔

ارشاد نمبر ۸

رنگِ شک رنگِ کفران و نفاق
تا ابد باقی بود بر جانِ عاق

اِسی طرح شک اور کفر اور نفاق کا رنگ بھی ہمیشہ نافرمانوں کی جانوں پر باقی رہے گا حتّٰی کہ اگر بدون توبہ مریں گے تو دوزخ تک یہ رنگ اُن کو لے جاوے گا۔

ارشاد نمبر ۹

عشق را باحیؒ وباقیوم دار
عشق با مُردہ نباشد پائیدار

اے لوگو! عشق تو صرف اُس زندہ حقیقی اور قیوم سے کرو جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے تو تمہیں بطریق اولیٰ سنبھالے رہے گا۔ اور جو خود مرنے والے ہیں اُن پر مرنے سے کیا پاؤ گے۔ مُردوں کے ساتھ عشق پائیدار نہیں رہتا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دَم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں ہے

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بُتاں نہیں ہوتا

ارشاد نمبر ۱۰

عشق آں بگزیں کہ جملہ انبیاء
یافتند از عشق او کار و کیا

عشق اُس ذات پاک سے اختیار کرو کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے جس کے فیضِ عشق سے دونوں جہاں میں عزت پائی۔

ارشاد نمبر ۱۱

عشق زندہ در رواں و در بصر
ہر دمے باشد ز غنچہ تازہ تر

حق تعالیٰ کا عشق اُن کے عاشقوں کی رگوں میں لہو کے ساتھ رواں ہے اور اُن کی آنکھوں سے اُن کے نورِ باطن کا عکس معلوم ہوتا ہے۔

تابِ نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں
اُن کی جھلک بھی تھی مِری چشم پُر آب میں

جو نکلی آہیں تو حور بن کر، جو نکلے آنسو تو بن کے گوہر
یہ کون بیٹھا ہے میرے دل میں یہ کون چشم پُر آب میں ہے

پس عاشقانِ حق ہر وقت غنچہ سے بھی زیادہ تازہ و تر اور خوش ہیں۔ عشق باقی کی خوشی باقی اور عشق فانی کی خوشی فانی۔

ارشاد نمبر ۱۲

عشق ہائے کز پئے رنگے بود
عشق نبود عاقبت ننگے بود

جو عشق رنگ و صورت پر ہوتا ہے تو صورت و رنگ کے فنا کے بعد صرف شرمندگی باقی رہ جاتی ہے اور عشق ختم ہو جاتا ہے۔

گیا حُسن خوباں و دل خواہ کا
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

حکایت

ایک مُرید کسی بزرگ کے یہاں خدا کی محبت سیکھنے گئے، شیخ کی ایک خادمہ پر اُن کی نظر پڑ گئی۔ شیطان کو صوفیوں کی بڑی فکر ہوتی ہے کہ اِن کا راستہ خراب کرو ورنہ یہ اللہ والا ہو گیا تو ایک جہاں کو اللہ والا بنادے گا۔ پس شیطان نے زہرِ عشق والے تیر کو اُس خادمہ کی آنکھوں سے اُس مُرید کے دل میں پیوست کر دیا۔ وہ خادمہ اللہ والی تھی تقویٰ کی برکت سے اُس مُرید کے آنکھوں کی ظلمت کو اُس نے محسوس کر لیا۔

حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جو لڑکا حسین متقی ہو گا اُس کو اگر بُری نظر سے کوئی دیکھتا ہے تو اُس کی ظلمت بد نگاہی کو اُس کا نورِ باطن ادراک کر لیتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اُس خادمہ نے اُس کی خیانتِ چشم کی ظلمت کو محسوس کر لیا اور اُس کی بد نگاہی کا قصہ شیخ سے نقل کیا۔ اللہ والے کسی کو رُسوا نہیں فرماتے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک شخص بد نگاہی کر کے آیا۔ آپ نے نورِ باطن سے اُس کی آنکھوں کی ظلمت محسوس کر کے فرمایا کہ کیا حال ہو گا ایسے لوگوں کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔ پس وہ سمجھ گیا اور اُس نے توبہ کی اور تمام اہلِ مجلس پر اُس مسلمان کی پردہ پوشی بھی رہی۔

پس اُس شیخِ کامل نے اُس مُرید کو کچھ نہیں کہا اور خفیہ تدبیر سے اُس کے علاج کی کوشش شروع کر دی، دُعا بھی کی اور تدبیر کے طور پر اُس خادمہ کو مسہل دے دیا اور جس قدر دست آئے سب کو ایک طشت میں جمع کراتے رہے جب دستوں کی کثرت سے اُس خادمہ کی شکل خوفناک اور بد صورت ہو گئی تو اُس مُرید کے سامنے پیش کیا۔ اُس مُرید نے حُسن کی ویرانیاں دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ پھر شیخ نے فرمایا: اے شخص! تو اگر اِس پر عاشق تھا تو اب کیوں منہ پھیرتا ہے اور اِس کے بدن سے تو صرف دستوں کا یہ

مجموعہ جو اِس طشت میں ہے کم ہوا ہے صرف اِسی پائخانہ کے بدن سے نکل جانے کے سبب تیرا عشق ٹھنڈا پڑ گیا۔ تو معلوم ہوا کہ تو اِسی پائخانہ پر عاشق تھا کیوں کہ اِس خادمہ کے جسم سے تو اور کوئی چیز نہیں نکلی سوائے پائخانے کے۔ پس مُرید شرمندہ ہوا اور اپنی غلطی کا احساس ہوا، توبہ کی توفیق ہوئی اور کام میں لگ گیا۔ اور جن کو توبہ نصیب نہیں ہوتی وہ مرتے وقت یہ کہتے ہیں۔

آئے تھے کس کام کو کیا کر چلے
تہمتیں چند اپنے سر پر دَھر چلے

واں سے پرچہ بھی نہ لائے ساتھ میں
یاں سے سمجھانے کو لے دفتر چلے

اُس کے دستوں سے حُسن کے زوال پر احقر کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

حُسن جب مسہل سے پھیکا پڑ گیا عشق کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا
شیخ نے طالب کی پھر اصلاح کی اور کہا کہ کیا ہوئی وہ عاشقی
خادمہ کے جسم سے کیا کم ہوا دیکھ کر کیوں آج تجھ کو غم ہوا
جسم سے کیا چیز رخصت ہوگئی جس سے تجھ کو اتنی نفرت ہوگئی
شیخ نے پھر طشت دِکھلایا اُسے جمع جس میں خادمہ کے دست تھے
اور کہا کہ دیکھ اے طالب اِسے صرف یہ نکلا ہے اِس کے جسم سے
پس ترا معشوق یہ پاخانہ تھا تو اِسی کا آہ بس دیوانہ تھا
خادمہ سے عشق تجھ کو تھا اگر اب وہ کیوں جاتا رہا اے بے خبر
طالبِ حق ہو گیا بس منفعل اپنی غلطی سے ہوا بے حد خجل
رستگاری نفس کی زنجیر سے پاگیا مرشد کی اک تدبیر سے

www.khanqah.org

ارشاد نمبر ۱۳

این نہ عشق است آنکہ در مردم بود
این فساد از خوردن گندم بود

حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی آدمی کا رنگ و صورت سے عشق کرنا دراصل عشق نہیں بلکہ فسق ہے اور یہ سب فساد گندم کھانے کا ہے، یعنی خدائے پاک کھانے کو دے رہے ہیں اِس لیے یہ بد مستی سوجھ رہی ہے، اگر خدائے پاک کھانے کو نہ دیں تو سب عاشقی ناک کے راستے نکل جاوے۔

حکایت

حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے دمشق کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے کہ دمشق میں عشق بازی اور حُسن پرستی کی بیماری عام ہوگئی تو حق تعالیٰ کی طرف سے قحط کا عذاب آیا اور بھوک کی تکلیف سے لوگ مرنے کے قریب ہونے لگے۔ تو بعض لوگوں نے اُن عشق بازوں سے کہا کہ بتاؤ! روٹی لاؤں یا آپ کا معشوق لاؤں؟ تو اُن عاشقوں نے کہا کہ معشوق کو ڈالو چولہے بھاڑ میں ہمیں تو روٹی لادو کہ زندگی خطرے میں ہے۔

چناں قحط سالی شد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

حضرت سعدی اس واقعے کو اس شعر میں بیان فرماتے ہیں کہ دمشق میں ایسی قحط سالی ہوئی کہ یار لوگ بس روٹی کے غم میں عشق ہی بھول گئے۔

حکایت

حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص کو بدنگاہی کی عادت تھی۔ ایک عالم بزرگ نے اِس فعلِ خبیث سے منع فرمایا۔ کہنے لگا: اجی حضرت! میں تو حسینوں میں خدا کی قدرت کا تماشا دیکھتا ہوں۔ اُن بزرگ نے ایسا جواب دیا کہ دن میں تارے نظر آگئے۔ فرمایا: اپنی ماں کی شرم گاہ میں خدا کی قدرت کا تماشا

www.khanqah.org

دیکھ کہ تو کس قدر طول و عرض کے ساتھ ایسے تنگ راستے سے بر آمد ہوا ہے۔ بس ایسا لاجواب ہوا کہ دَم بخود رہ گیا۔

بعض شاعروں کو دھوکا

بد نگاہی کے خبیث اور نصِ قطعی سے حرام فعل کے متعلق شیطان نے بعض شاعروں کو یہ پٹی پڑھائی کہ پاک نظر سے دیکھنا جائز ہے، جب تک نظر ناپاک نہ ہو حسینوں کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں اور اپنی اِس حُسن پرستی کے جواز میں یہ شعر پڑھا کرتے ہیں

ہر بوالہوس نے حُسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

اِس شعر سے بد نظری کی گنجایش نکالنا دراصل خود اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک عرصے تک کسی حسین کو دیکھتے رہنے سے اگرچہ اس کے وصال کی صورت بھی نہ ہو۔ بعض لوگوں کو گندے خیالات نہیں آتے لیکن اُن کی آنکھوں کو زنا کا لطف آتا رہتا ہے اور یہ نادان سمجھتا ہے کہ میری یہ نظر پاک ہے اور اس کی محبت کو بھی پاک سمجھتا ہے لیکن شیطان دراصل اس کو بُدھو اور بے وقوف بنائے ہوئے ہے اور اسی طرح آہستہ آہستہ اس کی محبت کا (سلو پوائزن) ہلکا زہر اس کے دل میں غیر شعوری طور پر پیوست کرتا رہتا ہے اور جب زہرِ عشق پورا اُتر جاتا ہے تب اس کے بغیر چین نہیں آتا۔

حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بعض لوگوں کو اس قدر مخفی عشقِ مجازی ہوتا ہے کہ خود اس عاشق کو بھی احساس نہیں ہوتا اور زندگی بھر پتا نہیں پاتے۔ لیکن جب وہ معشوق مر جاتا ہے تب قلب میں سوزش اس کی جدائی کی محسوس ہوتی ہے ایک محقق شیخ ایسے شخص کو اس وقت تنبیہ کرتا ہے کہ توبہ کرو یہ تعلق غیر شعوری طور پر اس اجنبیہ یا اَمرد سے تھا جس کے انتقال کے بعد اِس کا ظہور اور انکشاف ہوا۔ اسی طرح بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ میری نظر پاک ہے یا میری محبت پاک ہے میں اِس حسین سے کوئی بُرا ارادہ نہیں رکھتا۔ بس اُس کے ساتھ وقت

www.khanqah.org

گزارتا ہوں تو واضح رہے کہ یہی حسین اگر تنہائی میں اس کے پاس رات گزارے پھر دیکھیں اپنے نفس کے ہنگاموں اور زلزلوں کو کہ کس طرح اس کے ساتھ منٹوں میں نیت بُری ہوتی ہے۔ نیت خراب ہونے میں کیا دیر لگتی ہے۔

ابلیس نے حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اور حضرت حَسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہا تھا کہ ایسے جلیل القدر ولی بھی اگر تنہائی میں کچھ وقت گزاریں تو میں ان دونوں کا تقویٰ توڑ دوں۔ اسی سبب سے اجنبیہ اور اَمرد کے ساتھ تنہائی حرام ہے۔

حکایت

ایک بوڑھے آدمی نے جو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور ذاکر شاغل تھے حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ مجھے ایک حسین لڑکے سے محبت ہے۔ آج کل وہ ناراض ہے کوئی وظیفہ بتائیے کہ وہ راضی ہو۔ بعض لوگ ایسے بھولے اور سادے ہوتے ہیں کہ اُنہیں اپنی بیماری کا علم نہیں ہوتا۔

حضرتِ اقدس حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب تحریر فرمایا کہ خدا کے لیے اپنے حال پر رحم کیجیے اور توبہ کیجیے۔ یہ عشق و تعلق تو حرام ہے۔ غیر خدا سے دل لگانا اور تصوف و سلوک طے کرنا یہ دونوں متضاد ہیں۔

ہم خدا خواہی و ہم دُنیائے دوں
ایں خیال ست و محال ست و جنوں

بس بڑے میاں کی آنکھیں کھل گئیں اور توبہ کی۔

ایک اہم انتباہ

پیری میں شہوت تو کمزور ہو جاتی ہے لیکن حرص بڑھ جاتی ہے اور نفس سے مقابلے کی طاقت بھی کمزور ہو جاتی ہے۔ اِسی وجہ سے بزرگوں نے فرمایا ہے اور حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ بوڑھے آدمی کو زیادہ احتیاط سے

www.khanqah.org

رہنا چاہیے اور لوگوں کو بھی چاہیے کہ بوڑھا سمجھ کر اپنی بیٹی یا لڑکا اُس کے پاس تنہائی میں نہ رہنے دیں جیسے نادان لوگ جاہل پیروں کے سامنے اپنی جوان لڑکی کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ تو آپ کی لڑکی ہے اس سے کیا پردہ۔ خدا بچائے ایسے شیاطین پیروں سے جو نامحرم عورتوں سے ہاتھ پاؤں تک دبواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا نفس تو فنا ہو چکا احتیاط کی ضرورت اُسے ہے جس کا نفس زندہ ہو۔ اِن جاہلوں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کو نابینا صحابی سے پردہ کا حکم فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی نامحرم عورتوں سے پردہ سے بات چیت فرماتے اور عورتوں کو بیعت کے وقت اُن کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑنے کے بجائے کوئی چادر ہاتھوں میں پکڑا کر بیعت فرماتے، تو ان جاہلوں کا نفس کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہما سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ پاک ہو گیا ہے۔ استغفر اللہ! یہ زندقہ اور الحاد و گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

بعض لوگ خدا اور رسول سے تو محبت کرنا چاہتے ہیں مگر آزادی کے ساتھ، اتباعِ قانونِ شریعت سے گھبراتے ہیں۔ یہ عجیب محبت کا دعویٰ ہے کہ محبوب کے دستور سے گھبراتے ہیں۔ ایک بزرگ خود فرماتے ہیں؎

اگر آزاد ہم ہوتے خدا جانے کہاں ہوتے
مبارک عاشقوں کے واسطے دستور ہو جانا

احقر نے شعرائے عشق مجاز کی اصلاح سے متعلق کچھ اشعار اپنی کتاب ”محبتِ الٰہیہ“ میں شایع کیے تھے اُس کا اقتباس یہاں بھی تحریر کرتا ہوں؎

دُنیائے دوں ہے خوابِ پریشاں لیے ہوئے سرمست عشق ہے غمِ جاناں لیے ہوئے
برباد زندگی جو تھی عشقِ مجاز میں آئی ہے موت مژدۂ حرماں لیے ہوئے
معلوم ہوگی عارض و گیسو کی حقیقت ناداں مگن ہے خارِ مغیلاں لیے ہوئے
غافل ہے آخرت سے اگر خبط شاعری بے کار خوش ہیں داد کا ساماں لیے ہوئے

www.khanqah.org

قرآں میں اجازت ہے اگر شعر و سخن کی اعمالِ نیک ذِکر اور ایماں لیے ہوئے
کوئی بھی ہو جو سیرتِ نبوی سے دُور ہو اک جانور ہے صورتِ انساں لیے ہوئے
دھوکا نہ دے مجھے کہیں دُنیائے بے ثبات آئی خزاں ہے رنگِ بہاراں لیے ہوئے
اظہارِ سخت کوشی الفاظ ہیچ ہے جب تک نہ ہو عمل کا بھی پیماں لیے ہوئے
مدِّنظر تو شاعری اخترؔ نہیں مجھے کہتا ہوں میں ہدایتِ قرآں لیے ہوئے

بدنگاہی و عشقِ مجازی کا علاج

(منظوم از مؤلف)

اے خداوند جہانِ حُسن و عشق سخت فتنہ ہے مجازی حُسن و عشق
غیر سے تیرے اگر ہو جائے عشق عشق کیا ہے در حقیقت ہے فِسق
عشق با مردہ ہے تیرا اک عذاب راستے کا ہے یہ تیرے سدّباب
حکم ہے اس واسطے غضِ بصر تا ہو زہرِ عشق سے دل بے خطر
بدنگاہی مت سمجھ چھوٹا گناہ دل کو اک دَم میں کرتی ہے تباہ
بدنگاہی تیر ہے ابلیس کا زہر میں ڈوبا ہوا تلبیس کا
ہوگئے کتنے ہلاک اِس راہ میں کھو کے منزل گر گئے وہ چاہ میں
چند دن کا حُسن ہے حُسنِ مجاز چند روزہ ہیں فقط یہ ساز باز
عاشق و معشوق کل روزِ شمار رُوسیہ ہوں گے بہ پیش کرد گار
غیر حق کا دل سے جب نکلے گا خار دل میں ہوگی چین و لذّت کی بہار
عشقِ حق سے میں رہوں بس جامہ چاک دردِ دل سے لوں میں اُس کا نام پاک
عشق سے اپنے تو دل کو طور کر نور سے اخترؔ کا دل معمور کر

www.khanqah.org

کلامِ عبرتناک برائے عشقِ ہوسناک

(از مؤلف)

وہ زلفِ فتنہ گر جو فتنہ ساماں تھی جوانی میں
دُمِ خر بن گئی پیری سے وہ اِس دارِ فانی میں

جو غمزہ شہرۂ آفاق تھا کل خوں فشانی میں
وہی عاجز ہے پیری سے خود اپنی پاسبانی میں

سنبھل کر رکھ قدم اے دل بہارِ حُسن فانی میں
ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحرِ جوانی میں

ہماری موت روحانی ہے عشقِ حُسن فانی میں
حیاتِ جاوداں مضمر ہے دل کی نگہبانی میں

جو عارض آہ رشکِ صد گلستاں تھا جوانی میں
وہ پیری سے ہے ننگِ صد خزاں اس باغِ فانی میں

جو ابرو اور مژگاں قتل گاہِ عاشقاں تھے کل
وہ پیری سے ہیں اب مژگانِ خر کیچڑ روانی میں

محبت بندۂ بے دام تھی جس روئے تاباں کی
زوالِ حُسن سے نادم ہے اپنی جاں فشانی میں

وہ نازِ حُسن جو تھا زینتِ شعر و سخن کل تک
وہ اب پیری سے ہے محصور کیوں ریشہ دوانی میں

کہاں کا پردۂ محمل کہاں کی آہِ مجبوری
وہ بُت پیری سے رسوا ہے غُبارِ شتربانی میں

شبابِ حُسن کی رعنائیاں صبحِ گلستاں ہے
مگر انجامِ گلشن دیکھ شامِ باغبانی میں

اگر ہے عشق تو بس عشقِ حیّ لایزل باقی
محبت عارضی ہوتی ہے عشقِ حسدِ فانی میں

وہ جانِ نغمۂ عُشاق اور جانِ غزل گوئی
ہے پیری سے گُل افسردہ بہارِ شعر خوانی میں

ہزاروں حُسن کے پیکر لحد میں دفن ہوتے ہیں
مگر عُشاقِ ناداں مبتلا ہیں خوش گمانی میں

نہ کھا دھوکا کسی رنگینیٔ عالم سے اے اخترؔ
محبت خالقِ عالم سے رکھ اِس دارِ فانی میں

فائدہ: عاشقانہ مزاج والوں کے لیے کسی ایسے بزرگ کی صحبت میں رہنا نہایت مفید ہوتا ہے جو والہانہ اور عاشقانہ عبادت اور ذکر کرتا ہو۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ یعنی بازی لے گئے مُفَرِّد لوگ۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یہ مُفَرِّد لوگ کون

ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ جو خدائے پاک کا والہانہ ذکر کرتے ہیں۔

احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ اہلِ محبت کو اہلِ محبت سے مناسبت ہوتی ہے۔ دیوانوں کی کسی دیوانے کے ساتھ اچھی گزرتی ہے۔

جی چاہتا ہے ایسی جگہ میں رہوں جہاں
جیتا ہو کوئی درد بھرا دل لیے ہوئے

بد نگاہی کے طبّی نقصانات

مثانہ کمزور ہوجاتا ہے جس سے پیشاب کے قطرے یا مذی کے قطرے آتے رہتے ہیں اور وضو اور نماز میں مشکل پیدا ہوجاتی ہے، نیز بد نگاہی کے مریضوں کو اکثر جریان کی شکایت ہوجاتی ہے، کیوں کہ خیالات کی گندگی اور بد نگاہی سے منی پتلی ہو کر پیشاب کے ساتھ یا کثرتِ احتلام کی صورت میں ضایع ہونے لگتی ہے جس سے دماغ کی کمزوری، دل کا کمزور ہونا اور گھبرانا، کمر میں درد، پنڈلی میں درد، سر میں چکر، آنکھ کے سامنے اندھیرا آنے لگنا، سبق یاد نہ ہونا یا یاد ہو کر جلد بھول جانا، کسی کام میں دل نہ لگنا، غصہ کا بڑھ جانا، نیند کم آنا، ہمت اور ارادے کا پست ہوجانا۔ چوں کہ منی ایک قیمتی سرمایہ ہے اِس کے ضایع ہونے سے ان علاماتِ مذکورہ کا ظاہر ہونا ایک فطری اور ضروری امر ہے۔ لہٰذا طالب علموں کو نوجوانی میں بہت ہی اہتمام سے بُری صحبت اور بد نگاہی سے بچنا چاہیے۔

مرقد میں ہم نے دیکھا اخترؔ ہزار کیڑے
چپٹے ہوئے تھے اُن کو کل تک جو مہ جبیں تھے

حُسنِ فانی کے عاشقوں کی بہار چند روزہ ہوتی ہے۔

بہارِ حُسنِ صورت سے جو عاشق زندہ ہوتا ہے
وہ تبدیلِ بہارِ رنگ سے شرمندہ ہوتا ہے
جمالِ سیرت و معنٰی سے جو تابندہ ہوتا ہے
تو لطف زندگی بھی اُس کا پھر پایندہ ہوتا ہے

www.khanqah.org

شبِ زفاف کی لذّت کا شور سُنتے تھے
گزر کے تھی وہ شب منتظر بھی افسانہ
بزیرِ سایۂ غضِ بصر ہے چین اسے
نگاہِ عشق حسینوں سے اور مضطر ہے

نظم بے ثباتیٔ حُسنِ مجاز

(از مؤلف)

سوائے تیرے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے یارب جدھر بھی جاؤں
کسے غمِ جان و دل سناؤں کسے میں زخمِ جگر دکھاؤں

یہ دُنیاوالے تو بے وفا ہیں وفا کی قیمت سے بے خبر ہیں
پھر ان کو دل دے کے زندگی کو جفا سے آہنگ کیوں بناؤں

جو خود ہی محتاج ہیں سراپا غلام اُن کا بنوں تو کیوں کر
غلام کا بھی غلام بن کر میں اپنی قیمت کو کیوں گھٹاؤں

یہ مانا ہم نے چمن میں خوش رنگ گل سے بلبل ہے مست و شیدا
بھلا نشیمن جو عارضی ہو، تو اس کو مسکن میں کیوں بناؤں

مجھے تو اخترؔ سکونِ دل گر ملا تو بس اہلِ دل کے در پر
تو اُن کے در کو میں اپنا مسکن صمیمِ دل سے نہ کیوں بناؤں

راہ چلتے ہوئے اگر بد نگاہی ہوئی تو دل کے نور نکلنے اور دل کے پریشان رہنے کا وبال آتا ہے۔ لیکن اگر کسی نامحرم عورت یا حسین لڑکے پر ایسی جگہ بد نگاہی ہوتی ہے جس کا رات دن آنا جانا اور قریب رہنے کا اتفاق ہوتا ہے تو پھر اس کے عشق کے فتنے میں مبتلا ہو کر گناہِ کبیرہ کا خطرہ بڑھ جاتا ہے لہٰذا ایسی جگہ سے فوراً دُور ہو جانا واجب ہے یا احتیاط سخت کرنا لازم ہے۔

سوائے ذکرِ خدا اور اولیاء کے تئیں
کسی نے چین نہ پایا کبھی زمانے میں

تم جس کو دیکھتے ہو گناہوں سے شادماں
زیرِ لب خنداں ہیں ہزاروں الم نہاں
یاد کرنا تھا کسے کس کو کیا
کام تیرے قبر میں آئے گا کون

(اختر)

فنائیت حُسنِ مجاز اور ابتری رنگِ عُشّاق

جہان رنگ و بو میں رنگ گوناگوں کا منظر تھا
مگر ہر اہلِ رنگ و بو کا حالِ رنگ ابتر تھا

نظامِ رنگ و بو سے ہو کے جو مافوق رہتا تھا
اُسی مست خدا کا رنگ ہر دَم رنگ خوشتر تھا

بعض عاشقینِ مجاز نے احقر سے اپنی پریشانی اور نیند کی کمی، دل کی بے سکونی کا ذکر کیا ہے۔ احقر نے اُنہیں ذکر اللہ بتادیا اور اُس معشوق سے ملنے جلنے کو منع کر دیا۔ چند دن بعد آکر کہا کہ اب تو خوب نیند آتی ہے اور نہایت سکون کی زندگی ہے۔ ذاکر حق کی شان یہی ہوتی ہے۔

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
تیرے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا

عشقِ مجاز کا علاج دراصل یہی ہے کہ اُسے عشقِ حقیقی سے تبدیل کر دیا جاوے، اور خدا کا عشق ذکر اللہ کے التزام اور اہل اللہ کی صحبت کے اہتمام سے عطا ہوتا ہے۔

دوستو! دردِ دل کی مسجد میں
درد دل کا امام ہوتا ہے

دردِ محبت کا مبتلا جب کسی اللہ والے کی صحبت پاتا ہے تو پھر اُس کی زندگی میں انقلاب

آجاتا ہے اور اُس کی شان یہ ہو جاتی ہے، اشعارِ مؤلف ؎

پاکے صحبت تیری اے مست جمالِ ذوالجلال
ہو گیا روشن مرا مستقبل و ماضی وحال

روح را با ذاتِ حق آویختہ
دردِ دل اندر دُعا آمیختہ

اللہ والے اپنی روح کو حق تعالیٰ کی ذات سے لٹکائے ہوئے ہیں اور اپنے دردِ دل کو اپنی دُعاؤں میں شامل کیے ہوئے ہیں۔

تارکِ لذّاتِ حرام کو عام مخلوق محرومِ لذّت سمجھتی ہے مگر ان کی شان یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے تعلق سے عظیم راحت دل میں محسوس کرتے ہیں ؎

قطرہ کا بھی محتاج سمجھتی ہے جسے خلق
دل میں ہے وہی عیش کا دریا لیے ہوئے

کوئی عاشقِ مجاز جب کسی اللہ والے کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے اور سلوک طے کرتا ہے تو اُس کا دل نہایت درد بھرا دل ہوتا ہے اور بہت جلد اللہ تعالیٰ کے راستے کو طے کرلیتا ہے اور حفاظتِ نظر و حفاظتِ قلب کے مجاہدے کی برداشت کو بزبانِ حال یوں کہتا ہے ؎

صدمہ و غم میں مرے دل کے تبسم کی مثال
جیسے غنچہ گھرے خاروں میں چٹک لیتا ہے

فنائیت و بے ثباتی حُسنِ مجاز

رات دن کے مشاہدات ہیں کہ بعض طبائع اور بعض قلوب حُسن سے بے حد متأثر ہوتے ہیں اور فطری طور پر ایک عاشقانہ مزاج لے کر پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ قیمتی امانت محبت کی اور یہ قیمتی سرمایہ عشق کا اور یہ درد بھرا دل بڑے کام کا ہوتا ہے جب یہ اپنے مالک اور خالقِ حقیقی پر کسی اللہ والے سے فدا ہونا سیکھ لیتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

www.khanqah.org

دلے دارم جواہر پارۂ عشق ست تحویلش
کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

میں سینے میں ایسا دل رکھتا ہوں جو عشقِ الٰہی کے جواہر پاروں کا خزانہ ہے تو آسمان کے نیچے مجھ سے زیادہ صاحبِ دولت کون ہو گا۔ اور اس قیمتی سرمایۂ محبت کو ان فانی حسینوں پر قربان کر کے دراصل دونوں جہاں کی زندگی کو تباہ کرنا ہے کیوں کہ دُنیا میں عاشق مجاز کو تمام عمر تڑپ تڑپ کے جینا ہوتا ہے۔

نہ نکلی نہ اندر رہی جانِ عاشق
بڑی کشمکش میں رہی جانِ عاشق

چمن میں تابِ روئے گل اگر دیکھا تو کیا دیکھا
اگر تھا دیکھنا تو دیکھتے بلبل کی بے تابی

اورآخرت یوں تباہ ہوئی کہ غیر اللہ سے دل لگانے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ سے دل غافل ہو جاتا ہے اور عبادت کی حلاوت سلب ہو جاتی ہے دل تباہ ہو جاتا ہے۔

دل گیا رونقِ حیات گئی

بیان مذمت عشقِ مجازی

(از حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

جہاں اے برادر نماند بکس
دل اندر جہاں آفریں بند و بس

اے بھائی! دُنیا کسی کا ساتھ نہیں دیتی مرتے ہی سب چھوٹ جاتے ہیں پس دل کو جہاں کے خالق سے باندھ لے۔

چوں آہنگ رفتن کند جانِ پاک
چہ بر تخت مردن چہ برروئے خاک

جب روح دُنیا سے رخصت ہوتی ہے تو کیا تختِ شاہی پر مرنا اور کیا خاک پر مرنا سب برابر ہو جاتا ہے۔

ہر کہ دل پیشِ دلبرے دارد
ریش در دستِ دیگرے دارد

جو شخص اپنا دل کسی دلبر کو دیتا ہے دراصل اپنی داڑھی کی عزت دوسرے کے ہاتھ میں دیتا ہے۔

حکایت

حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی حسین کے چہرے پر داڑھی نکلنے کے بعد دریافت کیا: ارے بھائی! چاند پر چیونٹیاں کیوں جمع ہیں؟ اُس نے جواب دیا کہ میرے حُسن کے زوال پر ماتمی لباس میں ہے۔

مگر بماتمِ حُسنم سیاہ پوشیدست

حکایت

ایک بزرگ عالمِ دین نے فرمایا کہ کسی حسین کے ساتھ خلوت پرہیز گاری کے باوجود بھی حرام ہے۔ نیز اگر اُس حسین کے فتنے سے بچ بھی جاوے گا تو بدگویوں اور بدگمانیوں سے نہ بچ سکے گا یعنی لوگ تہمت سے بدنام کرتے رہیں گے۔

وَاِنْ سَلِمَ الْاِنْسَانُ مِنْ سُوْءِ نَفْسِهٖ
فَمِنْ سُوْءِ ظَنِّ الْمُدَّعِیْ لَیْسَ یَسْلَمُ

اگر انسان اپنے نفس کی شرارت سے بچ بھی جاوے تو مخلوق کے بُرے گمان سے نہیں سلامت رہ سکتا۔

حدیث میں وارد ہے کہ موضعِ تہمت سے بچو۔ (گلستان)

حکایت

ایک بزرگ کسی دامنِ کوہ میں مقیم تھے، دوستوں نے کہا: شہر کیوں نہیں

www.khanqah.org

آتے؟ فرمایا کہ شہر میں پری رو کثرت سے رہتے ہیں اور جہاں کیچڑ زیادہ ہوتی ہے تو ہاتھی بھی پھسل جاتا ہے۔ یہ واقعہ حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد دمشق میں ایک حسین طالب علم سے بیان فرمایا اور اُس سے رخصت ہو گئے۔ جب کہ اُس نے درخواست کی تھی کہ آپ چند دن قیام فرمائیں تا کہ ہم آپ کے علوم سے مستفید ہوں۔ آپ نے اُس جگہ قیام کو اپنے دین کے لیے مضر خیال فرما کر ہجرت فرمائی۔ پس یہ عاشقانِ مجاز کے لیے نہایت اہم سبق ہے کہ اتنے بڑے شیخِ کامل ہو کر کس قدر احتیاط فرماتے تھے۔ (گلستان)

حکایت

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھاتے تھے تو اُن کے حسین ہونے کے سبب اُن کو پیچھے پشت کی جانب بٹھاتے تھے۔ جب داڑھی نکل آئی اور چراغ کی روشنی کے سائے میں اُن کی داڑھی نظر آئی تو حکم دیا اب سامنے آجاؤ۔ اللہ اکبر! اولیاء اللہ کی کیا شان ہوتی ہے اور کس درجہ وہ نفس کے شر سے محتاط ہوتے ہیں۔

حکایت

حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرۂ تصنیف میں جب تفسیر بیان القرآن تحریر فرما رہے تھے کہ مولانا شبیر علی صاحب نے ایک لڑکے کو کسی کام سے بھیجا۔ حضرت والا اُس لڑکے کو دیکھتے ہی حجرے سے باہر آگئے اور اپنے بھتیجے مولانا شبیر علی صاحب سے فرمایا کہ خبردار! میرے پاس تنہائی میں کسی لڑکے کو مت بھیجا کرو۔ اور ارشاد فرمایا کہ اب میرے اِس عمل سے ان لوگوں کو سبق مل جاوے گا جو مجھے بزرگ اور حکیم الامّت اور کیا کیا سمجھتے ہیں۔ (یعنی جب میں اِس قدر احتیاط کرتا ہوں تو اُن کو کس قدر محتاط ہونا چاہیے۔)

قلب کی حفاظت کے لیے حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

این دیدہ شوخ میبرد دل بکمند
خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ بہ بند

ان شوخ نگاہوں سے دل سینے سے نکل جاتا ہے پس اے سالکینِ طریقت! اگر تم چاہتے ہو کہ دل سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی مخلوق کو نہ دو تو ان حسینوں سے آنکھیں بند رکھو۔ یعنی نگاہ نیچی رکھو۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی! اچانک نظر کے بعد دوسری نظر سے مت دیکھو کہ پہلی اچانک نظر معاف ہے اور دوسری جائز نہیں۔

نصیحت حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

کہ سعدی راہ و رسم عشق بازی
چناں داند کہ در بغداد تازی

اگر مجنوں و لیلیٰ زندہ گشتے
حدیث عشق زیں دفتر نوشتے

دلا آرمے کہ داری دل درو بند
دگر چشم از ہمہ عالم فروبند

فرماتے ہیں کہ سعدی عشق بازی کی راہ و رسم سے اس طرح واقف ہے جیسا کہ بغداد کے لوگ عربی گھوڑوں کو پہچانتے ہیں حتیٰ کہ اگر مجنوں و لیلیٰ زندہ ہوتے تو بیانِ عشق میرے دفترِ عشق سے کرتے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب خواب ہے دل کا چین و آرام اِسی میں ہے کہ دل کو خدائے پاک کے ساتھ وابستہ کرلو اور تمام عالم سے آنکھیں بند کرلو۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب فرماتے ہیں ؎

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ دُنیا کیف و مستی کی
بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی
جہاں دراصل ویرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی
بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ بن جائے

لطف دُنیا کے ہیں کے دن کے لیے
کھو نہ جنّت کے مزے اُن کے لیے
یہ کیا اے دل! تو بس پھر یوں سمجھ
تو نے ناداں گل دیے تنکے لیے

رہ کے دُنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دُنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

عارفی زندگی افسانہ در افسانہ ہے
صرف افسانوں کے عنوان بدل جاتے ہیں

احقر مؤلف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ یہ عالم متغیر ہے، پس جس کا کل متغیر ہے اُس کا ہر جز بھی متغیر ہے، لہٰذا حسینوں کے حُسن میں تغیر اور زوال ایک یقینی امر ہے پس ایسی فانی لذّت بلکہ ایک خواب کی خاطر ہمیشہ والی آخرت کی زندگی کیوں خراب کی جاوے۔ نیز دُنیا کی زندگی بھی گناہوں سے خراب اور بے سکون ہو جاتی ہے۔

شبِ زفاف کی لذّت کا شور سُنتے تھے
گزر کے تھی وہ شب منتظر بھی افسانہ

ان حسینوں کے بارے میں یہ جذبہ ہونا چاہیے۔

جان جائے یار ہے ہر گز نہ دیکھیں گے اُنہیں
آخرت برباد ہوگی دیکھ کر اخترؔ جنہیں

اگر مجنوں حدیث ما بخواندے
تو دست از عشق لیلیٰ برفشاندے

اگر مجنوں میری یہ باتیں سُن لیتا تو عشقِ لیلیٰ سے ہاتھ جھاڑ لیتا۔

غیر حق را ہر کہ دارد در نظر
شد یکے محتاج محتاجِ دگر

جو شخص کہ غیر حق کو محبوب بناتا ہے وہ دراصل خود تو محتاج تھا ہی اب ایک محتاج کا غلام ہو کر محتاج در محتاج ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے اپنی خواہشات کا سر جھکا دو پھر دیکھو کیا لطف و حلاوت دل کو عطا فرماتے ہیں۔ احقر مؤلف کے اشعار

منکشف راہِ تسلیم جس پر ہوئی
اس کا غم راز دارِ مسرت ہوا
راہِ تسلیم میں جس نے سر دے دیا
اس کا سر تاجدارِ محبت ہوا

مدّت سے تھی جو آرزو دل میں دبی ہوئی
بس وہ بھی میں نے تری رضا کے سپرد کی

اپنی غلط آرزو کا خون کرنے سے حسرت تو پیدا ہوتی ہے مگر قربِ خاص بھی عطا ہوتا ہے۔

دلِ نامراد ہی میں وہ مراد بن کے آئے
مری نامرادیوں پر مری ہر مراد قرباں

www.khanqah.org

خونِ حسرت رات دن پینے کا لطف
اس کے جلوؤں کی فراوانی سے پوچھ
لذّتِ زخمِ شکستِ آرزو
اس کی آنکھوں کی نگہبانی سے پوچھ
مجھ کو حسرت میں بھی شادمانی ملی
غم کی اِک لذّتِ جاودانی ملی
اس کی رضا کی لذّتِ پُر کیف کیا کہوں
صد داغِ حسرتِ دلِ ویراں مٹا گئی
وہ نامراد کلی گرچہ ناشگفتہ ہے
ولے وہ محرمِ رازِ دل شکستہ ہے
ویرانۂ حیات کی تعمیر کر گئی
روئیداد زندگی کسی خانہ خراب کی

یعنی جو اپنی آرزوؤں کو خدا کی رضا کے لیے توڑتا ہے اس کے درد بھرے دل سے دوسروں کو نور نہایت ملتا ہے۔

حفاظتِ نظر کا انعام خالقِ نظر کی طرف سے

پہلا انعام: حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص آنکھوں کی حفاظت کرے گا (یعنی کسی اجنبیہ عورت یا حسین لڑکے سے نگاہ کو محفوظ کرے اور نہ دیکھنے سے جو تکلیف ہو اُس کو برداشت کرے حق تعالیٰ کی رحمت سے) وہ قلب میں ایمان کی حلاوت پائے گا۔ سبحان اللہ! کتنا عظیم انعام ہے۔ حق تعالیٰ کے تعلق کی مٹھاس وشیرینی کس قدر عظیم نعمت اور دولت ہے، دراصل یہ نعمت تو دونوں جہاں سے بڑھ کر ہے جو تھوڑی سی تکلیف کے بدلے میں عطا ہوتی ہے۔

جمادے چند دادم جاں خریدم

بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

چند پتھر دیے اور جان خرید لیا شکر ہے خدا کا کہ کیا ہی ارزاں خریدا۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد

اُنچہ در وہمت نیاید آں دہد

آدھی جان مجاہدہ میں وہ محبوبِ حقیقی لیتا ہے اور اس کے بدلے میں سو جانیں عطا فرماتا ہے (کیا ہی اچھا داتا ہے ہماری لاکھوں جانیں اس کریم مطلق پر فدا ہوں) وہ وہ نعمتیں عطا فرماتے ہیں جو ہمارے وہم و گمان میں ہی نہیں آسکتی ہیں۔

نے ہم ملک جہاں دوں دہد

بلکہ صدہا ملک گوناگوں دہد

نہ یہ کہ وہ صرف ایسی حقیر دُنیا ہی انعام میں عطا فرماتے ہیں بلکہ سینکڑوں انواع و اقسام کی باطنی سلطنتیں بھی عطا فرماتے ہیں۔

حکایت

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ گزر رہے تھے، دیکھا کہ ایک حسین کنیز مع اپنی خادمات کے گزر رہی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اِس حسین لڑکی کو صرف چار درہم میں خرید سکتا ہوں۔ حالاں کہ اُس کنیز کو اُس کے مالک نے ایک لاکھ درہم میں خریدا تھا۔ وہ کنیز سمجھی کہ یہ کوئی دیوانہ ہے اس کو اپنے مالک کے پاس لے چلیں تاکہ کچھ دیر ہنسی کی باتیں ہوں۔ اُس نے کہا: کیا آپ ہمارے مالک کے پاس چل سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! اس کے مالک نے جب یہ بات سُنی تو بہت ہنسا اور اُس نے بھی سمجھا کہ یہ کوئی دیوانہ ہے اور خوش ہوا کہ ذرا دیر ہنسی مذاق کرکے اس سے دل بہلائیں گے اُس نادان کو کیا خبر کہ یہ عارف باللہ بزرگ ہیں۔

کنیز کے مالک نے کہا کہ بھائی! آپ نے صرف چار درہم دام لگایا اور میں نے اس کو کس قدر گراں خریدا ہے۔ حضرت نے جواب دیا کہ عیب دار سودے کا دام کم ہی لگتا ہے۔ دریافت کیا کہ ہماری اِس کنیز میں کیا عیب ہے؟ فرمایا: اِس کے بدن سے پیشاب پاخانہ نکلتا ہے اور اگر یہ ایک ماہ تک اپنے دانتوں کو نہ صاف کرے تو منہ سے ایسی بدبو آوے گی کہ تم اپنا منہ اِس کے قریب نہ کرسکوگے، اور اگر ایک ماہ تک غسل نہ کرے تو اس کے پاس بدبو کے سبب لیٹ نہ سکوگے اور جب یہ بوڑھی ہوجاوے گی اس کی جوانی کا لطف ختم ہوجاوے گا پھر قبر میں جاکر تو سڑ گل جاوے گی۔ بس مالک چپ ہو رہا اور لاجواب ہو رہا پھر کچھ دیر میں دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس کوئی عورت ایسی ہے جو اِن عیوب سے پاک ہو۔ فرمایا ہاں! جنّت میں ہماری حوروں میں اِس قسم کا کوئی عیب نہیں ہے نہ پیشاب نہ پائخانہ، نہ منہ سے بدبو، اُن کے پسینوں میں مُشک کی خوشبو ہوگی، نہ اُن کو موت آوے گی، نہ بڑھاپا آوے گا، ہمیشہ باکرہ رہیں گی اور ہمارا انتظار کر رہی ہیں۔ کسی غیر مرد پر نظر نہ ڈالیں گی۔

اِس حکایت میں کیا ہی عبرت کا سبق ہے۔ یعنی چند دن دُنیا میں آنکھوں کو بچانا ہے اور پھر حوروں سے ملاقات کا انعام کیا ہی اعلیٰ جزا ہے۔ دُنیا کے حسینوں کا نقشہ قبر میں کیا ہوگا، نذیر اکبر آبادی کی زبان سے سنیے ؎

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
مشین بدن تھا معطر کفن تھا

جو قبر کہن ان کی اُکھڑی تو دیکھا
نہ عضوِ بدن تھا نہ تارِ کفن تھا

حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ؎

زلف جعد و مشکبار و عقل بر
آخر او دُم زشت پیر خر

www.khanqah.org

اے لوگو! جن حسینوں کے گھونگھر والے اور مشکبار اور عقل اُڑانے والے بالوں سے آج تم دیوانے ہورہے ہو آخری انجام اس کا یہ ہوگا کہ جب یہ بوڑھی ہوگی تو پھر یہی زلف بڈھے گدھے کی بُری دُم معلوم ہوگی۔

دوسرا انعام: حفاظتِ نظر کا یہ ہے کہ حدیثِ قدسی میں ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ٹوٹے ہوئے دل سے قریب تر ہوں اور آنکھوں کو بد نگاہی سے بچانے میں دل کی آرزو ٹوٹنے سے دل ٹوٹ جاتا ہے۔ اور پھر اِس عمل سے اس حدیث کے مطابق حق تعالیٰ کا قربِ عظیم حاصل ہوتا ہے جو ہزاروں نوافل اور اذکار سے حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے؎

میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

تیسرا انعام: مومن کو اس مجاہدے کی برکت سے شہادتِ معنوی باطنی عطا ہونے کی ہے جیسا کہ تفسیر بیان القرآن میں شہداء کے متعلق تفسیر میں حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیائے صالحین بھی اس فضیلت میں شہداء کے شریک ہیں۔ سو مجاہدہ نفس میں مرنے کو بھی معناً شہادت میں داخل سمجھیں گے اس طور پر وہ بھی شہداء ہوئے۔

احقر کا شعر اسی نعمت کو بیان کرتا ہے؎

ترے حکم کی تیغ سے ہوں میں بسمل
شہادت نہیں میری ممنونِ خنجر

چوتھا انعام: یہ ہے کہ صاحبِ حزن حق تعالیٰ کا راستہ اس طرح تیز طے کرتا ہے جو غیر صاحبِ حزن نہیں کرسکتا جیسا کہ حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے۔ اور جب سالک اپنی نظر کو بار بار بچاتا ہے تو نفس کو بہت غم ہوتا ہے۔ پس اس مجاہدے کی برکت سے یہ بہت تیز سلوک طے کرتا ہے۔

پانچواں انعام: یہ ہے کہ جب کوہِ طور پر حق تعالیٰ نے تجلّی فرمائی تو کوہِ طور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ؎

بر برون کوہ چو زد نورِ صمد
پارہ شد تا در درونش ہم زند

جب حق تعالیٰ کی تجلّی کوہِ طور کی سطح ظاہر پر ہوئی تو غلبۂ شوق سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تاکہ نورِ حق اُس کے باطن میں بھی داخل ہوجاوے۔

گویا اس پہاڑ نے پھٹ کر اور ٹکڑے ہوکر بزبانِ حال بارگاہِ کبریا میں یہ عرض کیا؎

آجا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں

پس جب مومن اپنی آنکھوں کو بار بار اجنبیہ عورتوں سے اور حسین لڑکوں سے بچانے کی مشقت کو برداشت کرتا ہے اور قلب کو بھی اُن کے تصور و خیال سے لذّت لینے سے روکتا ہے یعنی قصداً اُن کے تصورات اور خیالات سے اپنے قلب کو محفوظ رکھتا ہے تو نفس پر یہ امر سخت ناگوار ہوتا ہے اور دل ان مجاہدات کے صدمات سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے جس سے حق تعالیٰ کا نور اُس کے قلب کے اندر گہرائی میں داخل ہوجاتا ہے اور ایسے شخص کے قرب کا مقام نہ پوچھیے۔

اشعار از مؤلف؎

تو نے اُن کی راہ میں طاعت کی لذّت بھی چکھی
ہاں شکستِ آرزو کا بھی مقامِ قرب دیکھ
سر فروشی دل فروشی جاں فروشی سب سہی
پی کے خونِ آرزو پھر کیف جامِ قرب دیکھ
گر چہ میں دُور ہوگیا لذّت کائنات سے
حاصلِ کائنات کو دل میں لیے ہوئے ہوں میں

مدتوں خونِ جگر نے گرچہ دل بسمل کیا
مجھ کو ان محرومیوں نے محرمِ منزل کیا

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

چھٹا انعام: یہ ہے کہ کافر کی تلوار سے تو ایک مرتبہ شہادت ہوتی ہے اور مجاہدہ ختم ہوجاتا ہے اور نفس کے ان مجاہدات میں ایک عمر بسر کرنی ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں سے جہاد کو جہادِ اصغر اور نفس سے جہاد کو جہادِ اکبر ارشاد فرمایا ہے۔ جہادِ اصغر میں جب کافروں کی تلوار سے مومن شہید ہوتا ہے تو اس کا خون دُنیا کے لوگوں کو بھی نظر آجاتا ہے لیکن خواہشاتِ نفس کی گردن پر امرِ الٰہی کی تلوار سے جو عمر بھر معنوی باطنی شہادت ہوتی رہتی ہے اس خون کو سوائے خدائے پاک کے کوئی نہیں دیکھتا۔ مثال کے طور پر جب کسی حسین کا سامنا ہو اور عاشقِ حق نے اپنی آنکھیں باوجود تقاضائے شدید کے اُس سے ہٹالیں اور آگے بڑھ گیا اور بزبانِ حال آسمان کی طرف دیکھ کر بارگاہِ کبریا میں یہ عرض کیا۔

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

حاصل یہ کہ تمام عمر یہ اندرونی زخم اگرچہ مخلوق سے پوشیدہ ہیں مگر حق تعالیٰ کے علم میں ہے کہ ہمارا بندہ ہماری رضا میں کس طرح لہو پی رہا ہے اور زخم پر زخم دل پر کھا رہا ہے۔ سینے کے یہ زخم میدانِ محشر میں ان شاء اللہ آفتاب سے زیادہ روشن ہوں گے۔

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اُس پر خاک ڈالی جائے گی

(مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

اشعار از مؤلف

جس زندگی میں غم کی کوئی داستاں نہ تھی
وہ زندگی حرم کی کبھی پاسباں نہ تھی
اے دوست مبارک ہوں تجھے دل کی حسرتیں
تجھ پر برس رہی ہیں تیرے رب کی رحمتیں

ساتواں انعام: نظر کی حفاظت میں یہ ہے کہ تمام عمر کے اس مجاہدے سے ایسے آدمی کا دل ٹوٹا ہوا رہتا ہے، اور غم زدہ ٹوٹے ہوئے دل سے مناجات اور دُعا میں خاص لذّت عطا ہوتی ہے اور خاص اثر عطا ہوتا ہے۔

اے ٹوٹے ہوئے دل تری فریاد کا عالم
اے ٹوٹے ہوئے دل پہ نگاہِ کرم انداز
(اختر)

بارگاہِ حق میں قربِ اعلیٰ کے ساتھ ان کی دُعا نہایت درد سے نکلتی ہے جس سے حجاباتِ عالم باقی نہیں رہتے۔

نگاہِ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اُنہیں
خرد کے سامنے اب تک حجابِ عالم ہے
(اصغر)

گزرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے
اُنہیں ہر لحظہ جانِ نو عطا ہوتی ہے دُنیا میں
جو پیشِ خنجرِ تسلیم گردن ڈال دیتے ہیں
ہائے کیا جانے وہ آہوں کی نزاکت کی لچک
جس نشیمن پر نہ ہو برقِ حوادث کی چمک

آٹھواں انعام: مجاہدات کے غم سے دل نرم ہو جاتا ہے اور ایسے دل کی زمین

میں نورِ ہدایت اور ولایت کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در بعقل ادراک زیں ممکن بُدے
قہر نفس از بہر چہ واجب شدے

اگر عقل سے معیتِ خاصہ اور ایمان کامل کی دولت ملتی تو حق تعالیٰ نفس پر مجاہدے کی تکلیف کیوں واجب فرماتے:

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا[۳۰]

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے راستے میں مجاہدہ اور تکلیفیں اُٹھاتے ہیں ہم اُن کے لیے اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔

نواں انعام: یہ ملتا ہے کہ حضرت سلطان بلخی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے سلطنتِ بلخ راہِ حق میں لٹا کر فقیری اختیار کی تھی اور دیگر ایسے اولیاء اللہ جنھوں نے تخت و تاجِ شاہی کو خدائے پاک کی محبت میں خیر باد کہہ کر حق تعالیٰ کی راہ میں بلند مقام حاصل کیا تھا۔

حکایت

حضرت سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جب سلطنتِ بلخ چھوڑ کر غارِ نیشاپور میں عبادت و مجاہدات شروع کیے تو جنگل میں جنّت سے کھانا آنے لگا جس سے سارا جنگل خوشبو سے مہک جاتا تھا۔ اُسی جنگل میں ایک گھاس کھودنے والے نے اپنا پیشہ ترک کرکے فقیری لے رکھی تھی، اُس کو بارہ سال سے دو روٹی اور چٹنی خدائے پاک کی طرف سے آیا کرتی تھی اُس فقیر کو بڑا رنج ہوا اور شیطان نے اُس کو بہکایا کہ دیکھ تیری کیا قدر ہے اور اِس نئے فقیر کی کیا قدر۔ اللہ میاں نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ یہ دل میں ایسی نامناسب باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ آسمان سے آواز آئی کہ او بے ادب او ناشکرے! جا اپنی کھرپی اُٹھا جس سے گھاس کھودا کرتا تھا اور اپنی جھولی سنبھال

---

[۳۰] العنکبوت: ٦٩

جس میں گھاس رکھتا تھا اور اُسی طرح کھا کما جس طرح کھاتا کماتا تھا۔ تو نے میری راہ میں اپنی جھولی اور کھرپی قربان کی تھی اور اِس نے سلطنتِ بلخ کا تخت و تاجِ شاہی اور مخمل کے گدے اور عزتِ سلطانی کو میری راہ میں قربان کیا ہے۔

ہے لباسِ فقر میں شاہِ بلخ نذرِ ذُلِّ عشق ہے جاہِ بلخ
ترک کر کے عزت و جاہِ بلخ گھر سے بے گھر ہوگیا شاہِ بلخ
بادشاہی نذرِ آہِ عشق ہے ہفت دولت بذلِ راہِ عشق ہے
جسمِ شاہی آج گدڑی پوش ہے جاہِ شاہی فقر میں روپوش ہے
عشقِ حق ٹھنڈک ہے جانِ صادقاں ذکرِ حق ہی ہے غذائے عاشقاں
الغرض شاہِ بلخ کی جانِ پاک ہوگئی جب ذکرِ حق سے عشق ناک
فقر کی لذّت سے واقف ہوگئی جانِ سلطاں جانِ عارف ہوگئی

(از مثنوی اختر)

پس نواں انعام جو غضِ بصر یعنی آنکھوں کی حفاظت اور حسینوں کی محبت سے سچی توبہ کی بدولت ملتا ہے وہ یہی مقام ہے جو اُوپر مذکور ہے یعنی قلاش اور مفلس اور تہی دست نادار مومن بھی اِس مجاہدے کی برکت سے میدانِ محشر میں حضرت سلطان ابراہیم ابنِ ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اولیاء کی صف میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔ اور وہ اس طرح کہ بعض وقت عاشقانہ مزاج اور عاشقانہ فطرت رکھنے والے لوگ کسی حسین کے حُسن سے اِس قدر متأثر ہو جاتے ہیں کہ اگر اُن کے پاس بھی سلطنتِ بلخ یا اس سے بڑی سلطنت ہوتی تو یہ اُس کے عشق میں اُسے فدا کر دیتے اور اُس محبوب کو حاصل کر لیتے۔

چناں چہ برطانیہ کے ایک بادشاہ کا واقعہ سنا ہے کہ اُس نے اپنی محبوبہ کے عوض تخت شاہی کو خیر باد کہہ دیا جب کہ وہاں کی اسمبلی نے یہ شرط رکھی تھی کہ یا تو اُس حسینہ سے تعلق ختم کر و یا تختِ شاہی سے دست بردار ہو جاؤ۔

پس جب مومن ایسے حسین کے عشق سے سچی توبہ کرتا ہے جس پر وہ سلطنت

فدا کر دیتا اگر اُس کے پاس ہوتی لیکن خدا کے خوف سے اور رضائے حق کی خاطر وہ ایسے چاند و سورج جیسے حسینوں سے نگاہوں کو بچاتا ہے اور اُن کے عشق سے دست بردار ہوتا ہے تو ایک سلطنت نہیں نہ جانے کتنی سلطنتیں راہِ حق میں اُس نے گویا قربان کر دیں بس مفت میں عشّاق طبع حضرات کو اس مجاہدے کی برکت سے اتنا رفیع مقام میدانِ محشر میں ان شاءاللہ تعالیٰ ہاتھ لگے گا۔

توڑ ڈالے مہہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رخِ زیبا تو نے

حکایت

احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ میرے ایک پیر بھائی نے جو عالم نہیں ہیں ایک دن مجھ سے کہا کہ جب نامحرم عورتوں سے آنکھیں نیچی کرلیتا ہوں تو دل میں عجیب خوشی معلوم ہوتی ہے۔ میں نے کہا صدق اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بشارت اس عمل پر دی ہے کہ ایسے شخص کو اس وقت ایمان کی حلاوت عطا ہوتی ہے آپ کو یہ خوشی اس حلاوت سے محسوس ہوئی لیکن آپ چوں کہ عالم نہیں تھے اِس لیے اِس حلاوت کی تعبیر آپ نے خوشی سے کی ہے۔ احقر کو اُن کی اِس بات سے بہت لطف آیا۔

حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد
اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

اے دل! یہ شکر زیادہ شیریں ہے یا وہ جو شکر کو پیدا کرنے والا ہے۔ جو کھیتوں میں گنے کے اندر رس پیدا کرے اُس کے نام میں بھلا رس نہ ہو اللہ اکبر۔

اللہ اللہ ایں چہ شیریں ست نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

نامِ او چو بر زبانم می رود
ہر بُنِ مُو از عسل جوئے شود

اللہ اللہ یہ نامِ پاک کس قدر شیریں ہے کہ اس نامِ پاک کو زبان سے لیتے ہی دودھ شکر کی طرح ہماری جان شیریں ہو جاتی ہے یعنی جس طرح دودھ میں شکر گھل کر تمام دودھ کو میٹھا کر دیتی ہے اِسی طرح ذکر اسمِ ذات اللہ اللہ کی شیرینی نے ہماری جان کو شیریں کردیا۔ جب اللہ پاک کا نام میری زبان سے نکلتا ہے تو میرے ہر بُن مو (بال بال) شہد کے دریا ہو جاتے ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ اے دل! یہ چاند زیادہ حسین ہے یا کہ وہ جو قمر ساز یعنی چاند کا بنانے والا ہے۔ وہ سرچشمہ حُسن اور مرکز حُسن اور وہ آفتابِ حُسن وجمال اپنے فضل سے کسی چہرے پر اور اس کی آنکھوں پر ایک شعاع ڈال دیتا ہے تو انسان اُسے دیکھ کر پاگل ہونے لگتا ہے اور اُس کی آنکھوں میں سینکڑوں تیر و کمان نظر آنے لگتے ہیں۔ احقر کا شعر ہے

چوں بہ عکس حُسن تو از ہوش رفتہ می شوم
پس چہ باشد چوں ترا بے پردہ بینم روزِ حشر

اور جب وہ شعاع ہٹا لیتے ہیں تو پھر وہی چہرہ اور اُسی آنکھ کو دیکھ کر (زوالِ حُسن کے بعد) دل متنفر ہو جاتا ہے پس عکس سے عشق کرنا خسارہ اور دھوکا ہے کہ عکس بھی بعد زوالِ حُسن یا بعد موت چھن گیا اور اصل سے بھی محروم رہے۔ جس طرح چاند کا عکس دریا میں نظر آوے اور کوئی نادانی سے دریا میں چاند تلاش کرنے کے لیے دریا میں گھس جاوے تو نہ عکس ملے گا اور نہ اصل۔ پس عکس سے رخ کا پھیرنا اصل کو حاصل کرنے کے لیے عقلاً بھی واجب اور ضروری ہے۔ پس اس مثال سے دُنیا کے حسینوں کے حُسن وجمال کو قیاس کر لیجیے کہ اُن سے نگاہ کی حفاظت کا حکم ہماری ہی مصلحت سے اور اپنے قرب کو اور اپنے دیدار کے لیے فرمایا ہے۔ ورنہ ہم ان مرنے والوں پر فدا ہو کر بے قیمت ہو جاتے ہیں۔

www.khanqah.org

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دَم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں ہے

ایک مقام پر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح متنبہ فرمایا۔

حُسن اوروں کے لیے حُسنِ آفریں میرے لیے

جو خاک خاک ہی پر فدا ہو جاوے تو دونوں خاک ہو جاویں گے زندگی مٹی میں مل جاوے گی، اور جو خاک اس ذاتِ پاک سے رابطہ قائم کرتی ہے تو وہ زندہ حقیقی اس خاک کو بھی زندہ کر دیتا ہے۔

دسواں انعام: یہ ہے کہ تقویٰ کا حمام اِن ہی خواہشات سے روشن ہے یعنی جب بندہ بُرے تقاضوں پر اپنے مالکِ حقیقی کے خوف سے صبر کرتا ہے تو اُس کے دل میں تقویٰ کا نور روشن ہو جاتا ہے:

وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰى ﴿۴۰﴾
فَاِنَّ الۡجَنَّةَ هِىَ الۡمَاۡوٰى ﴿۴۱﴾[۳۸]

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ پس جو شخص اپنے نفس کو بُری خواہش سے باز رکھتا ہے اِس خوف سے کہ ہم کو ایک دن حق تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر جواب دہ اور مسئول ہونا ہے تو ایسے شخص کا ٹھکانہ جنّت میں ہو گا۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شہوت دُنیا مثال گلخن ست
کہ ازو حمام تقویٰ روشن ست

دُنیا کی خواہشات کی مثال آگ کی بھٹی کی طرح ہے کہ تقویٰ کا حمام اسی سے روشن ہوتا ہے یعنی بُرے بُرے تقاضے گناہوں کے تقویٰ کی بھٹی کے لیے ایندھن ہیں ان کو اگر خدا کے خوف کے چولہے میں ڈال کر جلادو گے تو اس سے تقویٰ کی روشنی پیدا ہو گی اور

[۳۸] النّٰزعٰت: ۴۰-۴۱

اگر اس بُری خواہش پر عمل کر لیا تو گویا ایندھن کو کھالیا۔ ایندھن کھانے کے لیے نہیں جلانے کے لیے ہے۔ ایندھن کھانے کا انجام بُرا ہے۔ گلخن دراصل خانۂ گل تھا۔ اضافت مقلوبی ہے گل کے معنٰی یہاں اخگر آتش کے ہیں۔

گیارہواں انعام: یہ ہے کہ متقی بندوں کی آنکھوں میں ایک خاص چمک ہوتی ہے اور اُن کے چہروں پر خاص نور ہوتا ہے اور بدنگاہی سے آنکھوں کے اندر بے رونقی اور ظلمت پیدا ہوتی ہے جس سے چہرہ بے رونق اور بے نور معلوم ہوتا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک شخص بدنگاہی کر کے آیا آپ نے اُس کی آنکھوں سے ظلمت محسوس کر کے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہے ایسے لوگوں کا جن کی آنکھوں سے زِنا ٹپکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متقی بندوں کی آنکھوں میں ایک خاص چمک ہوتی ہے اور اُن کے چہروں پر خاص نور ہوتا ہے۔

بارہواں انعام: یہ ہے کہ متقی بندوں کو آنکھوں کی حفاظت کرتے کرتے ایسا ملکہ اور ایسی روحانی قوت عطا ہو جاتی ہے کہ حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر متقی کامل ہو اور کوئی بے حیا شوخ اس کی آنکھیں زبردستی پھاڑ کر اپنے کو دکھائے تو وہ اپنی شعاع بصر پر حکومت کرے گا اور اُس کو دیکھنے نہ دے گا مگر صرف دھندلا سا عکس جو اختیار سے باہر ہے یعنی حُسن کے نکات سے شعاع بصر کو محفوظ رکھے گا آنکھیں کھلی ہوں گی مگر پوری طرح بینا نہ ہوں گی۔ جس طرح کسی پر پھانسی کا مقدمہ ہو تو دُنیا اُسے دھندلی اور بے رونق نظر آتی ہے اللہ والوں کو بھی قیامت کے فیصلے کا خوف پھانسی سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

تیرہواں انعام: یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہوت اور بدنگاہی کے تقاضوں پر صبر سے ولایتِ خاصہ عطا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہیجڑا ولایتِ عامہ سے آگے نہیں ترقی کر سکتا کیوں کہ اُس کو مجاہدہ کا وہ غم نہیں جو مردِ کامل کو پیش آتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خصی

ہونے سے منع فرمایا ہے یعنی نامرد ہونا گناہوں کے خوف سے جائز نہیں نفس و شیطان کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہی مردانگی ہے۔

خلق اطفال اند جز مست خدا
نیست بالغ جز رہیدہ از ہویٰ

تا ہویٰ تازہ ست ایماں تازہ نیست
کیں ہویٰ جز قفل آں دروازہ نیست

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام مخلوق طفل نابالغ ہے سوائے مستانِ خدا کے یعنی جو لوگ خواہشاتِ نفسانیہ پر غالب ہیں اُن کے علاوہ سب نابالغ ہیں۔

جب تک خواہشات دل میں تازہ اور گرم ہیں ایمان تازہ نہیں کیوں کہ خواہشاتِ نفسانیہ خدا کے دروازے کے لیے مثلِ قفل ہیں۔

چودھواں انعام: یہ ہے کہ بد نگاہی سے اہتمام کرکے بار بار بچنے میں نفس کو بار بار تکلیف ہوتی ہے اس سے روح میں بار بار نور پیدا ہوتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی راہ میں جب جسم کو تکلیف ہوتی ہے تو دل میں نور بنتا ہے۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ گیند کو جتنے زور سے پٹکو زمین پر اُسی قدر اوپر بلند ہوتا ہے اِسی طرح نفس کو اُس کے بُرے تقاضے کے وقت جس قدر زور سے دباؤ گے اُسی قدر حق تعالیٰ کی طرف اُسے بلندی و قرب عطا ہوگا۔

www.khanqah.org

اقتباس از کتاب اشرف التفہیم لتکمیل التعلیم

پسند فرمودہ: حضرت حکیم الامّت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مؤلفہ: مولانا عبد الرحمٰن صاحب اعظمی
تبویب: حضرتِ اقدس مخدومی و مصلحی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

خلوت بالاَمرد: لڑکوں کے ساتھ تنہائی سے بہت اجتناب کرے اور اَمرَد یعنی خوبصورت لڑکے سے بہت ہی سخت اجتناب کرے، ہرگز اُن کے ساتھ خلوت نہ کرے، اور خلوت میں بھی ضرورت سے زیادہ بات نہ کرے، نہ اُن کی طرف قصداً دیکھے اور نہ اُن کی بات نفس کے تقاضے سے سنے، کیوں کہ اَمرد پرستی کا مرض اِسی طرح پیدا ہوتا ہے کہ پہلے بالکل پتا نہیں چلتا اور جب جڑ مضبوط ہو جاتی ہے تب پتا چلتا ہے اور اُس وقت کنارہ کشی اَمرد سے بہت دشوار ہوتی ہے کیوں کہ یہ مثل مشہور ہے

سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ میل
چو پر شد نہ شاید گزشتن بہ پیل

چشمہ کا سوراخ ابتدا میں ایک سلائی سے بند کیا جاسکتا ہے لیکن جب وہ پر ہو جاوے گا پانی سے تو ہاتھی کے گزرنے سے بھی بند نہ ہوگا۔

اپنی پاک دامنی پر ناز نہ کرے کہ میں بھلا اِس مرض میں کہاں مبتلا ہو سکتا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ[۳۹] نفس نہایت بُرائی کا حکم کرنے والا ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے رخ پر جب تک وہ اَمرد (بے ریش) تھے نظر نہ ڈالی۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں دُنیا میں سوائے نفس کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ تو ہم تم پاک ہونے پر

[۳۹] یوسف:۵۳

کیا ناز کرسکتے ہیں۔ اگر ایسا خیال میں آوے تو سمجھیں کہ شیطان دھوکا دے رہا ہے اور یہ مرض اُن میں اسی طرح پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اُسے خبر نہ ہو، اور جب خبر ہوگی تو تب اُسے قدرتِ مقابلہ نفس پر نہ ہوگی یا بہت ہی مشکل ہوگی۔ یہ شیطان ہی کا مقولہ ہے کہ اگر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جیسا مرد اور رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا جیسی عورت خلوت میں ہو جاویں تو ہم دونوں کے خیالات بُرے پیدا کر کے دونوں کا منہ کالا کر دیں۔ تو صاحبو! یہ ایسے اولیاء کے بہکانے کا دعویٰ کرتا ہے تو ہم اور آپ کب اس کے پھندے سے بچ سکتے ہیں:

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُبِكَ
رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾[۴۰]

اور آپ یوں دعا کیا کیجیے کہ اے میرے رب! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے۔ اور اے میرے رب! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس بھی آویں۔

طفل جاں از شیر شیطاں باز کن
بعد از انش بالملک انباز کن

طفل روح کو شیطان کا دودھ پینے سے روکو اس کے بعد فرشتوں سے تمہاری دوستی شروع ہوگی۔

نفس و شیطان دونوں دشمنوں سے بہت ہوشیار رہنا چاہیے ورنہ دنیا اور آخرت دونوں چوپٹ و تباہ ہو جاویں گی۔

بگاڑا دین کو اپنے کہیں دُنیا ہی بن جاوے
نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ دُنیا کے مزے پائے
بڑی دولت ملے اس کو جو ہو اللہ کا عاشق
امید اجر عقبیٰ پر یہ دُنیا اس سے چھٹ جائے

---

[۴۰] المؤمنون: ۹۷-۹۸

www.khanqah.org

نفس و شیطان سے ہر گھڑی مقابلہ کرنے کو تیار رہے، جو کام کرنے کو یہ کہیں ہر گز نہ کرے مثلاً یہ کہے کہ اَمرد (بے ریش لڑکے) کی باتیں سنو یا اُس کی طرف دیکھو یا اُس کے پاس چلو تو ہر گز نفس کا کہنا نہ مانے اور دو تین دفعہ نفس کی مخالفت کرنے سے ان شاء اللہ اُس کا تقاضا جاتا رہے گا یا کمزور ہو جاوے گا۔

اَلنَّفْسُ کَالطِّفْلِ اِنْ تُھْمِلْہُ شَبَّ عَلٰی
حُبِّ الرِّضَاعِ وَاِنْ تَفْطِمْہُ یَنْفَطِمٖ

نفس مثل بچہ ہے اگر دودھ پینے کی عادت اس سے نہ چھڑاؤ گے تو یہ دودھ پیتے پیتے جوان ہو جاوے گا اور اگر چھڑا دو گے تو چھوڑ دے گا۔

اور اپنے نفس کی نگرانی ہر وقت کرتا رہے اور اپنے ہر کام میں سوچتا رہے کہ یہ تقاضائے نفس یا وسوسہ شیطانی سے تو نہیں ہے، تو فوراً مخالفت کرے، ڈھیلا و سست نہ پڑے اور اللہ رب العزت سے بصد زاری و الحاح عرض کرے کہ یا اللہ! ان اعداء سے تو پناہ دے، اگر تو پناہ نہ دے گا تو ہم کو کوئی دوسرا پناہ دینے والا نہیں اور ہم سخت گھاٹے میں پڑیں گے وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللہِ بِعَزِیْزٍ (اور یہ حفاظت حق تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں) اور یہ سوچ لے کہ اگر اَمرد پرستی (بے ریش لڑکوں سے عشق) کروں گا تو یہ بات ضرور ظاہر ہو گی کیوں کہ عشق اور مشک چھپایا نہیں جاسکتا اور حرکات و سکنات، اُٹھنا بیٹھنا، بات چیت کرنا وغیرہ ضرور کہہ دے گا کہ یہ اَمرد پرست ہے اور جب یہ ظاہر ہو گا تو تمام عزت خاک میں مل جاوے گی، کیوں کہ عزت اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے۔

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہ ہر جا کہ رفت ہیچ عزت نیافت

جس عزیز نے حق تعالیٰ کی بارگاہ سے سرکشی کی تو جہاں بھی گیا کہیں عزت نہ پائی۔

پس خدمتِ دین کرے اور اللہ تعالیٰ سے دل لگائے اور ساری خرافات سے دل کو پاک و صاف رکھے اور جہاں تک ہو سکے قلب کو فارغ رکھے یہ بڑی دولت ہے، اور بہارِ دل دیکھتا رہے اور خدائے پاک کے تعلق کی لذّت پر جو رشکِ ہفت اِقلیم ہے شکر گزار رہے۔

www.khanqah.org

طالبِ علم کو عموماً اور طالبِ دین کو خصوصاً سب گناہوں سے بالخصوص شہوت کے گناہوں سے سخت پرہیز کرنا چاہیے کیوں کہ شہوت کے گناہوں سے تمام اعضا بالخصوص دل و دماغ بہت کمزور ہو جاتے ہیں اور حُسن بھی جاتا رہتا ہے، چہرہ بدنما پیلا ہو جاتا ہے، دیکھنے میں خراب معلوم ہوتا ہے، دل بوجہ تردّد اور خوف کے اور دماغ بوجہ مادۂ منی کے نکل جانے کے نہایت کمزور ہو جاتے ہیں کیوں کہ سرمایۂ راحت و قوّت و صحت منی ہی ہے اِس کے ضایع کرنے سے قوتِ حافظہ بھی کمزور ہو جاتی ہے اور طالبِ علم کو صحتِ دل و دماغ اور قوّتِ حافظہ کی نہایت ضرورت ہے۔ اگر یہ اعضا ضعیف ہو گئے تو نہ پڑھ سکے گا اور نہ پڑھا ہوا یاد رہ سکے گا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے حافظہ کی کمزوری یعنی کثرتِ نسیان کی شکایت کی۔ فرمایا: گناہوں سے پرہیز کرو کیوں کہ علم اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل نافرمان کو نہیں عطا ہوتا۔

شَکَوْتُ اِلٰی وَکِیْعٍ سُوْءَ حِفْظِیْ

فَاَوْصَانِیْ اِلٰی تَرْکِ الْمَعَاصِیْ

فَاِنَّ الْعِلْمَ فَضْلٌ مِّنْ اِلٰہٖ

وَفَضْلُ اللّٰہِ لَایُعْطٰی لِعَاصِیْ[۴۱]

اور یوں سوچے کہ اگر میں نے گناہ کیا تو علم سے محروم رہوں گا اور صحت و عافیت سے محروم ہو جاؤں گا اور اگر اللہ تعالیٰ نے پردہ دری کر دی یعنی گناہ کو ظاہر کر دیا تو لوگوں میں ذلت و رسوائی ہو گی۔ منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا۔ اور یوں غور کرے کہ موت و بیماری کا وقت مقرر نہیں جب ہی مر جاوے یا بیمار ہو جاوے، اور بیمار ہو کر یا مر کر تو گناہ چھوڑنا ہی پڑے گا تو جو چیز مر کر یا بیمار پڑ کر چھوٹ جانے والی ہو صحت و حیات ہی میں اُسے چھوڑ دینا چاہیے تاکہ تارکِ معصیت ہو، متروکِ معصیت نہ ہو، اور قابلِ اجر

[۴۱] شرح نہج البلاغۃ: ۱۹/۱۸۲، دار احیاء الکتب العربیۃ

www.khanqah.org

ومدح تارک ہے نہ کہ متروک۔ اور یہ پختہ ارادہ کرلے کہ میں شہوت کے تقاضے پر نہ عمل کروں گا، نہ دیکھوں گا نہ بات کروں گا اور نہ بات سنوں گا۔ اور لڑکوں اور عورتوں کی صحبت سے بہت سخت پرہیز کرے، اگر کسی لڑکے کے ساتھ پڑھنے اور سبق میں تکرار کرنے یا دَور کرنے میں ہو تو بقدرِ ضرورت پر اکتفا کرے اور اگر اپنی طبیعت میں بُرا میلان پاوے تو فوراً بہت جلد اُس کا ساتھ چھوڑ دے اور تکرار وغیرہ سب بند کردے علیحدہ پڑھے اور جلد سے جلد دو رکعت توبہ کی نماز پڑھ کر خوب دل سے توبہ کرے۔ کیوں کہ اگر علیحدہ ہونے میں تاخیر کرے گا تو تعلق کی جڑ مضبوط ہو جاوے گی اور الگ ہونے کی ہمت کمزور ہو جاوے گی اور پھر گناہ سے بچنا مشکل ہو جاوے گا، اور اگر اللہ تعالیٰ نے بعد مُدّت کے فضل فرمایا اور توبہ نصیب ہوئی تب بھی برسوں اُس کے خیالات اور وساوس نماز اور کتاب کو خراب کریں گے اور سخت اُلجھن ہو جاوے گی۔ دل پریشان و مغموم اور متفکر رہے گا اور جلدی الگ ہو جانے سے اِن سب بلاؤں سے نجات رہے گی اور دل میں فرحت و خوشی کا خزانہ اور ایک بڑا عالَم رہے گا۔ لڑکوں اور عورتوں کو دل میں جگہ دینا اور دل کو خدا کی محبت سے محروم کرنا کس قدر بُری بات ہے اور خدائے عزوجل کے جمالِ بے مثال کو چھوڑ کر اِن مُردہ ناپائیدار صورتوں پر عاشق ہونا کیسی بے سمجھی کی بات ہے۔ کہاں وہ نورِ آفتاب اور کہاں یہ مُردہ چراغ۔

طالب علم کو بڑی ضرورت فراغِ قلب کی ہے۔ پس کسی اَمرد لڑکے یا عورت سے ناجائز تعلق ہرگز نہ پیدا کرے ورنہ علم سے محروم رہے گا اور مدرسے سے خارج کردیا جائے گا جس سے کتنی رسوائی ہوگی۔ کسی اللہ والے کی خدمت میں بار بار حاضری دیتا رہے۔ اور اپنے نفس کی اصلاح کا مشورہ لیتا رہے۔ احقر محمد اختر عفی عنہ کا شعر ہے ؎

خاک گر خاک ہوئی خاک پہ تو کیا حاصل
کاش یہ خاک فدائے شہہ عالم ہوتی

بد نگاہی اور عشقِ مجازی کے متعلق حضرت حکیم الامّت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات از تربیت سالک

علاجِ بد نگاہی

تحقیق: یہ بے شک مرض ہے اور اس کا علاج مجاہدہ ہے یعنی بزور مخالفت کرنا نفس کی اور صدورِ خطا پر کوئی جرمانہ اس پر مقرر کرنا مثلاً ایک نظر پر بیس نفلیں اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ پوری اصلاح ہو جاوے گی۔ (صفحہ: ۲۲۴)

عشق کا علاج

حال: ۱۹۰۱ء میں مجھ کو شملہ جانے کا اتفاق ہوا اُسی روز بوقتِ شام سفر میں راستے میں ایک نہایت حسین عورت گھوڑے پر سوار سیر کو نکلی جس کو دیکھ کر میں اور میرا دل قابو میں نہیں رہا۔ اپنی عمر میں ایسا حُسن نہیں دیکھا۔ چھ ماہ سے ہر وقت اُس عورت کا خیال ستاتا ہے۔ سینے میں سخت تکلیف، دل میں درد اور گرمی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت! میرا علاج فرمادیں کہ میرے سینے میں سے اُس کا خیال چلا جاوے اور عشق و محبت حضور سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیب ہو۔

تحقیق: السلام علیکم۔ ایک وقت خلوت کا مقرر کرکے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۵۰۰ بار اِس طرح سے کہ لَآ اِلٰہَ کے ساتھ تصور کیا جائے کہ اُس کے تعلق کو قلب سے خارج کیا اور اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ یہ تصور کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو قلب میں داخل کیا شروع کیجیے۔ اور اِس کے بعد اپنے مرنے کا مراقبہ کہ دُنیا سے رخصت ہو کر خدا کے روبرو جانا ہے اگر وہ اِس کا سوال کریں گے تو کیا جواب دوں گا اور کیا منہ دکھاؤں گا، اور اُس کے مرنے کا تصور کہ مر کر گل سڑ کر کیڑے پڑ جائیں گے صورت بگڑ جاوے گی کہ دیکھنے والے کو بھی نفرت ہو گی اور وقتِ فرصت میں استغفار کی کثرت پھر دو ہفتہ کے بعد حالت کی اطلاع دیجیے اور ساتھ ہی یہ خط بھی بھیجیے۔ (صفحہ: ۲۳۵)

حال: بعد سلام علیک گزارش خدمتِ عالیہ میں یہ ہے کہ مجھ کو حضورِ والا نے جب سے پڑھنے کے واسطے ارشاد فرمایا تھا جس پر میں نے عمل کیا اس کی برکت سے مجھ کو اُس عورت کی صورت سے نفرت پیدا ہوگئی اور اُس کے خیال سے طبیعت علیٰحدہ ہوگئی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ الف الف مرۃ۔ (ہزار ہزار شکر خدائے پاک کا)

توبہ شکنی

(بار بار توبہ کا ٹوٹ جانا)

حال: نفس غالب ہے، گناہِ کبیرہ بھی ہو جاتا ہے بعد میں بہت شرمندگی ہوتی ہے، بار بار توبہ کرتا ہوں اور پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ آیندہ اب یہ گناہ نہیں کروں گا مگر توبہ ٹوٹ جاتی ہے، گزشتہ ارادہ یاد نہیں رہتا۔ تدبیر بیان فرمادیں کہ معاصی کی رغبت سے خلاصی ہو۔

تحقیق: کوئی گراں جرمانہ نفس پر مقرر کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا۔ میرے نزدیک جب معصیت کی طرف عود ہو (یعنی گناہ ہو جاوے) تو چالیس یا پچاس نفلیں اِس کے تدارک کے لیے پڑھی جاویں اور پھر اطلاع دیں۔

عشقِ اجنبیہ کا علاج

حال: میں کسی عورت پر عاشق بھی ہوں اور اُس کی محبت سے بے حد پریشان ہوں۔ دین و دُنیا دونوں تباہ ہو رہے ہیں۔ براہِ کرم علاج سے مطلع فرمادیں۔

تحقیق: جس سے عشق ہے اُس کی صحبت کو فوراً چھوڑ دو اور اُس سے بہت دُوری اختیار کرلیجیے۔ ظاہری دُوری اور باطنی دُوری دونوں ضروری ہیں۔ ظاہری دُوری یہ ہے کہ اُس سے نہ بولو، نہ اُس کی آواز کان میں پڑنے دو، نہ اُس کو دیکھو، نہ اُس کا تذکرہ کرو، نہ اُس کا تذکرہ کسی سے سنو۔ اور باطنی دُوری یہ ہے کہ قصداً اُس کا تصور دل میں نہ لاؤ، اگر تصور آجائے تو اور کسی کام میں لگ جاؤ اور حق تعالیٰ سے دُعا بھی کرتے رہو اور ذکر اللہ میں مشغول رہو گو دل نہ لگے۔ اور موت مابعد الموت کو سوچا کرو اور پھر اطلاع دو۔

www.khanqah.org

حال: الحمدللہ! اُس عورت کی محبت میں کمی شروع ہوگئی۔
تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ نفع ہوگا۔
حال: اُس عورت کی محبت تو بہت کم ہوگئی اور اہل خانہ سے محبت بڑھ گئی مگر اُس کی محبت اب تک دل سے بالکل نہ ختم ہوئی۔ جب اُس کا خیال آتا ہے دل میں درد سا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت! دُعا فرمائیں کہ یہ اثر بھی ختم ہوجاوے۔
تحقیق: تدبیر صرف یہی ہے کہ اُس سے اِس قدر دُوری ہو کہ کبھی سامنا نہ ہو پھر یہ کیفیت نہ رہے گی۔ اور اگر ہلکا میلان باقی رہا وہ مضر نہیں۔
نوٹ: احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ پر یہ لکھا ہے کہ اگر صدمۂ جدائی سے کسی کو غم برداشت کرتے کرتے موت آجائے تو وہ شہید ہوگا۔ پھر یہ حدیث لکھی:

مَنْ عَشِقَ وَكَتَمَ وَعَفَّ ثُمَّ مَاتَ فَهُوَ شَهِيْدٌ[۴۲]

جو عاشق ہوا پھر اپنے عشق کو مخفی رکھا (یعنی اپنے مصلح و مرشد کے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کیا نہ اُس معشوق پر ظاہر کیا) اور وہ پاک دامن رہا یعنی آنکھوں کو دیکھنے سے، کانوں کو اُس کی بات سُننے سے، دل کو اُس کے خیالات لانے سے، پاؤں کو اُس کی طرف جانے سے، ہاتھ کو اُس کو خط لکھنے سے باز رکھا اور اِس ضبط و صبر سے مر گیا تو فَهُوَ شَهِيْدٌ وہ شہید ہوا۔

حالِ عشقِ اَمرد

حال: حسین لڑکوں کو دیکھتا ہوں تو دل میں ایک لذّت شعلہ زن ہوجاتی ہے مگر فوراً منہ پھیر لیتا ہوں۔
تحقیق: منہ بھی پھیرنا چاہیے اور قلب بھی یعنی توجہ بھی اُدھر سے ہٹالے، جس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ فوراً خیال دوسری طرف کرلے۔

---

[۴۲] کنزالعمال: ۳/۲/۳، (۰۰۰)، حرف العین، منھا العشق، مؤسسۃ الرسالۃ

www.khanqah.org

نوٹ: احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ وساوس سے تنگ و پریشان حال حضرات کو اِس مضمون کو غور سے پڑھ کر عمل کرنا چاہیے جو احقر حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "التکشف" سے اقتباس کرکے درج ذیل کرتا ہے:

چوں کہ یہ مسئلہ ہدایت و عقل و بہ تسلیمِ حکماء و علماء ثابت ہے کہ نفس جس وقت ایک طرف متوجہ ہوتا ہے دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اِس لیے جب کسی بُری چیز کا خیال دل میں آوے تو اُس کے دفع کرنے کا قصد نہ کرے نہ اُس کے اسباب میں غور کرے کہ اس سے وہ خیال اور زیادہ آتا ہے مگر فوراً کسی نیک چیز کی طرف خیال کو متوجہ کردے اِس سے وہ بُرا خیال خود بخود دفع ہوجاوے گا اور اگر پھر خیال آوے پھر ایسا ہی کرے ان شاء اللہ اِس تدبیر سے اُس کا اثر بلکہ خود وہ خطرہ ہی متخیلہ سے نکل جاوے گا۔ علاج کلی اِس کا یہی ہے۔ اگر دل میں ضعف ہو تو مقوی قلب دوا کا استعمال (مثلاً مربائے آملہ و خمیرہ وغیرہ) بھی ضروری ہے۔ چوں کہ بعض سالکوں کو یہ آفت پیش آتی ہے اِس لیے یہ مجرب علاج تحریر کیا ہے۔ اختصار کی وجہ سے بے قدری کی نظر سے نہ دیکھیں، امتحان کرکے اس کا نفع ملاحظہ کریں۔ (صفحہ: ۲۵۲)

اشرف علی

۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹؁ھ۔ از تکشف

علاجِ وسوسہ دیگر

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! بعض لوگ ہم میں سے اپنے دل میں ایسے خیالات پاتے ہیں اور ایسی چیزیں پیش آتی ہیں کہ جل کر کوئلہ ہوجانا زیادہ محبوب معلوم ہوتا ہے اِس سے کہ اُس کو زبان پر لاوے۔ آپ نے خوش ہوکر فرمایا کہ اللہ اکبر! اللہ کا شکر ہے جس نے شیطان کے فریب اور کوشش کو وسوسہ ہی تک رکھا۔ آگے نہیں بڑھنے دیا۔

فائدہ: اِس حدیث میں جو علاج وسوسہ کا مذکور ہے محققین اِسی کے موافق تعلیم دیتے ہیں حاصل اِس کا یہ ہے کہ وسوسہ پر محزون اور غمگین نہ ہو بلکہ خوش ہو کہ جو بلائیں وسوسہ

سے بڑی ہیں اُن سے حق تعالیٰ نے بچالیا اور اس خوش ہونے سے ایک نفع یہ بھی ہے کہ شیطان مومن کی خوشی سے ناخوش ہوتا ہے، پس جب وہ دیکھے گا یہ وساوس سے خوش ہوتا ہے جیسا کہ الفاظِ حدیث میں تعلیم ہے:

اَللهُ اَکْبَرُ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَهٗ اِلَی الْوَسْوَسَةِ[۴۳]

تو شیطان وسوسہ ڈالنا چھوڑ دے گا۔ اور ان بڑی بلاؤں سے بچنے میں بعض اوقات خود اس وسوسہ کو بھی دخل ہوتا ہے کیوں کہ جب نفس اس طرف اضطراراً متوجہ ہوا تو بعض اوقات معاصی عظیمہ ظاہرہ یا باطنہ میں مشغول ہونے کی مہلت نہیں پاتا اور بچارہتا ہے۔ اِسی واسطے فرمایا ہے: ایں بلا دفع بلاہائے بزرگ۔ نیز جب سرورِ شکر میں مشغول ہوگیا تو توجہ الی الوسوسۃ قصداً مرتفع ہوگئی۔ ایک حدیث میں استعاذہ کا حکم بھی ہے، مضمونِ حدیث یہ ہے کہ بعض کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں کو کس نے پیدا کیا حتیٰ کہ آخر میں یہ کہتا ہے کہ تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا اُس وقت فوراً اللہ کی پناہ مانگے اور سوچنے سے باز رہے۔ (بخاری و مسلم)

حاصل اِس علاج کا یہ ہے کہ ذکر اللہ میں مشغول ہو جاوے اور خدا سے پناہ مانگے۔ پس توجہ خدا کی طرف جب ہو جاوے گی نفس وسوسہ کی طرف متوجہ نہ رہے گا کیوں کہ ایک وقت میں نفس دو چیزوں کی طرف متوجہ نہیں رہ سکتا۔ (صفحہ:۲۵۳)

احقر اختر عرض کرتا ہے کہ جامع صغیر میں روایت ہے کہ جب شیطان دل میں وسوسہ ڈالے کہ خدا کو کس نے پیدا کیا ہے تو تم کہو:

اٰمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهٖ[۴۴]

ایمان لایا میں اللہ پر اور اُس کے رسول پر۔

پس اِس کے پڑھنے سے وہ وسوسہ چلا جائے گا۔

---

[۴۳] مشکوٰۃ المصابیح: ۱۹، باب فی رد الوسوسۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

[۴۴] کنز العمال: ۱/۲۴۶ (۱۲۳۷)، فصل فی الشیطان و وسوستہ، مؤسسۃ الرسالۃ/ مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

www.khanqah.org

اِرشاداتِ مُرشدی (جو بد نگاہی کے لیے عجیب النفع ہیں)

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند مفید ارشادات جو سالکین اور طالبین کے لیے مشعلِ راہ ہیں نقل کرنے کے بعد احقر مؤلف بد نگاہی سے متعلق عرض کرتا ہے کہ یہ بیماری باوجود ذکر و نوافل اور صحبتِ مرشد کامل بعض لوگوں میں بوجہ غفلت اور شرارتِ نفس کی قدیمی عادت کے اسّی اور نوّے برس کی عمر میں بھی سالک اور طالب کو پریشان کرتی ہے اور آنکھوں کے زنا میں اور دل کے اندر اس کے تصور سے دل کے زنا میں مبتلا کرتی رہتی ہے، نیز بد نگاہی سے عشقِ مجازی اور حُسن پرستی کی بیماری میں سخت ہیجان اور تیزی پیدا ہو جاتی ہے اِس لیے بد نگاہی کا راستہ بند کرنے کے لیے حضرت مرشدنا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کا ترتیب دیا ہوا حفاظتِ نظر کا معالجہ بھی یہاں بیان کرتا ہوں جس میں سات نمبر ہیں۔ ہر روز بعد نمازِ فجر اِن نمبروں کو (بعد تلاوت و معمولات) مثل وظیفہ گہری فکر سے پڑھ لینا نہایت نافع ہے۔ یہ سب معمولات جو ذیل میں درج ہیں اِن پر عمل کرنے کی برکت سے نہ جانے کتنے بندگانِ خدا بد نگاہی اور عشقِ مجازی کی بلا اور عذاب سے نجات پا گئے اور نہ صرف نجات پا گئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اللہ والے اور شیخِ کامل بن گئے۔

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبرِ صد سالہ ہو فخرِ اولیاء

❖❖❖❖

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

www.khanqah.org

عرضِ احقر برائے حفاظتِ نظر

مرتبہ: مرشدی و مولائی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ

حضرت حکیم الامّت مجدد الملّت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہٗ

امّا بعد! بدنگاہی کے مضرات اِس قدر ہیں کہ بسا اوقات اِن سے دُنیا اور دین دونوں تباہ و برباد ہیں۔ آج کل اِس مرض روحانی میں مبتلا ہونے کے اسباب بہت زیادہ پھیلتے جاتے ہیں اِس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس کی بعض مضرات اور اِس سے بچنے کا علاج مختصر طور پر تحریر کر دیا جائے تاکہ اِس کی مضرات سے حفاظت کی جاسکے۔ چناں چہ حسب ذیل اُمور کا اہتمام کرنے سے نظر کی حفاظت بہ سہولت ہوسکے گی:

۱) جس وقت مستورات کا گزر ہو اہتمام سے نظر نیچی رکھنا۔ گو نفس کا تقاضا دیکھنے کا ہو۔ جیسا کہ اِس پر عارف ہندی حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس طور پر متنبہ فرمایا ہے۔

دین کا دیکھ ہے خطر اُٹھنے نہ پائے ہاں نظر
کوئے بُتاں میں تو اگر جائے تو سر جھکائے جا

۲) اگر نگاہ اُٹھ جاوے اور کسی پر پڑ جاوے تو فوراً نگاہ کو نیچے کر لینا خواہ کتنی ہی گرانی ہو، خواہ دَم نکل جانے کا اندیشہ ہو۔

۳) یہ سوچنا کہ بدنگاہی سے حفاظت نہ کرنے سے دُنیا میں ذِلّت کا اندیشہ ہے۔ طاعات کا نور سلب ہو جاتا ہے۔ آخرت کی تباہی یقینی ہے۔

۴) بدنگاہی پر کم از کم چار رکعت نفل پڑھنے کا اہتمام اور کچھ نہ کچھ حسب گنجایش خیرات اور کثرت سے استغفار۔

۵) یہ سوچنا کہ بدنگاہی کی ظلمت سے قلب ستیاناس ہو جاتا ہے اور یہ ظلمت بہت دیر میں دُور ہوتی ہے حتٰی کہ جب تک بار بار نگاہ کی حفاظت نہ کی جائے باوجود تقاضے

www.khanqah.org

کے اُس وقت تک قلب صاف نہیں ہوتا ہے۔

۶) یہ سوچنا کہ بدنگاہی سے میلان پھر میلان سے محبت اور محبت سے عشق پیدا ہوجاتا ہے اور ناجائز عشق سے دُنیاو آخرت تباہ ہوجاتی ہے۔

۷) یہ سوچنا کہ بدنگاہی سے طاعات، ذکر شغل سے رفتہ رفتہ رغبت کم ہوجاتی ہے۔ حتّٰی کہ ترک کی نوبت آتی ہے پھر نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔

احقر

ابرار الحق عفی عنہ

۲۶؍شعبان ۱۳۸۱ھ

شہوتِ نفسانی وبدنگاہی سے متعلق نفس کی شرارتوں کے چند نمونے مع ہدایات

۱) ایک حاجی صاحب نے مکہ شریف میں کہا کہ انڈونیشیا کی کم عمر لڑکیاں بڑی تعداد میں سفید برقعے پہنے ایک طرف کو بیت اللہ میں اِس طرح جمع ہوکر بیٹھتی ہیں جیسے بہت سی سفید کبوتریاں بیٹھی ہوں اور اُن کے چہروں پر بڑا ہی نور معلوم ہوتا ہے۔ احقر نے کہا: حاجی صاحب! توبہ کیجیے، یہ تو نفس کی بڑی خفیہ شرارت ہے۔ اُن نامحرم لڑکیوں کے چہروں پر نور کا پتا لگانے کے بہانے سے شیطان نے آپ کو بدنگاہی کے فعل حرام میں مبتلا کردیا۔ اُن کو اتنے اہتمام سے دیکھنا، اُن کے چہروں کی نورانیت کا پتا لگانا یہ سب کب جائز ہے۔ آپ کو کعبہ شریف میں اور لوگوں کے چہروں پر نور نظر ہی نہ آیا۔ اُنہوں نے فوراً توبہ کی اور نفس کے مکر کو سمجھ گئے۔

۲) حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زندگی میں جس نامحرم کی طرف میلانِ نفسانی کا احساس نہ ہو اور اُس کے انتقال کے بعد بہت صدمہ محسوس ہو اور بار بار اُس کی یاد ستائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اُس سے نفس کا تعلق ضرور تھا اگرچہ خفیف اور کم درجہ کا تھا جو اُس کی موت اور جدائی سے تیز ہو گیا فوراً استغفار کرنا چاہیے۔

۳) بد نگاہی کا جس قدر شدید تقاضا ہوتا ہے اُسی قدر اُس کو روکنے میں نور بھی قوی قلب میں پیدا ہوتا ہے، اور سالکین کا سلوک اِسی مجاہدہ سے طے ہوتا ہے ورنہ حق تعالیٰ تو ہماری رگِ جان سے بھی قریب تر ہیں پھر اُن کا راستہ چلنے اور طے کرنے کے کیا معنیٰ ہوں گے۔ اکابر مشائخ نے یہی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ طے کرنا اور قربِ الٰہی حاصل کرنا اِسی طور پر ہے کہ اپنی خواہشات کو مجاہدات سے توڑ کر احکامِ الٰہی کے تابع کر دے۔ پس اِس طرح ہر وقت قرب بڑھتا رہتا ہے۔

۴) حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جب جسم کو خدا کے راستے میں تکلیف ہوتی ہے تو روح میں نور پیدا ہوتا ہے پس بد نگاہی کے تقاضوں سے رُکنے میں دل کی تکلیف کے ساتھ ساتھ روح میں نور پیدا ہوتا ہے۔ کسی صاحبِ ذوق کا خوب شعر ہے ؎

میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

۵) کبھی سامنے چہرے سے تو آدمی آنکھیں بچا لیتا ہے مگر پھر پیچھے سے اُس کے لباس یا کسی عضو پر نظر ڈال کر لطف لیتا ہے اِس سے بھی احتیاط چاہیے۔ نامحرم کا جسم اور لباس بھی نہ دیکھنا چاہیے اور کوتاہی پر استغفار کرنا چاہیے۔

۶) عورتوں سے گفتگو کے وقت نفس اپنی آواز کو نرم کر کے بات کرتا ہے تاکہ اُس کے دل کو خوش کرے یہ بھی گناہ ہے۔ اِسی طرح حسین لڑکوں سے بھی بات چیت میں نرم لہجہ میلانِ نفس سے اختیار کرنا گناہ ہے۔

۷) کبھی پوری نظر سے آدمی نہیں دیکھتا لیکن گوشۂ چشم سے دیکھ کر کچھ مزہ لے لیتا ہے، یہ عمل بھی دل کو خراب کرتا ہے اور گناہ ہے۔ نفس کی اِن شرارتوں سے بہت ہوشیار رہنا چاہیے۔ ذکر و فکر کا محنت سے کمایا ہوا نور ذرا سی غفلت میں ضایع ہو جاتا ہے۔

۸) بد نگاہی سے بچنے کے وقت بعض لوگ نگاہ تو نیچی کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں مگر دل اُس کے ساتھ ہوتا ہے یعنی دل میں اُس کے تصور سے لطف لیتے ہیں، اِس لیے

www.khanqah.org

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ نگاہِ چشمی کی حفاظت کے ساتھ نگاہِ قلبی کی بھی حفاظت کا اہتمام ہونا چاہیے۔ یعنی قلب کو بھی اُس سے ہٹالے۔ اور کسی دوسرے خیال میں مصروف ہو جاوے، اور سب سے بہتر ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جانا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نگاہِ چشمی اور نگاہِ قلبی کو بہ یک وقت ساتھ ہی ساتھ دُور کرلے۔

۹) حدیث پاک میں گناہوں سے دُوری اللہ تعالیٰ سے اتنی مانگی گئی ہے جتنی دُوری کہ مشرق اور مغرب میں ہے۔ بزرگوں نے فرمایا کہ عورتوں سے اور لڑکوں سے اختلاط اور بالخصوص تنہائی میں میل جول اور بات چیت کرنے والے اُن کے فتنے اور گناہ میں ایک نہ ایک دن مبتلا ہو ہی جاتے ہیں بالخصوص سالکین کو شیطان اکثر دو صورتوں سے خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے یا تو بڑائی دل میں ڈال کر تکبر کی لعنت میں مبتلا کر کے خدا سے دُور کر دیتا ہے یا پھر عورتوں یا لڑکوں کے عشق میں مبتلا کر کے تباہ کر دیتا ہے۔ اور یہ ابتلا بہت آہستہ آہستہ رفتار سے کرتا ہے یعنی پہلے غیر محسوس طور پر کسی حسین کی آنکھوں سے متأثر کر دیتا ہے پھر آہستہ آہستہ اختلاط میل جول بڑھاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ صرف دل بہلانے میں کیا مضایقہ ہے گناہ نہ کریں گے لیکن جب زہرِ عشق آہستہ آہستہ دل پر چھا جاتا ہے پھر بقول حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کہ جب کیچڑ زیادہ ہو جاتی ہے تو ہاتھی بھی پھسل جاتا ہے پھر بد عملی کا نمبر بھی آجاتا ہے۔

۱۰) حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت لکھی ہے کہ ایک صاحب جو مرید حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھے، بہت بوڑھے آدمی تھے۔ تھانہ بھون خط لکھا کہ آپ تعویذ دے دو ایک نوجوان سے محبت ہے، وہ آج کل ناراض ہے دل گھبرا رہا ہے۔ اُسی سے دل بہل جاتا تھا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارقام فرمایا کہ توبہ کیجیے، یہ نفس کی شرارت ہے، کسی حسین نوجوان سے دل بہلانا حرام ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ جس خوبصورت نوجوان سے گفتگو میں نفس کو لذّت ملنے لگے فوراً اُس سے دُور ہو جانا چاہیے کہ یہ نفس کا حصہ ہو گا اور ظلمت کا سبب ہو گا۔

۱۱) ایک تاجر پارچہ فروش ادھیڑ عمر کا آنکھوں میں گہرا سرمہ لگائے ہوئے ہر خریدار عورت کو للچائی نظر سے دیکھتا ہوا خالہ امّاں کہہ کہہ کر بات کرتا تھا تو واضح ہو کہ کسی اجنبیہ اور نا محرم عورت کو خالہ امّاں کہنے سے وہ نہ خالہ ہو جاتی ہے نہ امّاں ہو جاتی ہے یہ محض اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے اور شرارتِ نفس کا بہانہ ہے اِس طرح عورتیں بھی دھوکا کھا جاتی ہیں کہ اُس کی نیت بُری کیا ہو سکتی ہے یہ تو خالہ امّاں کہہ رہا ہے۔ خدا کی پناہ! یہ سب فسق و فجور اور گناہ کے سوا کچھ نہیں۔

۱۲) ایک نواب صاحب جو ذاکر شاغل کسی بزرگ سے بیعت بھی ہیں کہنے لگے کہ ایک رشتہ دار کے یہاں عورت کا ناچ دیکھنا ہے۔ اُن سے اُن کے دوست نے کہا کہ آپ ذکر بھی کرتے ہیں اور یہ فعل ناجائز اور حرام بھی کرتے ہیں۔ اِس سے آپ کے ذکر کا نور سب ضایع ہو جاوے گا۔ کہنے لگے: صاحب واہ! آپ ذکر کی طاقت اور نور کی توہین کر رہے ہیں۔ ذکر کا نور اور ذکر کی طاقت کو ہمارے گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ دیکھیے کس طرح شیطان نے حسین لفظوں کے چکر میں ڈال کر گناہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اِس کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی حکیم کسی مریض کو خمیرہ مروارید کھلائے اور کہے خبر دار! سنکھیا کا زہر مت کھانا ورنہ خمیرہ کا اثر ختم ہو جاوے گا۔ اور دل پہلے سے بھی زیادہ کمزور ہو جاوے گا بلکہ موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ اب وہ مریض کہے گا کہ واہ صاحب پھر آپ کا خمیرہ ہی کیا ہوا۔ یہ سب نفس اور شیطان کا دھوکا ہے۔ اگر گناہ مضر اور نقصان دہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہم کو کیوں منع فرماتے۔ حدیث پاک میں ہے:

اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ [۴۵]

اے ابو ہریرہ! حرام اعمال سے بچو، تم سب سے زیادہ عبادت گزار ہوگے۔

دُنیا کی محبت میں محبوب کی ذرا سی ناراضگی برداشت نہیں ہوتی ہے پھر گناہوں سے مولائے کریم کی ناراضگی پر کیسے صبر آ جاتا ہے۔

---

[۴۵] جامع الترمذی: ۵۵۱/۴، باب من اتقی المحارم فھو اعبد الناس، مطبوعۃ مصر

www.khanqah.org

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چوں داری ز ربِّ ذوالمنن

اے لوگو! تمہیں بیوی بچوں سے تو صبر نہیں ہوتا لیکن مولائے کریم سے کیسے صبر آجاتا ہے۔

محبوبِ فانی پر شاعر فانی بدایونی کا شعر ہے کہ؎

میں نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

انصاف تو کیجیے کہ یہاں تو مزاجِ یار کے کچھ ناراض ہونے سے عاشق صاحب کی اپنی نبض نہیں ڈوبی بلکہ کائنات کی نبض ڈوبتی معلوم ہوئی اور اللہ تعالیٰ جو محبوبِ حقیقی ہیں اُن کی محبت میں اُن کی ناراضگی کی پروانہ ہو تو دراصل محبت کا یہاں محض زبانی دعویٰ ہے۔

حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ان اکابر نے تو یہاں تک لکھا کہ قلب کا نور فضول اور لغو کلام سے بھی کم ہو جاتا ہے پھر سوچیے گناہ کا ارتکاب اور نامحرم عورتوں کا گانا اور ناچ۔ خدا کی پناہ! یہ غضبِ الٰہی کا خریدنا اور پھر یہ گمان کہ ہم ذاکر ہیں اور ولی بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں: ہمارے اولیاء صرف متقی بندے ہیں:

اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ[۴۶]

اِسی آیت سے اُمّت کا اجماع ہے کہ جو شخص ایک گناہ کا بھی عادی مجرم ہے ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔ گناہوں کی عادت کے ساتھ صاحبِ نسبت ہونے کا گمان کرنا بھی محض دھوکا ہے۔

وَقَوْمٌ یَّدَّعُوْنَ وِصَالَ لَیْلٰی
وَلَیْلٰی لَا تُقِرُّلَهُمْ بِذَاکَا

---

[۴۶] الانفال: ۳۴

www.khanqah.org

ایک قوم ہے جو وصالِ لیلیٰ کا دعویٰ کرتی ہے اور لیلیٰ کے رجسٹرِ عاشقین میں اُن کا نام تک نہیں ہے۔

داڑھی غیر شرعی، پاجامہ سے ٹخنے ڈھکے ہوئے، نماز باجماعت کا اہتمام نہیں اور وظیفوں کا نشہ چھایا ہے کہ ہم درویش اور تصوّف کے امام ہیں اور اگر اُن کے دَم اور پھونک سے کوئی مریض اچھا ہوگیا یا کوئی دُعا قبول ہوگئی تو پھر تو اُنہیں اپنی ولایت اور فقیری کے کمال پر پورا یقین ہوجاتا ہے، حالاں کہ دُعا تو حق تعالیٰ نے شیطان کی بھی قبول فرمائی جب اُس نے قیامت تک کے لیے زندگی مانگی، دے دی گئی۔ تو کیا وہ بھی ولی ہوگیا؟ بعض کافروں کی جھاڑ پھونک سے سانپ کا زہر اُتر جاتا ہے تو کیا وہ کافر بھی ولی ہوگئے؟ یہ سب گمراہی علمِ صحیح نہ ہونے کے سبب ہے۔ ایک بزرگ نے خوب فرمایا ہے۔

گر ہوا پہ اُڑتا ہے وہ رات دِن
ترکِ سُنَّت جو کرے شیطان گِن

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے درویشی اور فقیری کو اپنے رسالہ ''قصد السبیل'' میں واضح کردیا ہے کہ درویشی اور فقیری صرف اتباعِ شریعت اور اتباعِ سُنَّت کا نام ہے۔ اِس کے بغیر سب گمراہی اور زندقہ ہے خواہ وہ کتنا ہی وظیفے اور جھاڑ پھونک اور کمالات رکھتا ہو۔ دجّال کے بارے میں حدیث کے اندر ہے وہ بھی عجیب عجیب کرشمے دکھائے گا۔ لیکن اتباعِ شریعت سے محروم ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ تصوف، ذکر و مراقبہ یہ سب شریعت کے احکام پر عمل کرنے کے لیے بمنزلہ اسٹیم اور پیٹرول کے ہے تاکہ محبت پیدا ہوجاوے اور پھر اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آسان ہوجاتی ہے اور اپنی خواہشات کا مقابلہ کرکے آسانی سے گناہ کو ترک کردیتا ہے۔

۱۳) بعض لوگ فیشن والی ٹیڈیوں اور عورتوں کو خوب لذّت سے دیکھتے ہوئے زبان سے لاحول ولا قوۃ بھی پڑھتے ہیں اور اپنی دینداری کی ساکھ جمانے کے لیے اپنے ساتھیوں سے زمانہ اور معاشرہ کی بُرائی پر تقریر بھی شروع کردیتے ہیں۔ گزارش ہے کہ اگر

www.khanqah.org

لاحول ولا قوۃ پڑھنا ہے تو اُن کی طرف نگاہ نہ کیجیے، آنکھوں کو محفوظ کیجیے پھر لاحول کا وظیفہ پڑھنا نہایت نافع ہے۔ اُن کی طرف دیکھتے بھی رہنا اور زبان سے لاحول پڑھتے رہنا یہ اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے اور یہ عمل دلیلِ نفرت نہیں بن سکتا۔

۱۴) اگر آنکھوں کو ایک بار غلط استعمال کیا گیا تو پھر ہر عورت کو دیکھتا ہی چلا جاوے گا کیوں کہ ایک نافرمانی دوسری معصیت کے لیے سبب بن جاتی ہے۔ جیسے ایک نیکی دوسری نیکی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص گھر سے باہر نکلا اور اپنی آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے لیکن ایک بار دیکھ لیا تو پھر قوت روکنے کی کمزور ہو جاتی ہے اور پھر مشکل سے بچ سکے گا اور تمام دن گناہوں میں ملوث رہے گا۔ جیسے بریک (BRAKE) فیل ہو جانے سے گاڑی ہر جگہ ٹکر کھاتی ہے۔

۱۵) کبھی آدمی اپنی آنکھیں تو بچا لیتا ہے اور کئی روز تک آنکھیں محفوظ رکھتا ہے پھر شیطان یہ تدبیر اختیار کرتا ہے کہ اُس کے پچھلے گناہوں کا لطف یاد دلاتا ہے اور سینے کی خیانت میں مبتلا کر دیتا ہے، اور جب ماضی کے گناہوں کا تصور اور لطف اُس کے دل کو خیانتِ صدر کے فعلِ حرام کی ظلمت سے خراب کر دیتا ہے تو دل کے خراب ہونے سے تمام اعضا خراب ہو جاتے ہیں، کیوں کہ دل بادشاہ ہے دوسرے تمام اعضا اِس کے تابع ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ انسان کے اندر گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ صالح ہو جاتا ہے تمام اعضا صالح ہو جاتے ہیں اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تمام اعضا سے خراب اعمال صادر ہونے لگتے ہیں اور وہ قلب ہے۔ لہٰذا شیطان دل کے اندر گناہوں کے وساوس کے ذریعے دل کو خراب کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے پھر جب دل شہوت سے مغلوب ہو جاتا ہے تو وہ اپنی آرزو کی تکمیل کے لیے آنکھوں کو، کانوں کو اور ہاتھ پاؤں سب کو اپنے کام میں استعمال کرتا ہے۔ پس گناہ کے تصور سے اگر دل نے لطف لے لیا تو اُس کا بریک (BRAKE) فیل ہو گیا اور معلوم ہو کہ دل اور آنکھوں کا آپس میں بڑا گہرا رابطہ ہے بلکہ دونوں کی بریک لائن ایک ہی ہے۔ چناں چہ آنکھوں کے خراب ہونے سے دل خراب ہو جاتا ہے اور دل کے خراب ہونے سے آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں یعنی کبھی آنکھ گناہ میں پہل کرتی ہے پھر دل بھی اُس

حسین کا تصور کر کے حرام لذّت لیتا ہے اِسی طرح کبھی دل کسی حسین کو سوچ کر مزہ حرام لیتا ہے پھر آنکھیں اُس کو تلاش کرنے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ دل اور آنکھوں کی حفاظت میں دونوں ہی اہم ہیں۔ کسی ایک سے غافل ہوا تو دونوں ہی خرابی میں مبتلا ہو جاویں گے۔ حق تعالیٰ شانہ نے اِس حقیقت کے پیش نظر اپنے ارشاد **یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَ مَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ**[۴۷] میں آنکھوں کی خیانت اور سینے کی خیانت دونوں ہی سے خبر دار فرمایا ہے کہ دیکھو جب تم کسی جگہ نامحرم کو دیکھتے ہو یا دل میں گندے خیالات پکاتے ہو تو ہم دونوں ہی سے باخبر ہیں پس ہماری قدرت اور پکڑ سے خبر دار ہو جاؤ۔ کسی بزرگ کا شعر ہے۔

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

۱۶) بعض لوگ اپنی بیوی سے صحبت کے وقت کسی دوسری حسین صورت کا تصور کر لیتے ہیں کیوں کہ بدنگاہی سے وہ صورتیں دل میں گھر کر لیتی ہیں لیکن معلوم ہو کہ ایسا تصور کرنا حرام اور سخت گناہ کی بات ہے۔ کسی اجنبیہ یا اَمرد کا تصور بوقتِ صحبت جائز نہیں۔

۱۷) بعض لوگ پہلی نظر اِس نیت سے ڈالتے ہیں کہ دیکھ لوں اگر یہ لڑکا زیادہ حسین ہوا تو آیندہ نہ دیکھوں گا اور اگر معمولی حُسن ہے تو پھر نہ دیکھنے کا مجاہدہ کیوں اُٹھاؤں۔ یہ تفتیشِ حُسن بھی شیطان کا ایک باریک دھوکا ہے۔ زیادہ حُسن ہو یا تھوڑا اجنبیہ اور اَمرد سے ہر حال میں آنکھوں کی حفاظت کرنی چاہیے کیوں کہ قبل تفتیش مجاہدہ بھی آسان ہوتا ہے اور بعد تحقیق مشاہدہ معلوم ہوا کہ بلا کا حُسن ہے اور دل متاثر ہو گیا تو پھر مجاہدہ بھی سخت کرنا ہو گا، اور اس مشاہدہ کا گناہ الگ ہوا تو عافیت کی راہ کو چھوڑ کر سختی اور مصیبت کی راہ اختیار کرنا کس قدر نادانی اور حماقت ہے۔

۱۸) بعض لوگ بیوی کے انتقال کے بعد بھی رات کی تنہائیوں میں اُس کا تصور شہوت

---

[۴۷] المؤمن: ۱۹

کے ساتھ کرتے ہیں اور سابقہ جماع وغیرہ کا نقشہ قصداً کھینچتے ہیں تو معلوم ہونا چاہیے کہ بیوی مرنے کے بعد حکم میں اجنبیہ عورت کے ہو جاتی ہے، قصداً اُس کے تصور سے شہوت کی تشنگی بجھانا جائز نہیں البتہ بدون قصد خیال آجاوے تو معذور ہے۔ کیوں کہ ایک عمر اُس کے ساتھ بسر ہوتی ہے۔

۱۹) حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض لوگ اذیت دے کر کہتے ہیں معاف کرنا میرا ارادہ تکلیف دینے کا نہ تھا۔ اِس پر ارشاد فرمایا کہ ایذا رسانی کے گناہ سے بچنے کے لیے عدمِ قصدِ ایذا کافی نہیں بلکہ قصدِ عدمِ ایذا ضروری ہے۔ یعنی تکلیف پہنچانے کا ارادہ نہ ہونے سے کام نہیں چلے گا قیامت کے دن گرفت ہوگی البتہ ارادہ ہونا چاہیے کہ مجھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ پہلی صورت میں غفلت ہوتی ہے، دوسری صورت میں اہتمام سے آدمی فکر رکھتا ہے کہ میری ذات سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اِس کلیہ کے تحت احقر مؤلفِ رسالہ عرض کرتا ہے کہ بدنگاہی کے مسئلے میں عدمِ قصدِ نظر کافی نہیں قصدِ عدمِ نظر ضروری ہے یعنی دیکھنے کا ارادہ نہ ہونا ضروری ہے۔ متعدد اجنبیہ عورتوں اور خوبصورت لڑکوں سے آنکھوں کو ناپاک کرتے رہنے سے ارتکابِ جرم کے الزام سے نہ بچ سکے گا جب تک قصد عدمِ نظر نہ ہو یعنی اہتمام سے ارادہ کرلے کہ میں کسی غلط جگہ نظر نہ کروں گا۔

۲۰) اچانک نظر کی معافی جو روایت میں ہے اُس کا مقصد صرف یہ ہے کہ جہاں امکان نہ ہو نظر پڑنے کا لیکن اچانک کوئی عورت سامنے سے گزر گئی اور بدون ارادہ نظر اُس پر پڑگئی پھر دوسری نظر سے اُس کو دیکھنا حرام ہوگا اور پہلی نظر معاف ہوگی، مگر اِس کا مقصد یہ نہیں کہ پہلی نظر کی معافی ایسے مواقع پر بھی ہے جہاں عورتوں اور خوبصورت لڑکوں کی بہتات ہو جیسا کہ آج کل ہر بس اسٹاپ پر آدمیوں سے زیادہ لڑکیاں کالج کی کھڑی رہتی ہیں، بازاروں میں اُن ہی کی تعداد زیادہ ہوتی ہے پس ایسی جگہ اگر اہتمام سے نظر کو نہ رکھا جاوے گا تو نفس پہلی نظر کا بہانہ بنا کر سب ہی کو دیکھ ڈالے گا اور کسی ایک کو بھی نہ چھوڑے گا۔ نفس کی اِس خطرناک شرارت سے

ہوشیار رہنا چاہیے اور پہلی نظر کی معافی کا صحیح مطلب ذہن نشین رکھنا چاہیے۔ حضرت خواجہ صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب اِس نکتے کو سمجھا ہے جو اِس معاشرے کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

دین کا دیکھ ہے خطر اُٹھنے نہ پائے ہاں نظر
کوئے بُتاں میں تو اگر جائے تو سَر جھکائے جا

۲۱) اپنی بیوی اگر حسین نہ ہو تو یہ سوچے کہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کی برکت سے جنّت میں یہ ایسی حسین ہو جاوے گی کہ حوریں بھی اس کے حُسن پر رشک کریں گی، چند دن صبر کرنا ہے۔ دُنیا کی زندگی کے صبح و شام تیزی سے گزرتے چلے جا رہے ہیں عن قریب جنّت کی حوروں سے ملاقات ہونے والی ہے جن کا نقشہ تک قرآنِ پاک میں مولائے کریم نے بھیج دیا ہے۔ کیا شانِ رحمت ہے! بندوں کی جذباتی تسلی کی کیا رعایت ہے۔ جیسے شفیق باپ اپنے اُس بیٹے کو جو امریکا میں پڑھ رہا ہو خط لکھ دے: دیکھنا! وہاں کی کافرہ بے ہودہ عورت سے نہ شادی کرنا۔ چند دن صبر سے پڑھ لو یہاں شریف خاندان کی نہایت خوبصورت لڑکی اور خوب سیرت لڑکی سے تمہاری ہم نے منگنی کر دی ہے اور اُس کے یہ یہ اوصاف ہیں۔ پس مومن کو سوچنا چاہیے کہ ایمان اور اچھے اعمال سے حوروں سے منگنی ہو رہی ہے۔ اور کبھی کبھی مسجد کی صفائی کر دے تاکہ حوروں کا مہر بھی ادا ہو جاوے جیسا کہ حدیث کی روایت ہے۔ فقیر مؤلف کی یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنی چٹنی روٹی حلال کی بہتر ہے دوسرے کی حرام بریانی سے۔ جو خدائے تعالیٰ نے جوڑا مقدر کر دیا پردیس میں اُس کو بھی غنیمت سمجھے۔ جیسے اسٹیشن کی چائے خراب بھی چل جاتی ہے اِسی طرح دُنیا کی چند روزہ حیات کے لیے جھونپڑی اور ہر طرح کی بیوی سے بھی کام چل جاتا ہے بشرطیکہ ہوس عقل و دماغ نہ خراب کر دے۔ اور پردیس میں وطن اصلی کا خواب نہ دیکھے۔ آخرت کی نعمت دائمی ہے یہاں جس کے پاس جو کچھ ہے عارضی ہے۔ حق تعالیٰ حاکم بھی ہیں حکیم بھی ہیں۔ جس کے لیے جو مناسب ہوتا ہے وہی عطا فرماتے ہیں۔

www.khanqah.org

جو شخص فیصلۂ الٰہی سے ناراض ہو کر حرام لذّتوں کی طرف بڑھے گا ذلّت ہو گی۔ پس دل کا کہا نہ کرے، مولیٰ کے کہنے پر چلے، ان شاء اللہ تعالیٰ! سُکھ اور چین کی زندگی پاوے گا۔ اگر ہوس اور عشقِ مجازی کی راہ کھلی تو مصیبت اور ذلّت و رُسوائی کی راہ بھی شروع ہو گی اور آخر کہنا پڑے گا۔

جو پہلے دن ہی سے دل کا نہ ہم کہا کرتے
تو اب یہ لوگوں سے باتیں نہ ہم سنا کرتے

عشق کی لغوی و طبّی تحقیق

۲۲) ''شرح اسباب'' جو طب کی ایک مستند کتاب ہے اُس میں امراضِ دماغ کے سلسلے میں لکھا ہے کہ ایک پودے کا نام عشق پیچاں ہے یہ جس درخت کو لپٹ جاتا ہے تو وہ ہرا بھرا درخت سوکھ جاتا ہے اِسی طرح عشقِ مجازی اپنے عاشق کی دُنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر دیتا ہے اور کچھ ہی دن بعد وہ ظالم حُسن بھی بے رونق ہو جاتا ہے۔

گیا حُسن خوباں و دل خواہ کا
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

اور اس کتابِ طب میں لکھا ہے کہ یہ عشقِ مجازی ہمیشہ بے وقوف لوگوں کو ہوا کرتا ہے۔ (امراضِ دماغ شرح اسباب مترجم، حصہ اوّل، صفحہ: ۱۹۱)

۲۳) لڑکوں کے عشق میں مبتلا ہونے والے تو نہایت تباہ ہو جاتے ہیں شادی کے قابل بھی نہیں رہتے اور فاعل و مفعول دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں میں ہمیشہ کے لیے ذلیل اور رُسوا ہو جاتے ہیں۔ جس آنکھ کی کشش سے کبھی بے ہوش ہو جاتے تھے، داڑھی مونچھ آنے کے بعد اُسی آنکھ سے آنکھ ملانا بھی مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔

سمجھے تھے جس نظر کو کبھی وہ حیاتِ دل
کیوں اُس نظر سے آج نظر کو بچا گئے

۲۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم حسینوں سے نگاہ کو بچانے کی دل میں طاقت نہیں رکھتے

یہ خیال سخت ترین شیطانی دھوکا ہے۔ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو دیکھنے کی طاقت رکھتا ہے وہ نہ دیکھنے کی بھی طاقت رکھتا ہے، کیوں کہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے۔ یہ فلسفہ کا قاعدۂ مسلمہ ہے۔

۲۵) بد نگاہی شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ عورتیں اُس کی رسیاں ہیں جن سے شکار کرتا ہے۔ کبھی معمولی حُسن کو نہایت زیادہ دکھا دیتا ہے، پھر منہ کالا ہونے کے بعد اُسی صورت کو جب دیکھتا ہے تو شیطان اپنا مقصد پورا کرنے کے بعد اپنا کرشمۂ فوکس ہٹالیتا ہے اور اصلی صورت نظر آجاتی ہے پھر آدمی ندامت سے ہاتھ ملتا ہے کہ ہائے میں نے کیوں اِس کے لیے اپنا ایمان واعمال خراب کیے۔

۲۶) اگر اپنی بیوی کم حسین ہو تو حلال کی چٹنی روٹی کو حرام کی بریانی اور پلاؤ سے بہتر سمجھے بالخصوص جب کہ حرام لذّت میں دُنیا اور آخرت کی سزا اور رُسوائی بھی ہے۔ بعض سانپ بڑے ہی حسین منقش ہوتے ہیں مگر آپ اپنی جان کے خوف سے اُس کو پیار نہیں کرتے کیوں کہ یقین ہے کہ اِس حسین میں زہر قاتل بھی ہے۔ اِس طرح گناہ جس قدر حسین معلوم ہو وہ جان اور ایمان دونوں کو تباہ کرتا ہے، اِس میں حق تعالیٰ کے غضب اور قہر اور ناراضگی کا زہر بھرا ہوا ہے۔ ایک حاکمِ شہر کو ناراض کرکے چین سے رہنا مشکل ہے تو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے کیسے چین مل سکتا ہے۔

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہ ہر جا کہ رفت ہیچ عزت نیافت

جس عزیز نے اللہ تعالیٰ سے رُوگردانی کی اور سرکشی کی جہاں سے بھی گیا کہیں عزت نہ پائی۔

نیز یہ مجاہدہ چند دن کا ہے۔ جیسے سفر میں چائے اچھی نہ ملے تو وطن کی اچھی چائے ملنے کی اُمید پر اُس کو گوارا کرلیتے ہیں اِسی طرح جنّت میں حوریں ملیں گی اور یہ بیبیاں اُن سے بھی زیادہ خوبصورت بنادی جائیں گی بوجہ اعمالِ صالحہ کے۔

۲۷) جو آدمی بد نگاہی اور شہوتِ نفسانی کا بیمار ہو وہ بس خلوت میں اتنی دیر رہے جتنی دیر

www.khanqah.org

کہ تلاوت و ذکر یا دینی کتب کا مطالعہ کرتا ہو۔ ورنہ فارغ ہونے کے بعد بھی خلوت میں رہنے سے شیطان دل میں گندے خیالات کا سمندر اور طوفان اُٹھانا شروع کردے گا۔ اِسی لیے مصروف زندگی اکثر گناہوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اپنے لڑکوں کو ابتدائے جوانی میں خوب مصروف رکھنا چاہیے خالی نہ بیٹھنے دے اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ بندے خلوت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ مجھ کو کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد اُن کی دلنشیں ہوتی

لیکن جن کی زندگی کا کوئی زمانہ گناہوں میں ملوث ہوچکا ہے ایسے لوگ جب تنہائی میں فارغ بیٹھیں گے تو خیالاتِ فاسدہ کا ہجوم ہوگا اور سینے کی خیانت کے گناہِ کبیرہ میں مبتلا ہوجاویں گے لہٰذا ایسے لوگ معمولات سے فارغ ہوکر اپنے بیوی بچوں کی خدمت میں یا صالحین کی صحبت و خدمت میں مصروف کرلیں اکیلے نہ رہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ بُرے ساتھی سے تو تنہائی بہتر ہے اور نیک ساتھی بہتر ہے تنہائی سے۔

۲۸) بعض سالکین اور صالحین کو صحبتِ شیخ اور معمولاتِ ذکر کی پابندی کے باوجود بھی شہوت اور بدنگاہی کے تقاضے پریشان کرتے رہتے ہیں اور وہ اِس طرح کہ کبھی بہت زور ہوتا ہے اور کبھی ہلکا تقاضا ہوتا ہے۔ پس اِس سے گھبرانا نہ چاہیے کہ دل میں ایک سمندر ہے اور سمندر کا پانی کبھی آگے بڑھ جاتا ہے جس کو مد کہتے ہیں اور کبھی پیچھے ہٹ جاتا ہے اِس کو جزر کہتے ہیں۔ صوفیا کی اصطلاح میں بھی سالک پر دو حالتیں پیش آتی رہتی ہیں ایک حالت کا نام بسط ہے، دوسری کا نام قبض ہے۔ بسط کی حالت میں ذکر میں دل خوب لگتا ہے نفس و شیطان کے تقاضے کمزور رہتے ہیں، اور قبض کی حالت میں ذکر میں مزہ کم ملتا ہے بلکہ بعض وقت بالکل دل نہیں لگتا اور گناہوں کے تقاضے شدید ہوتے ہیں۔ اِس حالت میں شیطان کا ایک زبردست حملہ یہ ہوتا ہے کہ ارے بھائی! تیرا بزرگوں کے پاس جانا بے کار ہے، تو کولھو کی بیل کی طرح ترقی سے محروم ہے، جہاں پر تھا وہیں اب بھی ہے، سب چھوڑ، تیرا کام اللہ تعالیٰ کا راستہ چلنا

www.khanqah.org

نہیں یہ بڑے ہمت والوں کا کام ہے، تو چل میرے ساتھ سینما دیکھ اور خوب عورتوں کو دیکھ کر مزے اُڑا۔ اور ٹانگ پھیلا کر سو تارہ اور تیرے اُوپر تیرے مرشد کا کوئی فیض نہیں پہنچ سکتا۔ غرض اِس طرح کی باتیں اُس کے دل میں شیطان ڈالتا ہے۔ اُس وقت ہوشیاری سے اُس مردود کے مشورے کو لات مار دے اور اپنے مرشد کی صحبت میں جاتا رہے اور توبہ و استغفار کثرت سے کرتا رہے اور یقین کرلے کہ قلب کے معنٰی بدلنے کے ہیں دل سب کا بدلتا رہتا ہے۔ حتٰی کہ حضرت بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا حال بیان فرماتے ہیں کہ؎

گہے فرشتہ رشک برد ز پاکی ما
گہے دیو خندہ زند ز ناپاکی ما
ایماں چو سلامت بہ لب گور بریم
احسنت بریں چستی و چالاکی ما

کبھی تو فرشتہ ہمارے اچھے حالات پر رشک کرتا ہے، کبھی ہماری دینی بدحالی پر شیطان بھی ہنستا ہے۔ پس ایمان جب ہم سلامتی کے ساتھ قبر میں لے جاویں گے تو سمجھ لوں گا کہ بے شک ہم بڑے صالح اور نیک اور چست تھے دین میں۔

جب ایسے کاملین پر حالات کا تغیر ہوتا ہے تو ہم لوگ کس شمار میں ہیں۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر یکساں حالت رہے تو سالک میں کبر اور عجب پیدا ہوجاوے گا اور خدا سے دُور ہوجاوے گا جب کہ قبض کی بدحالی پر سالک نادم ہوتا ہے اور اپنے کو مخلوق میں سب سے کمتر سمجھتا ہے۔ یہ وہ بلند مقام ہے جو بسط کی حالت سے کبھی نہیں مل سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ذِلت اور عبدیت اور فنائیت ہی کی قدر ہے جو قبض کی حالت میں خود بخود پیدا ہوجاتی ہے لہٰذا اِس حالت سے نا اُمید نہ ہو اور انتظار کرے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ حالت کچھ دن میں بسط کی حالت سے تبدیل ہوجاوے گی۔ جب تک تبدیل نہ ہو اِسی میں اپنا نفع سمجھے۔ حالتِ قبض میں حضرت خواجہ صاحب کے چند اشعار کو پڑھتا رہے جو دراصل حضرت حکیم الامّت

www.khanqah.org

رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ہیں۔

جب گناہوں کا تقاضا زور پر ہو تو یہ اشعار پڑھے ؎

طبیعت کی رَو زور پر ہے تو رُک
نہیں تو یہ سر سے گزر جائے گی
ہٹالے خیال اُس سے کچھ دیر کو
چڑھی ہے یہ ندی اُتر جائے گی
ظاہر و باطن کا ہر چھوٹا گناہ
اس سے بچ رہرو کہ ہے یہ سدِراہ
لب پہ ہر دَم ذکر ہو دل میں ہر دَم فکر بھی
پھر تو بالکل راستہ ہے صاف تا دربارِ شاہ

اگر نفس بار بار مغلوب ہو رہا ہے تو یہ اشعار پڑھے ؎

کر نفس کا مقابلہ ہاں بار بار تو
سو مرتبہ بھی ہار کے ہمت نہ ہار تو
اِس کو پچھاڑ کے بھی نہ پچھڑا ہوا سمجھ
ہر وقت اِس کمین سے رہ ہوشیار تو
نہ چت کرسکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اِس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دَبالے کبھی تو دَبالے
جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہرحال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے

www.khanqah.org

یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

رہِ عشق میں ہے تگ و دو ضروری
کہ یوں تا بہ منزل رسائی نہ ہوگی
پہنچنے میں حد درجہ ہوگی مشقت
تو راحت بھی کیا انتہائی نہ ہوگی

۲۹)طبیعت کی گندگی بعض لوگوں کی دیر تک نہیں جاتی تو نااُمید نہ ہو کیوں کہ طبیعت کی گندگی اور بُرے تقاضوں پر عذاب نہ ہوگا بلکہ مجاہدہ کا ثواب ملے گا۔

بُرے تقاضے پر جب تک عمل نہ کرے کچھ غم و فکر کی بات نہیں چاہے تمام عمر یہ مجاہدہ اور تکلیف رہے۔ نفس دراصل مجاہدہ سے گھبراتا ہے اِس لیے اِس کی تکلیف کا خیال نہ کرے، اپنے دل کی آرزو کو توڑ دے اور حکمِ الٰہی کو نہ توڑے۔

حکایت

مثنوی مولانا روم میں ہے کہ سلطان محمود نے ارا کینِ سلطنت سے ایک نایاب اور بیش قیمت موتی کو پتھر سے توڑنے کا حکم دیا۔ سب نے انکار کر دیا کہ اتنا قیمتی موتی جو دربارِ شاہی میں نادر اور بے مثل ہے توڑنا مناسب نہیں۔ ایاز کو حکم دیا اُس نے فوراً توڑ دیا اور جب اُس سے پوچھا گیا: تم نے کیوں توڑا؟ تو اُس نے جواب دیا۔

گفت ایاز اے مہتران نامور
امرِ شہ بہتر بہ قیمت یا گہر

ایاز نے کہا: اے حضرات! شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ موتی؟ اِس حکایت میں یہی سبق مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا کہ اِن حسین صورتوں کو دیکھنے کی آرزو توڑنے میں دیر نہ کرو۔ امرِ الٰہی کے مقابلے میں دل کی کچھ قیمت نہیں۔ اِن شمس و قمر صورتوں سے نظر بچاؤ پھر قربِ الٰہی کی لذّت و حلاوت دل میں دیکھو۔

www.khanqah.org

توڑ ڈالے مہہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جاکے دِکھایا رُخِ زیبا تو نے

۳۰) نگاہ کی حفاظت پر نقد انعام ایمان کی حلاوت کا عطا ہونا ہے۔

۳۱) اگر ایسی حسین صورت سے نظر ہٹالی اور قلب کا رُخ پھیرا جس پر سلطنت لُٹا کر اُس کو حاصل کرنے کو دل چاہتا تھا تو ان شاء اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت راہِ حق میں سلطنت لُٹانے والوں کے گروہ میں اُٹھایا جاوے گا۔ یعنی حضرت سلطان ابراہیم ابنِ ادہم رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے سلطنتِ بلخ خدا کی راہ میں چھوڑی تھی اُن کے مقام پر یہ عاشق مفلس بھی ہوگا۔ کیوں کہ یہ سلطنت تو نہیں رکھتا تھا لیکن اِس نے ایسی آرزو کا خون کیا ہے اور ایسی دلکش صورتوں سے دستبردار ہوا ہے جن پر سلطنت بھی ہوتی تو فدا کر دیتا مگر حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر خونِ آرزو کا گھونٹ پی گیا۔

عارفاں زانند ہر دَم آمنوں
کہ گزر کردند از دریائے خوں

(رومی)

عارفین اِسی سبب سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے تعلق خاص کے فیض سے امن اور سکون میں ہیں کہ اُنہوں نے مجاہدات کے دریائے خون سے اپنے نفس کی کشتی کو عبور کیا ہے۔

آرزوئے دل کو جب زیر و زَبر کرتے ہیں وہ
ملبۂ دل میں اُن ہی کو میہماں پاتا ہے دل

(اختر)

ہزار خونِ تمنا ہزار ہا غم سے
دلِ تباہ میں فرماں روائے عالم ہے

میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

(اختر)

احقر کی ایک نظم مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اِس شعر کی تشریح میں یعنی مجاہدات کے دریائے خون کی وضاحت میں ہے جس کا نام ''خون کا سمندر'' ہے اُس کا اقتباس یہاں درج کرتا ہوں اور اِس سے قبل بطور تمہید دو شعر احقر کے ملاحظہ ہوں۔

ہزار خونِ تمنا ہزار ہا غم سے ۔۔۔ دلِ تباہ میں فرماں روائے عالم ہے
وہ سرخیاں کہ خونِ تمنا کہیں جسے ۔۔۔ بنتی شفق ہیں مطلعِ خورشیدِ قرب کی

مجاہدات کے خون کا سمندر

(از مؤلف)

سنو داستانِ مضطر ۔۔۔ ذرا دل پہ ہاتھ رکھ کر
یہ لہولہاں کا منظر ۔۔۔ مرا سر ہے زیرِ خنجر

مرے خوں کا بحرِ احمر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

میں کلی ہوں ناشگفتہ ۔۔۔ مری آرزو شکستہ
میں ہوں ایک ہوش رفتہ ۔۔۔ مرا درد راز بستہ

مری حسرتوں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مرے دل میں غم نہاں ہے ۔۔۔ مری چشم خوں فشاں ہے
مرے لب پہ وہ فغاں ہے ۔۔۔ کہ فلک بھی نوحہ خواں ہے

مری بے کسی کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

www.khanqah.org

یہ تڑپ تڑپ کے جینا　　　لہو آرزو کا پینا
یہی میرا جام و مینا　　　یہی میرا طور سینا

مری وادیوں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مری آہ کا اثر ہے　　　مرے درد کا ثمر ہے
کہ جہاں بھی سنگ در ہے　　　مرے آنسوؤں سے تر ہے

مری عاشقی کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مرا غمزدہ جگر ہے　　　مری چشم چشم تر ہے
مرا بحر خوں سے تر ہے　　　مرا برَ لہو سے تر ہے

مرے بحر و بر کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

وہ جو خالقِ جہاں ہے　　　وہی میرا راز داں ہے
مرا حال خود زباں ہے　　　مرا عشق بے زباں ہے

کسی بے زباں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مری فکر لامکاں ہے　　　مرا درد جاوداں ہے
مرا قصہ دلستاں ہے　　　مری رگ سے خوں رواں ہے

مرے خون کا سمندر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مرا غم خوشی سے بہتر　　　مرا خار گل سے خوشتر
مری شب قمر سے انور　　　غمِ دل ہے دل کا رہبر

www.khanqah.org

غمِ رہنما کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

یہ کرم ہے ان کا اخترؔ جو پڑا ہے ان کے در پر
کوئی زخم ہے جگر پر غمِ شام ہے سحر پر

مری زندگی کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

۳۲) بدنگاہی کرنے والوں کے گردے اور مثانے کمزور ہوجاتے ہیں مادۂ منی رقیق ہوجاتا ہے جس سے پیشاب کے قطروں کی شکایت اور سرعت اِنزال کی شکایت ہوجاتی ہے کمر میں درد، اعصاب اور دل و دماغ کمزور ہوجاتے ہیں۔

۳۳) بدنگاہی کرنے والوں کی آنکھیں بے رونق اور چہرے پر پھٹکار برستی ہے کیوں کہ بدنگاہی کرنے والے اور اُن عورتوں کے بارے میں جو اپنے آپ کو بے پردہ دکھاتی پھرتی ہیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت فرمائے اللہ ناظر پر بھی اور منظور الیہا پر بھی، اور لعنت کا مفہوم خدا کی رحمت سے دُوری اور محرومی ہے۔ پس ایسے چہروں پر کیسی پھٹکار برسے گی۔

۳۴) حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک شخص بدنگاہی کرکے آیا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہے ایسی قوم کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔[۴۸] معلوم ہوا کہ اہل اللہ کو اپنی بصیرت سے اُن کی آنکھوں سے بدنگاہی کی ظلمت کا ادراک اور شعور ہوجاتا ہے۔

۳۵) حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک حسین لڑکا جو صالح اور متقی تھا اُس کو ایک بڑے میاں شہوت کی نظر سے بار بار دیکھتے تھے۔ اُس لڑکے کو اپنے قلب کی سلامتی اور نورِ تقویٰ کی برکت سے اُن کی آنکھوں سے

۴۸؎ تفسیر القرطبی: ۴۴/۱۰، الحجر (۷۵)، دار الکتب العربی، القاھرۃ، ذکرہ بلفظ وفی عینیہ اثر الزنا

اُس بد نگاہی کی ظلمت کا احساس ہو گیا اور موقع مناسب دیکھ کر عرض کیا کہ بڑے میاں! آپ مجھے جو بار بار دیکھتے ہیں تو میرے قلب میں آپ کے اِس عمل سے تاریکی محسوس ہوتی ہے۔ اُنہوں نے اقرار کیا کہ واقعی ہم گناہ گار ہیں اور آپ کو بُری نیت سے اور نفس کے تقاضے سے دیکھا کرتے تھے اب میں توبہ کرتا ہوں کہ آپ کو دیکھنے سے آیندہ اپنی نظر کی احتیاط اور حفاظت رکھوں گا۔

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ وہ لڑکا متقی اور ذاکر تھا۔ ذکر کے نور سے یہ بصیرت اُس کو حاصل ہوئی تھی۔

۳۶) بد نگاہی کی عادت کے ساتھ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہو سکتا اور نہ ذکر و طاعت کی حلاوت اُسے حاصل ہو گی۔ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بد نگاہی کا یہی عذاب کیا کم ہے کہ ذکر و عبادت کی حلاوت (مٹھاس) ختم ہو جاتی ہے۔

۳۷) بد نگاہی کرنا ایسا ہے کہ دل غیر خدا کو دے دینا ہے کیوں کہ دل سینے سے نہیں چوری ہوتا ہے، آنکھوں کے دروازے سے نکل جاتا ہے۔ اِسی سبب سے حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ بہ بند

اگر تو چاہتا ہے کہ دل کسی کو نہ دے تو آنکھیں بند رکھ (حسینوں سے) کیوں کہ

ایں دیدہ کہ شوخ میبرد دل بکمند

یہ شوخ نظر دل کو سینے سے نکال لیتی ہے، اور دل تو اُسی کو دینا چاہیے جس نے دل دیا ہے۔ اِسی لیے اللہ والوں کو اہلِ دل بھی کہتے ہیں۔ احقر کا ایک شعر ملاحظہ ہو

اہلِ دل آنکس کہ حق را دل دہد
دل دہد او را کہ دل را می دہد

اہلِ دل وہ ہے جو اپنا دل خدا کو دے دے یعنی دل اُس کو دے دے جو دل عطا فرماتا ہے۔ عاشقِ مجاز کا دل جب معشوقِ فانی لیتا ہے تو اُس کو پریشانی شروع ہو جاتی ہے کیوں کہ آبِ شورپیاس کا علاج نہیں لہٰذا بے ساختہ کسی شاعر نے کہا

دل گیا رونقِ حیات گئی

مگر اللہ والے جب اپنا دل خدائے تعالیٰ پر فدا کرتے ہیں تو اُس خالقِ دل کی طرف سے اُن کے دل میں وہ چین اور سکون عطا ہوتا ہے جو بڑے بڑے سلاطین کو خواب میں بھی میسر نہیں ہوسکتا۔ تمام کائنات اُس سکون سے بے خبر ہے جو اللہ والوں کی روح کو ربّ الارواح سے عطا ہوتا ہے۔ جو شکر کا خالق ہے جو قمر کا خالق ہے جب وہ کسی کے دل میں اپنا رابطہ عطا فرمائے گا تو سمجھ لیجیے کہ کیسی کچھ مٹھاس اپنے قلب میں پائے گا اور وہ کیسا قمر دل میں پائے گا۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

طریقِ عشق میں دیکھے کوئی جولانیاں دل کی
کہ دَم میں دونوں عالم سے گزر کر پہلی منزل کی

پس اللہ والوں کو یہ انعام ملتا ہے کہ اُن کی رونقِ حیات اور بڑھ جاتی ہے۔ زندگی میں حقیقی زندگی عطا ہوجاتی ہے۔ کیوں کہ جسم تو قائم ہے جان سے اور خود جان اپنے اندر جان پاجاتی ہے جب اپنے خالق سے رابطہ اور قرب کی دولت پاجاتی ہے، ورنہ خدا سے دُوری میں جان خود بے جان ہوتی ہے پھر ایسی بے جان جان سے جسم کی کیا رونق اور اُس کو کیا سکون مل سکتا ہے۔ قرآن میں اِسی نعمت کا اعلان ہے کہ

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ [۴۹]

خبردار ہوجاؤ خوب غور سے سُن لو کہ دلوں کو اللہ تعالیٰ ہی کی یاد سے اطمینان ملتا ہے۔ اور جن کو ذکر کرنے کی ابھی توفیق نہیں وہ آزمانے کے لیے اللہ والوں کے پاس ذرا بیٹھ کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ سکون کے ایئر کنڈیشنڈ روم میں بیٹھ گئے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اُن کا دل فیصلہ کرلے گا بشرطیکہ معاند بن کر نہ جائیں قلب کے

---

[۴۹] الرعد:۲۸

www.khanqah.org

آئینے کو صاف کر کے جائیں۔ حُسنِ ظن نہ ہو تو بدگمانی بھی نہ ہو، دل کو بالکل خالی کر کے کچھ دیر اُن کی باتیں سُنیں۔ جیسے مجنوں کو لیلیٰ کی قبر سے لیلیٰ کی خوشبو آتی تھی۔ اِسی طرح اِن اللہ والوں کے ابدان اور اجسام سے مولیٰ کی خوشبو محسوس ہو گی۔ کیوں کہ عطر کی شیشی سے بھی عطر کی خوشبو آتی ہے۔ جس شیشی میں قیمتی عطر ہوتا ہے اُس شیشی کی بھی حفاظت اور قدر و منزلت کی جاتی ہے۔ انبیاء اور اولیاء کے اجسام کا احترام اور توقیر اِس سبب سے مامور بہ ہے کہ اُن کی ارواح میں مولائے کریم ربّ العرش العظیم کے قرب و رابطے کا موتی چھپا ہوتا ہے۔

۳۸) چھوٹے بچے کو ماں کے علاوہ کوئی چھین لے جاوے تو بے چین رہے گا اور اگر غیر سے چھین کر ماں کی گود میں کوئی بٹھا دے تو کس قدر اُس کو سکون ملے گا، تو اِسی طرح دل کا بھی یہی حال ہے کہ جب آنکھوں کے دروازے سے (بدنگاہی سے) شیطان دل کو اغوا کر کے، ڈاکہ مار کے کسی غیر اللہ کے عشق میں مبتلا کر دیتا ہے تو بے چین رہتا ہے نیند حرام ہو جاتی ہے بعض لوگوں نے شدتِ صدمہ و الم سے خودکشی کر لی اور حرام موت کی سزا الگ خرید لی۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اور جب دل کو اللہ تعالیٰ سے رابطہ کسی اللہ والے کی صحبت کی برکت سے حاصل ہو جاتا ہے تو گویا اُس نے اپنے دل کو آغوشِ رحمتِ خداوندی میں بٹھا دیا تو ماں کی گود کا سکون اس ارحم الراحمین کی آغوشِ رحمت کے مقابلے میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ احقر کے شعر ہیں۔

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
اُن کے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا
معذور تھا ضمیر کے اظہار سے لیکن
اختر کو تیرے درد نے پھر وں رُلا دیا

۳۹) بدنگاہی سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت بڑھتے بڑھتے عشق سے بدل جاتی ہے پھر عقل مغلوب ہوجاتی ہے اور بے عقلی سے اپنے دل کے تقاضے مجرمانہ راستوں سے پورے کرنے لگتا ہے حتیٰ کہ پھر رُسوائی، ذلت، پٹائی، جیل کی سزا اور قتل و پھانسی تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ جب کلمہ پڑھایا جاتا ہے تو دل میں جس مردار کی محبت گھسی ہوتی ہے اُسی کا نام نکل جاتا ہے اور اِس طرح خاتمہ بھی خراب ہوجاتا ہے اور دُنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوجاتے ہیں۔ ایسے واقعات حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے ہیں جو کتابوں میں موجود ہیں۔

۴۰) حسین صورتوں کی طرف جذب و کشش کے متعلق مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

گر ز صورت بگزری اے دوستاں
گلستاں است گلستاں است گلستاں

اے دوستو! اگر صورت پرستی سے تم خلاصی پاجاؤ تو پھر حق تعالیٰ کے قرب کا باغ ہی باغ تمہیں نظر آئے گا۔

عشق ہائے کز پئے رنگے بود
عشق نبود عاقبت ننگے بود

جو عشق عارضی رنگ و روغن کے سبب ہوتا ہے وہ جلد ہی زائل ہونے کے بعد شرمندگی اور ندامت کا سبب بنتا ہے۔

اِسی عارضی حیات کو امتحان کی حالت میں سمجھنا چاہیے تقویٰ کے ساتھ مجاہدہ اور تکلیف کا تحمل راحتِ دائمی کا سبب ہوتا ہے۔ جب یہاں کی فانی زندگی میں فانی صورتوں کی طرف جذب و میلان پریشان کرے عذابِ دوزخ کے مراقبہ کے ساتھ جنّت کا بھی تصور کرے کہ جلد ہی یہ امتحان کا زمانہ موت سے ختم ہوجائے گا اور پھر جنّت میں ایسی حوروں سے ملاقات ہوگی جو گوری گوری اور بڑی بڑی آنکھوں والیاں ہیں اور اُن میں محبوبیت بلا کی ہوگی اور ہم عمر نوخیز ہوں گی، یہ مجاہدہ چند دن کا ہے پھر لطف ہی لطف ہوگا۔ احقر کا یہ شعر بھی خیال میں رہے؎

www.khanqah.org

دُنیا سے مر کے جب تم جنّت کی طرف جانا
اے عاشقانِ صورت حوروں سے لپٹ جانا

آخرت میں ہر آرزو کی تکمیل کے لیے دُنیا میں ناجائز آرزوؤں کا خون رائیگاں نہیں ہے۔ حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے؂

نیم جاں بستاند و صد جان دہد
انچہ در وہمت نیاید آں دہد

مجاہدے میں حق تعالیٰ بندوں سے آدھی جان لیتے ہیں اور اُس کے عوض میں سو جانیں عطا فرماتے ہیں۔ کیا ہی نفع بخش تجارت ہے کہ آدھی جان کے بدلے اُس کریم ربّ سے ساڑھے ننانوے زیادہ پاوے گا اور اِس سے بھی زیادہ وہ نعمتیں عطا فرمائیں گے جو تمہارے وہم میں بھی اِس وقت متصور نہیں ہوسکتی ہیں۔

نے ہمہ مُلکِ جہاں دوں دہد
بلکہ صد ہا مُلکِ گوناگوں دہد

صرف اِسی دُنیائے حقیر کا مُلک نہیں عطا فرماتے بلکہ سینکڑوں مُلکِ باطنی قسم قسم کے عطا فرماتے ہیں۔ دُنیا میں بس اِس طرح سے جینا چاہیے کہ حق تعالیٰ جس طرح خوش ہوں اِسی میں ہم بھی خوش رہیں۔ اپنی تجویز ختم کرکے لذّتِ تسلیم چکھیے۔ احقر کے چار اشعار؂

حقیقت بندگی کی ہے یہی اے دوستو سُن لو
دلِ پُر آرزو رکھتے ہوئے بے آرزو رہنا
علامت جذبِ پنہاں کی یہی معلوم ہوتی ہے
تری خاطر مری ہر سانس وقفِ جستجو رہنا
یہ دعوت بے زباں بھی ہے مگر آتش فشاں بھی ہے
گریباں چاک ہو کر عشقِ حق میں کو بہ کو رہنا
کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اُس پر کہ جس نے دی جوانی کو

اِس شعر کی تشریح یہ ہے کہ ایک بلاک (بعض مقامات پر اس کو اینٹ کہتے ہیں جو سرخ رنگ کی ہوتی ہے۔) جس سے یہاں مکان تعمیر کیے جاتے ہیں دو روپے قیمت سے خوب سیمنٹ ڈال کر تیار کریں اور اُس کو کسی بھنگی کے مکان میں لگا دیں اور اِسی طرح دوسرا بلاک اِسی قیمت کا اپنے بیت الخلا میں لگا دیں اور اِسی قیمت کا تیسرا بلاک مسجد کی تعمیر میں لگا دیں اور چوتھا بلاک اِسی قیمت کا مسجدِ نبوی میں لگا دیں اور پانچواں بلاک اِسی قیمت کا خانۂ کعبہ میں لگا دیں تو آپ خود فیصلہ کریں گے کہ یہ سب بلاک اپنی قیمت کے اعتبار سے تو یکساں اور برابر ہیں مگر موقع استعمال سے کیا اِن کی حیثیتوں اور شرافتوں میں فرق نہیں ہوا؟ کیا بیت الخلا کے اندر کا بلاک دعوائے ہمسری کر سکتا ہے مسجد کے اندر لگے ہوئے بلاک سے؟

پس اگر اِس کی جوانی طوفانی خواہشات کی نذر کر دی گئی تو مرنے سڑنے گلنے والی لاشوں پر جوانی کا بلاک لگ کر جوانی بے قیمت ہو گئی۔ خاک سے بنا عاشق خاک سے بنے معشوق پر فدا ہو کر تباہ ہو گیا۔ خاک جب خاک پر فدا ہو گی تو گویا خاک نے اپنے کو خاک میں ملا دیا۔ جیسا کہ قبرستان میں عاشق اور معشوق دونوں کی قبروں میں چھ ماہ بعد اُن کا حشر دیکھ سکتے ہو کہ دونوں خاک ہو کر رہ گئے، بر عکس اِس کے اگر جوانی کو حق تعالیٰ کی عبادت میں صَرف کیا اور اُن کی رضا کے تابع کر دیا تو گویا جوانی کے بلاک کو رضائے الٰہی کے محل میں لگا دیا پھر یہ جوانی کس قدر قیمتی ہو گی۔ حق تعالیٰ کی اِس توفیق پر وہ جوانی جس قدر بھی شکر کرے حق ادا نہیں ہو سکتا اور قیامت کے دن اِس جوان کو عرش کا سایہ عطا ہو گا اور کیسے کیسے انعامات سے نوازا جائے گا۔ پس خونِ ارماں کا غم نہ کرے بلکہ شکر کرے اور بزبانِ حال کہے؂

سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

خلاصۂ رسالہ یہ ہے کہ بد نگاہی اور عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے دُنیا اور آخرت دونوں کی، جسے تباہی منظور ہو وہی اِس بیماری کے علاج سے غفلت کرتا ہے۔ ایسے مریضوں کو چاہیے کہ فوراً کسی روحانی معالج یعنی اللہ والے شیخِ کامل سے اپنا حال بتا کر علاج شروع کر دے اور ہرگز یہ خیال نہ کرے کہ اللہ والے ایسے بُرے حالات سُن کر حقیر سمجھیں

گے یا نفرت کریں گے بلکہ یہ حضرات ایسے بیماروں پر نہایت درجہ شفقت و مہربانی کرتے ہیں اور اِس خدمت کو اپنی خوش قسمتی اور حصولِ رضائے الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ان حالات کو امانت سمجھ کر کسی مخلوق پر ظاہر بھی نہیں کرتے۔ ماں باپ سے بھی زیادہ رحمت و شفقت اور مہربانی اگر دیکھنا ہو تو اللہ والوں کی صحبت میں مشاہدہ کریں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ والوں کے پاس آنے جانے کے اہتمام کو اور اُن کے مشورے پر عمل کو اِس شدید بیماری اور ناسورِ کہنہ سے شفائے کاملہ کے لیے اکسیر اور مجرب پائیں گے۔

الحمد للہ کہ یہ باب عشقِ مجازی و بدنگاہی مع علاج آج تمام ہوا۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے حُسنِ قبول اور نافع فرمائیں، آمین۔

کتبہ: محمد اختر عفا اللہ عنہ

۲۹؍ربیع الاوّل ۱۳۹۶؁ھ

تتمہ مضمون بدنظری و عشقِ مجازی مع مجموعہ چند اصلاحی اشعار

حسنِ عارضی پر احقر کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔ دنیا کے شاعر لفظ "عارض" رخسارِ محبوب کو کہتے ہیں؂

ان کے عارض کو لغت میں دیکھو
کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

داڑھی مونچھ نکل آنے پر لڑکوں کے اِس عارضی حُسن کے زوال پر احقر کے دو شعر ملاحظہ ہوں؂

کبھی جو سبزہ آغازِ جواں تھا
تو وہ سالارِ گروہ دلبراں تھا
بڑھاپے میں اُسے دیکھا گیا جب
کسی کا جیسے وہ نانا میاں تھا

www.khanqah.org

زوالِ حُسن کا منظر اب آپ احقر کے اِس شعر میں ملاحظہ فرمائیے۔

یہ چمن صحرا بھی ہوگا یہ خبر بلبل کو دو
تاکہ اپنی زندگی کو سوچ کر قرباں کرے

حفاظتِ نظر کے سلسلے میں احقر کا سبق آموز شعر ملاحظہ فرمائیے۔

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

یعنی اپنی بینائی کو جو حق تعالیٰ کی امانت ہے نامحرم یا اَمرد کے سامنے استعمال نہ کیا۔ اور مختار ہوتے ہوئے اپنے عارضی اختیار کو مختارِ حقیقی کے حکم پر قربان کردیا۔ اور جب سامنے سے نامحرم یا اَمرد ہٹ گئے تو بینا بن گئے۔ محلِ حلال میں بینا اور محلِ حرام میں نابینا بن گئے۔ بد نظری سے احتیاط پر انعام کے سلسلے میں احقر عرض کرتا ہے کہ سلطان ابراہیم ابنِ ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے تو سلطنتِ بلخ خدا کی راہ میں دی تھی لیکن ایک فقیر اور مفلس بندہ اگر سلطنتِ بلخ کی متبادل کسی حسین صورت سے اپنی نظر کو بچالیتا ہے تو گویا اُس نے بھی سلطنتِ بلخ لٹادی، اور اگر بار بار نظر کی حفاظت کرتا ہے تو ہر بار سلطنتِ بلخ فدا کرنے کا ثواب پائے گا۔ اور اگر ہفت اقلیم دے کر اُس حسین کو خریدنے کا داعیہ ہو اور پھر بھی اپنی نظر کی حفاظت ایسے حسین سے کرلی تو ہفت اقلیم خدا کی راہ میں فدا کرنے کا اجر اُس کو ملے گا۔ اِس مضمون کے پیش نظر اب احقر کے اشعار سبق آموز ملاحظہ ہوں۔

نگہ جس نے نامحرموں سے بچالی
حلاوت بھی ایماں کی اُس نے پالی
دیا مُلک و اقبال جاہِ بلخ کا
ہے شہرہ زبانوں پہ شاہِ بلخ کا
مگر پی گیا جو لہو آرزو کا
نہ دیکھا کبھی منہ کسی خوبرو کا

اگر شاہِ ادہم سے برتر نہیں ہے
ولے شاہِ ادہم سے کمتر نہیں ہے
جو دل رُو کش غیر حق ہو رہا ہے
فقیری میں شاہِ بلخ ہو رہا ہے
مہ و شمس سے دست بردار ہو کر
میں پہنچا خدا تک سرِدار ہو کر
ہوئی تیغِ حق سے شہادت کسی کی
نہیں جس پہ لیکن شہادت کسی کی
مگر دل کے اندر لہو آرزو کا
خدا نے تو دیکھا یہ منظر لہو کا

قیامت کے دن باطنی یہ شہادت
کرے گی شہیدوں کے صف میں اقامت
جس عاشق کا سر ہو تری تیغ سے خم
عجب کیا کہ ہو رشک سلطانِ ادہم

نوٹ: یہ اشعار بھی حالیہ سفر ہند (حیدرآباد دکن) میں ہوئے ہیں۔ایک شعر بعد نمازِ فجر یہ موزوں ہوا جو سالک کے مجاہدات کے ثمرات پر بشارت دیتا ہے۔

ہائے جس دل نے پیا خونِ تمنا برسوں
اُس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے

انعامِ خونِ تمنا

جو سالک اپنی آنکھوں کی حفاظت میں اپنے دل کی خواہشات کا خون کرتا ہے تو اس مجاہدہ کی برکت سے حق تعالیٰ شانہٗ اُس کے سینے میں اپنی محبت کا درد بھرا دل عطا فرما

دیتے ہیں اور اس کے کلام اور وعظ میں اثر عطا فرما دیتے ہیں جس سے دوسروں کے قلوب بھی حق تعالیٰ کی محبت کے لیے تڑپ جاتے ہیں بالخصوص جو سالک جوانی ہی سے حق تعالیٰ کا فرماں بردار ہو جائے اور اپنی جوانی فدا کر دے اُس ذاتِ پاک پر۔

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اُس پر کہ جس نے دی جوانی کو

سنبھل کر رکھ قدم اے دل بہارِ حُسنِ فانی میں
ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحرِ جوانی میں

پس اپنی کوئی مرضی جب شریعت کے خلاف ہو تو اُس آرزو کا خون کرنا اور نفس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا یہ ایک ایسا جہادِ اکبر ہے جو تمام عمر سالک کو جھیلنا پڑتا ہے۔ لیکن اِس مجاہدے کے صلے میں جو درد بھرا دل عطا ہوتا ہے اُس کی خوشبو خود اُس سالک کو بھی مست کرتی ہے اور اُس کے پاس بیٹھنے والے بھی ایسے سوختہ جان کی صحبت سے حق تعالیٰ کی محبت کا وہ دردِ لذیذ پا جاتے ہیں جس دولت کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ہے کہ میں سینے میں ایک درد بھرا دل رکھتا ہوں جس میں حق تعالیٰ کی محبت کے موتی بھرے ہیں اس دولت لازوال کے ہوتے ہوئے کون ہے روئے زمین پر اِس آسمان کے نیچے جو مجھ سے زیادہ رئیس ہو۔

دلے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش
کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

اور حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ملک دُنیا تن پرستاں را حلال
ما غلام ملک عشق لازوال

دُنیا کا مُلک تن پرستوں کو مبارک ہو اور ہم تو حق تعالیٰ کی محبت کی لازوال سلطنت کے غلام ہیں۔ ایسے ہی عاشقینِ حق کے کلام میں بھی درد ہوتا ہے۔ اب تمام مضمون مذکور

www.khanqah.org

کو پیش نظر رکھتے ہوئے احقر کا شعر ملاحظہ فرمائیے اور یہ شعر حیدر آباد دکن میں بعد نمازِ فجر موزوں ہوا ؎

ہائے جس دل نے پیا خونِ تمنا برسوں
اُس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے
(اختر)

میں نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اِک گل تر کے واسطے میں نے چمن لُٹا دیا
(اصغرؔ)

اِسی مضمون کے مناسب حق تعالیٰ کے عاشقین کے کلام میں اثر ہوتا ہے اور درد بھرے دل سے الفاظ نکلتے ہیں۔ اِس پر چند اشعار جو الٰہ آباد میں موزوں ہوئے پیش ہیں ؎

درِ رازِ شریعت کھولتی ہے
زبانِ عشق جب بولتی ہے
خرد ہے محو حیرت اِس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے
جو لفظوں سے ہوئے ظاہر معانی
وہ پاسکتے نہیں دردِ نہانی
لغت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی
کہاں پاؤ گے صدرا بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں

بوڑھے آدمی کو چاہیے اپنے نفس کو بوڑھا نہ سمجھے، ہر وقت نفس کی طرف سے ہشیار رہے۔ خواہشاتِ نفسانیہ پر بڑھاپا نہیں آتا، اس مضمون پر احقر کا شعر ملاحظہ ہو ؎

www.khanqah.org

مت دیکھنا سفیدئ ریش دراز کو
ہے نفس نہاں ریش مسود لیے ہوئے

اہل اللہ کی صحبت میں جو دن گزر جائیں تو اُن کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اور احقر عرض کرتا ہے کہ جس شخص کو یہ تمنا ہو کہ وہ جنّت کا مزہ دُنیا میں چکھ لے تو اُس کو چاہیے کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھے، عاشقانِ حق کی صحبت میں ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سکون ملے گا جو سلاطین کو خواب میں بھی میسر نہیں ہے۔ اِسی مضمون پر احقر کا شعر ملاحظہ ہو؎

میسر چوں مرا صحبت بہ جانِ عاشقاں آید
ہمیں بینم کہ جنّت بر زمیں از آسماں آید

جب عاشقانِ حق کی صحبت مجھے میسر ہو جاتی ہے تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جنّت زمین پر آسمان سے اُتر آئی ہے۔ اہل اللہ کی صحبت کے لطف کو احقر نے چند اشعار میں اِس طرح عرض کیا ہے؎

اُف مری جنّت کے وہ لیل و نہار
ہائے تیرا در وہی تیرا دیار
یہ خزاں ہو جائے میری پُر بہار
گر میسر ہو مجھے دربارِ یار
ہاں بنامِ جامِ مے و میکدہ
اپنے رندوں کو نہ بھول اے ساقیا
اے تو صد مینا و صد جام و سبو
اے تو تنہا میکدہ از فیض ہو
آہ جب سنتا ہوں میں کوئل کی کو
تیز ہو جاتی ہے میری ہائے ہو
اے تو خنداں درمیاں گلہائے ہو
من پریشاں در غمِ صحرائے ہو

بہر رازِ سرمدی و رازِ ہو
من ترا جویم حبیبا کو بہ کو
عاشقانِ حق کی صحبت کی مٹھاس
پاؤ گے جب چھوڑ دو دُنیا کی گھاس
مر کے تو چھوڑو گے آخر دوستو
زندگی ہی میں اسے تم چھوڑ دو
دل ہے جس کا گھر اُسے آنے تو دو
گھر نہیں جن کا اُنہیں جانے تو دو
خالقِ عالم ہو دل میں آشکار
دیکھنا پھر دل کے عالم کی بہار
اہلِ دل کے دردِ دل کا گلستاں
درس گاہِ غم برائے عاشقاں
شرحِ غم بھی مجھ سے سُن لو دوستو
ہاں مگر پہلے کلیجہ تھام لو
ہاں مگر جس کو خدائے پاک دے
دردِ دل بہرِ دلِ غمناک دے
دوستو یہ غم غمِ دنیا نہیں
یہ وہ غم ہے جو نہیں ملتا کہیں
مست کرتا ہے جو جانِ انبیاء
ہے وہی غم تو ہمارا مُدعا
سینہ جو اِس درد سے اپنا بھرے
کیوں نہ پھر حق پر جیے حق پر مرے

زندگی بے دوست کیا ہے زندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

بد نظری اور عشقِ مجازی سے نجات حاصل کرنے کا اور اللہ تعالیٰ کا ولی بننے کا طریقہ چار اجزاء سے مرکب ہے:۱) تقویٰ حاصل کرنا۔۲) کسی متقی بندے کی صحبت میں بار بار حاضری دینا بلکہ کچھ دن کے لیے رہ پڑنا جس کی کم از کم مدت چالیس دن ہے اور زیادہ سے زیادہ چار ماہ ہے، اور اگر اتنی فرصت نہ ہو تو جتنا وقت مل سکے غنیمت سمجھے اور متقی بندے سے مراد وہ مرشدِ کامل ہے جو کسی شیخِ کامل کا اجازت یافتہ ہو۔۳) اُس بندے کی صحبت کا نفع موقوف ہے اِس بات پر کہ اپنا سب حال اُس سے کہا جاوے پھر جو مشورہ اُس کی جانب سے ملے اُس کی اتباع کی جاوے ؎

چار شرطیں ہیں استفادہ کے لیے
اطلاع و اتباع و اعتماد و انقیاد

۴) شیخِ کامل کے مشوروں پر عمل کرنے میں جو مجاہدات پیش آئیں اُن کو برداشت کرنا بس چند دن یہ مجاہدات ہیں پھر ہنسنا ہی ہنسنا ہے ؎

چند روزے جہد کن باقی بخند

حکایت

ہمارے مرشدنا حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک مرید کو جو بد نظری کی سخت بیماری میں مبتلا تھے، کپڑے کی دوکان پر کام کرتے تھے۔ ہر بد نظری پر پانچ روپیہ جرمانہ مقرر فرمایا اور تحریر فرمایا کہ یہ جرمانہ خود نہ ادا کرنا بلکہ ہردوئی مجلس دعوۃ الحق میں بھیج دینا خود خرچ کرنے میں نفع نہ ہوگا۔ بس یہ علاج ایسا مفید ہوا کہ دس دن کے بعد اُن کا خط آیا کہ دس دن کے اندر ایک بھی بد نگاہی نہ ہوئی۔ اللہ والوں کے مشوروں میں برکت ہے، خود سے آدمی یہی جرمانہ مقرر کرلے تو نفع نہ ہوگا۔ عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب کوئی صاحبِ نسبت شیخِ کامل سے علاج کرایا جاتا ہے تو نفع ہوتا ہے، حق تعالیٰ جو تدبیر بھی اُس کے قلم سے یا زبان سے بیان کرادیں وہ الہام

سے ہوتا ہے اُس کے اندر برکت ہوتی ہے بلکہ بعض وقت کرامت کے طور پر وہ نسخہ تیر بہدف ہوتا ہے، اور اولیاء سے کرامت کا صدور ثابت بالنصوص ہے۔

حکایت

ایک شخص نہایت بدکار، بدنظر تھا اور شہوت کے گناہوں میں دن رات غرق تھا پھر کسی اللہ والے سے اصلاحِ نفس کی توفیق ہوئی۔ پہلے اُن کو سب بُرا کہتے تھے ذلیل پھرتے تھے اور اصلاح و حصولِ تقویٰ کے بعد وہی مخلوق اُن کی عزت کرنے لگی۔ اُن سے دُعا کرانے لگی کیوں کہ جس نہر میں پانی آجاتا ہے اُس کی شان ہی اور ہوتی ہے۔ دُور سے اُس کے قرب کی ٹھنڈک بتادیتی ہے کہ یہ پانی سے لبریز نہر ہے، برعکس جو نہر خالی اور خشک ہو وہاں خاک اُڑتی ہے۔ اِسی طرح جو دل حق تعالیٰ کی محبت کے درد سے خالی اور محروم ہوتا ہے وہ اُجڑا ہوا ویرانہ ہوتا ہے صحرائے خشک ہوتا ہے اور جس دل میں حق تعالیٰ کا خاص نور آجاتا ہے وہ تعلق مع اللہ کی برکتوں سے ہرا بھرا اور گلستاں ہوتا ہے اُس کے اندر وہ سکون ہوتا ہے جو سلاطین کو بھی خواب میں میسر نہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

باز آمد آبِ من در جوئے من
باز آمد شاہِ من در کوئے من

میری نہر میں پھر میرا پانی آگیا اور میری گلی میں پھر میرا شاہ آگیا۔

بہرحال تقویٰ کی برکت سے اُن صاحب کی وہی مخلوق عزت کرنے لگی جو اُن کے فسق و فجور سے اُن کو ذلیل سمجھتی تھی اور اُن پر تبصرہ کیا کرتی تھی، اور یہ چوں کہ ولی ہونے والے تھے اِس لیے کہا کرتے تھے۔

میرے حال پر تبصرہ کرنے والو
تمہیں بھی اگر عشق یہ دن دکھائے

ایک دن وہ بھی آیا کہ اُن کو اُن کے شیخِ کامل نے اجازتِ بیعت بھی عطا کردی اور اُن سے

www.khanqah.org

دوسروں کو فیض ہونے لگا، اُس وقت اُنہوں نے اپنے شیخ کا شکریہ اِس طرح ادا کیا جس کو احقر نے منظوم کر دیا ہے۔

مری رسوائیوں پر آسماں رویاز میں روئی
مری ذِلت کا لیکن آپ نے نقشہ بدل ڈالا
بہت مشکل تھا میرے نفسِ امّارہ کا چت ہونا
تری تدبیر الہامی نے اِس کا سر کچل ڈالا

اِسی مضمون کو احقر نے چند اشعار میں یوں عرض کیا ہے جو ایک دوست سید صاحب کے بارے میں ہے۔

خوبرویوں سے ملا کرتے تھے میر
اب ملا کرتے ہیں اہل اللہ سے
مت کرے تحقیر کوئی میر کی
رابطہ رکھتے ہیں اب اللہ سے

چند اقوالِ مبارکہ بابت عشق مع الامارد

۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے: کسی اَمرد پر نظر مت جماؤ۔ (حدیث)

۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہزادوں سے بچو کہ یہ دوشیزہ لڑکیوں سے اشد فتنہ ہے۔

۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کسی عالم پر کسی درندے سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا امرد سے ڈرتا ہوں۔

۴) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور اَمرد کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں۔

۵) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ کسی عابد پر شیر کا رُخ

www.khanqah.org

کرنا اتنا خوفناک نہیں سمجھتا جتنا غلام اَمرد کا خوف کرتا ہوں۔

۶)ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہر بد نظری سے ایک تیر شیطان کا لگتا ہے، اب اگر دوسری مرتبہ اُس خیال سے دیکھے گا کہ دوسری بار اچھی طرح دیکھ کر دل کو خوب تسلی دے دیں تاکہ خلش ختم ہوجاوے تو یہ حماقت ہے، خلش ختم ہونے کے بجائے اور اضافہ ہوگا کیوں کہ ایک تیر کے بعد دوسرا تیر کھانا زخم کو گہرا کرتا ہے زخم کو بھرتا نہیں۔ خوب سمجھ لیجیے۔ خلاصہ یہ ہے کہ

گر گریزی بر اُمید راحتے
زاں طرف ہم پیشت آید آفتے
ہیچ کنجے بے درو بے دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جہاں بھی راحت کی اُمید پر جاؤ گے وہاں آفت ہی آفت پاؤ گے، کوئی گوشہ بے پریشانی و فتنہ نہیں سوائے اِس کے کہ آرام صرف خلوت میں حق تعالیٰ شانہٗ کی یاد میں ہے۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہوکر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا
پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کیے ہوئے
روئے زمیں کو کوچۂ جاناں کیے ہوئے

دوسرا باب

جہالت کی بیماری

حدیث نمبر ا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دُنیا ملعون ہے اور جو کچھ دُنیا میں ہے سب ملعون ہے (اللہ کی رحمت سے دُور ہے) مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اُس کے قریب ہو اور عالِم اور طالبِ علم۔[۵۰]

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے ذکر میں جو چیزیں مُعین ہوں مثلاً کھانا، پینا، لباس اور زندگی کے تمام اسبابِ ضروریہ سب ذکر کے قریب ہیں اور اِسی طرح اللہ تعالیٰ کے قرب سے تمام عبادتیں اِس میں شامل ہیں اور دونوں صورتوں میں علم ان میں خود داخل ہے، اِس وجہ سے کہ علم ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے قریب لے جاتا ہے، بغیر علم کے خدا کو پہچاننا ممکن نہیں لیکن علم کی اتنی ضرورت اور اہمیت کے باوجود عالِم اور طالبِ علم کو علیحدہ اہتمام کی وجہ سے بیان فرمایا کہ امت کو معلوم ہو کہ علمِ دین بہت بڑی دولت ہے۔ (اصل علم علمِ دین ہے اور اِس کے علاوہ تمام علوم فنون ہیں) ایک حدیث میں ہے کہ علم کا صرف اللہ کے لیے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں ہے اور علم کی تلاش میں کہیں جانا عبادت ہے اور علم کا یاد کرنا تسبیح ہے۔ تحقیقاتِ علمیہ کے لیے بحث کرنا جہاد ہے اور پڑھنا صدقہ ہے اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ کے یہاں قربت ہے اس لیے کہ علم جائز ناجائز کے پہچاننے کی علامت ہے اور جنّت کے راستوں کا نشان ہے، وحشت میں جی بہلانے کا سامان ہے اور سفر کا ساتھی ہے (سفر میں کتاب کا مطالعہ) تنہائی کا ایک ہم کلام دوست ہے۔ خوشی اور رنج میں دلیل ہے دشمنوں پر ہتھیار ہے دوستوں کے لیے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس کی وجہ سے ایک جماعت علماء کو بلند مرتبہ کرتا ہے کہ وہ خیر کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں اور ایسے امام ہوتے ہیں کہ ان کے نشان قدم پر چلا جائے اور ان کے افعال کی اتباع کی

---

[۵۰] جامع الترمذی: ۲/۵۸، باب ما جاء فی ھوان الدنیا علی اللہ، ایچ ایم سعید

جائے۔ ان کی رائے کی طرف رجوع کیا جائے فرشتے ان سے دوستی کرنے کی رغبت کرتے ہیں فرشتے اپنے پروں کو (برکت حاصل کرنے کے لیے یا محبت کے طور پر) ان پر ملتے ہیں اور ہر تر و خشک چیز دنیا کی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہے حتی کہ سمندر کی مچھلیاں اور جنگل کے درندے اور چوپائے اور زہریلے جانور (سانپ وغیرہ تک) بھی دعائے مغفرت کرتے ہیں اور یہ سب اس لیے کہ علم دلوں کی روشنی ہے آنکھوں کا نور ہے علم کی وجہ سے بندہ اُمت کے بہترین افراد تک پہنچ جاتا ہے دنیا اور آخرت کے بلند مرتبوں کو حاصل کرلیتا ہے اس کا مطالعہ روزوں کے برابر ہے اس کا یاد کرنا تہجد کے برابر ہے اسی سے رشتے جوڑے جاتے ہیں اور اسی سے حلال و حرام کی پہچان ہوتی ہے۔

وہ علم کا امام ہے اور عمل کا امام ہے اور عمل اس کا تابع ہے۔ سعید لوگوں کو اس کا الہام کیا جاتا ہے اور بد بخت اس سے محروم رہتے ہیں۔

(از فضائل ذکر شیخ الحدیث دامت برکاتہم)

حدیث نمبر ۲

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عالم کی فضیلت عابد (غیر عالم) پر ایسی ہے جیسے کہ ہماری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے ملائکہ اور تمام آسمانوں اور زمین پر بسنے والے حتّٰی کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندروں میں دُعائے رحمت کرتے ہیں اُن لوگوں پر جو لوگوں کو علمِ دین سکھاتے ہیں۔[۵۱]

حدیث نمبر ۳

ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے سخت ہوتا ہے۔[۵۲]

حدیث نمبر ۴

تین قسم کے لوگ ہیں کہ جس کے ساتھ اہانت و حقارت کا معاملہ کوئی نہیں کرتا سوائے منافق کے: ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا عالم، تیسرا امامِ عادل۔ (جمع الفوائد)

---

۵۱ جامع الترمذی: ۹۷/۲، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة، ایچ ایم سعید

۵۲ جامع الترمذی: ۹۷/۲، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة، ایچ ایم سعید

فائدہ: یعنی اِن لوگوں کا اِکرام ایمان کی علامت ہے اور اہانت نفاق کی علامت ہے۔

حدیث نمبر ۵

جس نے کسی کو علم سکھایا اُس کے عمل کا ثواب بھی سکھانے والے کو ملے گا اور اُس عمل کرنے والے کے ثواب سے کوئی کمی بھی نہ کی جائے گی۔ (جمع الفوائد)

حدیث نمبر ۶

علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔[۵۳]

حدیث نمبر ۷

جب جنّت کی کیاریوں سے گزرو تو خوب کھاپی لیا کرو۔ عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جنّت کی کیاریاں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: علما کی مجالس۔[۵۴]

حدیث نمبر ۸

عالم کو اپنے علم پر خاموشی جائز نہیں اور جاہل کو اپنے جہل پر خاموشی جائز نہیں (یعنی جاہل کو عالم سے سوالات کرکے علم سیکھنا چاہیے) جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے سوال کرتے رہو (اور اہلِ ذکر سے مراد اہلِ علم ہیں۔

حدیث نمبر ۹

جو شخص علم کو رضائے حق کے لیے نہ حاصل کرے (بلکہ دنیوی اغراض کے لیے علمِ دین سیکھے یعنی صرف دُنیا کمانا مقصود ہو اور لوگوں سے جاہ و عزت حاصل کرنا مقصود ہو) تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔[۵۵]

فائدہ: علمِ دین سیکھنے والوں کے لیے اس حدیث سے اخلاصِ نیت کا سبق ملتا ہے۔

---

۵۳ جمع الفوائد: ۱/۴۳(۲۱۷)، کتاب العلم فضلہ والحث علیہ، مکتبۃ ابن کثیر

۵۴ شعب الایمان للبیھقی: ۲/۶۶(۵۲۶)، باب محبۃ اللہ عزوجل، مکتبۃ الرشد، الریاض

۵۵ جامع الترمذی: ۲/۹۳، باب ما جاء فی من یطلب بعلمہ الدنیا، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

تیسرا باب

غصّے کے بیان میں

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ[۵۶]

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: جو غصہ کو پی جانے والے، لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرنے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

حکایت

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باندی سے آپ کے اُوپر گرم پانی گر گیا، آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ باندی نے تلاوت کی وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ آپ کے چہرے سے اِس آیت کو سُنتے ہی غصّے کا رنگ ختم ہو گیا پھر اُس نے پڑھا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ آپ نے فرمایا کہ معاف کر دیا پھر اُس نے پڑھا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ آپ نے فرمایا جا تجھے آزاد بھی کر دیا۔[۵۷] غصّے میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی، انجام اور نتیجہ سوچنے کا ہوش نہیں رہتا۔ اِس لیے ہاتھ اور زبان سے ایسی نامناسب حرکتیں انسان سے صادر ہو جاتی ہیں جس سے قتل، خون، بے عزتی اور بسا اوقات گھر کے گھر اُجڑ جاتے ہیں۔ اور نہ جانے کتنی قیمتی جانیں اور مال و اسباب تباہ ہو جاتے ہیں اور کتنی مقدمہ بازیوں نے دل کا سکون اور رات کی نیند حرام کر رکھی ہے۔ جس سے دُنیا کی ترقی اور آخرت کی تیاری کے لیے وقت اور فراغ اور اطمینانِ قلب بھی میسر نہیں ہوتا۔ غصّے کی تباہ کاریوں سے کتنے بچے یتیم اور بیویاں بیوہ اور گھروں کے چراغ بجھ گئے۔ اِس خطرناک بیماری کی فکر نہایت ضروری ہے۔ غصے سے مغلوب ہونا اور مخلوقِ خدا کو ستانا نہایت درجہ بدبختی اور شقاوت اور سنگ دلی ہے۔ بزرگوں کا طریقہ تو یہ رہا ہے کہ جس

---

[۵۶] اٰل عمرٰن: ۱۳۴
[۵۷] روح المعانی: ۴/۵۸ اٰل عمرٰن (۱۳۴)، داراحیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

نے ستایا اُس کو معاف کر دیا اور اُس کے لیے دُعا کا بھی معمول رکھا۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی کا عجیب نافع شعر ہے؎

جور و ستم سے جس نے کیا دل کو پاش پاش
احمدؔ نے اِس کو بھی تہہ دل سے دُعا دیا

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دو آدمی لڑ رہے تھے، ایک نے کہا: اگر ایک کہے گا تو مجھ سے دس سُنے گا۔ مولانا نے فرمایا: ہم کو ایک ہزار کہہ لو اور ہم سے ایک بھی نہ سُنو گے۔ بس دونوں پاؤں میں گر گئے اور توبہ کی اور صلح کر لی۔

علاج

سب سے پہلے یہ کرے کہ جس پر غصہ آیا ہے اُس کو اپنے سامنے سے ہٹا دے اگر وہ نہ ہٹے تو خود ہٹ جائے پھر سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اِس سے زیادہ میں خدائے تعالیٰ کا قصوروار ہوں۔ جس طرح میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا قصور معاف کر دیں مجھ کو بھی چاہیے کہ میں اِس کا قصور معاف کر دوں اور زبان سے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بار بار پڑھتا رہے اور پانی پی لے اور وضو کر لے۔ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے پھر جب عقل ٹھکانے ہو جائے اُس وقت بھی اگر قصور پر سزا دینی مناسب معلوم ہو مثلاً سزا دینے میں قصوروار کی بھلائی ہو جیسے اپنی اولاد ہے کہ اس کی اصلاح ضروری ہے یا کسی مظلوم کی مدد کرنا ہے اور اُس کی طرف سے بدلہ لینا ہے تو اوّل خوب سمجھ لے کہ اتنی خطا کی کتنی سزا ہونی چاہیے؟ جب اچھی طرح شریعت کے مطابق تسلی ہو جائے تو اُسی قدر سزا دے دے۔ چند روز اِسی طرح کرنے سے غصہ قابو میں آجائے گا۔

حکایت

ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ایک خادم کو ڈانٹ رہے تھے۔ اس نے کہا: معاف کر دیجیے۔ شیخ نے فرمایا کہ کتنی مرتبہ معاف کروں تم تو بار بار غلطیاں کرتے ہو، میں تمہاری کتنی غلطیوں کو بھگتوں۔ حضرت مولانا الیاس

www.khanqah.org

صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے، پاس بیٹھے تھے، کان میں حضرت شیخ کے فرمایا کہ مولانا! جتنا اپنا قیامت کے دن بھگتوانا ہو اتنا یہاں بھگت لو۔ عجیب اصلاح کا عنوان ہے اور نہایت مؤثر ہے۔ جس پر غصہ آئے یہ بات یاد کرلے ان شاء اللہ تعالیٰ! معاف کرنے کی توفیق ہو جاوے گی۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو جب اپنے بھانجے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ پر غصہ آیا اور آپ نے غصّے میں قسم کھالی کہ اُس کو جو مالی امداد کیا کرتا تھا اب نہ کروں گا تو قرآن میں حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصلاح کے لیے یہ حکم نازل ہوا:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾[۵۸]

یعنی تم میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کی بزرگی اور دُنیا کی وُسعت دی اُنہیں لائق نہیں کہ ایسی قسم کھائیں، اُن کا ظرف بہت بڑا اور اُن کے اخلاق بہت بلند ہونے چاہیے۔ بڑی جواں مردی تو یہ ہے کہ بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دیا جائے، محتاج رشتہ داروں اور خدا کے لیے وطن چھوڑنے والوں کی اعانت سے دست کش ہو جانا بزرگوں اور بہادروں کا کام نہیں، اگر قسم کھالی ہے تو ایسی قسم کو پورا مت کرو اُس کا کفارہ ادا کرو، تمہاری شان یہ ہونی چاہیے کہ خطاکاروں سے اغماض اور درگزر کرو، ایسا کروگے تو حق تعالیٰ تمہاری کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں گے۔ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ حق تعالیٰ تمہاری خطائیں معاف فرمادیں؟ اور اگر تم یہ خواہش رکھتے ہو تو تمہیں حق تعالیٰ کے بندوں کی خطائیں معاف کرنا چاہیے تاکہ اِس کے صلے میں ہم تمہاری خطائیں معاف کردیں۔ حدیث شریف میں روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اِس آیت کو سُنا:

أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ

۵۸؎ النور:۲۲

کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر دیں

تو فوراً کہا بَلٰی یَا رَبَّنَا اِنَّا نُحِبُّ بے شک اے پروردگار! ہم ضرور چاہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ کہا وَاللّٰہِ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَاللّٰہُ لِیْ خدا کی قسم! میں محبوب رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادیں۔ یہ کہہ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کی امداد کو بدستور صرف جاری ہی نہیں فرمایا بلکہ بعض روایت کے مطابق پہلے سے دُگنی کر دی[٥٩]۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء (متقین) کی شان میں یہ فرمایا ہے:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

متقین بندے وہ ہیں جو خوشی اور عیش میں بھی اور تکلیف و تنگی میں بھی خرچ کرتے ہیں (یعنی کسی حالت میں بھی خدا کو نہیں بھولتے) اور غصے کو پی جاتے ہیں اور مزید یہ کہ لوگوں کی خطاؤں کو معاف بھی کر دیتے ہیں اور نہ صرف معاف کر دیتے ہیں بلکہ اُن کے ساتھ احسان اور نیکی سے پیش آتے ہیں۔ اب ''تبلیغ دین'' مصنفہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے تین احادیث نقل کی جاتی ہیں جن کا بار بار مطالعہ کرنا چاہیے:

۱) حدیثِ پاک میں ہے کہ پہلوان وہ نہیں جو اپنے دشمن کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان و بہادر وہ ہے جو اپنے غصّے پر غالب آجائے اور غصّے کو پچھاڑ دے۔[٦٠]

۲) دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر گھونٹ جو مسلمان پیتا ہے غصّے کا گھونٹ ہے۔[٦١]

۳) تیسری حدیث میں ہے کہ جس مسلمان کو اپنی بی بچوں یا ایسے لوگوں پر غصّہ آئے

---

[٥٩] صحیح البخاری:۲/۷۰۰(۴۷۶۸)، باب قوله لولا اذ سمعتموه قلتم ما یکون لنا،ذکره بلفظ انا لنحب ان تغفرلنا،المکتبة المظهرية

[٦٠] صحیح البخاری:۲/۹۰۳،باب الحذر من الغضب،المکتبة القديمية

[٦١] سنن ابن ماجة:۲/۴۴۵(۴۱۸۹)،باب الحلم،المکتبة الرحمانية

www.khanqah.org

جن پر اپنا غصّہ اُتار سکتا ہے اور پھر وہ ضبط کرلے اور تحمل سے کام لے تو حق تعالیٰ اُس کا قلب امن اور ایمان سے بھر دے گا۔[۶۲] غصّہ کے مریض کے لیے اِس آیتِ کریمہ کو لکھ کر گلے میں ڈالنا اور اِن کو زعفران سے لکھ کر تشتری پر عرقِ گلاب یا پانی سے دھو کر چالیس دن تک پلانا مجرّب ہے۔ آیتِ کریمہ یہ ہے:

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

حسد

کسی کے عیش و آرام کو دیکھ کر دل کو صدمہ، رنج اور جلن ہونا اور اُس کے آرام و عیش کی نعمت کے ختم ہو جانے کو پسند کرنا حسد کہلاتا ہے جو حرام ہے۔

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حسد نیکیوں کو اِس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔[۶۳] البتہ ایسے شخص پر حسد جائز ہے جو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو نافرمانی میں خرچ کر رہا ہو، اُس کے مال کے زوال کی تمنا کرنا گناہ نہیں کیوں کہ یہاں دراصل اِس معصیت کے بند ہونے کی تمنا ہے۔ حسد دراصل فیصلۂ الٰہی سے ناگواری کا نام ہے کہ ہائے اُس کو خدائے تعالیٰ کیوں یہ نعمتیں دے رہے ہیں اور اُس کی نعمتوں کی تباہی سے دل خوش ہو، اور اگر کسی کی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرے کہ ہم کو بھی حق تعالیٰ اپنی رحمت سے عطا فرما دیں تو اِس میں حرج نہیں، اِس کو غبطہ کہتے ہیں۔ حسد سے دینی نقصان یہ ہے کہ سب نیکیاں ضایع ہو جائیں گی اور دُنیا کا نقصان یہ ہے کہ حاسد کا دل ہر وقت رنج و غم میں جلتا رہتا ہے۔

علاج

حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے حسد کی

---

[۶۲] کنز العمال: ۱۳۱/۳ (۵۸۲۲)، باب فی تعدید الاخلاق المحمودة، مؤسسة الرسالة

[۶۳] کنز العمال: ۴۶۱/۳ (۷۴۳۸)، باب فی الاخلاق المحمودة ...الخ، مؤسسة الرسالة

www.khanqah.org

بیماری کا علاج دریافت کیا، آپ نے تحریر فرمایا کہ تین ہفتے یہ عمل کرکے پھر اطلاع کرو۔

نوٹ: یہ مضمون احقر نے حضرت مرشدنا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم سے سُنا ہے۔

۱) جس پر حسد ہو اُس کے لیے ہر روز دُعا کا معمول بنالینا۔

۲) اپنی مجالس میں اُس کی تعریف کرنا۔

۳) گاہ گاہ ہدیہ اور تحفہ بھیجنا۔

۴) ناشتہ یا کھانے کی گاہ بگاہ دعوت کرنا۔

۵) جب سفر کرنا ہو تو اُن سے ملاقات کرکے جانا اور واپسی پر کوئی تحفہ اُن کے لیے بھی لانا۔

تین ہفتے کے بعد لکھا کہ حضرت! میری بیماری حسد کی آدھی ختم ہوگئی۔ تحریر فرمایا کہ تین ہفتہ پھر یہی نسخہ استعمال کریں۔ تین ہفتے کے بعد لکھا کہ حضرت! اب تو بجائے نفرت اور جلن کے اُن کی محبت معلوم ہونے لگی ہے۔ یہ دوا تلخ تو ہوتی ہے لیکن حلق سے اُتارنے کے بعد کیسا دل کو چین عطا ہوا! ورنہ تمام زندگی حسد کی آگ سے تباہ رہتی اور سکون و چین، سب چھن جاتا اور آخرت الگ تباہ ہوتی۔

حسد کی اصلاح کے بارے میں حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

حسد کی آگ میں کیوں جل رہے ہو
کفِ افسوس تم کیوں مل رہے ہو

خدا کے فیصلے سے کیوں ہو ناراض
جہنم کی طرف کیوں چل رہے ہو

از صدائے غیب

مؤلّفہ احقر اختر عفی عنہ

www.khanqah.org

چوتھا باب

تکبر

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تکبر کرنے والے کا ٹھکانہ بہت بُرا ہے۔ کبریائی خاص میری چادر ہے پس جو شخص اس میں شریک ہونا چاہے گا اُسے قتل کردوں گا۔[۶۴]

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے قلب میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنّت میں نہ جائے گا۔[۶۵]

تکبر کس کو کہتے ہیں؟ حدیث پاک میں تکبر غَمْطُ النَّاسِ اور بَطَرُالْحَقِّ کا نام ہے۔[۶۶] یعنی لوگوں کو حقیر سمجھنا اور حق بات کو قبول کرنے سے اعراض اور انکار کرنا۔ تکبر کرنے والا تواضع سے محروم رہتا ہے اور حسد و غصّے سے نجات نہیں پاتا، ریا کاری کا ترک اور نرمی کا برتاؤ اُس کو دشوار ہوتا ہے، اپنی عظمت اور بڑائی کے نشے میں مست رہتا ہے۔

حدیثِ پاک میں ہے کہ جب بندہ رضائے حق کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے (جیسا کہ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ[۶۷] کے اندر حرف لام سے ظاہر ہے) تو یہ شخص اپنے دل میں خود کو کمتر اور حقیر سمجھتا ہے اور مخلوق کی نظر میں اِس کو اللہ تعالیٰ بلندی اور عزت عطا فرماتے ہیں۔ اِسی طرح جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے تو وہ اپنی نظر میں تو بڑا ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نظر میں ذلیل کردیا جاتا ہے۔ حتّٰی کہ سور اور کتّے سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔[۶۸]

علاج

اپنے گناہوں کو سوچا کرے اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور محاسبے کا دھیان رکھے۔

---

[۶۴] المستدرك للحاكم: ۱۲۹/۱(۲۰۳)، كتاب الايمان، حديث سمرة بن جندب، دار طوق النجاة
[۶۵] صحيح مسلم: ۶۵/۱، باب تحريم الكبر وبيانه، ايچ ايم سعيد
[۶۶] صحيح مسلم: ۶۵/۱، باب تحريم الكبر وبيانه، ايچ ايم سعيد
[۶۷] مشكوٰة المصابيح: ۴۳۴، باب الغضب والكبر، المكتبة القديمية
[۶۸] كنز العمال: ۱۱۳/۳(۵۷۳۷)، باب فى الاخلاق المحمودة ...الخ، مؤسسة الرسالة

www.khanqah.org

جب اپنی فکر میں پڑے گا دوسروں کی تحقیر، تنقید اور تبصرے سے بچے گا۔ جیسے کوڑھی کسی زکام کے مریض کو حقیر نہیں سمجھتا اِسی طرح اپنی روحانی اور قلبی بیماری کو شدید سمجھے اور اپنے خاتمے کے خوف سے لرزاں اور ترساں رہے۔ میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ اِس بیماری کی اصلاح کے لیے ایک حکایت بیان فرمایا کرتے تھے۔

حکایت

ایک لڑکی کی شادی کے موقع پر اُس کو خوب اچھے لباس اور زیور سے سجایا گیا۔ محلّے کی سہیلیوں نے تعریف شروع کی کہ بہن! تم تو بڑی اچھی معلوم ہوتی ہو۔ اُس نے رو کر کہا کہ ابھی تم لوگ بے کار تعریف کرتی ہو۔ جب میرا شوہر مجھے دیکھ کر پسند کرلے اور اپنی خوشی کا اظہار کردے تب وہ خوشی اصلی خوشی ہوگی۔ معلوم نہیں اُس کی نگاہ میں میری صورت کیسی معلوم ہوگی۔ تمہاری نگاہوں کے فیصلے ہمارے لیے بے کار ہیں۔

پھر حضرت مرشد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اِس طرح بندے کو مخلوق کی تعریف سے یا اپنی رائے سے خود کو اچھا اور بڑا نہ سمجھنا چاہیے۔ کیوں کہ میدانِ محشر میں حق تعالیٰ کی نظر سے ہمارے لیے کیا فیصلے ہوں گے، اُس کی خبر ہم کو ابھی کچھ نہیں پھر کس منہ سے موت سے قبل اور حُسنِ خاتمہ سے قبل اپنے کو اچھا سمجھنے کا حق ہوگا! حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایماں چوں سلامت بہ لب گور بریم
احسنت بریں چستی و چالاکی ما

جب اسلام کو ہم قبر میں سلامتی سے لے جائیں گے پھر اپنی چستی اور ہشیاری پر خوشی منائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اولیائے کرام مرنے سے قبل کبھی ناز کی بات نہیں کرتے اور حُسنِ خاتمہ کی دُعا کرتے رہتے ہیں اور دوسروں سے بھی درخواست دُعا کرتے رہتے ہیں۔ یہ بے وقوف لوگوں کا کام ہے جو اپنے مالک کے فیصلے کا انتظار کیے بغیر اپنے ہی فیصلے سے یا مخلوق کی تعریف سے اپنے لیے بڑائی اور اچھائی کا فیصلہ کر بیٹھتے ہیں۔ یہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ ہے جس کو احقر نے اِس شعر میں عرض کیا ہے۔

نامناسب ہے اے دلِ ناداں
اِک جذامی ہنسے زکامی پر

عُجب اور کبر کا فرق

اپنے کو اچھا سمجھنا اور کسی کو حقیر نہ سمجھنا عُجب کہلاتا ہے اور اپنے کو اچھا سمجھنے کے ساتھ دوسروں کو کمتر سمجھنا تکبر کہلاتا ہے اور دونوں حرام ہیں۔ جب بندہ اپنی نظر میں حقیر ہوتا ہے تو حق تعالیٰ کی نظر میں عزت والا ہوتا ہے اور جب اپنی نظر میں اچھا اور بڑا ہوتا ہے تو حق تعالیٰ کی نظر میں حقیر اور ذلیل ہوتا ہے۔ معاصی سے نفرت واجب ہے لیکن عاصی سے نفرت حرام ہے۔ اِسی طرح کسی کافر کو بھی نگاہِ حقارت سے نہ دیکھے کیوں کہ ممکن ہے کہ اُس کا خاتمہ ایمان پر مقدر ہو چکا ہو۔ البتہ اُس کے کفر سے نفرت واجب ہے۔

ہیچ کافر را بخواری منگرید
کہ مسلماں بودنش باشد اُمید

(رومی)

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اپنے کو تمام مسلمانوں سے فی الحال اور کافروں اور جانوروں سے فی المآل کمتر سمجھتا ہوں یعنی موجودہ حالت میں ہر مسلمان مجھ سے اچھا ہے اور خاتمے کے اعتبار سے کہ نہ معلوم کیا ہو اپنے کو کفار سے بھی کمتر سمجھتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مؤمنِ کامل نہ ہوگا جب تک کہ اپنے کو بہائم اور کفار سے بھی کمتر نہ جانے گا۔

جب حق تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ چاہے تو بڑے سے بڑے گناہ کو بدونِ سزا معاف فرمادے اور چاہے تو چھوٹے گناہ پر گرفت کر کے عذاب میں پکڑے تو پھر کس منہ سے آدمی اپنے کو بڑا سمجھے اور کیسے کسی مسلمان کو خواہ وہ کتنا ہی گناہ گار ہو حقیر سمجھے! حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ازیں بر ملائک شرف داشتند
کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند

اللہ والے اِس سبب سے فرشتوں پر شرف و عزت میں بازی لے جاتے ہیں کہ خود کو کتے سے بھی بہتر نہیں سمجھتے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولایت و قرب کو حق تعالیٰ نے بندوں میں مخفی رکھا ہے لہٰذا کسی بندے کو خواہ کیسا ہی گناہ گار ہو حقیر نہ جانو کیا خبر کہ شاید یہی بندہ علمِ الٰہی میں ولی ہو اور اس کی ولایت کسی وقت بھی توبۂ صادقہ اور اتباعِ سُنت کی صورت میں ظاہر ہو جاوے۔ جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ بعض بندے زندگی بھر رند بادہ نوش مست و خراب بادہ اور فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں اور اچانک اُن میں تبدیلی آجاتی ہے اور توبہ کرکے پاک و صاف ہو جاتے ہیں جیسے کوئی شاہزادہ حسین جس کے منہ پر کالک لگی ہو اور اچانک صابن سے نہا دھو کر چاند کی طرح روشن چہرے والا ہو جاوے۔

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبرِ صد سالہ ہو فخر اولیاء

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انسان اپنے وجود میں دو مرتبہ کس قدر گندے راستے سے گزرتا ہے، ایک مرتبہ باپ کی پیشاب کی نالی سے نطفے کی شکل میں ماں کے شکم میں گیا اور دوسری مرتبہ ماں کے رحم سے ناپاک راہ سے وجود میں آیا پھر تکبر کیسے زیبا ہو گا!

بڑے بڑے متکبر بادشاہوں کا موت قبر میں کیا حال کرتی ہے اور کس طرح لاکھوں کیڑوں کی غذا بناتی ہے۔

جس طرح امتحان کا نتیجہ سُننے سے قبل اپنے کو بڑا اور کامیاب سمجھنے والا طالبِ علم بے وقوف ہے اِسی طرح میدانِ محشر میں اپنا فیصلہ سُننے سے قبل دُنیا میں اپنے کو کسی سے افضل سمجھنا اور بڑا سمجھنا حماقت ہے۔ حضرت علّامہ سید سلیمان صاحب کا خوب شعر ہے۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

ایک شخص کا گھوڑا شریر اور عیب دار تھا، کسی دلال سے کہا کہ فروخت کر دے۔ اُس نے بازار میں خوب تعریف کی۔ اُس بے وقوف نے اس تعریف کو صحیح سمجھ کر کہا: اب نہ فروخت کروں گا، میرا گھوڑا مجھے دے دو۔ اُس دلال نے کہا: زندگی بھر کا اپنا تجربہ میری جھوٹی تعریف سے جو محض بیچنے کے لیے ہے بھول گئے۔ یہی حال ہمارا ہے کہ ہر وقت اپنے نفس کی شرارت اور خباثت اور گناہوں کے تقاضوں کو جانتے ہوئے جہاں کسی نے ذرا تعریف کر دی کہ حضرت! آپ ایسے ہیں بس حضرتی کا نشہ چڑھ گیا اور اپنے نفس کو بھول گئے۔ اللہ والے ایسے وقت اور شرمندہ ہو جاتے ہیں اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں اُس کی ستّاری کا شکر ادا کرتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ مجھ سے محبت اور عقیدت رکھتے ہیں یہ سب حق تعالیٰ کی ستّاری ہے ورنہ اگر وہ ہمارے اَترے پترے کھول دیں تو سب معتقدین راہِ فرار اختیار کریں۔ پس مخلوق کا حُسنِ ظن بھی حق تعالیٰ کا انعام ہے اور اپنے کو کمتر اور حقیر سمجھنا درجۂ یقین میں ایک بیّن حقیقت کو تسلیم کرنا ہے اور عبدیتِ کاملہ کے لوازم سے ہے۔

پانچواں باب

رِیا (دکھاوا)

ریا کہتے ہیں کسی عبادت اور نیکی کو کسی شخص کو دکھانے کے لیے کیا جاوے اور اس سے کوئی دُنیوی غرض اور اس سے مال یا جاہ حاصل کرنے کی نیت ہو۔ لیکن اگر اپنے استاد یا مرشد یا کسی بزرگ کو اس نیت سے اچھی آواز بنا کر قرآنِ پاک سنائے کہ اُن کا دل خوش ہو گا تو یہ ریا نہیں جیسا کہ روایت حدیث کی موجود ہے کہ ایک صحابی کا قرآن رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا اور دن میں اُس کو مطلع فرما کر اظہارِ مسرت فرمایا تو اُن صحابی نے عرض کیا کہ اگر ہم کو علم ہوتا کہ آپ سُن رہے ہیں تو میں اور عمدہ

تلاوت کرتا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر سُکوت فرمانا اور نکیر نہ فرمانا مدلولِ مذکور کے لیے دلیل ہے۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اعمالِ خیر (رضائے حق کے لیے) کرتا ہے اور لوگ اُس کی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ لوگ اُس سے محبت کرتے ہیں (تو آپ کی کیا رائے ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ[۶۹]

یہ مؤمن کی جلد ملنے والی بشارت ہے۔ یعنی یہ دُنیا کا انعام ہے، آخرت کا انعام اِس سے الگ ہے۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ لوگوں کے دیکھ لینے کے خوف سے اپنا نیک عمل ہی چھوڑ دیتے ہیں یہ صحیح نہیں بلکہ محققین مشائخ نے فرمایا کہ نیک عمل جس طرح مخلوق کے لیے کرنا ریا ہے اِسی طرح مخلوق کے خوف سے یعنی ریا کے خوف سے کسی عملِ خیر کا ترک کرنا بھی ریا ہے۔ پس جس معمول کا جو وقت ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت سے اُسی وقت کرلے، کسی کے دیکھنے نہ دیکھنے کی ہرگز پروا نہ کرے۔ ریا ایسی بلا نہیں جو بدون نیت اور ارادہ خود بخود کسی کو چمٹ جائے جب تک دکھاوے کی نیت نہ ہو، اور نیت بھی غرضِ دُنیا کی ہو تب ریا ہوتی ہے، اور اگر نیت تو رضائے حق کی ہے مگر پھر دل میں وسوسہ آتا ہے کہ شاید اِس عبادت سے ریاکاری کر رہا ہوں تو یہ وسوسۂ ریا ہے جس کی ہرگز پروا نہ کرے اور نہ پریشان ہو ورنہ شیطان وسوسہ ڈال کر اِس عملِ خیر سے محروم کردے گا یعنی خوفِ ریا پیدا کر کے آپ کو اِس عمل ہی سے روک دے گا۔

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کی عجیب مثال دی ہے کہ آئینہ کے اُوپر جب مکھی بیٹھتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مکھی آئینہ کے اندر بھی موجود ہے حالاں کہ وہ باہر بیٹھی ہوتی ہے۔ اِسی طرح سالک کے قلب کے باہر شیطان ریا کا وسوسہ ڈالتا ہے اور سالک سمجھتا ہے ہائے یہ تو میرے قلب کے اندر ہے۔ پس اِس کو ریا نہ سمجھے

[۶۹] صحیح مسلم:۲/۳۳۲،باب اذا اثنی علی الصالح فھی بشری،ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

بلکہ وسوسۂ ریا سمجھے اور بے فکری سے کام میں لگا رہے۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے گھر میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے پاس آدمی آگیا اور مجھے یہ حالت پسند آئی کہ اُس نے مجھے اِس حالت میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے، تیرے لیے دو اجر ہیں، ایک اجر پوشیدہ کا ایک اجر علانیہ کا۔[۱]

اِس حدیث سے کس قدر عابدین کے لیے بشارت ہے۔ کبھی اپنی عبادت کا اظہار جاہ کے لیے ہوتا ہے، یہ بھی بدترین ریا ہے مثلاً احباب کے حلقے میں یہ کہنا کہ آج تہجد میں بہت لطف آیا اور خوب رونا آیا۔ اور بہت سویرے آنکھ کھل گئی۔ یہ باتیں سوائے اپنے مرشد کے کسی کے روبرو نہ کہنا چاہیے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک صاحب نے دو حج کیے تھے اور ایک جملے سے دونوں حج کا ثواب ضایع کر دیا اور وہ اِس طرح کہ ایک مہمان کے لیے کہا کہ اے ملازم! تو اُس صراحی سے اِس کو پانی پلا جو میں نے دوسری بار حج میں مکہ شریف سے خریدی تھی۔

علاج

ریا کا علاج حصولِ اخلاص ہے اور حدیثِ پاک میں اخلاص کی حقیقت یوں ارشاد ہے کہ عبادت اِس دھیان سے کرے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں کیوں کہ اگر ہم اُن کو نہیں دیکھتے تو وہ تو ہمیں دیکھ ہی رہے ہیں۔ جب حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا دھیان ہو گا مخلوق کا خیال نہ آئے گا۔ اور یہ مراقبہ یعنی دھیان مشق کرنے سے دل میں قائم ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر خلوت میں بیٹھ کر یہ تصور جمایا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ کچھ مدت تک اِس طرح مشق سے استحضارِ حق آسان ہو جاتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اخلاص کا حصول اور ریا سے طہارت اہل اللہ کی صحبت اور اُن سے اصلاحی تعلق قائم کیے بغیر عادتاً ناممکن ہے۔ اِس لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے

[۱] جامع الترمذی: ۶۴/۲، باب الریاء والسمعۃ، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

فرمایا کہ اصلاحِ نفس کے لیے مشائخ کاملین میں سے جس سے مناسبت ہو تعلق قائم کرنا فرضِ عین ہے کیوں کہ مقدمہ فرض کا فرض ہوتا ہے۔

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جس نیک کام میں لگا ہے ریا کے خوف سے ترک نہ کرے اور اپنی نیت درست کرے اور زبان سے بھی کہہ لیا کرے کہ یا اللہ! یہ نیک عمل آپ کی خوشنودی کے لیے کرتا ہوں۔ پھر اگر خدانخواستہ نفس کی شرارت سے یہ ریا بھی ہوگی تو چند دن میں یہ عادت بن جائے گی۔ اِس مضمون کو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

وہ ریا جس پر تھے زاہد طعنہ زن
پہلے عادت پھر عبادت بن گئی

چھٹا باب

دُنیا کی محبت کی بُرائی میں

یوں تو دُنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دُنیا کی حقیقت کھل گئی
(اختر)

دُنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ آخرت سے غفلت کا سبب یہی دھوکے کا گھر ہے جو قبرستان میں سلا کر ایک دن بے گھر کر دیتا ہے اور موت کا گہری فکر سے مراقبہ کرنے سے دُنیا کی محبت دل سے نکل جاتی ہے۔ قبرستان بھی گاہ گاہ جاکر خوب غور سے سوچے کہ یہاں بوڑھے، جوان، بچے، عورت، مرد، امیر، غریب حتیٰ کے وزرا اور سلاطین بھی آج کیڑوں کی خوراک بن کر بے نام ونشان ہوگئے۔

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
معطر کفن تھا مُشیَّن بدن تھا

جو قبر کہن اُن کی اُکھڑی تو دیکھا
نہ عضوِ بدن تھا نہ تارِ کفن تھا

(نذیر اکبر آبادی)

آکر قضا باہوش کو بے ہوش کر گئی
ہنگامۂ حیات کو خاموش کر گئی

(اختر)

دُنیا اور آخرت کا امتزاج اور ارتباط کا فلسفہ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ متکلم اُمت نے یوں حل فرمایا ہے

آب اندر زیر کشتی پُشتی است
آب در کشتی ہلاک کشتی است

دُنیا کی مثال پانی سے اور آخرت کی مثال کشتی سے دی ہے کہ جس طرح پانی کے بغیر کشتی چل نہیں سکتی مگر شرط یہ ہے کہ یہ پانی نیچے رہے کشتی میں داخل نہ ہو اگر پانی اندر داخل ہوا تو یہی کشتی کی ہلاکت کا بھی سبب ہو گا جو نیچے روانی کا سبب تھا۔ ٹھیک اِسی طرح دُنیا اگر دل کے باہر ہو اور دل میں حق تعالیٰ کی محبت غالب ہو یعنی نعمت کی محبت سے نعمت دینے والے کی محبت غالب ہو تو آخرت کی کشتی ٹھیک چلتی ہے اور اِسی دُنیا سے دین کی خوب تیاری ہوتی ہے، اور اگر دُنیا کی محبت کا پانی دل کے اندر گھس گیا یعنی آخرت کی کشتی میں دُنیا کا پانی داخل ہو گیا تو پھر دونوں جہاں کی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ دُنیا کا نفع اور سکون بھی چھن جاوے گا جس طرح کشتی کے غرق ہوتے وقت پھر وہ پانی کشتی کے لیے باعثِ سکون ہونے کے بجائے باعثِ ہراس و تباہی ہو جاتا ہے، پس نافرمان انسان کے پاس یہ دُنیا سببِ نافرمانی بن جاتی ہے اور اللہ والوں کے پاس یہ دُنیا فرماں برداری میں صرف ہوتی ہے اور باعثِ سکون و چین ہوتی ہے۔

تعجب ہے کہ دُنیا کا پیدا کرنے والا تو دُنیا کو قرآن میں دَارُالغرور (دھوکے کا گھر) فرمائے اور ہم مخلوق ہو کر اِس دھوکے کے گھر سے دل لگائے بیٹھے ہیں۔ حق تعالیٰ نے دُنیا کی

محبت اور حیاتِ دُنیا سے اطمینان اور خوشی کا سبب آخرت پر عدم یقین ارشاد فرمایا ہے ورنہ آخرت کی فکر کے ساتھ تو ذکرِ الٰہی کے سوا کوئی چیز باعثِ اطمینان نہیں ہو سکتی۔ چوبِ بوسیدہ پر سہارا لگا کر کھڑا ہونا جس طرح حماقت ہے اسی طرح موت کے یقینی آنے کے باوجود دُنیا کی لذّتوں کو سہارۂ اطمینان بنانا بھی حماقت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی پیاری دُعا مانگی کہ اے اللہ! جب اہلِ دُنیا کی آنکھیں تو اُن کی (فانی) دُنیا سے ٹھنڈی کرے تو ہماری آنکھیں اپنی عبادت سے ٹھنڈی فرما۔ (جس کی لذّت غیر فانی ہے)۔

رنگِ تقویٰ رنگِ طاعت رنگِ دیں

تا اَبد باقی بود بر عابدیں

(رومی)

تقویٰ اور عبادت کا رنگ عابدین کی ارواح پر ہمیشہ قائم رہتا ہے کیوں کہ وہ معبود بھی تو حیّ و قیوم ہے۔

حُبِّ دُنیا کا علاج

۱) موت کو بار بار سوچنا اور قبر کی تنہائی اور دُنیا سے جدائی کا مراقبہ کرنا۔

۲) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دُنیا کی حقیقت'' احقر کی اِس کتاب کا مطالعہ ہر روز چند منٹ کر لیا جاوے جس میں اُن احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر دیا گیا ہے جن کو پڑھ کر دل نرم ہو جاتا ہے اور آخرت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ یہ کتاب ایک سو پچاس حدیثوں کا مجموعہ ہے۔

۳) اللہ والوں کی مجالس میں بار بار حاضری۔ بلکہ کسی اللہ والے سے جس کسی سے مناسبت ہو باضابطہ اصلاحی تعلق قائم کر لینا شفائے روح کے لیے اکسیر ہے۔

۴) دُنیا کے عاشقوں سے دور رہنا کہ اس کے جراثیم بھی متعدی ہوتے ہیں۔

۵) گاہ گاہ قبرستان میں یادِ آخرت کی نیت سے حاضری دینا۔

۶) ذکر کا اہتمام والتزام کسی دینی مربی کے مشورے سے کرنا۔

www.khanqah.org

۷) آسمان اور زمین، چاند و سورج اور ستاروں میں اور رات دن کے آنے جانے میں غور کرنا اور اپنے خالق اور مالک کو پہچاننا اور اُن کو حساب دینے کی فکر کرنا۔

ساتواں باب

حُبِّ جاہ اور خود پسندی

حُبِّ جاہ اُس بیماری کا نام ہے جس میں آدمی اپنی شہرت کا طالب اور خواہش مند ہوتا ہے۔ مخلوق میں بڑا بننے کا شوق بھی نہایت خطرناک مرض ہے اور اِسی بیماری کے سبب حق بات قبول کرنے سے محروم رہتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آخرت کی بھلائیاں اُن ہی کے لیے مخصوص ہیں جو زمین پر رہ کر بڑائی اور فتنہ فساد نہیں چاہتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دو بھیڑیے اگر بکریوں کے گلّے میں آپڑیں تو وہ اتنا نقصان نہ کریں گے جتنا مال اور جاہ کی محبت دیندار مسلمان کے دین کو نقصان کرتی ہے۔[۱] شہرت کی آرزو یا خواہش حرام ہے ہاں اگر بدون چاہے کسی کو حق تعالیٰ ہی مشہور فرمادیں جیسا کہ اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی شہرت ہے تو حق تعالیٰ ہی اُن کی حفاظت فرماتے ہیں۔ کیوں کہ اُنہوں نے جاہ اور شہرت چاہی نہ تھی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے طاعت کی تھی اور جس حالت میں خدائے تعالیٰ نے رکھا راضی رہے، اِس سبب سے نہ وہ حُبِّ جاہ میں مبتلا ہوئے نہ حُبِّ مال میں۔ پس ولی کبھی مشہور ہوتا ہے لیکن مفتون نہیں ہوتا۔ (رسالۂ قشیریہ)

حُبِّ جاہ کا مریض ہر وقت یہ چاہتا ہے کہ لوگ میری تعریف کیا کریں، اور اپنی تعریف سُن کر اُس کا نفس خوب موٹا ہو جاتا ہے۔

جانور فربہ شود از راہِ نوش
آدمی فربہ شود از راہِ گوش

---

[۱] شعب الایمان للبیهقی: ۲۸۹/۱۲ (۹۷۸۶)، باب الزهد وقصر الأمل، مكتبة الرشد

جانور تو بھوسہ گھاس سے موٹا ہوتا ہے اور آدمی کان کی راہ سے اپنی تعریف سُن کر موٹا ہوتا ہے۔

علاج

اِس کا علاج بھی موت کی یاد ہے کہ اگر ساری دُنیا میرے قدموں میں لگ جائے تو قبر میں کیا ہوگا۔ وہاں کون سلام کرنے آئے گا اور کس کی تعریف کام آئے گی۔ ایسی فانی خوشی چند دن کی کس کام کی؟ ایسی خوشی حاصل کرے جو کبھی فنا نہ ہو اور وہ حق تعالیٰ سے تعلق اور اُن کو راضی کرنا ہے۔ جب کوئی تعریف کرے تو یہ سوچ کہ یہ حق تعالیٰ کی ستّاری ہے، ظاہری اور باطنی اور معنوی تمام نجاستوں کو چھپا رکھا ہے۔ حسّی نجاست یہ ہے کہ پیٹ میں پیشاب اور پائخانہ بھرا ہے، اگر کوئی سوراخ پیٹ میں ہوتا اور اُس سے بھپکا بدبودار نکلا کرتا تو معلوم ہوتا کہ کتنے لوگ آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کی تعریف کرتے! پس حق تعالیٰ کا شکر بجالائیں کہ اُس نے کس طرح ستّاری کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ اِس طرح معنوی نجاست یعنی گناہوں کا معاملہ ہے کہ حق تعالیٰ ہمارے عیوب کو چھپائے ہوئے ہیں، اور دل میں جو گندے گندے شہوت کے خیالات آتے ہیں اگر اُن خیالات سے مخلوق کو آگاہی ہو جاوے تو معلوم ہوگا کہ پھر حضرت اور شیخ صاحب کے القاب کون استعمال کرتا ہے پس حق تعالیٰ کی ستّاری ہے کہ وہ ہمارے گندے وساوس اور گندے اعمال پر مخلوق کو مطلع نہیں فرماتے لیکن حق تعالیٰ کی ستّاری کا شکر یہ کیا یہ ہی ہے کہ ہم اپنے کو بڑا سمجھیں یا مخلوق سے تعریف چاہنے لگیں؟ بلکہ اور ہم کو اپنے کو مٹادینا چاہیے اور ہر وقت ندامت اور شرمندگی طاری رہنی چاہیے کہ یا اللہ! آپ کا احسان ہے ورنہ اگر یہ ستّاری نہ ہوتی تو مخلوق ہم کو پتھر مارتی۔

فقیری اصل یہی ہے کہ اپنے کو مٹادے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ شعر کہا تھا؎

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے دَر پر لایا ہوں
مٹادیجے مٹادیجے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

جب اپنے اعمال کی قبولیت کا پتا نہیں اور یقینی فیصلے کا علم قیامت میں ہو گا تو پھر مخلوق سے تعریف چاہنا اور اُس پر خوش ہونا نادانی ہے۔ جو مخلوق ضعیف اور عاجز ہے اور کوئی نفع نقصان اُس کے ہاتھ میں نہیں اُس سے تعریف چاہنا بھی بے کار ہے، سب تعریف اور ہر کمال حق تعالیٰ ہی کے لیے زیبا ہے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ[۲۱]

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو تم کو نیکیاں اور بھلائیاں پہنچتی ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور جو بُرائیاں ہیں وہ تمہارے نفس کی طرف سے۔ یہ بیماری بھی کسی شیخِ کامل کی صحبت اور خدمت ہی سے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں، آمین۔

اے تو افلاطون و جالینوس ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کو پاک وصاف اور اچھا نہ سمجھا کرو، یہ کافروں کی شان ہے کہ اپنے اعمال اور اپنے آپ کو اچھا سمجھیں۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ خود پسندی تباہ کر دیتی ہے کیوں کہ آدمی جب اپنے آپ کو نیکوکار سمجھنے لگتا ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے اور سعادتِ اُخروی سے محروم ہو جاتا ہے۔ شیطان نے چار ہزار برس عبادت کی مگر انجام کیا ہوا؟ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اتنے نیک اعمال کے باوجود ہر وقت ڈرتے رہتے تھے۔ مَخَافَةَ اَنْ لَّا يُقْبَلَ مِنْهُمْ اِس خوف سے کہ نہ معلوم قبول بھی ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال کے سامنے اپنے جمال و کمال کو دیکھنا ایسا ہے جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب کے حُسن و جمال کو دیکھنے کے بجائے ایک آئینہ جیب سے نکالے اور اپنا چہرہ اور سنگار دیکھتا رہے تو وہ محبوب ایک طمانچہ لگا کر اُسے بھگا دے گا کہ جب اپنے ہی کو دیکھنا ہے تو یہاں کیوں آیا ہے؟ پس اپنے ہر وصف اور خوبی کو حق تعالیٰ کی عطا سمجھے اور اللہ تعالیٰ کے شکر و ثنا سے زبان کو تر رکھے اور ان ہی کے کمالات و جمال کے سوچنے میں غرق رہے۔

---

[۲۱] النسآء:۷۹

آٹھواں باب

غیبت و بدگمانی

یہ بیماری بھی نہایت عام ہورہی ہے اور اکثر صلحاء میں بھی غیبت کا یہ سلسلہ چل پڑا ہے، ہر ایک دوسرے پر تنقید اور اپنی فوقیت کا سکہ اپنے مصاحبین پر بٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اِس طرح بدگمانی کی بیماری بھی عام ہورہی ہے اور تمام جھگڑوں کی بنیاد اور قلب کی تشویش و پریشانی کا سبب عموماً غیبت اور بدگمانی ہے۔

ہر بدگمانی پر قیامت کے دن دلیلِ شرعی کا مؤاخذہ ہوگا اور حُسنِ ظن پر بدون دلیل اجر عطا فرمایا جاوے گا۔ پس نہایت نادانی ہے کہ بدون دلیل مفت ثواب نہ حاصل کرے اور بدگمانی پر دلیل کے مؤاخذے میں خود کو گرفتار کرادے۔

حق تعالیٰ نے دونوں بیماریوں کو قرآنِ پاک میں بیان فرمایا اور بندوں کو اس سے بچنے کا حکم فرمایا۔ اور حدیثِ پاک میں بھی غیبت کو زِنا سے سخت تر گناہ فرمایا ہے اور بدگمانی کو سب سے زیادہ جھوٹی بات فرمایا ہے۔

حضرت مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اب میں بیعت کرتے وقت غیبت، بدگمانی اور بدنگاہی نہ کرنے اور قرآنِ پاک کے حروف کی صحت کے ساتھ ادائیگی کی مشق کرنے کا عہد لیتا ہوں اور ہردوئی سے مطبوعہ پرچہ بھی اس سلسلے میں شائع فرمایا جس کی نقل یہاں بھی تحریر کرتا ہوں۔

اصلاح الغیبۃ

یعنی

غیبت کے نقصانات اور اُس کا علاج

مرتّبہ: مرشدی و مولائی حضرت مولانا الحاج شاہ ابرار الحق صاحب مد ظلہم العالی
ناظمِ مجلس دعوۃ الحق ہردوئی

آج کل غیبت کا بہت زور ہے حالاں کہ یہ اِیسی بُری عادت ہے جس سے دُنیا و دین دونوں کی رسوائی و خرابی کا قوی اندیشہ ہے اس لیے بعض احباب کی خواہش پر مختصر طور پر اِس کے کچھ نقصانات اور اِس کا علاج بزرگوں کی کتب و ارشادات سے مرتب کرکے شایع کیا جارہاہے۔اِن باتوں کو بار بار سوچنے سے اور اِن پر عمل کرنے سے ان شاءاللہ !اِس مرض کا ازالہ ہوجائے گا اور اِس سے حفاظت رہے گی:

۱) غیبت کا ضرر و نقصان یہ ہے کہ اِس سے افتراق پیدا ہوتا ہے اور افتراق سے مقدمہ بازی لڑائی جھگڑے سب کچھ ہوتے ہیں اور اتفاق کے اندر جو مصالح و منافع ہوتے ہیں افتراق کی صورت میں اُن سے محرومی ہوجاتی ہے۔

۲) غیبت کرنے کے ساتھ ہی قلب میں ایسی ظلمت پیدا ہوتی ہے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے جیسے کسی نے گلا گھونٹ دیا ہو جس کے دل میں ذرا بھی حس ہو اُس کو یہ بات محسوس ہوتی ہے۔

۳) غیبت کرنے سے دین و دُنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔دُنیا کا نقصان یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے وہ اگر سُن پاوے تو غیبت کرنے والے کی فضیحت کرڈالے گا، اگر بس چلے تو بُری طرح سے خبر لے گا۔ دین کا نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی گویا سامانِ دوزخ ہے۔

۴) حدیث شریف میں ہے کہ غیبت زِنا سے بھی زیادہ ضرر کا باعث ہے۔[۴۳]

۵) غیبت کرنے والے کی اللہ تعالیٰ بخشش نہ فرمائیں گے جب تک بندہ معاف نہ کرے کیوں کہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔

۶) غیبت کرنا گویا اپنے مُردار بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ بھلا کون ایسا ہو گا جو اپنے مُردار بھائی کا گوشت کھائے گا![۴۴] جیسا اُس کو بُرا و ناگوار خیال کیا جاتا ہے اِسی طرح غیبت کے ساتھ معاملہ چاہیے۔

۷) غیبت کرنے والا بزدل ڈرپوک ہوتا ہے۔ جب ہی تو پیٹھ پیچھے (غیر موجودگی میں) بُرائی کرتا ہے۔

۸) غیبت کرنے سے چہرے کا نور پھیکا پڑجاتا ہے اور ایسے شخص کو ہر شخص ذِلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

۹) غیبت کا بڑا ضرر یہ ہے کہ قیامت کے دن غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی غیبت کی ہے اُس کو دے دی جائیں گی۔ اگر اُس سے کمی پوری نہ ہوئی تو جس کی غیبت کی ہے اُس کی بدیاں اُس کی گردن پر لاد دی جائیں گی جس کے نتیجے میں جہنم کا داخلہ ہو گا۔ ایسے شخص کو حدیث شریف میں دین کا مفلس فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا دُنیا ہی میں اس کی معافی کرالینی چاہیے۔

۱۰) غیبت کا عملی علاج بھی کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ جب کوئی غیبت کرے اور منع کرنے پر قدرت ہو تو منع کردے ورنہ وہاں سے خود اُٹھ جانا ضروری ہے اور اُس کی دل شکنی کا خیال نہ کرے کیوں کہ دوسرے کی دل شکنی سے اپنی دین شکنی (دین کو نقصان پہنچانا) زیادہ قابلِ احتراز ہے، یوں اگر نہ اُٹھ سکے تو کسی بہانے سے اُٹھ جاوے یا قصداً کوئی مباح تذکرہ شروع کردیا جائے۔

۱۱) غیبت کا عجیب وغریب ایک عملی علاج یہ ہے کہ جس کی غیبت کرے اُس کو اپنی اِس

[۴۳] کشف الخفاء ومزیل الالباس: ۲/۹۵ (۱۸۱۴)، مکتبۃ العلم الحدیث
[۴۴] الحجرات: ۱۲

www.khanqah.org

حرکت کی اطلاع کر دیا کرے تھوڑے دن اِس پر مداومت سے ان شاء اللہ تعالیٰ! یہ مرض بالکل دُور ہو جائے گا۔

تنبیہ نمبر ا: غیبت کے معنیٰ یہ ہے کہ کسی مسلمان کے پیٹھ پیچھے اُس کے متعلق کوئی ایسی بات ذکر کرنا کہ اگر وہ سُنے تو اُس کو ناگوار گزرے مثلاً کسی کو بے وقوف یا کم عقل کہنا یا کسی کے حسب و نسب میں نقص نکالنا یا کسی شخص کی کسی حرکت یا مکان یا مویشی یا لباس غرض جس شے سے بھی اُس کا تعلق ہو اُس کا کوئی عیب ایسا بیان کرنا جس کا سننا اُسے ناگوار گزرے خواہ زبان سے ظاہر کی جائے، یا رمز و کنایہ سے یا ہاتھ اور آنکھ کے اشارہ سے یا نقل اُتاری جائے یہ سب غیبت میں داخل ہے۔

۱۲) نفع کامل کے لیے اِن باتوں کے ساتھ ساتھ کسی کامل مصلح سے اصلاحی تعلق بھی ضروری ہے تاکہ اگر اِن تدابیر کا اثر ظاہر نہ ہو تو اُن سے رجوع کیا جاسکے، واللہ اعلم۔

تنبیہ نمبر ۲: بعض صورتوں میں غیبت جائز ہے۔ مثلاً جہاں کسی شخص کی حالت چھپانے سے دین کا یا دوسرے مسلمانوں کا ضرر ہونے کا گمان غالب ہو تو وہاں اُس کی حالت ظاہر کر دینا چاہیے۔ یہ منع نہیں ہے۔ یہ خیر خواہی و نصیحت میں داخل ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جس کی غیبت کرنا چاہیں پہلے اُس کے حالات لکھ کر عالم باعمل سے پوچھ لیں اُس کے فتوے کے بعد اُس پر عمل کریں۔ اگر دینی ضرورت نہیں ہے بلکہ محض نفسانیت ہی نفسانیت ہے تو ایسی صورت میں حالتِ واقعی بیان کرنا غیبت حرام میں داخل ہے اور بلا تحقیق کسی کا عیب بیان کرنا تو بہتان ہے۔

تنبیہ نمبر ۳: اگر شیخ کی مجلس میں بھی غیبت ہونے لگے تو فوراً اُٹھ جانا چاہیے۔ جیسے بارش عمدہ چیز ہے اِس میں نہانا مفید ہے مگر اولے پڑنے لگیں تو بھاگنا ہی چاہیے۔

احقر ابرار الحق عفا اللہ عنہ

خادم اشرف المدارس ہردوئی

ارشاد حضرت مرشدنا مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

جو حضرات باضابطہ اصلاحِ نفس کا تعلق کسی بزرگ سے نہیں رکھتے ہیں لیکن اہل اللہ سے مانوس ہیں اور محبت رکھتے ہیں اور ان کی مجالس میں آنا جانا رکھتے ہیں تو ایسے حضرات کو حسب ذیل معمولات شروع کرا دینا چاہیے:

۱) ایک تسبیح لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

۲) ایک تسبیح اَللّٰه اَللّٰه۔ (یعنی ذکرِ اسمِ ذات)

۳) ایک تسبیح درود شریف۔

ان معمولات کی برکات وانوار سے ان کے قلوب کو حق تعالیٰ کی طرف توجہ اور تعلق میں اضافہ اور ترقی محسوس ہوگی اور ان شاء اللہ تعالیٰ! پھر وہ باضابطہ اصلاح کی فکر محسوس کرنے لگیں گے۔ یہ اکسیر نسخہ ہے اور حق تعالیٰ نے ہمارے قلب میں یہ بات ڈالی ہے۔

ابرار الحق عفا اللہ عنہ

الحمد للہ! کہ یہ کتاب مکمل ہوگئی اور اختتام پر حضرت مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کا اصلاحِ اُمت کے لیے عجیب التاثیر اور آسان نسخہ بھی افادیتِ عامہ کی نیت سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول و نافع فرمائیں، آمین۔

ناظرین کرام سے عموماً اور حضرت مرشدنا دامت برکاتہم سے خصوصاً عاجزانہ درخواست ہے کہ اس نااہل عبد کے لیے حق تعالیٰ کی رضائے دائمی، حسنِ خاتمہ اور مغفرتِ کاملہ کی دُعا فرما کر ممنون فرمائیں۔

محمد اختر عفا اللہ عنہ

۶/ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقالۂ مُفیدَہ

ضرورتِ تصوف.....ضرورتِ مرشد.....محبّتِ مرشد

تصوف کے مسائل کو حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسائل السلوک" اور "التشرف" اور "التکشف" میں ڈیڑھ ہزار آیاتِ قرآنی اور دو ہزار احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استنباط فرمایا ہے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم نے مولانا منظور نعمانی صاحب دامت برکاتہم کو اپنے ایک مکتوب میں مسائلِ تصوف کے دلائل کے سلسلے میں کتبِ مذکورہ کی طرف مراجعت کا مشورہ دیا ہے۔ اس مقالے میں چند صفحات پر مشتمل جو ضروری باتیں تحریر کی جارہی ہیں ان میں اپنے اکابر کی جن کتب سے احقر نے استفادہ کیا ہے اُن کے نام یہ ہیں: "تصوف اور نسبتِ صوفیا" مصنفہ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، "تذکرہ شاہ فضلِ رحمٰن" مصنفہ حضرت مولانا ابو الحسن علی میاں، "کمالاتِ اشرفیہ" ملفوظاتِ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

مُلّائے خشک وناہموار نہ باشی

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تصوف و نسبتِ صوفیا" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے ان کو ہدایت کی تھی کہ مُلّائے خشک وناہموار نہ باشی۔ چناں چہ عمر بھر اُن کے ایک ہاتھ میں جامِ شریعت اور دوسرے ہاتھ میں سندانِ عشق رہا۔ شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اُن میں عشقِ حقیقی کے وہ جذبات پھونک دیے تھے جو آخر عمر تک اُن کے قلب وجگر کو گرماتے رہے۔ (حیاتِ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ص:۸۸)

www.khanqah.org

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شریعت اور طریقت میں فرق کرنا گمراہی ہے، اور جو شریعت پر عامل نہیں وہ صوفیا کہلانے کے مستحق نہیں۔

شریعت اور طریقت پر علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

اس مضمون کو علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ شریعت و طریقت اور حقیقت میں باہم تلازم ہے۔ چناں چہ مشائخ فرماتے ہیں:

اَلطَّرِیْقَۃُ سُلُوْکُ طَرِیْقِ الشَّرِیْعَۃِ وَالشَّرِیْعَۃُ اَعْمَالٌ شَرْعِیَّۃٌ مَعْدُوْدَۃٌ وَھُمَا وَالْحَقِیْقَۃُ ثَلٰثَۃٌ مُتَلَازِمَۃٌ

اور علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ عِلْمَ الْاِخْلَاصِ وَالْعُجْبِ وَالْحَسَدِ وَالرِّیَاءِ فَرْضُ عَیْنٍ، وَمِثْلُھَا غَیْرُھَا مِنْ اٰفَاتِ النُّفُوْسِ کَالْکِبْرِ وَالشُّحِّ وَالْحِقْدِ وَالْغِشِّ وَالْغَضَبِ وَالْعَدَاوَۃِ وَالْبَغْضَاءِ وَالطَّمَعِ وَالْبُخْلِ وَالْبَطَرِ وَالْخُیَلَاءِ وَالْخِیَانَۃِ وَالْمُدَاھَنَۃِ وَالْاِسْتِکْبَارِ عَنِ الْحَقِّ وَالْمَکْرِ وَالْمُخَادَعَۃِ وَالْقَسْوَۃِ وَطُوْلِ الْاَمَلِ وَنَحْوِھَا مِمَّا ھُوَ مُبَیَّنٌ فِیْ رُبْعِ الْمُھْلِکَاتِ مِنَ الْاِحْیَاءِ... الخ[۸۵]

علّامہ شامی جو فقہاءِ متأخرین میں سے ہیں اور ان ہی کے کتاب سے عام طور پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور ہم سب لوگ اس کو تسلیم کرتے ہیں وہ فرمارہے ہیں کہ علمِ اخلاق (تصوف) کی تحصیل فرضِ عین ہے۔ اس لیے کہ ہر آدمی الّا ماشاء اللہ! کبر و بخل، کینہ، خیانت، غصہ، عداوت، بغض، طمع، بخل، بطر، (حق بات سے اعراض کرنا اور قبول نہ کرنا) خیلاء، مداہنت، استکبار عن الحق، مکر، خداع، (دھوکا) قسوت (دل سخت ہو جانا) طولِ امل ان امراضِ مذکورہ میں سے ایک یا کل میں ضرور ہی مبتلا رہتا ہے جن کا ازالہ فرض ہے۔

۸۵؎ رد المحتار: ۴۲/۱، مقدمۃ، دار الفکر، بیروت

www.khanqah.org

ارشادِ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چوں کہ ظاہرِ دین پر عمل آسان ہوتا ہے اس وجہ سے اُس کو اختیار کرلیتے ہیں اور باطنی اعمال اور اخلاق کی اصلاح کرنا چوں کہ نفس پر مشکل ہوتا ہے، نفس کو مارنا پڑتا ہے اس لیے اصلاحِ باطن سے گھبراتے ہیں نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کام کے لیے آدمی کو عالی ہمت اور بلند حوصلہ ہونے کی ضرورت ہے کیوں کہ اس راہ میں تعلقات غیر اللہ پر تعلق مع اللہ کو غالب کرنا پڑتا ہے مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر توصبر کرلیتے ہیں اور غیر اللہ سے تعلقات پر صبر نہیں ہوتا۔

احقر اختر عفی عنہ ایک بزرگ کا عربی شعر نقل کرتا ہے ؎

لِکُلِّ شَیۡءٍ اِذَا فَارَقۡتَہٗ عِوَضٌ
وَلَیۡسَ لِلّٰہِ اِنۡ فَارَقۡتَ مِنۡ عِوَضٍ

ہر شے جس سے تم جدا ہوگے اس کا بدل مل سکتا ہے مگر اگر اللہ تعالیٰ سے تم کو جدائی ہوگئی تو حق سبحانہٗ تعالیٰ کا کوئی ہمسر اور بدل نہیں۔

علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے علم الاخلاق کو فرض فرمایا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے لیکن فقط علم سے کام نہیں چلتا، دانستن اور داشتن میں فرق ہے۔ مرغ کی آواز کی مشق کرلینے سے یہ ضروری نہیں کہ یہ نقال اسرار و رموز ضمیر مرغ سے بھی واقف ہے پس اہل اللہ کی اصطلاحات یاد کرلینے سے اہل اللہ نہیں ہوجاتا جیسا کہ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گر بیا موزی صفیرِ بلبلے
تو چہ دانی کو چہ گوید با گلے
لحنِ مرغاں را اگر واقف شوی
بر ضمیر مرغ کے عارف شوی

تو نے اگر بلبل کی آواز کی مشق کرلی تو کیا خبر ہے تجھے کہ بلبل گل سے کیا کہہ رہا

www.khanqah.org

ہے۔ چڑیوں کی آواز کی نقل کرلینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تو اُن کے ضمیر اور قلبی حالات سے بھی باخبر ہو گیا۔

حضرت حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چوں کہ بدون رہبر کامل کے اصلاحِ اخلاق ناممکن ہے اور اصلاحِ نفس فرض ہے پس حصولِ فرض کا مقدمہ یعنی ذریعہ بھی فرض ہوتا ہے اور یُزَکِّیۡہِمۡ میں فعل تزکیہ اس کی تائید کرتا ہے کہ مُزَکِّی کی ضرورت ہے۔ تزکیہ فعل متعدی ہے جو صرف اپنے فاعل پر تمام نہیں ہوجاتا یعنی مُزَکِّی بھی ہو مُزَکّٰی بھی ہو اور تزکیہ بھی ہو جیسے مربہ بدون مُربی کے نہیں بنتا۔ اب اگر آملہ کا مربہ چاندی کے ورق کے ساتھ کوئی تقویتِ قلب کے لیے کھائے تو وہ آملہ جو غیر مربہ ہے اگر وہ بھی ہمسری کا دعویٰ کرتے ہوئے مطالبہ کرے کہ ہمارے اوپر بھی چاندی کا ورق لگاؤ اور ہمارے ساتھ بھی وہی اعزازی برتاؤ کرو تو آپ کیا جواب دیں گے۔ پس وہ علماء جو بزرگوں کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں اُن کی شانِ نسبت اور شانِ مقبولیت کو اسی طرح قیاس کرلیا جاوے۔ حضرت شاہ فضلِ رحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں یہ دو شعر پڑھا کرتے تھے۔

اے شہہ آفاق شیریں داستاں
باز گو از من نشان بے نشاں
صرف نحو و منطقم را سوختی
دردلم عشقِ خدا افروختی

اے شاہ محمد آفاق شیریں داستاں! مجھ سے حق تعالیٰ شانہٗ کے قرب کی باتیں کیجیے۔ آپ نے ہمارے صرف و نحو اور منطق کے پندار کو جلا کر ہمارے قلب میں حق تعالیٰ کا عشق روشن کردیا۔

حکایت حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

احقر سے حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی صدر مفتی دیوبند نے فرمایا کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعہ کو دیوبند سے اپنے شیخ و مرشد حضرت گنگوہی

رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے، ایک دن ایک بے تکلف دوست نے کہا: مولانا! کیوں جاتے ہو، گنگوہ میں کیا ملتا ہے؟ فرمایا۔

لطفِ مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

آثارِ فنائیت لوازمِ نسبت سے ہے

احقر عرض کرتا ہے کہ یہ پندار اور خود بینی اور انانیت بدون صحبت مرشد کامل اور بدون عطاء نسبت فنا نہیں ہوتی۔ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس مضمون کی تائید میں ایک عجیب اور لطیف استدلال پیش فرمایا ہے جو احقر کو ڈاکٹر صلاح الدین صاحب سے معلوم ہوا، وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الۡمُلُوۡكَ اِذَا دَخَلُوۡا قَرۡيَةً اَفۡسَدُوۡهَا وَ جَعَلُوۡۤا اَعِزَّةَ اَهۡلِهَاۤ اَذِلَّةً [۷۶]

سلاطین جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہہ وبالا کر دیتے ہیں اور اس بستی کے معززین کو ذلیل کر دیتے ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یعنی جب کسی شہر میں لڑائی کے ساتھ داخل ہوتے ہیں تو شہر والوں کو خراب کر دیتے ہیں اور سرداروں کو بے عزّت کر دیتے ہیں یعنی امیروں اور وزیروں کو سخت ذلیل کرتے ہیں یا قتل کر دیتے ہیں یا گرفتار کر لیتے ہیں اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اَذِلَّةً تک بلقیس کا قول ہے وَ كَذٰلِكَ يَفۡعَلُوۡنَ حق تعالیٰ کا قول ہے۔[۷۷]

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت سے یہ بات قلب میں وارد ہوئی کہ یہی حال تجلیاتِ ربانی کا ہے۔ جب سالکین کو ذکر اور صحبتِ اہل اللہ کی

۷۶؎ النمل: ۳۴

۷۷؎ تفسیر ابن کثیر: ۶/۱۷۱، النمل (۳۴)، دار الکتب العلمیۃ

www.khanqah.org

برکت سے نسبتِ خاصہ عطا ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کا نورِ قرب اس کے دل میں داخل ہوتا ہے۔ کما ھو فی الحدیث: اِنَّ النُّوْرَ اِذَا قُذِفَ فِی الْقَلْبِ. الخ [۸۷]

تو یہ تجلیاتِ ربّانی اس سالک کے عجب وپندار اور تکبر اور خود بینی وخود پرستی اور اس کی انانیت کو تہہ وبالا کر دیتی ہیں پھر اس کا اَنَا فنا سے تبدیل ہو جاتا ہے۔

حسنِ اخلاق اور نسبتِ باطنی

احقر عرض کرتا ہے کہ حق تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ شفقت اور رحمت کی شان اگر سالک پر ظاہر نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ شخص ابھی باوجود ذکر ونوافل کے راہ میں ہے منزل سے دور ہے۔ چناں چہ علّامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ قشیریہ میں تحریر فرماتے ہیں:

ولی پر صدق اداءِ حقوق حق سبحانہٗ تعالیٰ اور رفق وشفقت علی المخلوق فی جمیع احوالہٖ غالب ہوتا ہے ثُمَّ انْبِسَاطُ رَحْمَتِهٖ لِكَافَّةِ الْخَلْقِ ثُمَّ دَوَامُ تَحَمُّلِهٖ عَنْهُمْ بِجَمِيْلِ الْخُلْقِ وَابْتِدَائِهٖ لِطَلَبِ الْاِحْسَانِ مِنَ اللهِ اِلَيْهِمْ مِنْ غَيْرِ الْتِمَاسٍ مِنْهُمْ وَتَرْكِ الْاِنْتِقَامِ مِنْهُمْ وَتَرْكِ الطَّمَعِ بِكُلِّ وَجْهٍ فِيْهِمْ وَلَا يَكُوْنُ خَصْمًا لِاَحَدٍ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ [۸۹]

خلاصۂ ترجمہ: علّامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہوتا ہے جو صدق کے ساتھ حق تعالیٰ کے حقوق ادا کرتا ہے اور مخلوقِ خدا پر نرمی اور شفقت جملہ احوال میں کرتا ہے اور حق تعالیٰ سے مخلوق کے لیے دُعا گو رہتا ہے بدون اس انتظار کے کہ مخلوقِ خدا اس سے دعا کی درخواست کرے اور ترکِ انتقام کا خوگر ہوتا ہے اور مخلوق سے بے طمع ہوتا ہے اور دنیا وآخرت میں کسی کی مخاصمت وعداوت اپنے نفس کی خاطر نہیں کرتا۔

۸۷؎ شعب الایمان للبیہقی: ۳۵۲/۷ (۱۰۵۵۲)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت - المستدرک للحاکم: ۳۱۱/۴، ذکرہ بلفظ ان النور اذا دخل الصدر انفسح

۸۹؎ الرسالۃ القشیریۃ: ۳۶۱/۱، باب کرامات الولی، موقع الوراق

احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ اہلِ ظاہر اہلِ باطن سے اسی وقت تک منحرف اور گریزاں اور نفور رہتے ہیں جب تک ان کا باطن ان کے باطن سے بے خبر ہوتا ہے لیکن بعد معرفت وہ اپنے باطن کو ان کے باطن کے سامنے قلاش و تہی مایہ سمجھتے ہوئے ان کے سرمایۂ باطنی سے خوشہ چینی کے لیے سراپا عجز و نیاز و محبت اور غلام ہو جاتے ہیں۔

لطف صحبتِ اہل اللہ

اہل اللہ کی صحبت کے لطف پر میرا شعر ہے ؎

حاصل جسے کہ آپ کی صحبت مدام ہے
دنیا میں رہ کے پھر بھی وہ جنّت مقام ہے

دوسرا شعر فارسی میں ہے ؎

میسر چوں مرا صحبت بجانِ عاشقاں آید
ہمیں بینم کہ جنت بر زمیں از آسماں آید

یہ شعر الٰہ آباد میں ہوا۔ احقر نے حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی کی خدمت میں ایک مضمون عرض کیا تھا جس پر حضرت کو وجد آگیا اور پھر اس مضمون کو بعد عصر کی مجلس میں دوبارہ بیان کرنے کا حکم فرمایا۔ اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ کو وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ[۸۰] پر مقدم فرمایا ہمارے حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس تقدیم سے حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے مقبول بندوں کی معیت اور رفاقت کو جنّت کی نعمت پر افضل قرار دیا ہے۔ پھر احقر مؤلف نے عرض کیا کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ مکین افضل ہوتے ہیں مکان سے اور اہلِ جنّت مکین ہیں اور جنّت مکان ہے نیز جنّت کے یہ مکین دنیا ہی سے جاتے ہیں اور ہر زمانے میں یہاں موجود ہوتے ہیں۔ پس جس نے یہاں ان کی صحبت اور رفاقت کو اخلاص اور صدقِ دل سے اختیار کیا تو اس نے افضل نعمت تو یہیں پالی پھر مفضول نعمت بھی ضرور پالے گا پس

۸۰؎ الفجر: ۲۹، ۳۰

www.khanqah.org

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ پر عمل جس نے دنیا میں کرلیا یعنی صحبتِ اولیاء اللہ اختیار کرلی اور صحبت کاملہ اتباع کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ[۸۱]

تو آخرت میں بقاعدہ جَزَآءً وِّفَاقًا[۸۲] کے مطابق (یعنی جزاء موافق عمل) جنّت میں بھی ان کی رفاقت پا جائے گا۔ لٰہذا حق تعالیٰ کے عاشقین کی صحبت میں بیٹھنا گویا کہ جنّت میں بیٹھنا ہے اور قلب سلیم ہو تو ان کے پاس بیٹھنے سے واقعی جنّت کا لطف ملتا ہے، اس مضمون کو اس شعر میں احقر نے بیان کیا ہے کہ ؎

میسر چوں مرا صحبت بجانِ عاشقاں آید
ہمیں بینم کہ جنّت برزمیں از آسماں آید

حضرت پرتاب گڑھی نہایت محظوظ ہوئے۔

جوانی کی عبادت کا نفع بڑھاپے میں ہے

اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ جو اولیاء اللہ جوانی میں بہت عبادت و ذکر کرتے ہیں تو بڑھاپے اور بیماری میں بدون ذکر و نوافل بھی ان کے قلوب کو انوار سے حق تعالیٰ معمور رکھتے ہیں جیسا کہ حدیث ہے:

اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْسَافَرَ کُتِبَ لَہٗ مِثْلُ مَا کَانَ یَعْمَلُ مُقِیْمًا صَحِیْحًا[۸۳]

جب بندہ مریض اور مسافر ہو جاتا ہے تو جو معمولات اس کے حالتِ صحت اور وطن کے ہوتے ہیں ان کا ثواب بدون ان معمولات کے اس کو عطا فرمایا جاتا ہے۔ احقر نے ایک مثال سے اس مضمون کو سمجھایا تھا جس کو حضرت پرتاب گڑھی نے بہت پسند فرمایا تھا وہ یہ کہ سرکاری ملازمین کو ضعیف اور بوڑھے ہونے کے بعد پنشن ملا کرتی ہے تو حق تعالیٰ کی

۸۱؎ لقمٰن:۱۵
۸۲؎ النبأ:۲۶
۸۳؎ صحیح البخاری:۴۲۰/۱(۳۰۰۹)،باب یکتب للمسافر مثل ما کان یعمل فی الاقامۃ، المکتبۃ المظھریۃ

www.khanqah.org

سرکار سے ان کے سرکاری بندوں کو بھی جب وہ کمزور اور بیمار ہوجاتے ہیں تو بدون معمولات ان کے قلوب کو انوارِ قرب سے بھر دیا جاتا ہے پس بظاہر ان کے اعمالِ نافلہ کم نظر آتے ہیں مگر ان کی روحانی برکات بہت بڑھ جاتی ہے خواہ وہ بوجہ ضعف وکمزوری بالکل خاموش بیٹھے ہوں یا لیٹے ہوں۔ ہمارے مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرمایا کرتے ہیں کہ رات کی رانی خاموش ہے مگر اس کے پاس جو بیٹھنے والے یا سونے والے ہیں رات بھر اُن کا دماغ معطر ہوتا رہتا ہے، پس جب رات کی رانی میں یہ قوتِ فیضان ہے تو اہل اللہ کی روحانیت میں کس قدر فیضان کی صلاحیت ہوگی۔

مذاقِ قلندری کی حقیقت

بعض اولیاء اللہ کا مذاق قلندری ہوتا ہے اور وہ نسبتِ قلندریہ سے مشرف ہوتے ہیں ہمارے مرشدنا حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تھا کہ حضرت! نسبتِ قلندریہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ وہ رنگِ نسبت ہے کہ جس کے حاملین کثرتِ نوافل اور کثرتِ تسبیحات کے اہتمام کی بہ نسبت حق تعالیٰ کے ساتھ ہر وقت اپنے قلب کا رابطۂ خاص قائم رکھنے کا اہتمام رکھتے ہیں کہ کسی وقت بھی ذہول نہ ہو اور استحضارِ دائمی اور حضورِ دائمی کی نعمت ان کو حاصل رہتی ہے اور اس کا پتا ان کی مجالس اور گفتگو سے اہلِ دل حضرات کو محسوس ہوجاتا ہے، اور ذاکرین وشاغلین تو بوقتِ ذکر حق تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں یا مسجد میں اشراق ونوافل وتلاوت کے وقت تک باخدا رہتے ہیں اور جب گھر آئے اور بال بچوں میں پھنسے یا تجارت میں لگے تو ان کے قلوب غافل ہوجاتے ہیں مگر یہ صاحبِ نسبت بندے (اولیائے کرام) مسجد اور گھر اور بازار ہر جگہ باخدا رہتے ہیں، احقر کو اپنا ایک شعر اسی مقام کے حسب حال یاد آیا

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جُدا رہے

اپنا ایک اور شعر یاد آیا

خدا کے دردِ محبت نے عمر بھر کے لیے
کسی سے دل نہ لگانے دیا گلستاں میں

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پر تاب گڑھی اس دائمی حضوری کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

خدا کی یاد میں بھی ہوں مشغول
زباں خاموش دل غافل نہیں ہے

مجھے احباب کی خاطر ہے منظور
یہ کیا طاعات میں شامل نہیں ہے

جسے منزل سمجھتا ہے تو ناداں
نشانِ راہ ہے منزل نہیں ہے

اہل اللہ کی محبت نعمتِ عظمیٰ ہے

حضرت علّامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے اہل اللہ کی محبت سے بڑھ کر کوئی عمل مؤثر نہیں، سب سے قوی ذریعہ کائنات میں اللہ تعالیٰ تک رسائی کا اللہ والوں کی محبت ہے۔

اُن سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

علّامہ موصوف نے اس دعویٰ کی تائید میں یہ حدیث پیش کی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ [۸۴]

اس حدیثِ پاک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کی محبت کو مانگنے کے

[۸۴] جامع الترمذی: ۱۸۷/۲، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

بعد حق تعالیٰ کے عاشقین و محبین کی محبت کا سوال فرمایا اور اس کے بعد ان اعمال کا سوال فرمایا جو حق تعالیٰ کو محبوب ہیں پس اس تقدیم سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی محبت کو اعمال پر بھی اوّلیت اور اہمیت حاصل ہے۔

تقویٰ کی دولت اہل اللہ سے ملتی ہے

صدر مفتی دیوبند حضرت مولانا محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس ناکارہ سے فرمایا کہ جمع الفوائد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت مروی ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدِنٌ وَمَعْدِنُ التَّقْوٰى قُلُوْبُ الْعَارِفِيْنَ[۸۵]

ہر شے اپنے کان سے ملتی ہے اور تقویٰ کی کان عارفین (اللہ والوں) کے قلوب ہیں۔
حضرت پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک سادہ سا شعر اس حقیقت کو خوب بیان کرتا ہے؎

تنہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آئیے

ارشادات دربیانِ عاشقانِ حق از حضرت عارف مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

بنگر ایشاں را کہ مجنوں گشتہ اند
ہمچو پروانہ بوصلش کشتہ اند

خواب را بگزار امشب اے پدر
یک شبے در کوئے بے خواباں گزر

مدح توحیف ست بازندانیاں
گویم اندر مجمع روحانیاں

---

۸۵ کنز العمال: ۹۱/۳ (۵۶۳۸)، باب فی الاخلاق المحمودۃ والافعال المذمومۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

www.khanqah.org

قدرِ تو بگذشت از درکِ عقول
عقل در شرحِ شما باشد فضول

قصد کردستند ایں گل پارہا
کہ بپوشانند خورشیدِ ترا

بوئے مے را گر کسے مکنوں کند
چشمِ مستِ خویشتن را چوں کند

ہر کہ باشد قوتِ او نور جلال
چوں نزائد از لبش سحر حلال

در فراخِ عرصۂ آں پاک جاں
تنگ آید عرصۂ ہفت آسماں

شمۂ از گلستاں با ما بگو
جرعۂ بر ریز بر ما زیں سبو

خو نداریم اے جمالِ مہتری
کہ لبِ ما خشک و تو تنہا خوری

اولیاء را درونہا نغمہ ہاست
طالباں را زاں حیاتِ بے بہاست

مہر پاکاں درمیان جاں نشاں
دل مدہ الاّ بمہرِ دلخوشاں

۱) حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کے ان عاشقین سوختہ جانوں کو دیکھو کہ مثل پروانہ تجلیاتِ الٰہیہ سے کشتہ ہورہے ہیں۔

۲) اے ابّا جان! بہت سولیے، ایک رات سونا ترک کرکے ان اللہ والوں کے پاس رہ کے دیکھیے کہ ان بے خوابوں کی گلیوں میں کیا ہورہا ہے۔

www.khanqah.org

۳) آپ کی تعریف یہ اہلِ ہوٰی اور اہلِ نفس یعنی دنیا پرست لوگ کیا سمجھیں گے ہاں اللہ والے حضرات آپ کی قدر سمجھ سکتے ہیں اس لیے ان ہی کے مجمع میں آپ کا ذکر کروں گا۔ یہاں مخاطب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور احقر کے سامنے ہمارے اکابر ہیں۔

۴) آپ کی قدر و منزلت عقولِ عامہ سے مافوق اور بالاتر ہے، عقلِ عام آپ کے بلند مقام کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

۵) بعض نادان لوگ جو نورِ باطن سے بے خبر ہیں آپ کے آفتابِ باطنی کو چھپانا چاہتے ہیں لیکن

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

۶) جس طرح کوئی رند اگر بوئے مے کو چھپا بھی لے تو اپنی مست آنکھوں کو کیسے چھپا سکے گا اسی طرح آپ حق تعالیٰ کی محبت کے انوار کو اپنے چہرے اور آنکھوں سے کیسے چھپاسکتے ہیں جب کہ نورِ ذکر آپ کی غذا ہے۔

۷) جس کی روحانی غذا حق تعالیٰ کا نور ہوتا ہے اس کے لبوں سے کلام مؤثر کیوں نہ پیدا ہوگا۔ (حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سحرِ حلال کا ترجمہ کلام مؤثر فرمایا ہے)

۸) اللہ والوں کی روح میں نسبت مع اللہ کی برکت سے اس قدر وسعت پیدا ہوجاتی ہے کہ ہفت آسمان اس وسعت کے آگے تنگ معلوم ہوتے ہیں، جیسا کہ حدیثِ پاک سے تائید ہوتی ہے:

اِنَّ النُّوْرَ اِذَا قُذِفَ فِی الْقَلْبِ اِنْشَرَحَ لَهُ الصَّدْرُ [۸۶]

---

۸۶ شعب الایمان للبیہقی: ۳۵۲/۷ (۱۰۵۵۲)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت - المستدرک للحاکم: ۳۱۱/۴، ذکرہ بلفظ ان النور اذا دخل الصدر انفسح

جب حق تعالیٰ کا نورِ ہدایت کسی دل میں داخل ہوتا ہے تو اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔

۹) ہاں اپنے گلستانِ قرب سے مجھے بھی تو کچھ دیجیے اور اپنے معرفت کے سبو سے مجھے بھی تو کچھ پلائیے ؎

کچھ راز بتا مجھ کو بھی اے چاکِ گریباں
اے دامنِ تر اشکِ رواں زلفِ پریشاں

(اختر)

۱۰) اے سراپا جمال! (روحانی) ہم اس امر کے خوگر نہیں ہیں کہ ہمارے لب تو خشک رہیں اور آپ معرفت کا دریا پیتے رہیں۔

۱۱) اولیائے کرام کے باطن میں بہت سے نغماتِ عشق حقیقی پوشیدہ ہیں جن سے طالبین کو آبِ حیاتِ محبت ملتی ہے اور وہ مردہ دل حق تعالیٰ کی محبت سے زندہ ہو جاتے ہیں۔

حضرت علّامہ سیّد سلیمان ندوی فرماتے ہیں ؎

یہی زندگی جاوِدانی بنے
جو آبِ حیاتِ محبت ملے
ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دو جہاں سے فراغت ملے
محبت تو اے دل بڑی چیز ہے
یہ کیا کم ہے جو اس کی حسرت ملے

اور فرمایا کہ ؎

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے
وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے
صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

www.khanqah.org

۱۲) اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں کی یعنی عاشقانِ حق کی محبت کو درمیانِ جاں رکھ لو اور دل کسی کو مت دینا مگر جن کے دل حق تعالیٰ کے انوار سے اچھے اور منور ہو چکے ہیں یعنی اللہ والوں کی صحبت ہی سے حق تعالیٰ کا دردِ محبت ملتا ہے جس کا لطف ہفت اِقلیم کی سلطنت کو نگاہوں میں ہیچ کر دیتا ہے۔

چو سلطانِ عزت علم بر کشد
جہاں سر بجیبِ عدم در کشد

اگر آفتاب است یک ذرہ نیست
اگر ہفت دریاست یک قطرہ نیست

جب وہ سطانِ حقیقی اپنی محبت و قرب کا جھنڈا کسی اقلیمِ دل میں بُلند کر دیتا ہے تو اس دل میں یہ تمام کائنات بے قدر ہو جاتی ہے، جس طرح آفتاب کے سامنے ایک ذرّہ اور ہفت دریا کے سامنے ایک قطرہ۔

بوئے گل سے یہ کہتی ہے نسیم سحری
حجرۂ غنچہ میں کیا کرتی ہے آسیر کو چل

پس جس طرح کلیوں کی خوشبو کی مہر کو نسیمِ سحری توڑتی ہے اور حجرۂ غنچہ سے وہ خوشبو چمن اور اہلِ چمن کو معطر کر دیتی ہے اسی طرح اللہ والوں کی صحبت کا فیضان طالبین مخلصین کے قلوب کی سیل توڑ دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے دردِ محبت کی وہ خوشبو جو اس قسّامِ ازل نے اس کے اندر سربہ مہر کیا تھا وہ پھوٹ نکلتی ہے۔ حضرت شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

بادِ نسیم آج یہ کیوں مُشکبار ہے
شاید ہوا کے رُخ پہ کھلی زُلفِ یار ہے

جائیے کس واسطے اے درد میخانے کے بیچ
اور ہی مستی ہے اپنے دل کے پیمانے کے بیچ

علّامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی حاضریٔ تھانہ بھون کے بعد کیا حالت ہوئی تھی اس کا نقشہ علّامہ موصوف نے خود بیان فرمایا ہے کہ حاضریٔ تھانہ بھون کے بعد چند ہی مجالس میں یہ محسوس ہوا کہ ہم جس علم کو علم سمجھتے تھے وہ جہل تھا، علمِ حقیقی تو ان اللہ والوں کے پاس ہے، پھر اپنے تاثراتِ قلبی کو اس طرح ظاہر فرمایا۔

جانے کس انداز سے تقریر کی
پھر نہ پیدا شبۂ باطل ہوا
آج ہی پایا مزہ قرآں میں
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا
چھوڑ کر تدریس و درس و مدرسہ
شیخ بھی رندوں میں اب شامل ہوا

اور فرمایا کہ

جی بھر کے دیکھ لو یہ جمالِ جہاں فروز
پھر یہ جمالِ نور دکھایا نہ جائے گا
چاہا خدا نے تو تری محفل کا ہر چراغ
جلتا رہے گا یوں ہی بجھایا نہ جائے گا

علّامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تبدیلی میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مکتوب بھی اہمیت کا حامل ہے جس میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار نقل کیے گئے تھے

قال را بگزار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملے پامال شو

بینی اندر خود علومِ انبیاء
بے کتاب و بے معید و اوستا

www.khanqah.org

قال کو چھوڑو صاحبِ حال بنو اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ کسی شیخ کامل کے سامنے اپنے نفس کو مٹادو، پھر اپنے قلب میں مشکوٰۃِ نبوت سے علوم کا فیضان محسوس کروگے بدون مطالعہ اور اُستاد کے۔

احسانِ مرشد

حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ یاد آیا، فرمایا کہ بعض نادان لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چند مشاہیر اہلِ علم کے تعلق سے چمک گئے، یہ بالکل غلط خیال ہے۔ واللہ! خود ان ہی علمائے مشاہیر سے معلوم کرلیا جاوے کہ وہ خود حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت وتوجہ اور دعا سے چمک گئے، چناں چہ وہ خود اپنے باطن کو ٹٹول لیں کہ کیا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے قبل بھی ان علماء کے باطن کا یہی حال تھا جو اب ہے؟

ہر بزرگ کا رنگ الگ الگ ہوتا ہے

ایک ملفوظ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا اور یاد آیا، ارشاد فرمایا کہ

ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر ست

بزرگوں کی شانیں مختلف ہوتی ہیں کیوں کہ طبائع خلقتاً ہی متفاوت ہوتے ہیں، جب وہ بزرگ ہوجاتے ہیں تو وہ اُمورِ طبعیہ جو پیدائشی ہیں جیسے تیزی، نزاکت، تحمل، عدمِ تحمل، صفائی، انتظام، بے انتظامی باقی رہتے ہیں اور ان سے بزرگوں کی شانیں مختلف ہوجاتی ہیں۔ چناں چہ حسب ذیل حکایتیں مختلف شان کے بزرگوں کی بیان فرمائیں:

۱) مولانا محمد قاسم صاحب ناتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جب حج کو چلے تو بمبئی میں مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو لوگوں سے ملتے پھرتے تھے اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ انتظام میں مشغول رہتے تھے، جب مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ واپس آتے تو مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: کچھ فکر بھی ہے کہ کیا انتظام کرنا چاہیے؟ آپ ملتے جُلتے ہی پھرتے ہیں، مولانا فرماتے کہ

مجھے فکر کی کیا ضرورت ہے جب آپ بڑے سر پر موجود ہیں۔

۲) مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی بیٹھا ہوتا تو اشراق اور چاشت سب قضا کر دیتے تھے اور مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان اور تھی کوئی بیٹھا ہو جب وقت اشراق کا یا چاشت کا آیا وضو کر کے وہیں نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے، یہ بھی نہیں کہ کچھ کہہ کر اٹھے کہ میں نماز پڑھ لوں یا اُٹھنے کی اجازت لیں۔ جہاں کھانے کا وقت آیا لکڑی لی اور چل دیے چاہے کوئی نواب ہی کا بچہ بیٹھا ہو، وہاں یہ شان تھی، جیسے بادشاہوں کی شان، ایک تو بات ہی کم کرتے تھے اور اگر کچھ مختصر سی بات کہہ دی تو جلدی سے ختم کر کے تسبیح لے کر ذکر میں مشغول ہو گئے، کسی نے کوئی بات پوچھی تو جواب دے دیا گیا اور اگر نہ پوچھی تو کوئی گھنٹوں بیٹھا رہے انہیں مطلب نہیں۔ مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب تک کوئی بیٹھا رہتا بولتے رہتے۔

۳) ارشاد فرمایا کہ ایک بار مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمانے لگے کہ ایک بات پر بڑا رشک آتا ہے کہ آپ کی نظر فقہ پر بہت اچھی ہے، ہماری نظر ایسی نہیں، بولے: جی ہاں ہمیں کچھ جزئیات یاد ہو گئیں تو آپ کو رشک آنے لگا اور آپ مجتہد بنے بیٹھے ہیں ہم نے کبھی آپ پر رشک نہیں کیا۔ ایسی ایسی باتیں ہوا کرتی تھیں وہ انہیں اپنے سے بڑا سمجھتے تھے اور وہ اُنہیں۔

حکایت حضرت شاہ فضل رحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولوی تجمل حسین صاحب نے حضرت شاہ فضل رحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضرت کا سب عمل سُنت پر ہے مگر مخلوق سے اس قدر بگڑنا یہ کیسی سُنّت ہے؟ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ میاں! ادھر آؤ اور کان میں فرمایا کہ اوپر کے جی سے میں کڑکا کرتا ہوں اور ہم نے اپنے خالق سے دُعا کرلی ہے کہ جس کے لیے بد دُعا کروں وہ دُعا سمجھی جائے، ورنہ ہجومِ خلق سے نماز پڑھنا مشکل ہو۔ دیہاتی لوگ بہت تنگ کریں۔

www.khanqah.org

تصوّف کی تعریف

ھُوَ عِلْمٌ تُعْرَفُ بِہٖ اَحْوَالُ تَزْکِیَۃِ النَّفْسِ وَتَصْفِیَۃِ الْقَلْبِ وَتَعْمِیْرِ الظَّاھِرِ وَالْبَاطِنِ لِنَیْلِ السَّعَادَۃِ الْاَبَدِیَّۃِ

مشائخِ تصوف فرماتے ہیں کہ تصوف اس علم کا نام ہے جس سے تزکیۂ نفس اور صفائی قلب اور تعمیرِ ظاہر وباطن کے تدابیر معلوم ہوتے ہیں تاکہ اس پر عمل کرکے سعادتِ ابدی حاصل ہو اور **قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا**[۸۷] کے وعدے کے مطابق فلاح حاصل ہو۔

تصوّف اور صوفی کی وجہ تسمیہ

علّامہ ابو القاسم قشیری رسالہ قشیریہ صفحہ ۸ میں فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو صحابی کا اور حضرات تابعین کو تابعی کا اور بعد میں تبع تابعین کا لقب کافی تھا اس کے بعد جو لوگ بہت عابد زاہد اور متبع سنت ہوتے تھے انہوں نے اپنے مسلک اور طریق کا نام تصوف تجویز کیا اور اسی جماعت کا لقب صوفی کہا جاتا تھا اور یہ جماعت دوسو ہجری سے قبل ہی وجود میں آچکی تھی۔

لیکن اسم تصوف کا وجود اگرچہ سو ہجری کے بعد ظہور میں آیا مگر اس کا مُسمّٰی یعنی احسان اور اخلاص حدیث میں موجود تھا اور اس حدیث سے ایمان اور اسلام کی صحت کا احسان اور اخلاص پر موقوف ہونا اہلِ علم پر بالکل واضح ہے۔

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکاتیبِ رشیدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ فی الواقع شریعت فرض اور مقصدِ اصلی ہے اور طریقت بھی شریعتِ باطنی ہے اور حقیقت ومعرفت متممِ شریعت ہیں، اتباعِ شریعت بکمال بدون معرفت نہیں ہوسکتا۔

۸۷؎ الشمس:۹

www.khanqah.org

علّامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ضرورتِ مرشد پر

امام ابو القاسم قشیری اپنی مشہور کتاب رسالہ قشیریہ میں ضرورتِ مرشد پر کلام فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثُمَّ یَجِبُ عَلَی الْمُرِیْدِ اَنْ یَّتَاَدَّبَ بِشَیْخٍ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ اُسْتَاذٌ لَا یُفْلِحُ اَبَدًا وَھٰذَا اَبُوْ یَزِیْدٍ یَقُوْلُ مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ اُسْتَاذٌ فَاِمَامُہُ الشَّیْطَانُ وَسَمِعْتُ الْاُسْتَاذَ اَبَا عَلِیٍّ الدَّقَّاقَ یَقُوْلُ اَلشَّجَرَۃُ اِذَا نَبَتَتْ بِنَفْسِھَا مِنْ غَیْرِ غَارِسٍ فَاِنَّھَا تُوْرِقُ لٰکِنْ لَّا تُثْمِرُ کَذَالِکَ الْمُرِیْدُ اِذَا لَمْ یَکُنْ لَّہٗ اُسْتَاذٌ یَاْخُذُ مِنْہُ طَرِیْقَتَہٗ نَفَسًا فَنَفَسًا فَھُوَ عَابِدُ ھَوَاہُ لَا یَجِدُ نِفَاذًا[۱۶۸]

پھر مرید پر واجب ہے کہ کسی شیخ سے ادب و تعلیم و تربیت حاصل کرے، اگر اس کا کوئی شیخ نہیں تو کبھی فلاح نہ پائے گا۔ اس کا رہبر شیطان ہوگا یعنی اس کے کہے پر چلے گا، میں نے اپنے استاذ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ جو درخت کہ خودرو ہوتا ہے وہ پتے تولاتا ہے مگر پھل نہیں لاتا ہے اسی طرح مرید کا بھی یہی حال ہے یعنی جب اس کا کوئی شیخ نہ ہوگا جس سے وہ طریق شَیْئًا فَشَیْئًا حاصل کرے تو پھر وہ اپنی خواہشِ نفسانی کا غلام بن جائے گا اور اس کو اس غلامی سے کبھی خلاصی نہیں ہوسکتی۔

بیعت کا مقصد

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں اپنے رسالۂ بیعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ اے سالکینِ طریق! سُن لو بیعت کا مقصد یہ ہے کہ انسان غفلت اور معصیت سے نکل کر تقویٰ اور طاعت کی زندگی بسر کرنے لگے اور بیعت کے لیے ایسے عالم باعمل متقی کو منتخب کرے جو شیخ کامل کا تربیت یافتہ ہو اور اپنے مشائخ کا اتباع کرتا ہو، خودرائی میں مبتلا نہ ہو

۱۶۸؎ الرسالۃ القشیریۃ:۲/۴۷۵،باب المعرفۃ باللہ،دار المعارف،القاھرۃ

www.khanqah.org

ورنہ بدعت کا راستہ کُھل جائے گا، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں مداہن اور متساہل نہ ہو نیز طالب کے حال کے لیے جو چیزیں افضل اور اسہل ہوں اس سے واقف ہو اور مرید کو چاہیے کہ شیخ کے ہاتھ میں اس طرح رہے جس طرح مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے یعنی اس کی رائے میں اپنی رائے کا دخل نہ دے۔(اور یہ اتباع کامل اس کے معالجۂ روحانی اور اصلاحِ رذائل کے باب میں بتائے ہوئے تدابیر کے اندر ہے جس طرح جسمانی علاج میں ڈاکٹر و حکیم کی رائے پر مریض کو اتباعِ کامل کا مشورہ دیا جاتا ہے مگر یہ اتباع صرف علاج تک محدود رہتا ہے پس بعض اہلِ ظاہر کو اتباعِ شیخ کے لفظ سے جو وحشت ہوتی ہے وہ اس تحقیق حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے رفع ہو جانی چاہیے۔) حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور حضرت مولانا مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اپنی کتاب مالابد منہ میں فرماتے ہیں:

”بداں کہ اسعدک اللہ تعالیٰ ایں ہمہ کہ گفتہ شد صورت ایمان واسلام وشریعت است ومغز وحقیقت در خدمت درویشاں باید جست وخیال نباید کرد کہ حقیقت خلافِ شریعت ست کہ ایں سخن جہل وکفرست“

جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو نیک بخت بنائے، یہ جو بیان گزرا تو ایمان واسلام اور شریعت کی ظاہری صورت تھی باقی اس کا مغز اور حقیقت درویشوں کی خدمت میں تلاش کرنا چاہیے اور یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے یعنی مقابل کوئی چیز ہے کیوں کہ ایسی بات زبان سے نکالنا جہالت بلکہ کفر ہے۔ پھر ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں کہ

”نورِ باطن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را از سینۂ درویشاں باید جست بداں نور سینۂ خود را روشن باید کرد تا ہر خیر وشر بفراستِ صحیحہ دریافت شود“(مالابد منہ)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ باطن کو بزرگوں کے سینے سے حاصل کرنا چاہیے اور اس نور سے اپنے سینے کو روشن اور منور کرنا چاہیے۔ تاکہ ہر خیر وشر فراستِ صحیحہ کے ذریعے معلوم ہو سکے۔

www.khanqah.org

تصوّف اور سلوک کیا ہے؟

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب (ج سوم) میں تحریر فرماتے ہیں: سنتِ احمدی علیہ السلام پر مستقیم رہے اور (غیر ضروری) دنیوی تعلقات سے دور اور علائق ماسوی اللہ سے نفور رہے اور اپنے قرب و معرفت کے سراپردہ کے ساتھ اُنس و محبت رکھے، یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قربِ خاص جس کا نام نسبت ہے یہ چیز اس عالمِ اسباب میں حضراتِ صوفیا ہی کے طریق پر چلنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ چناں چہ ان بزرگوں نے حق تعالیٰ کی محبت میں نہ اپنے کو دیکھا اور نہ غیر کو بلکہ سب سے یک لخت خالی ہو گئے۔ (اور جس سے محبت کرتے ہیں اللہ کی رضا کے لیے کرتے ہیں اور جس سے بغض رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے)

قبضِ باطنی اور قلب کا بے کیف ہونا

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قبض کا منشا نسبتِ باطنی کا ضعف ہوتا ہے کیوں کہ نسبت جب قوی نہیں ہوتی تو کبھی اس کا ظہور ہوتا ہے، کبھی مستور ہو جاتی ہے بالخصوص جب کہ مرشد سے صوری اور ظاہری دوری بھی ہو۔ چناں چہ جب تک نسبت (تعلق مع اللہ) کا رسوخ (استحکام و پختگی) قلب میں نہ پیدا ہو جائے اس سے پہلے شیخ سے جدائی اس قسم کے ضعف کا سبب بن جاتی ہے یعنی جب شیخ کی صحبت میں رہے گا تو قوت محسوس ہوگی (تعلق مع اللہ میں) اور جب دوری ہوگی تو اس تعلق مع اللہ میں کمی محسوس ہوگی۔ اس کا علاج رہبر کامل یعنی شیخ کی صحبت میں اتنے زمانے تک رہے کہ تعلق مع اللہ کی یہ نسبت راسخ ہو جاوے پھر نسبت قوی ہو جانے اور ملکۂ راسخہ حاصل ہو جانے کے بعد سالک فنا کی حد تک پہنچ جائے۔ اور نسبت مع اللہ میں کمزوری کبھی معصیت کے سبب پیدا ہوتی ہے اور لغزش و گناہ کے سبب نسبت میں تاریکی پیدا ہو جاتی ہے اس وقت بھی شیخ کامل کی توجہ اور صحبت نافع ہوتی ہے اس لیے کہ شیخ کامل کی توجہ ایسی چیز ہے کہ اگر ظلمات

وکدورات کے پہاڑ ہر طرف سے نمودار ہو جائیں تو اُن کو بھی مُرید صادق سے دفع کر کے اس کے باطن کی تطہیر کر سکتی ہے اسی طرح سے شیخ کی یہ توجہ سالک کے لیے حالتِ قبض میں بھی مفید ہے چناں چہ بہت جلد اس میں بسط پیدا کر کے ترقی کا راستہ اس پر کھول سکتی ہے۔ مگر شیخ کی صحبت اور توجہ کا اثر جب ہوتا ہے جب محبت اور عقیدت اور سپردگی کے ساتھ جمع ہو جائے، یہ محبت ہی کا کرشمہ ہے کہ وہ تنہا شیخ کی توجہ باطنی کو جذب کر لیتی ہے اور اس کے مخصوص کمالات کو اپنی جانب کھینچ لیتی ہے اور فنافی الشیخ بلکہ فنافی اللہ کا مقام حاصل کرا دیتی ہے (صفحہ:۱۶۵)۔ چناں چہ جو طالبِ صادق کسی کامل کی صحبت میں پہنچ جائے اور وہ تمام شرائط بجالائے جنہیں اکابرِ طریق نے مقرر کیا ہے تو اُمید ہے کہ ضرور بالضرور واصل ہو جائے گا (مکتوبات معصومیہ، صفحہ:۱۶۶)۔ اور طریق کا مقصود نیستی وگمنامی کی تحصیل اور نفس کی سرکشی اور خودرائی کو دور کرنا ہے، اس لیے کہ معرفت کا حصول اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔

اشکوں کی بُلندی

خُداوندا مجھے توفیق دے دے
فِدا کردوں میں تجھ پر اپنی جاں کو

گنہگاروں کے اشکوں کی بُلندی
کہاں حاصل ہے اخترؔ کہکشاں کو

اخترؔ

www.khanqah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَا

دستورِ تزکیۂ نفس

افادات

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

مرتّبہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی

www.khanqah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

احقر مؤلف نے حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم (ہردوئی) سے طویل مدت اصلاحی مکاتبت کے بعد اصلاحِ نفس کے متعلق نہایت مفید ارشادات کو توضیح و تشریح کے ساتھ اِس رسالے میں جمع کر دیا ہے۔

مقدّمہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشۡرَفِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ، اَمَّا بَعۡدُ

یہ دستورُ العمل برائے تزکیہ و تطہیر نفس از جملہ رذائل و برائے حصولِ نسبت و دولتِ قربِ لازوال کیمیا ایست عجیب التاثیر کا مصداق ہے۔ اگرچہ ہر مؤمن دل سے یہ چاہتا ہے کہ اپنے محبوبِ حقیقی حق تعالیٰ شانہٗ کی کامل فرماں برداری کرے اور نافرمانیوں سے اپنی روح کو پاک و صاف رکھے لیکن ؎

دائم اندر آب کارِ ماہی است
مار را با او کجا ہمراہی است

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پانی میں ہمیشہ رہنا یہ مچھلیوں کا کام ہے، سانپ کو مچھلیوں کی ہمراہی کب نصیب ہو سکتی ہے۔

سالک کا نفس اپنی خواہشاتِ نفسانیہ کی وجہ سے مثل سانپ کے ہے جو ہر قدم پر مؤمن کو امتثال و اطاعت سے روکتا ہے اور پروازِ روح کو اپنے شکنجۂ مکر و فریب سے عذابِ ہبوط (نیچے اترنے کا عذاب) میں مبتلا کر دیتا ہے۔ سالک ہر گناہ کے بعد جب اپنے قلب میں اس کی ظلمت محسوس کرتا ہے تو بے حد غمگین ہوتا ہے ؎

بر دلِ سالک ہزاراں غم بود
گر زباغِ دل خلالے کم بود

اگر سالک کے دل کے باغ سے ایک تنکا بھی کم ہو جائے تو اس کے دل پر ہزاروں غم ٹوٹ پڑتے ہیں۔اور یہ غم کیوں نہ ہو جب کہ ایک شخص گندم جمع کررہا ہے اور موش(چوہا) خفیہ خفیہ اس انبار کو غائب کررہا ہے،پس سالک عبادات و اذکار سے کچھ انوار جمع کرتا ہے مگر جب بدنگاہی یاخیانتِ صدر یاکسی دیگر معصیت سے اس میں کمی پاتا ہے تو اس پر ہزاروں غم ٹوٹ پڑتے ہیں، حتیٰ کہ نفس سے مسلسل شکست اس کو مایوسی کی خطرناک منزل کے قریب کردیتی ہے(حق تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھیں، آمین) بار بار گناہ کی عادت ہو جانے سے سالک کے شب وروز اس قدر تلخ ہو جاتے ہیں کہ اس کو اپنی زندگی سے بھی نفرت ہو جاتی ہے اور زمین باوجود اپنی وسعت کے اس پر تنگ معلوم ہوتی ہے کیوں کہ ہر گناہ پر یہ سو جان سے روتا ہے اور اس کو حیا بھی معلوم ہوتی ہے کہ میں کس قدر نالائق و بے غیرت ہوں کہ مسلسل نافرمانیوں میں مبتلا ہوں۔

حیا طاری ہے تیرے سامنے میں کس طرح آؤں
نہ آؤں تو دلِ مضطر کو پھر لے کر کہاں جاؤں

اس میں شک نہیں کہ ہمارے گناہ خواہ کتنے ہی عظیم تر ہوں مگر حق تعالیٰ کی عظمت اور وسعتِ رحمت کے سامنے وہ حقیر اور قلیل ہیں،کما قال العارف الرومی رحمہ اللہ۔

اے عظیم از ما گناہانِ عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم

اے اللہ تعالیٰ! آپ میرے بڑے بڑے گناہوں سے بھی زیادہ بڑے ہیں یہاں تک کہ اگر حرمِ مکّہ میں بھی کوئی گناہ ہو جائے تو آپ ایسے گناہ کو بھی معاف کرنے پر قادر ہیں۔

یہ جو کھڑا پہاڑ ہے سر پہ مرے گناہ کا
وہ جو مری مدد کریں ہے مری ایک آہ کا

لہٰذا مایوسی کو تو کسی حالت میں قریب نہ آنے دینا چاہیے اگرچہ آخری سانس تک تزکیہ کامل نہ ہو سکے، لیکن مجاہدہ تمام عمر لازم ہے۔کما قال المجذوب رحمہ اللہ۔

نہ چت کرسکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اِس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دَبا لے کبھی تو دَبا لے

ضروری تنبیہ: توبہ کے سہارے پر کسی گناہ میں ہمیشہ مبتلا رہنا اگرچہ استغفار سے تلافی بھی کرتا رہے اس میں خطرناک پہلو بھی ہے وہ یہ کہ توبہ کی توفیق اپنے اختیار میں نہیں۔ یہ مسلسل جرأت، یہ مسلسل ابتلاء دلیل ہے ہماری بے فکری اور قلّت اہتمام کی۔ جس کی نحوست سے اندیشہ ہے کہ ہم سے توفیقِ توبہ ہی سلب ہو جائے ۔

ہیں بہ پشت آں مکن جرم و گناہ
کہ کُنم توبہ در آیم در پناہ
زانکہ استغفار ہم در دست نیست
ذوقِ توبہ نقل ہر سر مست نیست
اندریں اُمت نہ بُد مسخ بدن
لیک مسخِ دل بود اے بوالفطن

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خبر دار! توبہ کے سہارے پر جرم و گناہ کی جرأت و عادت مت بناؤ کہ چلو اس وقت تو عیش و لذّت گناہ سے حاصل کرلو پھر جلدی سے توبہ کر کے پناہ حاصل کرلیں گے (یہ شیطانی چال تم کو عمر بھر حق تعالیٰ کی محبتِ کاملہ اور ولایتِ خاصّہ سے محروم رکھے گی۔ نیز یہ بھی خطرہ ہے کہ حق تعالیٰ تمہارے ان حیلوں کی ٹاٹ میں آگ لگا دیں اور تم سے توفیقِ توبہ سلب فرمالیں)۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنابِ کبریا میں عرض کرتے ہیں کہ

اَنْ نَّقْتَرِفَ سُوْءً عَلٰٓی اَنْفُسِنَا اَوْ نَجُرَّہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ[۸۹]

۸۹؎ سنن ابی داؤد: ۲/۳۳۷، باب ما یقول اذا اصبح، ایچ ایم سعید

اَوۡ نَکۡتَسِبَ خَطِیۡئَةً اَوۡ ذَنۡبًا لَّا تَغۡفِرُہٗ[۹۰]

اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں یہ کہ ہم حاصل کریں اپنی جان پر کسی بُرائی کو یا اس کو پہنچائیں کسی مسلمان کی طرف یا کریں ہم کوئی ایسی خطا یا گناہ جس کی آپ مغفرت نہ فرمائیں۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اسی کو فرماتے ہیں کہ اس اُمّت سے مسخ بدن کا عذاب مثل اُمم سابقہ تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں مرفوع ہے مگر مسخ قلب کا عذاب اس اُمت پر بھی ہوتا ہے یعنی مسلسل نافرمانیوں کی نحوست سے اندیشہ ہے کہ ہماری یہ بے فکری رنگ لائے اور قلب کا ذوقِ سلیم سلب کر لیا جائے جس کے نتیجے میں معاصی کی نفرت رغبت سے مُبَدَّل ہو جائے اور فسق و فجور ہمارا مزاجِ ثانی بن جائے (العیاذ باللہ)۔ اور اسی سلبِ ادراکِ سلیم کا نام مسخ دل ہے۔

لیک مسخِ دل بود اے بوالفطن

پس خبر دار! توبہ کے سہارے پر بے فکر ہو کر گناہوں کی عادت نہ ڈالنا۔

زانکہ استغفار ہم در دست نیست

کیوں کہ استغفار کا دوام ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

نقلِ توبہ ذوقِ ہر سرمست نیست

توبہ کی غذا کا ذوق ہر سرمست کا حصہ نہیں ہے۔

تشریح بالا سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مسلسل نافرمانیوں کی عادت میں مبتلا رہنے کے باوجود تزکیہ کا اہتمام نہ کرنا اور ترکِ معصیت کی تدابیر نہ معلوم کرنا دو خطرناک مصیبتوں میں گرفتار کرتا ہے:

۱) ایک یہ کہ ایسا آدمی حق تعالیٰ کی راہ میں انوار و برکاتِ قربِ خاص سے محروم رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انوارِ طاعات و اذکار ظلماتِ معاصی سے کبھی بالکلیہ سلب ہو جاتے ہیں اور کبھی حد درجہ یہ انوار بے کیف اور مضمحل ہو جاتے ہیں۔ اسی مضمون کی تائید

---

۹۰ المستدرك للحاكم: ۱/۶۹۷ (۱۹۰۰)، كتاب الدعاء والتكبير والتهليل، دار الكتب العلمية

حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر سے ہوتی ہے۔

اے دریغا اے دریغا اے دریغ
کاں چناں ماہے نہاں شد زیرِ میغ

ہائے افسوس! ہائے افسوس! ہائے افسوس کہ ہماری روح کا ایسا منوّر چاند جو کثرتِ ذکر سے مثلِ بدر کے روشن تھا ہمارے ظلماتِ معاصی کے ابر میں مخفی ہوگیا۔

۲) دوسرے یہ کہ ایسا آدمی ہر وقت عَلٰی مَعْرِضِ الْخَطَرْ (خطرے کے کنارے) ہے یعنی چاہِ طرد (گمراہی اور دھتکارے جانے کا کنواں) و ضلالت کے کنارے کھڑا ہے۔ نہ معلوم کب کوئی گھڑی ایسی آجائے کہ یہ اپنی عادتِ معصیت کے مطابق گناہ کرے اور گرفت ہوجائے اور تجلّیٔ صفتِ رحمت و حلم مُبدّل بہ تجلّی قہر و انتقام ہوجائے جس کے نتیجے میں آیندہ توفیقِ استغفار نہ ہو اور شدہ شدہ یہ ظلمات سارے قلب کو زنگ آلود کردیں حتیٰ کہ ذکر سے وحشت و نفرت ہونے لگے اور پھر مردود ہوکر سوءِ خاتمہ کی لعنت کا طوق پہن کر جہنم میں چلا جائے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھیں، آمین۔

ان دو خطرناک مہلکات کے پیشِ نظر یہ بات واضح ہوگئی کہ جس گناہ کی عادت پڑ گئی ہو اس کے علاج میں غفلت اور بے فکری ہرگز نہ کرنی چاہیے۔ حق تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ مجھ ناکارہ کو اس ''دستورُ العمل'' کی ترتیب کی توفیق بخشی ہے جس پر عمل کرکے سالکین بدنگاہی و عشقِ مجازی کی سالہاسال پرانی بیماریوں سے شفایاب ہوچکے ہیں اور یہ ''دستورُ العمل'' بزرگوں کے ارشادات ہیں اور قرآن و حدیث ہی سے استنباط کردہ ہیں، عشقِ مجازی اور بدنگاہی اور تمام علائق کو سوختہ کرنے کے لیے اس قدر اکسیر ہے کہ سبحان اللہ! بیان سے باہر ہے مَنْ شَآءَ فَلْیُجَرِّبْ اس دستورُ العمل پر عمل کرنے کے برکات و ثمرات علاوہ علاجِ بدنگاہی و عشقِ مجازی حسبِ ذیل اور بھی ہیں:

۱) نسبت مع اللہ میں تقویت

یعنی حق تعالیٰ سے قلب میں رابطہ قوی ہوتا چلا جاتا ہے۔

www.khanqah.org

۲) حصولِ معیّتِ خاصّہ

یعنی ذوقاً اور حالاً قلب میں معیّتِ حق کا احساس ہونے لگتا ہے۔

۳) حصولِ ولایتِ خاصّہ

تقویٰ کی برکت سے یہ دولت بھی عطا ہو جاتی ہے کیوں کہ شرطِ ولایت منصوص بآیت: اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ[۹۱] اللہ تعالیٰ کے ولی وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ ایمان و تقویٰ ہے اور اس دستورُ العمل کی برکت سے تقویٰ کامل یعنی کبائر و صغائر سے حفاظت ہونے لگتی ہے۔

شہواتِ نفسانیہ کا بالکلیہ معدوم ہونا بھی مطلوب نہیں اور نہ یہ ممکن ہے کیوں کہ اگر ان کو معدوم کر دیا جائے تو حمامِ تقویٰ روشن ہونا بھی ناممکن ہو گا۔

شہوتِ دُنیا مثال گلخن است
کہ ازو حمامِ تقویٰ روشن است

نفسانی اور دنیاوی خواہشات انگیٹھی کی طرح ہیں کہ ان ہی سے تقویٰ کا حمام روشن ہے۔ نیز شہوت کا نفس کے ساتھ اقتران منصوص بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاُحۡضِرَتِ الۡاَنۡفُسُ الشُّحَّ[۹۲] اور نفسوں کا حرص کے ساتھ جوڑ ہوتا ہے۔

پھر ظاہر ہے کہ اس خدائی اقتران کا انفکاک و انفصال کون کر سکتا ہے اور نہ اس کی خواہش ہی ہونی چاہیے کیوں کہ حکمتِ الٰہیہ اسی مجاہدے سے بندوں کو درجۂ ولایتِ خاصّہ سے مشرف کرتی ہے۔

در بعقل ادراکِ ایں ممکن بُدے
قہر نفس از بہر چہ واجب شدے

اگر عقل سے اس کا ادراک ممکن ہوتا تو نفس پر قہر کرنا یعنی مجاہدہ کیوں واجب ہوتا۔

---

۹۱ یونس: ۶۳
۹۲ النسآء: ۱۲۸

www.khanqah.org

۴)ایمان کی ترقی

اس ''دستورُ العمل'' پر ایک طویل مدت تک عمل کرنے کی برکت سے روز بروز ایمان میں اس درجہ ان شاء اللہ تعالیٰ ترقی ہوگی کہ تمام مغیبات یعنی جنّت و دوزخ، قیامت اور آخرت کا ہر وقت استحضار رہنے لگے گا اور ایک مؤمن کو جس درجہ یقین کا مقام حاصل ہونا چاہیے رفتہ رفتہ ان شاء اللہ تعالیٰ حاصل ہو جائے گا۔

۵)احکامِ شرعیہ کی اطاعت

اس کامل ایمان اور کامل یقین کی برکت سے سالک کو ہر عبادت میں عجیب حلاوت محسوس ہونے لگتی ہے اور نماز آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے، تمام احکام شرعیہ کی اطاعت آسان اور لذیذ ہو جاتی ہے اور جملہ معاصی سے وحشت ہو جاتی ہے اور ایسی حیاتِ طیبہ یعنی ستھری پاکیزہ زندگی عطا ہوتی ہے کہ تمام کائنات کے انعامات و خزائن اس نعمت کے سامنے ہیچ نظر آتے ہیں۔

چو سلطانِ عزت علم بر کشد
جہاں سر بجیبِ عدم در کشد

اللہ ربّ العزّت اپنی محبت و معرفت کا جس کے دل میں جھنڈا لہرا دیں اس کے سامنے سارا جہان اور اس کی دولت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ اس مقامِ قرب میں سالک بزبان حال یہ کہتا ہے ؎

ترے تصور میں جانِ عالم مجھے یہ راحت پہنچ رہی ہے
کہ جیسے مجھ تک نزول کر کے بہارِ جنّت پہنچ رہی ہے

اور سالک اس وقت انوارِ قرب کی حلاوت محسوس کرنے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے تو آدھی ہی جان دی مگر اس کریم مطلق نے سو جانیں بخش دیں یعنی خواہشاتِ نفس کے خون کرنے میں جو کلفت ان کی راہ میں اٹھانی پڑی وہ تو اس دولت کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور سالک کہتا ہے کہ ہائے اب تک خواہشات رذیلہ کے لیے اپنی زندگی کو ناحق جہنم کدہ بنا رکھا تھا اور اپنی تمام عبادات کے انوار کو معاصی کے ارتکاب

www.khanqah.org

سے ضایع کرتا رہا، اور اس وقت سالک برباد شدہ عمر پر خون کے آنسو رونے کو بھی تلافی کے لیے کافی نہیں پاتا اور اپنے ربّ سے اَب دُکھڑا روتا ہے اور عمر رفتہ بر جفا (اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے گزری ہوئی زندگی) پر رحمت کی درخواست کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! آپ ایسے خوبیوں والے اللہ ہیں کہ میری جملہ تباہی اور بربادی خواہ کتنی ہی انتہا کو پہنچ گئی ہو آنِ واحد میں آپ کا فضل اس کی تلافی کر سکتا ہے اور تلافی ہی نہیں بلکہ آپ تک پہنچنے میں میری نالائقیوں کی وجہ سے جس قدر تاخیر ہوئی اور جس قدر عمر ضایع ہوئی اور نفس و شیطان نے جس قدر میرا راستہ کھوٹا کیا آپ کا کرم آنِ واحد میں مجھے قرب کا وہ مقام عطا فرما سکتا ہے کہ میں اپنے مجاہدے سے اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ سالک جب تک گناہوں کی عادت میں مبتلا تھا تو لذّتِ مناجات سے بھی محروم تھا اور اب گھنٹوں ہاتھ اٹھائے مانگنے میں لطف پا رہا ہے۔

از دُعا نبود مرادِ عاشقاں
جز سخن گفتن بآں شیریں دہاں

اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ اپنے محبوب شیریں کلام سے باتیں کریں۔

اب خاموش بھی بیٹھا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دل ہی دل میں باتیں کر رہا ہے اور مجلس احباب میں بھی ہے تب بھی قلب حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہے اور اللہ میاں سے بزبانِ حال کہہ رہا ہے۔

تم سا کوئی ہمدم کوئی دَم ساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دَم مگر آواز نہیں ہے

یہ مقام دوام ذِکر اور حضورِ تام اور حضورِ دائم کہلاتا ہے، اور یہی وہ دولت ہے جو گناہوں کی عادت میں مبتلا رہتے ہوئے نہیں ملتی۔

أُحِبُّ مُنَاجَاةَ الْحَبِيْبِ بِأَوْجُهٍ
وَلٰكِنْ لِّسَانَ الْمُذْنِبِيْنَ كَلِيْلٌ

ترجمہ: میں محبوب کے ساتھ ہم کلامی اور مناجات کو کئی وجہ سے محبوب رکھتا ہوں، لیکن گناہوں کے ارتکاب سے مذنبین کی زبان غلبۂ حیا سے گنگ ہو جاتی ہے۔

حق تعالیٰ کی راہ میں اہتمامِ تزکیہ یعنی تقویٰ پر دوام بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا ۝۹ وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا ۝۱۰ [۹۳]

ترجمہ: جس نے تزکیہ کر لیا اپنے نفس کا اس نے فلاح بالیقین پالی اور جس نے تزکیہ نہیں کیا نامراد رہا۔

کافر بالکل نامراد ہے اور مؤمن جو عادتاً گناہوں میں ملوث ہے اور تزکیہ میں تھوڑی کوشش کرتا ہے یہ کسی درجے میں بامراد ہے اور کسی درجے میں نامراد ہے یعنی ولایتِ خاصّہ کے مقابلے میں نامراد ہے۔ گناہوں کی سیاہی سے ملوث ماہِ جان محبوبِ حقیقی کے قربِ خاص کے لائق ہی نہیں رہتا کیوں کہ وہ جمیل ہیں اور جمال کو محبوب رکھتے ہیں۔

چوں شدی زیبا بداں زیبا رسی
کہ رہا ند روح را از بے کسی

(رومی)

اگر تو نے اپنی روح کو جمیل (خوبصورت) بنالیا تو اللہ تعالیٰ جو کہ جمیل (خوبصورت) ہیں تک پہنچ جائے گا جو تیری بے چین و بے کس روح کو اس کیفیت سے رہائی دے دیں گے۔

حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وجہ سے اہتمامِ تقویٰ اور تزکیۂ رذائل و ترکِ معاصی کو مندرجہ ذیل اشعار میں بڑے اہتمام سے ارشاد فرمایا۔

موش تا انبارِ ما حفرہ زدہ است
واز فنش انبار ما خالی شدہ است

ترجمہ: موشِ نفس نے جب سے ہمارے انبارِ اعمالِ صالحہ میں خفیہ سوراخ بنالیا اس وقت

۹۳؎ الشمس: ۹-۱۰

سے ہمارے انوارِ اعمالِ صالحہ کا انبار غیر محسوس طور پر آہستہ آہستہ خالی ہوتا جارہا ہے۔

اوّل اے جاں دفع شر موش کن

وانگہ اندر جمع گندم کوش کن

یعنی موش کی شرارتوں کے غلبہ کو مضمحل اور مغلوب کرو تاکہ احکامِ روح غالب ہوں اور انوارِ صاف کی برکات دیکھو، اس کے بعد مختصر عبادات کے انوار بھی تمہیں کہاں سے کہاں مقامِ قرب پر پہنچادیں گے!

مولانا کا مقصد اس بیان سے یہ ہے کہ جس قدر عبادات اور ذکر و فکر کا اہتمام ہے اس سے بھی زیادہ ان کے ضایع ہونے اور ان کو نقصان پہنچنے کے اسباب سے حفاظت کا اہتمام ہونا چاہیے اور اسی کا نام تزکیۂ نفس ہے یعنی اگر گناہ کی عادت ہوچکی ہے تو فوراً اس کی اصلاح پر کمربستہ ہوجاؤ۔

گر نہ موشے دزد در انبارِ ماست

گندمِ اعمال چہل سالہ کجاست

(رومی)

اگر ہمارے انوارِ طاعات کو ظلماتِ معاصی ضایع نہیں کررہے ہے تو کیا وجہ ہے کہ چالیس سال راہِ سلوک میں ذکر و شغل کرنے کے باوجود روح کو کماحقہٗ ترقی حاصل نہ ہوئی۔ آخر یہ اعمال چالیس سال کے کیا ہوگئے؟ تو بات یہ ہے کہ خمیرہ مقوی قلب بھی کھارہے ہیں اور سنکھیا کھانے کی عادت بھی جاری رہی اس لیے خمیرے کے اثرات نمایاں نہ ہوسکے یعنی گناہ کی ظلمت سے طاعت کے نور کا پورا پورا نفع مرتب نہ ہوا۔

حق تعالیٰ کی رحمت سے جس دستور کی ترتیب و تدوین ہورہی ہے اس کی قدر کم از کم چھ ماہ عمل کرنے سے معلوم ہوگی۔ جو شخص اپنی زندگی کے ایک بڑے حصے کو گناہوں میں تباہ کرچکا ہو اور بدنگاہی و عشقِ مجازی وغیرہ میں مبتلا رہنے سے اس کی توبہ بار بار ٹوٹ رہی ہو اور زندگی کے ایّام اس پر تلخ ہورہے ہوں اور دل سے اپنی اصلاح کا فکر

مند ہو مگر شہوات کے دلدل سے نہ نکل پارہا ہو اور ارتکابِ جرائم بدنگاہی وغیرہ اس کی عادتِ ثانیہ اور اس کا مزاجِ ثانی بن چکے ہوں اور تلخیٔ ظلماتِ معاصی سے اپنی جان سے بے زار ہو چکا ہو، مسلسل اپنی شکست و بدعہدی سے اور مسلسل نافرمانیوں کی ظلمت و وحشت سے اس کی دنیا ہی جہنم بن گئی ہو، حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا[۹۴]

جو شخص میری یاد سے اِعراض کرے گا اس کی زندگی تلخ کر دی جائے گی۔

اور معاصی اِعۡرَاضُ عَنِ الذِّکۡرِ کے نتائج میں سے ہیں، ان کی پوری پوری تلخی محسوس کر رہا ہو اور اس صدمے سے کلیجہ منہ کو آرہا ہو اس شخص کے لیے یہ ''دستور العمل'' آبِ حیات ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ! چھ ماہ اس پر اہتمام سے عمل کرنے کے بعد بزبانِ حال یہ کہے گا۔

ہمہ تن ہستیٔ خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بُنِ مُو سے مرے اُس نے پکارا مجھ کو

(اصغر)

باز آمد آبِ من در جوئے من
باز آمد شاہِ من در کوئے من

(اختر)

میری نہر جو خشک ہو رہی تھی اس میں پھر پانی آگیا اور میری گلی میں پھر میرا شاہ آگیا۔

کرگسے را شاہ بازے کردۂ
ضال را بر شاہ راہے کردۂ

(اختر)

اے اللہ! آپ نے کرگس کو شاہ باز کر دیا یعنی میرا نفس جو مثل کرگس کے مُردہ خور یعنی

---

[۹۴] طٰہٰ: ۱۲۴

www.khanqah.org

دنیا پرست اور پرستارِ شہواتِ نفسانیہ تھا آپ نے اس کی دنائتِ طبع کا تزکیہ فرما کر اس کو عالی حوصلہ مثل شاہ باز کے بنادیا یعنی نفس تمام ماسوا سے رخ پھیر کر اب آپ کی طرف متوجہ ہو گیا جیسے کوئی بازِ شاہی پنجۂ بادشاہ پر خوش نشستہ (اعزاز و اکرام کے ساتھ بادشاہ کے قریب بیٹھنا) قربِ سلطان سے مسرور ہو رہا ہو اسی طرح اب میری جانِ گمراہ کو آپ کے فضل نے شاہراہ پر لگا دیا۔ اور اپنے انوارِ قرب اور نفحاتِ کرم سے مسرور فرما دیا۔

بوئے گل از خار پیدا می کنی
نور را از نار پیدا می کنی

(اختر)

اے اللہ! میرا نفس جو عادتاً جرائم و معاصی سے مثلِ خار تھا اور گلہائے قرب کی خوشبو سے محروم تھا اب آپ کے فضل نے اس میں نہ جانے کیا تصرف کر دیا کہ اب معاصی کے بجائے اعمالِ صالحہ صادر ہونے لگے اور اسی طرح جس نارِ شہوت سے رات دن میری جان سوختہ ہو رہی تھی اب آپ کے کرم سے اور تصرفِ قدرتِ کاملہ سے وہ نار نور بن گئی۔ یعنی توفیقِ اہتمامِ تقویٰ سے روشن ہو گئی اور جب نفس بُرے تقاضوں پر عمل کرنے سے محفوظ ہو گیا تو اس مجاہدے سے حمامِ تقویٰ روشن ہو گیا اور یہ خواہشات ایندھن کا کام کر گئیں یعنی حمامِ تقویٰ میں پہنچ کر یہ نار نور سے تبدیل ہو گئی۔

آفتابت کرد در کویم گزر
شد شبِ دیجور رشکِ سحر

(اختر)

اے اللہ! میرے قلب میں آپ کی محبت و قرب کا آفتاب طلوع ہو گیا اور تقاضائے نفسانی کا غلبہ جو شبِ دیجور (اندھیری رات) کی طرح میرے دل کو تاریک کیے ہوئے تھا اب آپ کے انوار سے وہ تمام تر ظلمات رشکِ سحر بن گئے۔

سُست گامے از رجال اللہ شد
ایں مقامِ شکر و حمد اللہ شد

آپ کے کرم سے جو نفس کہ فرماں برداری میں سُست گام تھا اب رجال اللہ کی صف میں شریک ہے۔ یہ مقام میرے لیے نہایت شکر و حمد کا ہے۔

می نہ گیرد باز شہ جز شیر نر
کرگساں بر مردگاں بکشادہ پر

(اخترؔ)

شاہی باز اپنی شرافتِ طبع و ہمت عالی سے شیر نر کا شکار کرتا ہے اور کرگساں مردہ لاشوں پر، پر کھولے ہوئے ہیں اپنی دناءت طبع سے۔

جان عارف ہمچو باز شاہ ہست
صید او از ہمّتش خود شاہ ہست

(اخترؔ)

عارف کی جان مثلِ شاہ باز ہے عالی ہمتی میں۔ کیوں کہ اس روح کا مطلوبِ حقیقی تمام کائنات میں شاہِ حقیقی ہے جو ہمیشہ زندہ اور باقی ہے اور وہ تمام فانی مخلوقات سے منہ پھیر کر لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ کا نعرہ بلند کر رہی ہے۔

اب دستورُالعمل تحریر کرتا ہوں جس کی تمہید میں سطورِ بالا تحریر کی گئیں۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرماکر ہم سب کو قدر کرنے اور عمل کرکے نفع اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں خصوصاً جو لوگ سالہا سال سے کسی گناہ کی عادت میں مبتلا ہیں اور اس ناپاک زندگی کو حیاتِ طیبہ سے تبدیل کرنا چاہتے ہیں اُن کے لیے یہ دستور رشکِ آبِ حیات ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

www.khanqah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دستورُ العمل برائے اصلاح وتزکیۂ نفس

تمام رذائل کی جڑ صرف دو ہیں: ۱۔ جاہ ۲۔ باہ

تکبر، حسد، کینہ، بغض، غضب وغیرہ اُن کی تہہ اور جڑ میں جاہ کا چور چھپا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح بدنگاہی، عشق مجازی، دل میں پچھلے گناہوں کا تصور کرکے مزہ لینا، حرص، طمع، بخل وغیرہ کی تہہ میں شہوتِ نفس یعنی باہ کا مادّہ چھپا ہوتا ہے۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ جاہ کی بیماری زیادہ خطرناک ہوتی ہے کیوں کہ یہ مادّہ ابلیسی وراثت سے تعلق رکھتا ہے اور توبہ وندامت سے جس طرح شیطان محروم رہا اسی طرح جاہ کی ہوس میں مبتلا انسان توبہ وندامت سے گریز کرتا ہے اور باہ یعنی شہوتِ نفس کے مریض میں عموماً منکسر مزاجی ہوتی ہے جس سے اُن کی اصلاح جلد ممکن ہوتی ہے۔ ہر شخص میں کم وبیش جاہ اور باہ دونوں ہی مادّے ہوتے ہیں، یہ گفتگو صرف اس امر میں ہے کہ کسی انسان میں مادّۂ جاہ غالب ہوتا ہے اور کسی میں باہ کا مادّہ غالب ہوتا ہے۔ جس طرح نفس کی تمام بیماریوں کی تقسیم اجمالی طور پر دو قسم پر ہوتی ہے یعنی جاہ اور باہ۔ اسی طرح ان کے علاج کی تقسیم دو اہم اساس پر ہے اور باقی تمام تشریحات ان ہی دو اساس کی تفصیل ہوں گی: ۱۔ استحضارِ عقوبت یعنی سزا کا خیال رکھنا۔ ۲۔ کثرتِ ذکر اللہ کا اہتمام اور التزام۔

کامل فرماں برداری اور انسدادِ جرائم کے دو ہی سبب ہوا کرتے ہیں:

۱۔ خوف جس کا حصول استحضارِ عقوبت سے ہوتا ہے۔

۲۔ محبت جو اہتمام کثرتِ ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔

www.khanqah.org

اس تمہید کے بعد اب وہ دستورالعمل علیٰ سبیل التفصیل درج کرتا ہوں جس پر اخلاص اور پابندی سے اگر چھ ماہ عمل کرلیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ! تمام وہ انعامات جن کا تفصیلی تذکرہ تمہید میں آچکا ہے قلب میں محسوس ہونے لگیں گے اور جن گناہوں کی مثلاً چالیس سالہ عادت بھی ہوگئی ہو ان گناہوں سے بھی احتراز و اجتناب کی توفیق ہونے لگے گی۔ اور یہ دستورُالعمل بعد شفائے امراضِ نفسانیہ وروحانیہ بھی جاری رکھنا چاہیے، کیوں کہ یہ اعمال ترقی و مدارجِ قرب میں سالک کے لیے عجیب النفع ہیں۔ نیز نفس کے رذائل تا کہ آیندہ عود نہ کرسکیں۔ درحقیقت اس مشورے کی ضرورت بھی نہیں کیوں کہ چھ ماہ عمل کرنے کے بعد خود ان اعمال سے سالک کی روح کو وہ حلاوت اور ٹھنڈک نصیب ہوگی کہ ان شاء اللہ تعالیٰ! خود ہی تا دمِ آخر ان معمولات پر اہتمام والتزام کو اپنے اوپر لازم کرلے گا۔ ایک مدت ان معمولات پر پابندی سے ایسا محسوس ہونے لگے گا کہ گویا آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں اور جنّت و جہنم کو گویا دیکھ رہا ہوں اور تمام شہوات ولذّاتِ دنیا اب نگاہوں میں ہیچ نظر آنے لگیں گی، حالاں کہ اس سے قبل ان سے نکلنا مشکل اور محال نظر آتا تھا۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

جس نے ہمیشہ جرعہ (گھونٹ) خاک آمیز پیا ہے (یعنی گناہوں کا اثر ذِکر کے انوار کو دل میں جب ظلمت آمیز کردیتا تھا تو اس بے کیفی سے جرعۂ خاک آمیز ہوجاتا تھا) اب جب صاف جرعہ پیے گا تو اس کے اثرات اور ہی دیکھے گا یعنی ذکر کے وہ انوار جو محفوظ ہوں گے کدورات و ظلماتِ معاصی سے وہ سالک کو اب قرب اور یقین کے نہایت اعلیٰ مقام پر پہنچادیں گے اور جب سالک اپنے یقین کو یقینِ صدیقین کے مقام پر دیکھے گا تو کس قدر مسرت اس دستورُالعمل سے ہوگی اور اس وقت سالک کو یہ محسوس ہوگا کہ دنیا ہی میں موجود ہوتے ہوئے جنّت کی بہاریں پارہا ہے۔ اب لیجیے وہ نسخہ جو رشکِ آبِ حیات ہے درج ذیل کرتا ہوں۔

www.khanqah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ
اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ[۹۵]

اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجالایا کرو جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہیں۔

۱) دستور العمل کے لیے وقت متعین کرنا بہتر ہے

چوبیس گھنٹے میں جو وقت اطمینان کا ہو، نہ تو اُس وقت پیٹ اس قدر خالی ہو کہ بھوک محسوس ہو رہی ہو اور نہ اتنا بھرا ہو کہ بیٹھنا دیر تک بارِ خاطر ہو۔ ایک گھنٹہ اس دستورُ العمل کے لیے ہر روز متعین کرلیا جائے، یوں تو مذکورہ شرائط پر ہر شخص کے حالات ومشاغل کے لحاظ سے جو وقت بھی ہو بہتر ہے لیکن عام طور پر مغرب تا عشا یا فجر کے بعد کا وقت بہت مناسب ہوتا ہے۔ نیز خلوت ہونی چاہیے اور بہتر ہے وہاں اپنے بیوی، بچے، احباب کوئی بھی نہ ہوں تاکہ اس تنہائی میں جب رونے کو جی چاہے بے تکلف رولے تاکہ اس فضیلت کا شرف بھی حاصل ہو جائے جو حدیث میں موعود ہے کہ بندہ تنہائی میں اپنے اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھیں بہہ پڑیں یعنی آنسو جاری ہو جاویں تو قیامت کے دن حق تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ اس کو عطا فرمائیں گے۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر رونا نہ بھی آوے تو رونے والوں کی نقل کرنے سے بھی اسی درجے کے حاصل ہونے کی اُمید ہے۔ نیز یہ کہ اس دستورُ العمل پر اگر ایک وقت میں عمل مشکل اور تعب کا باعث ہو تو دو وقت میں پورا کر سکتا ہے اور ناغے سے سخت احتراز رکھے۔

۲) نمازِ توبہ

اوّل دو رکعت نفل توبہ کی نیت سے پڑھ کر پھر دیر تک بلوغ سے لے کر موجودہ

---

[۹۵] الانفال: ۲۴

www.khanqah.org

عمر تک کے تمام گناہوں سے استغفار کرے اور اپنے کو خوب نالائق، ذلیل وبدکار، بدعمل وبے غیرت کہتا رہے اور یوں دُعا کرے کہ اے میرے رب! اگرچہ میرے گناہوں کی تھاہ نہیں لیکن آپ کی رحمت میرے گناہوں سے بہت وسیع تر ہے۔ پس اپنی رحمتِ واسعہ کے صدقے میں میری تمام خطائیں عفو فرما دیجیے، اے اللہ! آپ اَلْعَفُوُّ ہیں اور عفو کو محبوب رکھتے ہیں پس میری خطاؤں کو اپنی رحمت سے معاف فرما دیجیے۔

۳) نمازِ حاجت

پھر دو رکعت نمازِ حاجت کی نیت سے ادا کرے۔ پھر یہ دُعا کرے کہ اے میرے ربّ! میں نے اپنی عمر کا عظیم حصہ گناہوں میں تباہ کر دیا اب میری اس تباہ شدہ عمر پر رحم فرمایئے اور میری اصلاح فرما دیجیے۔ اگر آپ کا کرم نہ ہو تو ہم میں سے کوئی بھی پاک نہیں ہو سکتا جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے:

مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا[۹۶]

میرے پچھلے گناہوں کی ظلمت کو میرے دل سے دور فرما دیجیے اور اپنا اتنا خوف عطا فرما دیجیے جو مجھے آپ کی نافرمانیوں سے بچالے۔

۴) ذکرِ نفی واثبات

پھر ۱۰۰ ر مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر کرے اس خیال کے ساتھ کہ لَآ اِلٰهَ سے دل کو تمام ماسوا سے پاک کر رہا ہوں اور اِلَّا اللّٰه سے اللہ کی محبت دل میں راسخ کر رہا ہوں۔

۵) ذکر اسمِ ذات

کسی وقت ۱۰۰ ر مرتبہ اللہ اللہ کر لیا کریں، اِس ذکر کو ذکر اسمِ ذات پاک کہتے ہیں۔ جب پہلا اللہ کہیں تو جَلَّ جَلَالُهٗ کہنا واجب ہے۔ جب اللہ زبان سے کہیں

---

[۹۶] النور: ۲۱

www.khanqah.org

تو تصور کریں کہ زبان کے ساتھ ساتھ قلب کے مقام سے بھی اللہ نکل رہا ہے اور نہایت محبت اور درد بھرے دل سے اللہ کا نام لیا جاوے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عام می خوانند ہر دم نامِ پاک
ایں اثر نہ کند چو نبود عشق ناک

عام لوگ اللہ تعالیٰ کا نامِ پاک ہر دم لیتے ہیں لیکن یہ اثر نہیں کرتا ہے جب تک کہ عشق ناک ذکر نہ کیا جائے یعنی محبت سے دل کی گہرائی سے نام پاک لینے سے کچھ اور ہی اثر ہوتا ہے۔

دل کی گہرائی سے تیرا نام جب لیتا ہوں میں
چومتی ہے میرے قدموں کو بہارِ کائنات
(اخترؔ)

۶) مراقبہ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی

پھر یہ مراقبہ کرے کہ حق تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں یعنی حق تعالیٰ کے بصیر و خبیر ہونے کا تصور کرے اور دل ہی دل میں حق تعالیٰ سے یوں باتیں کرے کہ اے اللہ! جس وقت میں بدنگاہی کر رہا تھا اور جس وقت بُرے خیالات سے لذّت حاصل کر رہا تھا یا جس وقت گناہ کر رہا تھا اُس وقت آپ کی قدرتِ قاہرہ بھی مجھے اس جرم کی حالت میں دیکھ رہی تھی۔ اُسی وقت اگر آپ کا حکم ہو جاتا کہ اے زمین! شق ہو کر اس نالائق کو نگل جا، یا آپ حکم فرمادیتے کہ فَقُلۡنَا لَهُمۡ كُوۡنُوۡا قِرَدَةً خَاسِئِيۡنَ[۹۷] ہم نے کہہ دیا ان لوگوں کو کہ تم بندر ذلیل ہو جاؤ۔

تو میں اسی وقت ذلیل ہو جاتا اور مخلوق میری اس رسوائی کا تماشا دیکھتی۔ اے اللہ! آپ اپنی قدرتِ قاہرہ سے اسی وقت مجھے کسی دردناک بیماری میں مبتلا کر دیتے تو میرا کیا حال ہوتا یا مجھے تنگ دستی اور فاقوں میں مبتلا کر دیتے تو میرا کیا حال ہوتا! مگر آپ کے کرم و حِلم نے مجھ سے انتقام نہیں لیا۔ اگر آپ کا حِلم میرے اوپر کرم فرما نہ ہوتا تو

[۹۷] البقرة:۶۵

میری تباہی کا کیا عالم ہوتا! اسی طرح تھوڑی دیر تصور کرتا رہے کہ حق تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہے ہیں اور میں اس محبوبِ حقیقی کے سامنے بیٹھا ہوں اور دل ہی دل میں استغفار کرتا رہے اور دُعا کرتا رہے کہ اے اللہ! اس تصور کو کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں میرے دل میں جماد یجیے۔ پھر ان عبارات کو غور سے پڑھے جو حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اِرشادات سے ماخوذ ہیں۔

۷) ملخص از وعظ غضِ بصر

خلاصہ یہ ہے کہ کسی کے پاس بدنگاہی کے جائز ہونے کا کچھ سہارا نہیں بلکہ بدنگاہی ہر طرح سے حرام اور بڑا بھاری گناہ ہے۔ یہاں پر یہ کہے کہ اے اللہ! اس حرام و بھاری گناہ کا ایک پہاڑ میرے سر پر ہے اور ایک عمر اس میں تباہ ہوئی ہے، میری اس تباہ شدہ عمر پر رحم فرمادیجیے کہ آپ ارحم الراحمین ہیں بجز آپ کے ہمارے اوپر دوسرا کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے۔ جیسے بدنگاہی حرام ہے اسی طرح دل سے سوچنا بھی حرام ہے اور اس کا ضرر بدنگاہی سے بھی زیادہ ہے۔ بدنگاہی سے اعمالِ صالحہ کا نور سلب ہوجاتا ہے، دل کا ستیاناس ہوجاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خاتمہ بدنگاہی کی نحوست سے کفر پر ہوا یعنی عشقِ مجازی میں مبتلا ہوکر آخر سانس تک خلاصی نہ پاسکے اور کلمہ کے بجائے منہ سے کچھ اور نکل گیا۔ جب کوئی غیر محرم عورت سامنے آئے تو نگاہ کو نیچی کرلے اور ہرگز اُدھر گوشۂ چشم (کن انکھیوں) سے بھی نہ دیکھے۔ اگرچہ شیطان ڈرائے کہ نہ دیکھے گا تو دَم نکل جائے گا، دَم نکلنے کی بھی پرواہ نہ کرے، اور یوں سوچے کہ مر بھی گیا تو کیا ہی عمدہ موت ہوگی (یعنی شہادت)۔ بدنگاہی کے بعد دل میں ایسی ظلمت پیدا ہوتی ہے کہ ذکر وغیرہ میں بے کیفی ہوجاتی ہے اور بار بار تقاضے کے باوجود جب تک حفاظتِ نظر نہ کی جائے اور استغفار خوب نہ کی جائے اس وقت تک دل صاف نہیں ہوتا۔

بدنگاہی سے کبھی ذکر و شغل سے وحشت ہونے لگتی ہے پھر یہ وحشت نفرت سے بدل جاتی ہے اور کفر تک پہنچادیتی ہے (العیاذ باللہ)۔ بدنگاہی کے مرتکب کی آنکھیں بے رونق ہوجاتی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دل بے رونق ہوجاتا ہے، جب دل کا نور سلب

ہو جاتا ہے تو آنکھوں میں نور کہاں سے آئے گا! اور یہ سوچے کہ کتنی محنت سے تو ذکر و عبادت کر رہے ہیں اور بد نگاہی سے ان کا نور ضایع کر رہے ہیں اور قربِ حقیقی کے خصوصی انوار و برکات سے محروم ہو رہے ہیں۔ خوب سمجھ لیجیے کہ معصیت پر اصرار اور عادت کے ساتھ حصولِ نسبت مع اللہ کا گمان سخت دھوکا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ۔ جس وقت کسی حسین پر نظر پڑ جائے فوراً کسی بد صورت کو دیکھے۔ موجود نہ ہو تو تصور کرے کسی کالے کلوٹے کا کہ چیچک رُو ہے، چپٹی ناک ہے، دانت لمبے لمبے ہیں، آنکھ کا کانا ہے، سر کا گنجا ہے، جسم بہت بلغمی ہے، توند نکلی ہوئی ہے اور دست لگے ہیں جن پر مکھیاں بھنک رہی ہیں۔ اور یوں بھی سوچے کہ یہ محبوب جب مر جائے گا تو لاش گل سڑ کر بد نما ہو گی اور کیڑے رینگتے نظر آئیں گے مگر کسی بد صورت کے تصور کا نفع دیرپا نہ ہو گا وقتی فائدہ ہو گا پھر تقاضا اس حسین کا ستائے گا، لہٰذا آیندہ تقاضے کو کمزور اور مضمحل کر دینے کا علاج یہ ہے کہ خدا کی یاد بہت کرے، دوسرے خدا تعالیٰ کے عذاب کا بھی خیال جمائے، تیسرے یہ سوچے کہ اس کو مجھ پر پوری قدرت ہے۔ ایک مدت تک عمل کرنے سے آہستہ آہستہ یہ چور نکلتا ہے۔ ایسا پرانا مرض ایک دن یا ایک ہفتہ میں نہیں جاتا۔ ہمت نہ ہارے، کوشش کرتا رہے۔ تھوڑا تھوڑا یہ تقاضا گھٹتا رہے گا اور نفس قابو میں آجائے گا۔ اور یہ خواہش نہ کرے کہ بالکل تقاضا ہی ختم ہو جائے کیوں کہ جب بالکل تقاضا نہ ہو گا تو پھر اجر کیا ملے گا! اگر نامرد کہے کہ میں عورت کے پاس نہیں جاتا۔ تو کیا کمال ہے؟ کوئی اندھا کہے کہ میں کسی عورت کو نہیں دیکھتا۔ تو کیا کمال ہے؟ یہ کون سی تعریف کی بات ہے۔ پس بالکل تقاضا نہ ہونے کی طلب سخت نادانی و جہل ہے۔ مطلوب صرف اتنا ہے کہ تقاضے اس قدر مغلوب اور مضمحل ہو جائیں جو باآسانی قابو میں آجائیں۔ یہ بیماری بہت پھیل رہی ہے، جو نیک کہلاتے ہیں وہ بھی اس میں پھنسے ہوئے ہیں۔ خدا کے واسطے اس کا انتظام کرنا چاہیے۔

صاحبو! اگر حق تعالیٰ سامنے کھڑا کر کے اتنا دریافت فرمالیں کہ تو نے ہمیں چھوڑ کر غیر پر کیوں نظر کی؟ تو بتلایئے کیا جواب دیجیے گا؟ یہ بات ہلکی نہیں ہے، اس کا بڑا انتظام کرنا چاہیے۔ ایک اور تدبیر یہ ہے کہ جب دل میں بُرا خیال آئے یا بد نگاہی کی حرکت ہو جائے فوراً وضو کرو۔ ۲ رکعت نماز توبہ پڑھو۔ پہلے دن تو بہت سی نفلیں پڑھنی

پڑیں گی اس کے بعد جب نفس دیکھے گا کہ ذرا مزہ لینے میں یہ مصیبت ہوتی ہے یہ ہر وقت نماز ہی میں رہتا ہے تو پھر ایسے وسوسے نہ آئیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو سب مصیبتوں سے بچائے رکھے۔ آمین (از حسن العزیز) ان مضامین کو غور سے ہر روز پڑھ لیا جائے۔

۸) اللہ تعالیٰ سے گفتگو

اس کے بعد یہ مراقبہ کرے اور حق تعالیٰ سے مناجات بھی یعنی باتیں بھی کرتا رہے کہ اے اللہ! جب سے بالغ ہوا ہوں میری آنکھوں سے اب تک جتنی خیانتیں صادر ہوئی ہیں یا سینے میں بُرے خیالات سے میں نے جتنی ناجائز لذّتیں حاصل کی ہیں اُن سب سے توبہ کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔ آپ اپنے کرم سے میری آنکھوں کو اور میرے سینے کو ان خیانتوں سے محفوظ فرما دیجیے کہ یہ ایسے مہلک امراض ہیں جن میں مبتلا ہونے والے کتنے کفر پر مر گئے اور کتنے دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوئے اور اے اللہ! میرے اور بھی جن جن اعضا سے خیانتیں صادر ہوئیں مثلاً زبان، کان، ہاتھ، پیر غرض ان تمام اعضا کی خیانتوں کو معاف فرما دیجیے اور اے اللہ! میری عمر کا ایک بڑا حصہ جو ان ہی خرافات میں تباہ ہو گیا اور میرے گناہوں سے مجھے جو کچھ نقصان پہنچا آپ اپنی رحمت سے سب کی تلافی فرما دیجیے اور اپنے کرم سے مجھ سے راضی اور خوش ہو جائیے اور مجھے اپنی ایسی رضا عطا فرما دیجیے کہ اے اللہ! وہ کبھی آپ کے عتاب سے تبدیل نہ ہو۔

۹) جہنم کی آگ کا مراقبہ

پھر عذابِ نارِ جہنم کا اس طرح مراقبہ کرے کہ جہنم اس وقت آنکھوں کے سامنے ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ سے باتیں کرے کہ اے اللہ! یہ جہنم آپ کی روشن کی ہوئی آگ ہے نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَةُ اور اے اللہ! اس کا دُکھ دِلوں تک پہنچے گا الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۭ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ [۹۸] اور اے اللہ! جہنمی لوگ

[۹۸] الھمزۃ:۶۔۹

آگ کے لمبے لمبے ستونوں میں دبے ہوئے جل رہے ہیں اور اے اللہ! جب اُن کی کھالیں جل کر کوئلہ ہوگئیں تو آپ نے اُن کی کھالوں کو پھر تازہ بہ تازہ دوسری کھالوں سے تبدیل فرما دیا تاکہ اُن کو احساس دکھ اور الم کا زیادہ ہو کُلَّمَا نَضِجَتۡ جُلُوۡدُهُمۡ بَدَّلۡنٰهُمۡ جُلُوۡدًا غَيۡرَهَا[۹۹] اور اے اللہ! جب ان کو بھوک لگی تو آپ نے اُن کو خار دار درخت زقوم کھانے کو دیا اور یہ بھی نہ ہوگا کہ وہ اُس کے کانٹوں کی تکلیف سے انکار کر سکیں کہ مجھ سے تو اب نہیں کھایا جارہا ہے بلکہ اُن کو مجبوراً پیٹ بھرنا ہوگا لَاٰكِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡهَا الۡبُطُوۡنَ اور اے اللہ! جب اُن کو پیاس لگی تو آپ نے کھولتا ہوا پانی پلایا اور اس پانی سے یہ انکار بھی نہ کر سکیں گے بلکہ اس طرح پئیں گے جس طرح پیاسا اُونٹ پیتا ہے فَشٰرِبُوۡنَ عَلَيۡهِ مِنَ الۡحَمِيۡمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوۡنَ شُرۡبَ الۡهِيۡمِ اور یہی اُن کی مہمانی ہوگی قیامت کے دن هٰذَا نُزُلُهُمۡ يَوۡمَ الدِّيۡنِ[۱۰۰] اور اے اللہ! جب انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو اُن کی آنتیں کٹ کٹ کر پاخانے کی راہ سے نکلنے لگیں گی وَسُقُوۡا مَآءً حَمِيۡمًا فَقَطَّعَ اَمۡعَآءَهُمۡ[۱۰۱] اور اے اللہ! یہ جہنمی آگ اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر کریں گے يَطُوۡفُوۡنَ بَيۡنَهَا وَ بَيۡنَ حَمِيۡمٍ اٰنٍ[۱۰۲] اور اے اللہ! جب رونا چاہیں گے تو آنسوؤں کے بجائے خون روئیں گے اور جب شدتِ تکلیف سے نکل کر بھاگنے کی کوشش کریں گے تو اُن کو پھر جہنم میں لوٹا دیا جائے گا كُلَّمَآ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَاۤ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا[۱۰۳] اور اے اللہ! جب ہر طرح سے ہار جائیں گے تو آپ سے فریاد کی اجازت چاہیں گے تو آپ فرمائیں گے اِخۡسَـُٔوۡا فِيۡهَا وَ لَا تُكَلِّمُوۡنِ[۱۰۴] اسی جہنم میں ذلیل پڑے رہو اور مجھ سے تم لوگ بات مت کرو۔ اے اللہ! دنیا کی ایک چنگاری کی ہمیں برداشت نہیں تو جہنم کی آگ کا جو ستّر گنا اس آگ سے

[۹۹] النسآء:۵۶
[۱۰۰] الواقعۃ:۵۲-۵۶
[۱۰۱] محمد:۱۵
[۱۰۲] الرحمٰن:۴۴
[۱۰۳] السجدۃ:۲۰
[۱۰۴] المؤمنون:۱۰۸

زائد ہے کیسے تحمل ہو گا۔ اے اللہ! ہمارے اعمال تو سزاوارِ جہنم ہیں مگر آپ کی رحمت سے فریاد کرتا ہوں کہ جہنم کے دردناک عذاب سے نجات کو میرے لیے مقدر فرما دیجیے۔ یہاں پہنچ کر اس دُعا کو تین بار عرض کرے اور خوب روئے، رونا نہ آئے تو رونے والوں کا سا چہرہ بنالے اور دل سے خوب ڈرے۔ شروع شروع میں عذابِ جہنم کے تصور سے دل کو زیادہ خوف محسوس نہ ہو گا لیکن اس عمل پر دوام سے اور رونے والوں کی نقل کی برکت سے رفتہ رفتہ یقین و ایمان میں ترقی ہوتی رہے گی۔ اور ایک دن ایسا آئے گا کہ گویا جہنم کو آنکھوں سے دیکھو گے۔ پھر کسی نافرمانی کی ہمت نہ ہو گی کیوں کہ جہنم کی آگ کی شدت کا استحضار گناہ کی لذّت کی طرف نفس کو متوجہ نہ ہونے دے گا اور معاصی سے کلی اجتناب کی توفیق ان شاء اللہ تعالیٰ! ہو جائے گی۔

(۱۰) مراقبۂ سفر آخرت

پھر اس کے بعد ذرا دیر موت کو یاد کرے کہ دنیا کے تمام ہمدرد، بیوی بچے، عزیز و اقارب اور یہ سارے واہ واہ کرنے والے اور سلام حضور کرنے والے سب چھوٹ گئے اور جس مکان کو ہم اپنا سمجھتے تھے اب بیوی بچوں نے زبردستی اس مکان سے نکال باہر کیا اور اب روح تنہا رہ گئی۔ عناصر سے متعلق جتنی لذّات تھیں ختم ہو گئیں۔ یعنی حواسِ خمسہ سے جو عیش اندر پہنچ رہے تھے سب معطّل ہو گئے۔ اب روح کے اندر اگر عبادات کے لذّات اور انوار ہیں تو یہی کام آویں گے ورنہ سب عیش خواب ہو گیا۔ پھر اپنے نفس کو یوں ڈرائے کہ

لطف دُنیا کے ہیں گے دن کے لیے
کھو نہ جنّت کے مزے اِن کے لیے
یہ کیا اے دل تو بس پھریوں سمجھ
تو نے ناداں گل دیے تنکے لیے
ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم
رفتہ رفتہ چپکے چپکے دَم بہ دَم

اگر ہو سکے تو کبھی کبھی قبرستان میں حاضری دے اور سوچے کہ یہ لوگ بھی کبھی ہماری طرح زمین پر چلتے تھے آج افسانہ ہوگئے۔

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ حالت کیف و مستی کی
بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی
جہاں دراصل ویرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی
بس اتنی سی حقیقت ہے فریبِ خوابِ ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

موت کو کثرت سے یاد کرنا دل کو دُنیا سے اُچاٹ کرتا ہے اور یہی ہدایت کا بڑا سبب اور ذریعہ ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ موت جو لذّات کو سرد کرنے والی ہے اس کو کثرت سے یاد کرو۔ مولانا رومی مثنوی میں فرماتے ہیں۔

اطلسِ عمرت بمقراضِ شہور
پارہ پارہ کرد خیاطِ غرور

اے لوگو! تمہاری عمر کے تھان کو مہینوں کی قینچی سے دھوکے کا خیّاط پارہ پارہ کر رہا ہے۔ پس موت کا اتنا تصور کرو کہ اس کی وحشت لذّت سے بدل جائے اور اپنے اصلی وطن کے ذِکر سے لذّت ملنی ہی چاہیے۔ مؤمن کے لیے موت دراصل محبوبِ حقیقی کی طرف سے دعوتِ ملاقات کا پیغام ہے۔

نوٹ: ٹینشن، ڈپریشن اور وسوسوں کے مریض ہرگز موت کا مراقبہ نہ کریں یہ ان کے لیے مضر ہے، بلکہ یہ مراقبہ کریں کہ اس دنیا کی محدود زندگی کا مصافحہ بہت جلد ایک ہمیشہ کی زندگی سے ہونے والا ہے جہاں انبیاء علیہم السلام، صحابہ رضی اللہ عنہم، اولیاء، صلحاء اور اپنے آباء و اجداد سے ملاقات ہو گی۔

۱۱) صحابہ رضی اللہ عنہم اور اکابر کا خوف

اس مراقبے کے بعد عباراتِ ذیل کو خشیت و خوف دل میں پیدا کرنے کی

نیت سے خوب دل لگا کر پڑھے۔ یہ مضامینِ خوف ''حکایاتِ صحابہ'' (رضوان اللہ علیہم اجمعین) مصنفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مأخوذ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں جو آخرت کے حالات دیکھتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو ہنسنا کم کر دو اور رونے کی کثرت کر دو۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش! میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ کبھی فرماتے: کاش! میں کوئی گھاس ہوتا کہ جانور اس کو کھا لیتے۔ کبھی فرماتے کہ کاش! میں کسی مؤمن کے بدن کا بال ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک جانور کو دیکھ کر ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا کہ تو کس قدر مزے میں ہے کہ کھاتا پیتا ہے اور درختوں کے سائے میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں، کاش! ابو بکر بھی تجھ جیسا ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش! مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا۔ بسا اوقات ایک تنکا ہاتھ میں لیتے اور فرماتے: کاش! میں تنکا ہوتا۔ تہجد کی نماز میں بعض مرتبہ روتے روتے گر جاتے اور بیمار ہو جاتے، ایک بار صبح کی نماز میں جب اس آیت اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ[۱۰۵] پر پہنچے تو روتے روتے آواز نہ نکلی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حق تعالیٰ کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ چہرے پر آنسوؤں کے بہنے سے دو نالیاں سی بن گئی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز کے لیے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھل کھلا کر ہنس رہی تھی اور ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو کثرت سے یاد کرو تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں وہ پیدا نہ ہو۔ لہٰذا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، اور قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ جس میں وہ یہ آواز نہ دیتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں، تنہائی کا گھر ہوں، مٹی کا گھر ہوں، کیڑوں کا گھر ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بہت رویا کرتے تھے، حتّٰی کہ روتے روتے

[۱۰۵] یوسف: ۸٦

www.khanqah.org

آنکھیں بے کار ہو گئیں تھیں۔ کسی شخص نے ایک مرتبہ دیکھ لیا تو فرمایا کہ میرے رونے پر تعجّب کرتے ہو؟ اللہ کے خوف سے سورج روتا ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہی قصہ پیش آیا تو فرمایا کہ اللہ کے خوف سے چاند روتا ہے۔[۱۰۶] ایک نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ وہ جب فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ[۱۰۷] پر پہنچے تو بدن کے بال کھڑے ہو گئے، روتے روتے دَم گھٹنے لگا اور کہہ رہے تھے: ہاں! جس دن آسمان پھٹ جائیں گے یعنی قیامت کے دن میرا کیا حال ہو گا۔ ہائے میری بربادی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس رونے سے فرشتے بھی رونے لگے۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے تہجد کی نماز پڑھی پھر بیٹھ کر بہت روئے، کہتے تھے: اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں جہنم کی آگ کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آج فرشتوں کو رُلا دیا۔[۱۰۸] ایک صحابی رضی اللہ عنہ رو رہے تھے، بیوی کے پوچھنے پر فرمایا کہ اس وجہ سے روتا ہوں کہ جہنم پر تو گزرنا ہے ہی، نہ معلوم نجات ملے گی یا وہیں رہ جاؤں گا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمام رات یہ آیت پڑھتے رہے اور روتے رہے وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ[۱۰۹] حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا میں تو تم سب لوگ ملے جلے رہے مگر آج مجرم لوگ سب الگ ہو جائیں اور غیر مجرم علیحدہ۔ اس حکم کو سُن کر جتنا بھی رویا جائے کم ہے کہ نہ معلوم اپنا شمار مجرموں میں ہو گا یا فرماں برداروں میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس آنکھ سے اللہ کے خوف سے ذرا سا بھی آنسو خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو نکل کر چہرے پر گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس چہرے کو آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔[۱۱۰]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب مسلمان کا دل اللہ کے خوف

---

[۱۰۶] كنز العمال: ۴۲۹/۸ (۲۳۵۲۶)، باب صلوٰة الكسوف، مؤسسة الرسالة

[۱۰۷] الرحمٰن: ۳۷

[۱۰۸] تفسير الثعالبي: ۱۸۸/۹، الرحمٰن (۳۷)، دار احياء التراث، بيروت

[۱۰۹] يٰسٓ: ۵۹

[۱۱۰] سنن ابن ماجة: ۴۴۶ (۴۱۹۷)، باب الحزن والبكاء، المكتبة الرحمانية

www.khanqah.org

سے کانپتا ہے تو اُس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درختوں کے پتّے جھڑتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے اس کا آگ میں جانا ایسا مشکل ہے جیسا کہ دودھ کا تھنوں میں واپس جانا۔[۱۱۱] ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! نجات کا راستہ کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی زبان کو روکے رکھو، گھر میں بیٹھے رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔[۱۱۲]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی اُمّت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بے حساب جنّت میں داخل ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! جو اپنے گناہوں کو یاد کرکے روتا رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں: ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو، دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستے میں گرا ہو۔[۱۱۳]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ جس کو رونا آئے وہ روئے ورنہ رونے کی صورت ہی بنالے۔[۱۱۴]

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر میں اللہ کے خوف سے روؤں اور آنسو میرے رخسار پر بہنے لگیں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ پہاڑ کے برابر صدقہ کروں۔

مضامین بالا کا مطالعہ نفس میں خدا کا خوف پیدا کرتا ہے، گناہوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور اللہ کی رحمتِ واسعہ سے نااُمید بھی نہ ہونا چاہیے۔ گناہوں کو یاد کرکے رونے سے بہت قرب نصیب ہوتا ہے۔ اور جس کو رونا نہ آئے تو وہ رونے والوں کی شکل بنالے، اس نقل کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ! یہ بھی کامیاب ہو جائے گا۔ جیسا کہ

---

[۱۱۱] جامع الترمذی: ۲/۲۹۲، باب ما جاء فی فضل الغبار فی سبیل اللہ، ایچ ایم سعید

[۱۱۲] مشکوٰۃ المصابیح: ۴۱۳، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، المکتبة القدیمیة

[۱۱۳] جامع الترمذی: ۱/۲۹۶، باب ما جاء ای الناس افضل، ایچ ایم سعید

[۱۱۴] سنن ابن ماجة: ۴۴۶، باب الحزن والبکاء، المکتبة الرحمانیة

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ نقلِ گریہ ثابت ہے۔

اے خوشا چشمے کہ آں گریانِ اوست

اے ہمایوں دل کہ آں بریانِ اوست

وہ آنکھیں بہت مبارک ہیں جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں رو رہی ہیں اور وہ دل بہت مبارک ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں جل رہا ہے۔

۱۲) مراقبۂ انعاماتِ الٰہیہ

اس کے بعد پھر انعاماتِ الٰہیہ کا اس طرح مراقبہ کرے اور حق تعالیٰ سے اس طرح عرض کرے کہ اے اللہ! آپ سے میری روح نے اپنے وجود کے لیے سوال نہیں کیا تھا آپ کے کرم نے بغیر سوال مجھے وجود بخشا۔ پھر میری روح نے یہ سوال بھی نہیں کیا تھا کہ آپ مجھ کو انسانی قالب (جسم) عطا فرمائیں۔ آپ کے کرم نے بغیر سوال کے سور اور کتّے کے قالب میں مجھے پیدا نہیں کیا بلکہ قالبِ اشرف المخلوقات (انسانیت کا قالب) بخشا۔ پھر اے میرے اللہ! اگر آپ مجھے کسی کافر یا مشرک گھرانے میں پیدا فرمادیتے تو میں کس قدر ٹوٹے اور خسارہ میں ہوتا۔ اگر صدارت و بادشاہت بھی مجھ کو مل جاتی پھر بھی کفر اور شرک کے سبب جانوروں سے بدتر ہوتا۔ آپ نے اپنے کرم سے بغیر سوال کیے مجھے مسلمان گھرانے میں پیدا فرما کر گویا شہزادہ پیدا فرمایا۔ ایمان جیسی عظیم دولت جس کے سامنے کائنات کے تمام مجموعی انعامات و خزائن کوئی حقیقت نہیں رکھتے آپ نے بے مانگے عطا فرمادی۔ اے اللہ! جب آپ کے کرم نے اتنے بڑے بڑے انعام بے مانگے عطا فرمائے ہیں تو مانگنے والے کو آپ بھلا کیوں کر محروم فرمائیں گے۔ اے اللہ! میں آپ کی رحمت کو ان بے مانگے ہوئے انعامات و الطافِ بے کراں کا واسطہ دیتا ہوں اور آپ کے فضل سے اپنی تطہیر اور اپنا تزکیۂ نفس مانگتا ہوں تاکہ آپ کی نافرمانیوں سے مرتے دَم تک محفوظ رہوں۔ اے اللہ! پھر آپ نے مجھے اچھے گھرانے میں پیدا فرمایا اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ محبت عطا فرمائی۔ اور دین پر عمل نصیب فرمایا۔ اگر آپ کی رہبری نہ ہو تو مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کے بعد بھی لوگ

بددین، دہریہ، نیچری ہوجاتے ہیں۔

ما نبودیم و تقاضا ما نبود
لطفِ تو ناگفتۂ ما می شنود

نہ میں کچھ تھا نہ میرے تقاضے کی کوئی حیثیت، آپ کا لطف و کرم ہے کہ میری دعا کے بغیر بھی مجھ پر برس رہا ہے۔

اے اللہ! آپ ہی کی توفیق سے اللہ والوں کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی توفیق ہوئی۔ اے اللہ! آپ نے کتنی بیماریوں سے حفاظت دے رکھی ہے اور کیسی خطرناک بیماریوں سے شفا عطا فرمائی ہے اور آپ ہی کے کرم نے اہلِ حق سے تعلق بخشا ورنہ کسی غلط اناڑی کے ہاتھ پڑ جاتا تو آج گمراہی میں مبتلا ہوتا۔

اگر کسی غم میں مبتلا ہو مثلاً اولاد کا انتقال ہوگیا ہو تو یوں کہے کہ اے اللہ! میرے بچے جو آپ کے پاس جاچکے ہیں اُن کو میرے لیے ذخیرۂ آخرت فرمادیجیے اور جو موجود ہیں اُن کو صالح فرمادیجیے اور اولاد و بیوی سے میری آنکھیں ٹھنڈی فرمادیجیے۔ اے اللہ! دنیا میں آپ نے صالحین کا ساتھ عطا فرمایا ہے، اپنے کرم سے آخرت میں بھی اپنے صالحین کا ساتھ عطا فرمائیے۔ اے اللہ! کتنے جرائم مجھ سے صادر ہوئے اور آپ کی قدرتِ قاہرہ دیکھ رہی تھی مگر آپ نے اپنے عفو و حلم کے دامن میں میرے ان جرائم کو ڈھانپ لیا اور مجھے رسوا نہ فرمایا۔ اے اللہ! میری لاکھوں جانیں آپ کے حلم پر قربان ہوں ورنہ آج بھی اگر میرے اترے پترے آپ خلق پر کھول دیں تو لوگ اپنے پاس بیٹھنے بھی نہ دیں۔ اے اللہ! اپنے کرم سے میرا خاتمہ ایمان پر مقدر فرمائیے۔ اے اللہ! اس امر سے پناہ چاہتا ہوں کہ جب آپ سے ملوں تو آپ اپنا رُخ میری طرف سے پھیر لیں۔ اے اللہ! اگر میری تقدیر میں آپ نے میرے جہنمی ہونے کا فیصلہ فرمایا ہے تو میں آپ کی رحمت سے فریاد کرتا ہوں کہ اپنی رحمت سے اپنے اس فیصلے کو تبدیل فرما دیجیے اور میرا جنّتی ہونا مقدر فرما دیجیے۔ اے اللہ! آپ اپنے فیصلے پر حاکم ہیں آپ کا فیصلہ آپ پر حاکم نہیں۔ پس آپ اپنی رحمت سے میری تقدیر سے سوء القضا کو تبدیل فرمادیجیے یعنی مجھے جنتی بنادیجیے۔

بگزراں از جانِ ما سوء القضا

و امبر ما را ز اخوان الصفا

اے اللہ! میری جان سے میری بُری تقدیر کو ہٹا دیجیے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما دیجیے۔

سینکڑوں کو تو کرے گا جنّتی

ایک یہ نااہل بھی اُن میں سہی

اے اللہ! اپنے فضل سے جنّت میں دخولِ اوّلین کو میرے لیے مقدر فرما دیجیے۔ اے اللہ! اگر آپ کا فضل میرا مددگار ہو جائے تو نفس و شیطان مجھے کبھی مغلوب نہیں کر سکتے اور اے اللہ! اگر میرے تزکیہ و تطہیر کا آپ ارادہ فرمالیں تو پھر آپ کے ارادے کو کون توڑ سکتا ہے؟ پس آپ اپنے کرم سے میرے تزکیہ کا ارادہ فرمالیں۔ اے اللہ! آپ کے علم میں مجھ پر جتنے احسانات ہوئے ہیں ان میں سے اے اللہ! اِس وقت جتنے احسانات کا استحضار ہو سکا ان کا بھی اور جن لامتناہی احسانات کا استحضار نہیں ہو سکا ان کا بھی ہر بُن مو (بال بال) سے شکر ادا کرتا ہوں۔

۱۳) صلوٰۃِ حاجت کا معمول

جو لوگ شہر میں آمد و رفت رکھتے ہوں وہ جب گھر سے نکلیں تو دو رکعت نمازِ حاجت پڑھ کر دُعا کرلیں کہ اے اللہ! میں اپنی آنکھوں کو اور اپنے قلب کو آپ کی حفاظت میں دیتا ہوں اور آپ خیر الحافظین ہیں۔ پھر اگر کوتاہیاں ہو جاویں تو واپسی پر ان سے استغفار کریں اور ہر غلطی پر چار رکعت نمازِ نفل کا جرمانہ مقرر کریں اور اگر محفوظ رہیں تو شکر ادا کریں۔

۱۴) استغفار کی کثرت

ان معمولات کے باوجود بھی خطائیں ہوتی رہیں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں، معمولات ادا کرتے رہیں اور استغفار کرتے رہیں۔ اس دستورُ العمل پر عمل کرنا ہی اپنی

www.khanqah.org

نجات کا ذریعہ سمجھیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! رفتہ رفتہ ایک دن ایسا آئے گا کہ تمام تقاضے مغلوب ہو جائیں گے۔ کتنے بندگانِ خدا جو مدۃ العمر بدنگاہی اور دیگر امراضِ خبیثہ میں مبتلا تھے اس دستورُ العمل پر عمل کرکے نجات پاچکے ہیں۔

۱۵) ذکرِ اسمِ ذات

ایک سو مرتبہ روزانہ ذکر اسم بسیط **اللہ اللہ** اس تصوّر سے کریں کہ میرے ہر بُن مُو سے اللہ اللہ نکل رہا ہے اور پھر یہ اضافہ کرلیں کہ میرے ہر بُن مُو کے ساتھ زمین و آسمان، شجر و حجر، بحر و بر، چرند و پرند غرض ہر ذرۂ کائنات سے ذکر جاری ہے۔

۱۶) جاہ کی بیماری والوں کے لیے

چند اضافات جاہ کی بیماری والوں کے لیے۔ جاہ کا حریص دل میں یہ تصور کرے کہ جس مخلوق میں اس وقت بڑا اور معزز بننے کی فکر میں احکامِ شرعیہ سے گریز کر رہا ہوں یا عار محسوس کر رہا ہوں کہ لوگ مجھے مُلّا کہیں گے یا دقیانوسی خیال رکھنے والا کہیں گے تو جب روح نکلے گی یہ لوگ میرے ساتھ نہ جائیں گے۔ میرے ساتھ میرے اچھے اعمال ہی جائیں گے اور یہ سوچے کہ بادشاہ کے ہم نشین سے کوئی بھنگی کہے کہ تم بادشاہ کی مرضی کے خلاف فلاں کام کرو ورنہ میری نگاہ سے گر جاؤ گے تو کیا اس بھنگی کی نگاہ سے گر جانے سے وہ خوف زدہ ہو گا؟ ہرگز نہیں! بلکہ یہ کہے گا کہ تیرا دماغ چل گیا ہے تو اپنے دماغ کا علاج کر۔ پس حق تعالیٰ کے احکام میں یہی مراقبہ کیا جائے اور دنیا والے اگر ڈرائیں یا شیطان ڈرائے کہ تم اگر شریعت کے پابند ہو جاؤ گے تو دنیا والوں کی نگاہ سے گر جاؤ گے۔ تو یوں سمجھے کہ دنیا والوں کی نگاہ میں بڑے بن کر کیا مل جائے گا، کیا یہ لوگ خدا کے عذاب سے مجھ کو بچا سکیں گے؟ جو مخلوق آج میرے آگے پیچھے چل رہی ہے اور میری بڑی عزت کر رہی ہے روح نکلنے کے بعد یہی لوگ میرے جسم کے پاس بیٹھنا بھی پسند نہ کریں گے حتیٰ کہ بیوی اور بچے بھی میری لاش کو گھر سے نکال باہر کریں گے۔ پس ایسی فانی اور عاجز و محتاج مخلوق کی نگاہ میں بڑا بننے کا شوق سخت نادانی ہے اور مرنے کے

www.khanqah.org

بعد کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔ بس مالکِ حقیقی کی نگاہ کو دیکھو کہ اُن کی نگاہ میں ہم کیسے ہیں؟ مولیٰ کی مرضی ہمیشہ بندے کے پیشِ نظر رہنی چاہیے۔

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے
مدِ نظر تو مرضیٔ جاناں چاہیے

اب اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

سید سلیمان ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر خوب ہے۔ سادھے الفاظ میں کیا مفید بات فرمائی ہے۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

ایک مثال اور دل میں سوچے کہ کسی عورت کی سارے محلے کے لوگ تعریف کرتے ہوں کہ نیک صورت، نیک سیرت ہے، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور اس کی نگاہ میں یہ عورت سخت قابلِ نفرت ہو تو کیا اس عورت کو محلے والوں کی تعریف سے اور عزت کرنے سے کوئی خوشی ہو گی؟ ہرگز نہیں! کیوں کہ وہ جانتی ہے کہ زندگی بھر کے لیے شوہر ہی اس کا حاکم اور رفیقِ حیات ہے اگر وہ خوش نہیں تو سارے محلے کی تعریف و عزت اسے کوئی نفع نہیں پہنچا سکے گی۔ اللہ اکبر! شوہر اور بیوی کے تعلقات میں تو یہ اثر ہو اور عبد و معبود میں اتنا بھی تعلق نہ ہو۔ وہ ذات کہ ہمارا ہر ہر ذرّہ جس کا مملوک ہے، جس کا مخلوق (پیدا کیا ہوا) ہے، جس کا مرزوق (عطا کیا ہوا) ہے، جس کا مربوب (پالا ہوا) ہے، جن کو ہمارے اوپر ہر قسم کا تصرف و اختیار ہے ان کی نگاہ میں گر جانے کا ہمیں خوف نہ ہو اور خوف ہو تو اپنی جیسی عاجز و فانی مخلوق کا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کس سے توڑا اور کس سے جوڑا

بقولِ دشمن پیمان دوست بشکستی
ببیں کہ از کہ بُریدی و با کہ پیوستی

آفتابا تو چو قبلہ وامیم
شب پرستی و خفاشی می کنیم

پیش نور آفتاب خوش مساغ
راہ نمائی جستن از شمع و چراغ

بے گماں ترکِ ادب باشد زما
کفرِ نعمت باشد و فعلِ ہوا

(رومی)

تو دشمن کے کہنے پر دوست کے ساتھ عہد کو توڑ رہا ہے۔ ذرا سوچ کہ تو نے کس سے توڑا اور کس سے جوڑا؟ تو سورج کے ہوتے ہوئے رات کو پسند کرتا ہے اور چمگادڑ کی طرح رہنا چاہتا ہے، سورج کے ہوتے ہوئے موم بتی اور چراغ سے مدد حاصل کررہا ہے۔ ہمارا (بندوں کا) یہ بے ادبی وگستاخی اللہ کی شان میں کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری اور نفس کا فعل ہے۔

پھر یہ دُعا کرے کہ اے اللہ! میرے قلب میں جاہی اور باہی جتنی بھی بیماریاں ہیں سب کو دور فرمادیجیے اور میرا ظاہر وباطن ایسا بنادیجیے کہ آپ مجھ سے راضی اور خوش ہو جائیں اور مجھے صدق فی الطلب یعنی سچی طلب عطا فرمائیے۔

۱۷) صحبتِ اہل اللہ

کسی اللہ والے کی صحبت میں گاہ گاہ التزاماً حاضری دیتا رہے اور اللہ کی محبت کی باتیں سُنتا رہے کہ بدون (بغیر) صحبتِ اہل اللہ اصلاحِ نفس اور توفیقِ استقامت عادتاً دشوار بلکہ ناممکن ہے۔

۱۸) عشق مجازی کے بیماروں کے لیے

باہی بیماری یعنی عشقِ مجازی میں مبتلا اشخاص کے لیے ایک مختصر تتمہ:

مراقبہ ۱) دُنیا کے حسینوں کی بے وفائی کو سوچے کہ اگر ان پر جان ومال اور دولت وعزت سب

قربان کر دے پھر بھی اگر ہم سے زیادہ کوئی مال دار انہیں مل گیا تو یہ سابق عاشق سے آنکھیں چرانے لگتے ہیں اور بعض اوقات سابق عاشق کو زہر کھلا کر ہلاک کر دیتے ہیں کہ اس سے پیچھا ہی چھوٹ جائے۔

مراقبہ ۲) اگر وہ معشوق مر گیا تو اس کو آپ جلد سے جلد قبرستان کے سپرد کر دیتے ہیں یا آپ پہلے مر گئے تو معشوق آپ کی لاش سے متنفر ہو جاوے گا۔ کیسی عارضی محبت ہے!

مراقبہ ۳) اس حدیث کا مراقبہ کرے کہ اَحۡبِبۡ مَنۡ شِئۡتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ[۱۱۵] تم جس سے چاہو محبت کرو لیکن ایک دن اس سے جدا ہونے والے ہو۔

تنبُّہ ضروری: اگر کسی فردِ خاص مرد یا عورت سے عشق راسخ ہو چکا ہو اور اس سے عرصے تک خط و کتابت یا ساتھ اُٹھنا بیٹھنا رہا ہو تو ایسی صورت میں چند باتوں کا اہتمام اور بھی کرنا ہو گا اور بڑی ہمت سے کام کرنا ہو گا، لیکن تھوڑے دن بعد اس جہنم سے آزادی کی وہ مسرت نصیب ہو گی کہ دُنیا ہی میں آثارِ بہارِ جنّت محسوس ہونے لگیں گے:

بات نمبر ۱: اس سے خط و کتابت، اُٹھنا بیٹھنا، ملاقات مطلقاً بند کر دے اور اپنا قیام اس قدر دُور رکھے کہ ملاقات ممکن نہ ہو۔

بات نمبر ۲: اس معشوق کے آنے کا خطرہ ہو تو اس طرح جھگڑا کر لے کہ اس کو اب اس سے دوستی کی نااُمیدی ہو جائے۔

بات نمبر ۳: خیالات میں قصداً اُس کو نہ لائے اور نہ اس کے تصوّر سے لطف حاصل کرے کہ خیانتِ صدر کا گناہِ کبیرہ دل کا ستیاناس کر دیتا ہے۔

بات نمبر ۴: عشقیہ اشعار و عشقیہ قصّے نہ پڑھے اور باقی تمام اعمال دستورُ العمل مذکور کو پابندی سے اختیار کرے۔

بات نمبر ۵: ان اُمور کے باوجود اگر اس کے خیالات آئیں تو گھبرانا نہیں چاہیے۔ رفتہ رفتہ ان شاء اللہ! یقیناً ایک دن ایسا آئے گا کہ اس کو غیر اللہ کی محبت سے نجات حاصل ہو جائے گی۔

---

۱۱۵ شعب الایمان للبیهقی: ۱۲۵/۱۳ (۱۰۰۵۷)، باب الزهد وقصر الامل، مکتبة الرشد

ان معمولات پر عمل کرنے میں خواہ نفس کو کتنی ہی مشقّت معلوم ہو محبوبِ حقیقی تعالیٰ شانہٗ کی رضا کے لیے سب برداشت کرلے۔ چند دن کے بعد وہ انعامات قلب وروح کو محسوس ہوں گے جو ہر وقت روح پر وجد طاری رکھیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا معلوم ہوگا کہ کوئی دوزخی زندگی جنّتی زندگی سے تبدیل ہوگئی۔

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
انچہ در وہمت نیاید آں دہد
شاہِ جاں مر جسم را ویراں کند
بعد ویرانیش آباداں کند

اللہ تعالیٰ آدھی جان لے کر سو جانیں دیتے ہیں اور اتنا کچھ عطا فرماتے ہیں جو بندے کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ پہلے بندے کی جان کو اپنے حکم کے آگے ویران کرکے پھر اسے آباد کرتے ہیں۔

اب دُعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرماویں اور اس دستورالعمل کو اپنے بندوں کے لیے رذائلِ نفس سے خلاصی کا بہترین دستور بنادیں اور ہم سب کو اس دستورالعمل کے مطابق اہتمامِ عمل کی توفیق عنایت فرمائیں۔

وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

”خلاصۂ دَستورُالعمل“ برائے یادداشت

۱) دو رکعت نفل توبہ کی نیت سے۔ پھر استغفار بلوغ سے اِس وقت تک کے معاصی سے اور دو رکعت نفل حاجت کی نیت سے۔ پھر تزکیۂ نفس کی دُعا کرے۔ (۱۰ منٹ)

۲) جس قدر ہوسکے تلاوت۔ اگر استحضارِ معانی کے ساتھ ہو تو بہتر ہے۔

۳) ذِکر نفی واثبات لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۱۰۰ مرتبہ اور ۱۰۰ مرتبہ اللہ اللہ کا ذِکر اس طرح کریں کہ زبان اور قلب سے ساتھ ساتھ اللہ نکل رہا ہے۔ جہر خفیف یعنی ہلکی آواز ہو کہ خود سُن سکے اور آواز میں دردو گریہ کی ہلکی آمیزش کرے اگرچہ بہ تکلف کرنا پڑے۔

www.khanqah.org

۴) کسی وقت ہر روز ۱۰۰ مرتبہ درج ذیل درود شریف پڑھ لیا کریں:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ

۵) مراقبہ بصیر و خبیر ہونے کا کہ حق تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ (۳منٹ)

۶) بدنگاہی کے مضرات کے متعلق تحریر کردہ عبارات کو ہر روز پڑھنا۔ (۳منٹ)

۷) خیانت چشم و قلب کی بلوغ سے اس وقت تک خصوصی استغفار اور حفاظت کی دُعا اور ان خیانتوں کے مضرات کا مراقبہ۔ (۳منٹ)

۸) مراقبۂ عذابِ جہنم تفصیلی طور سے جیسا کہ تحریر کیا گیا ہے۔ (۵منٹ)

۹) آیات و احادیثِ وعید و خوف کا مطالعہ جو تحریر کی گئیں۔ (۳منٹ)

۱۰) ابتدائے آفرینش سے اب تک کے انعاماتِ الٰہیہ کا استحضار اور ان پر شکر۔ (۱۰منٹ)

۱۱) مراقبۂ موت اور روح کا بدون تن کے تنہا حق تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہونے کا تصور اور دعا خاتمہ بالخیر کرنا۔ (۵منٹ)

۱۲) ۱۰۰ مرتبہ ذکر اللہ اللہ اس تصور سے کرنا کہ ہر بُن مو سے اللہ اللہ نکل رہا ہے اور کائنات کے ہر ذرّہ سے ذکر جاری ہے۔

یہ معمولات اگر ایک وقت میں نہ ہوسکیں تو دو مجلسوں میں ادا کرلے۔

نوٹ: ان تدابیر کے باوجود بھروسہ صرف حق تعالیٰ کے فضل پر رہنا چاہیے۔ بغیر ان کی عنایت کے کچھ کام نہیں چلتا

ذرّۂ سایۂ عنایت بہتر است
از ہزاراں کوششِ طاعت پرست

اے اللہ! آپ کی عنایت کے ایک ذرّے کا سایہ بھی عبادت گزار کی ہزاروں عبادتوں سے بڑھ کر ہے۔

یہ تدابیر مذکورہ بھی عنایتِ حق کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے ہی تحریر کی گئی ہیں۔

www.khanqah.org

انتباہ: اگر ضعف ہو تو مصلح کے مشورے سے ذکر کی تعداد کم کر دیں اور بدون مشورۂ شیخ یہ دستور تزکیۂ نفس کچھ مفید نہیں۔ شیخ سے اطلاعِ حال و اتباعِ تجویز و انقیاد کا سلسلہ بذریعۂ صحبت اور مکاتبت جاری رہنا بھی ضروری ہے۔

چندروز کی محنت ہے پھر راحت ہی راحت دونوں جہاں میں ان شاء اللہ تعالیٰ! عطا ہو گی۔ جمعہ کو قبیل مغرب گھڑی قبولیت کی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اس رسالے کو اپنی رحمت سے قبول فرماویں اور سالکین و مشایخ کے لیے نافع فرماویں، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ

محمد اختر عفا اللہ عنہ

۲۲/ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ
یوم الجمعۃ، قبیل مغرب

درد عشقِ حق بھی تم حاصل کرو
لاکھ تم عالم ہوئے فاضل ہوئے

یک زمانے صحبتے با اولیاء
جس نے پائی ہے وہی کامل ہوئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

دین پر استقامت کا طریقہ

صبر بگزیدند و صدیقیں شدند

(رومی)

انہوں نے صبر اختیار کیا اور دین میں مضبوط ہو کر ولایت کی اعلیٰ اور انتہائی منزلِ صدیقیت سے مشرف ہوگئے۔

راہِ وفا میں آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں
دل ہے کہ ان کی خاطر تسلیم سر کیے ہے

تَکْمِیْلُ الْاَجْرِ بِتَحْصِیْلِ الصَّبْرِ

مع ترجمہ و مختصر شرح

(مؤلف)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مد ظلہم العالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صُوۡرَۃُ مَاکَتَبَہُ الۡعَلَّامَۃُ الشَّیۡخُ الۡکَبِیۡرُ مَوۡلَانَا اَبۡرَارُ الۡحَقِّ حَقِّیۡ
اَطَالَ اللّٰہُ بَقَائَہٗ وَکَثَّرَ اللّٰہُ فِی الۡاُمَّۃِ اَمۡثَالَہٗ
نَاظِمُ مَجۡلِسِ دَعۡوَۃِ الۡحَقِّ ھَرۡدُوۡیِ ھِنۡد

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا! اَمَّا بَعۡدُ طَالَعۡتُھَا مِنۡ اَوَّلِھَا اِلٰی اٰخِرِھَا فَوَجَدۡتُّھَا نَافِعَۃً لِّلطَّالِبِیۡنَ وَسَمَّیۡتُھَا تَکۡمِیۡلَ الۡاَجۡرِ بِتَحۡصِیۡلِ الصَّبۡرِ تَقَبَّلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَزَی الۡمُرَتِّبَ خَیۡرَ الۡجَزَاءِ

اَبۡرَارُ الۡحَقِّ عَفَا اللّٰہُ عَنۡہُ

عاشر رجب المرجب ۱۳۸۹

(ترجمہ) تقریظ: از حضرت مولانا و مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
ناظم مجلس دعوۃ الحق ہردوئی، ہند

حامدًا ومصليًا ومسلمًا امابعد! مطالعہ کیا میں نے مقالۂ صبر کا اوّل تا آخر پس میں نے اس کو طالبین کے لیے نافع پایا، اللہ تعالیٰ قبول فرماویں اور مرتب کو جزائے خیر عطا فرماویں۔

ابرار الحق عفا اللہ عنہ

۱۰؍ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

www.khanqah.org

تَکْمِیْلُ الْاَجْرِ بِتَحْصِیْلِ الصَّبْرِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

فَیَقُوْلُ الْعَبْدُ الذَّلِیْلُ الْمُفْتَقِرُ اِلٰی رَحْمَةِ رَبِّهِ الْجَلِیْلِ مُحَمَّدٌ اَخْتَرُ عَفَا اللّٰہُ عنہ اِنَّ مَعْنَی الصَّبْرِ کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْمَنَاهِیْ وَالْاِسْتِقَامَةُ عَلَی الْاَوَامِرِ وَقَدْ ذَکَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ فَاِنَّ الصَّبْرَ قَدْ یُسْتَعْمَلُ بِصِلَةِ عَلٰی وَقَدْ یُسْتَعْمَلُ بِصِلَةِ عَنْ وَقَدْ یُسْتَعْمَلُ بِصِلَةِ فِیْ، فَاِنَّ الصَّبْرَ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ: اَحَدُهَا اَلصَّبْرُ عَلَی الطَّاعَةِ وَثَانِیْهَا اَلصَّبْرُ عَنِ الْمَعْصِیَةِ وَثَالِثُهَا اَلصَّبْرُ فِی الْمُصِیْبَةِ، فَاَشْرَحُ کُلَّ قِسْمٍ عَلَی اللَّفِّ وَالنَّشْرِ الْمُرَتَّبِ

فَالْقِسْمُ الْاَوَّلُ اَلصَّبْرُ عَلَی الطَّاعَةِ

وَهٰذَا یَشْتَمِلُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ:

اَحَدُهَا: اِصْلَاحُ النِّیَّةِ قَبْلَهَا اَیْ قَبْلَ الطَّاعَةِ۔

ثَانِیْهَا: اَلْاِحْتِرَازُ عَنِ الْحَرْکَةِ الْفِکْرِیَّةِ فِیْهَا اَیْ فِی الطَّاعَةِ۔ وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ بِالْخُشُوْعِ الَّذِیْ فُسِّرَ بِالسُّکُوْنِ، وَتَدْبِیْرُہٗ اَنْ یُّشْغِلَ قَلْبَہٗ اِلَی الْفِکْرِ الْمَحْمُوْدِ کَتَصَوُّرِ بَیْتِ اللّٰہِ اَوِ التَّوَجُّهِ اِلَی اللّٰہِ اَوْ اِلٰی مَا یَقْرَءُ بِاَنْ یُّحَسِّنَ الْاَدَاءَ وَیُلَاحِظَ مَعَانِیْهَا، وَالْحِکْمَةُ فِیْهِ اَنَّ النَّفْسَ لَا تَتَوَجَّهُ اِلٰی شَیْئَیْنِ فِیْ اٰنٍ وَّاحِدٍ فَالْاِشْتِغَالُ بِالْفِکْرِ الْمَحْمُوْدِ یَکُوْنُ وِقَایَةً عَنِ الْاَفْکَارِ الْمَذْمُوْمَةِ۔

ثَالِثُهَا: اَلْاِخْفَاءُ عَنِ النَّاسِ بَعْدَهَا اَیْ بَعْدَ الطَّاعَةِ

التنبیہ: اَلْاِسْتِقَامَةُ وَالدَّوَامُ عَلٰی کُلِّ نَوْعٍ مِّنْ تِلْكَ الْاَنْوَاعِ مَطْلُوْبٌ

www.khanqah.org

فِی الشَّرْعِ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ[۱۱۶]

وَالْمُرَادُ بِالتَّقْلِیْلِ ھٰھُنَا تَقْلِیْلُ النَّوَافِلِ وَالْاَذْکَارِ لَا تَقْلِیْلَ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ وَالسُّنَنِ الْمُؤَکَّدَۃِ

وَالْقِسْمُ الثَّانِیْ اَلصَّبْرُ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ

وَھٰذَا اَیْضًا یَشْتَمِلُ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَقْسَامٍ:

اَحَدُھَا: اَلْاِھْتِمَامُ فِی الْاِحْتِرَازِ عَنْ مُقَدَّمَاتِھَا؛ لِاَنَّ مُقَدَّمَۃَ الْحَرَامِ حَرَامٌ وَقَالَ تَعَالٰی: لَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ وَمِنْ ھٰھُنَا قَالَ مَشَایِخُنَا: اِنَّ الْحِفْظَ عَنِ الْمَعَاصِیْ لَا یُمْکِنُ اِلَّا بِالْاِحْتِرَازِ عَنْ قُرْبَانِھَا اَیْ تَرْکِ اَسْبَابِھَا وَھٰذَا الْقُرْبُ قَدْ یَکُوْنُ بِالْقَلْبِ اَعْنِی الْاِلْتِذَاذَ بِالتَّصَوُّرِ وَقَدْ یَکُوْنُ بِالْعَیْنِ وَ قَدْ یَکُوْنُ بِالْجَوَارِحِ قَالَ اللہُ تَعَالٰی: یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ[۱۱۷] وَقَالَ تَعَالٰی: اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاھِھِمْ وَتُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْھِمْ وَتَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ[۱۱۸]

ثَانِیْھَا: اَلْاِھْتِمَامُ فِیْ تَضْعِیْفِ اقْتِضَاءِ الرَّذَائِلِ بِکَثْرَۃِ ذِکْرِ اللہِ وَلُزُوْمِ صُحْبَۃِ اَھْلِ اللہِ وَالْاِھْتِمَامِ بِمُطَالَعَۃِ کُتُبِھِمْ وَمَلْفُوْظَاتِھِمْ عِنْدَ فَوَاتِ الصُّحْبَۃِ وَکَثْرَۃِ مُرَاقَبَۃِ الْمَوْتِ وَعَذَابِ جَھَنَّمَ وَالْمُرَاقَبَۃِ بِفَنَاءِ لَذَّاتِ الْمَعَاصِیْ وَبَقَاءِ نِعْمَاءِ الْاٰخِرَۃِ

وَیَقُوْلُ الْعَبْدُ الْاَوَّاہُ: اِنَّ لُزُوْمَ صُحْبَۃِ الشَّیْخِ وَاِخْبَارَہٗ عَنْ رَذَائِلِ النَّفْسِ وَاتِّبَاعَ اَمْرِہٖ اَکْسِیْرٌ وَاَنْفَعُ شَیْءٍ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ وَقَدْ ثَبَتَ ھٰذَا النَّفْعُ مِنَ

---

[۱۱۶] صحیح البخاری:۲/۹۵۷(۶۴۹۸)،باب القصد والمداومۃ علی العمل،المکتبۃ المظھریۃ

[۱۱۷] المؤمن:۱۹

[۱۱۸] یٰس:۶۵

جَمْهُوْرِ اَوْلِيَاءِ الْاُمَّةِ بِالتَّوَاتُرِ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُجَرِّبْ وَلَا يُمْكِنُ الْاِصْلَاحُ عَادَتًا اِلَّا بِعِنَايَةِ الشَّيْخِ الْكَامِلِ وَبِلُزُوْمِ صُحْبَتِهٖ وَاتِّبَاعِهٖ كَمَا هُوَ عَادَةُ اللّٰهِ فِيْ عَالَمِ الْاَسْبَابِ كَمَا قَالَ الْعَارِفُ الرُّوْمِيُّ فِيْ صُحْبَةِ الشَّيْخِ ؎

پیر باشد نرد بان آسماں
تیر پراں از کہ گردد از کماں

نفس نتواں کشت الّا ظلّ پیر
دامنِ آں نفس کش راسخت گیر

بے عنایاتِ حق وخاصانِ حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

ہر کہ تنہا نادر ایں رہ رابرید
ہم بعونِ ہمتِ مرداں رسید

وَمَا هٰذَا اِلَّا تَشْرِيْحُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ[119]

اَىْ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ الْكَامِلِيْنَ

ثالثها: اَلتَّدَارُكُ بَعْدَهَا اَىْ بَعْدَ الْمَعْصِيَةِ وَهٰذَا عَلٰى خَمْسَةِ اَنْوَاعٍ:

۱) اَلنَّدَامَةُ بِالْقَلْبِ وَالتَّضَرُّعُ بِهٖ اَعْنِىْ بُكَاءَ الْقَلْبِ

۲) اَنْ يُّصَلِّىَ صَلٰوةَ التَّوْبَةِ ثُمَّ يَبْكِىْ سَاجِدًا وَّ قَاعِدًا وَّيَلُوْمَ نَفْسَهٗ وَيَتَاَسَّفَ عَلٰى فِعْلِهٖ وَيَسْتَغْفِرَ رَبَّهٗ بَاكِيًا وَّمُلِحًّا وَّيَغْلِبَ عَلٰى نَفْسِهِ الْحُزْنَ وَالْغَمَّ حَتّٰى تَضِيْقَ عَلَيْهِ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، تَضِيْقُ عَلَيْهِ نَفْسُهٗ وَيَظُنَّ اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ وَلَا يَجِدَ فِىْ قَلْبِهِ السُّكُوْنَ بِالطَّعَامِ وَلَا

---

[119] التوبة:۱۱۹

www.khanqah.org

بِالشَّرَابِ وَلَا يَتَكَلَّمَ اَحْبَابَهٗ وَلَا يَفْرَحَ بِلِقَاءِ رُفَقَائِهٖ وَلَا بِاَهْلِهٖ وَّعِيَالِهٖ بَلْ يَسْتَغْفِرُ وَيَتَضَرَّعُ وَ يَتَنَفَّلُ بِالتَّوْبَةِ وَ يَبْكِيْ بِدُمُوْعٍ كَثِيْرَةٍ اَوْ يَجْعَلَ وَجْهَهٗ كَالْبَاكِيْنَ وَالْمُتَضَرِّعِيْنَ اِنْ لَّمْ يَقْدِرْ عَلَى الدُّمُوْعِ حَتّٰى يَجِدَ رَبَّهٗ رَاضِيًا فِيْ وِجْدَانِهٖ وَيَتَصَدَّقَ عَلَى الْفُقَرَاءِ

۳) اَنْ يَّتْرُكَ الْمَعْصِيَةَ فِي الْحَالِ

۴) اَلْعَزْمُ عَلَى التَّقْوٰى اَعْنِيْ تَرْكَ الْمَعْصِيَةِ فِي الْمُسْتَقْبَلِ تَوَكُّلًا عَلَى اللهِ

۵) اَلْاِهْتِمَامُ وَالْاِسْتِمْرَارُ عَلٰۤى اَسْبَابِ التَّقْوٰى مِنْ دَوَامِ الذِّكْرِ وَالْمَعْمُوْلَاتِ وَاتِّبَاعِ الشَّيْخِ الْكَامِلِ

وَالْقِسْمُ الثَّالِثُ اَلصَّبْرُ فِي الْمُصِيْبَةِ

هٰذَا يَشْتَمِلُ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ:

اَحَدُهَا: اَلرِّضَاءُ وَالتَّسْلِيْمُ وَالتَّفَكُّرُ فِي الْحِكْمَةِ وَطَرِيْقَةُ الْمُرَاقَبَةِ بِاَنَّ اللهَ تَعَالٰى حَكِيْمٌ وَفِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ وَمِثَالُهٗ رِضَاءُ الْاُمِّ عِنْدَ حِجَامَةِ الطِّفْلِ وَالطِّفْلُ يَبْكِيْ

ثَانِيْهَا: اَلْاِحْتِرَازُ عَنِ الشِّكَايَةِ اِلَى الْخَلْقِ وَالْاِعْتِرَاضِ عَلَيْهَا سَوَاءٌ كَانَ بِالْقَلْبِ اَوْ بِاللِّسَانِ

ثَالِثُهَا: اَلْاِهْتِمَامُ لِتَقْلِيْلِ الْحُزْنِ بِكَثْرَةِ النَّوَافِلِ وَكَثْرَةِ الذِّكْرِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّفَكُّرِ فِيْ اَجْرِ الْاٰخِرَةِ وَثَوَابِهَا وَيُوْرِدُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ خَمْسَ مِائَةِ مَرَّةٍ كُلَّ يَوْمٍ وَبِمُطَالَعَةِ بَابِ الصَّبْرِ وَالشُّكْرِ مِنْ ''حَيَاةِ الْمُسْلِمِيْنَ'' وَ ''تَبْلِيْغِ دِيْنٍ'' وَبِلُزُوْمِ صُحْبَةِ اَهْلِ اللهِ وَهٰذَا الْاِهْتِمَامُ لِتَقْلِيْلِ الْحُزْنِ وَاجِبٌ وَاِلَّا فَقَدْ تُفْضِي الْمُصِيْبَةُ اِلَى الْحُزْنِ الْمُفْرِطِ الَّذِيْ يَضُرُّ فِي الْاِسْتِقَامَةِ عَلَى الْمَعْمُوْلَاتِ

www.khanqah.org

وَالْاَخْلَاقِ وَالطَّاعَاتِ لِتَشْوِيْشِ الْقَلْبِ وَفَسَادِ الصِّحَّةِ، وَاِنَّ فَسَادَ الْاَعْمَالِ قَدْ يَكُوْنُ مُفْضِيًا اِلٰى فَسَادِ الْاِيْمَانِ (اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ) لِاَنَّ فَسَادَ الْاَعْمَالِ وَتَقْلِيْلَهَا اَوْ تَرْكَهَا اَوَّلًا يُضَعِّفُ الْهِمَّةَ لِمُقَاوَمَةِ الْمَصَائِبِ ثُمَّ اِنَّ ضُعْفَ التَّحَمُّلِ قَدْ يَكُوْنُ جَارًّا اِلَى الْاِعْتِرَاضِ عَلَى التَّقْدِيْرِ وَهٰذَا كُفْرٌ (عِيَاذًا بِاللّٰهِ)

التنبيه: صَبْرُ الْاَغْنِيَاءِ كَيْفَ هُوَ؟ فَاَقُوْلُ: اِنَّ الْاَغْنِيَاءَ يَتَحَقَّقُ لَهُمُ الصَّبْرُ اَيْضًا بِأَرْبَعَةِ اَنْحَاءٍ

۱) اَلْاِحْتِرَازُ عَنِ الْاِتْرَافِ وَالْفَرَحِ وَالْاِسْتِكْبَارِ وَعَنْ ظَنِّهِ اسْتِحْقَاقَ الْاَمْوَالِ، وَالْاِجْتِنَابُ عَنِ اسْتِحْقَارِ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَلُزُوْمُ خِدْمَةِ الْمَسَاكِيْنِ عَلٰى نَفْسِهٖ كَمَا وَرَدَ: اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ[۱۳۰] ---الاية

۲) (الف) مُرَاقَبَةُ وَاقِعَةِ قَارُوْنَ اِذَا خَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ وَقَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ: لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ،[۱۳۱] فَقَالَ: اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ[۱۳۲]، فَمَا كَانَ حَشْرُهٗ؟ فَخَسَفَ بِدَارِهٖ وَبِمَالِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ

(ب) مُرَاقَبَةُ الْحَدِيْثِ الشَّرِيْفِ: تَقُوْلُ: مَالِيْ مَالِيْ وَمَا لَكَ مِنْ مَّالٍ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ وَمَا لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ وَمَا تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ كَمَا فِيْ مِشْكٰوةِ الْمَصَابِيْحِ- اَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(ج) اَلْمُرَاقَبَةُ بِاَنَّ نِعَمَاءَ اللّٰهِ تَعَالٰى كُلَّهَا تُحَصَّلُ مِنْ فَضْلِهٖ تَعَالٰى لَا بِاسْتِحْقَاقِ الْعَبْدِ فَكَيْفَ يَجُوْزُ الْفَرَحُ وَالْاِتْرَافُ عَلَيْهَا عَقْلًا وَّطَبْعًا، وَلَا تَرْضٰى بِهَا الطَّبَائِعُ الشَّرِيْفَةُ اَبَدًا

---

[۱۳۰] القصص:۷۷
[۱۳۱] القصص:۷۶
[۱۳۲] القصص:۷۸

www.khanqah.org

۳) اَلْاِهْتِمَامُ فِی الْاِسْتِقَامَةِ عَلَی الطَّاعَاتِ وَالْاِحْتِرَازُ عَنِ الْمَعَاصِیْ کُلِّهَا مَعَ حُصُوْلِ اٰلَاتِهَا مِنْ کَثْرَةِ الْمَالِ وَهٰذَا هُوَ الشُّکْرُ الْعَمَلِیُّ وَقَدْ غَفَلَ عَنْهُ الْاَکْثَرُوْنَ قَالَ اللهُ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ: اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا[۱۲۳] وَاَنْ یَّقُوْلَ فِی الدُّعَاءِ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مَّالٍ یُّطْغِیْنِیْ، وَقَالَ اللهُ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَ لَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ[۱۲۴] وَتَدْبِیْرُهٗ اَنْ یَّخَافَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ، کَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰی: رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءِ الزَّکٰوةِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ[۱۲۵]

۴) وَالْاِهْتِمَامُ لِصُحْبَةِ الْکَامِلِیْنَ، کَمَا قَالَ تَعَالٰی: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

التنبیه: وَهٰذَا دَاخِلٌ فِی الصَّبْرِ عَلَی الطَّاعَةِ الَّذِیْ قَدْ ذَکَرْنَاهُ فِی الصَّفْحَةِ الْاُوْلٰی

قَدْ تَمَّتْ هٰذِهِ الْمَقَالَةُ الْمُفِیْدَةُ بِحَمْدِ اللهِ تَعَالٰی وَعَوْنِهٖ وَحُسْنِ تَوْفِیْقِهٖ

حرره العبد الحقیر الحکیم محمد اختر غفرله
ربه الاکبر وتقبل منه وشکر سعیه
لاثنتی عشرة من الجمادی الاخری سنة
تسع وثمانین بعد الالف وثلاث مائة من الهجرة
النبویة علی صاحبها الف الف سلام وتحیة

۱۲۳؎ السبا: ۱۳
۱۲۴؎ المنٰفقون: ۹
۱۲۵؎ النور: ۳۷

www.khanqah.org

ترجمہ رسالۂ ہذا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

احقر محمد اختر عفااللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ احقر نے صبر کے متعلق ایک مفید مقالہ حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت سے عربی زبان میں لکھا جس کو احبابِ اہلِ علم نے پسند فرمایا۔ نیز حضرت اقدس مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے اوّل تا آخر اس کا مطالعہ فرماکر اس کے متعلق تقریظ تحریر فرمائی۔ اور طالبین راہ سلوک کے لیے اس مقالہ کو مفید خیال فرماکر اس کی اشاعت کی اجازت عطا فرمائی۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرماویں اور اس کے نفع کو عام و تام فرماویں، آمین۔

صبر کے معنیٰ اصطلاحِ شریعت میں نفس کو گناہوں سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کے جملہ احکام پر نفس سے پابندی کرانا ہے۔ (حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے صبر کے حقیقی معنیٰ بیان فرمائے ہیں کہ ہوائے نفس کے مقابلے میں خدا کے حکم پر مستقل اور ثابت قدم رہنا صبر کہلاتا ہے اور یہ نعمت صرف انسان ہی کو حق تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے کیوں کہ فرشتے جانتے ہی نہیں کہ شہوت کیا چیز ہے اور بہائم میں عقل نہیں لہٰذا صبر کا مرتبہ ان دونوں میں سے کسی کو حاصل نہیں، اور تحقیق کہ صبر کا مضمون قرآنِ پاک میں سترّ مقام سے بھی زیادہ بیان فرمایا گیا ہے۔)

صبر کا استعمال عربی قاعدے سے تین طرح پر ہوتا ہے کبھی علیٰ کے صلے سے، کبھی عن کے صلے سے، کبھی فی کے صلے سے۔ پس صبر کے تین اقسام ہیں:

۱) الصبر علی الطاعۃ۔ ۲) الصبر عن المعصیۃ۔

۳) الصبر فی المصیبۃ

قسمِ اوّل۔الصبر علی الطاعۃ

صبر کی پہلی قسم عبادات پر صبر کرنا ہے۔ یہ قسم تین طریقوں پر مشتمل ہے:

۱) عبادت شروع کرنے سے پہلے نیّت کی درستی کرلی جاوے یعنی صرف رضائے مولیٰ کے لیے شروع کرے۔ دل کو اور نیتوں سے پاک وصاف کرلے۔

۲) عبادت شروع کرنے کے بعد دل کو اللہ کے سامنے حاضر رکھنا، ایسا نہ ہو کہ جسم تو خُدا کے سامنے ہو اور دل غیر خدا کے ساتھ مشغول ہو اور یہی مفہوم خشوع کا ہے جس کی تفسیر ''سکون'' سے مفسرین نے کی ہے۔ اور عبادت میں اس نعمت کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو فکر محمود میں مشغول کردیا جائے۔ مثلاً بیت اللہ کا تصور کیا جائے یا اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھا جاوے کہ حق تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں یا مثلاً نماز میں جو کچھ زبان سے ادا کرے اس کو سوچ سوچ کر اور ارادے سے ادا کرے اور اس کے معانی اور مفہوم کی طرف توجہ رکھے۔ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ نفس بیک وقت دو شے کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتا۔ پس جب فکرِ محمود کے ساتھ دل مشغول ہوگا تو خود بخود لایعنی اور فضول خیالات دل سے دور ہوجاویں گے۔

۳) عبادت کی تکمیل کرکے پھر لوگوں سے کہتا نہ پھرے جیسا کہ کسی حاجی صاحب نے اپنے ملازم سے کہا کہ میرے مہمان کو اس صراحی سے پانی پلانا جو میں دوسرے حج میں مکہ شریف سے لایا ہوں اور ایک جملہ سے دو حج کا ثواب ضایع کردیا۔ پس عبادات کرکے مخلوق پر ظاہر کرنے کی خواہش کو روکے اور جو تکلیف ہو اس پر صبر کرے۔

تنبیہ: تمام اقسامِ مذکورہ پر دوام اور پابندی مطلوب ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ[۱۲۶]

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال میں سے محبوب تر عمل وہ ہے جو ہمیشہ جاری رہے اگرچہ

۱۲۶ صحیح البخاری: ۲/۹۵۷ (۶۴۹۸)، باب القصد والمداومۃ علی العمل، المکتبۃ المظہریۃ

قلیل ہو۔ اور مراد تقلیل سے یہاں نوافل اور اذکار میں تقلیل ہے نہ کہ فرائض اور واجبات اور سُننِ مؤکدہ میں کمی۔

قسمِ ثانی۔ الصبر عن المعصیة

دوسری قسم صبر کی گناہوں سے نفس کو روکنے میں جو تکلیف دل کو ہو اس کو برداشت کرنا ہے۔

اور اس کی بھی تین صورتیں ہیں:

الف) گناہوں کے اسباب سے دور رہنا کیوں کہ گناہ کا مقدمہ بھی گناہ ہوتا ہے۔ پس جس طرح زنا حرام ہے اور بدنگاہی اس کا سبب ہوتا ہے پس شریعت نے بدنگاہی کو بھی حرام اور آنکھ کا زنا قرار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ[۱۲۷]

شجر منہی عنہ سے قریب بھی مت ہونا ورنہ ظالمین سے ہو جاؤ گے۔

پس ممنوعات و محرماتِ شرعیہ کے اسباب و مقدمات سے بھی احتراز ضروری ہے۔ نیز اسی طرح غضِ بصر کا حکم ارشاد فرمایا گیا کہ اپنی آنکھوں کو کسی اَمرد یا نامحرم پر مت ڈالو۔ تجربہ ہے کہ جو آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتا اس کی شرم گاہ بھی محفوظ نہیں رہتی۔ پس آنکھوں کو ننگی کرنا اپنی شرم گاہ کو ننگا کرنے کا پہلا قدم ہے اسی سبب سے ہمارے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ گناہوں سے حفاظت و احتیاط ناممکن ہے جب تک ان کے مقدمات اور اسباب سے دوری نہ اختیار کی جائے، اور گناہوں کے اسباب سے قریب ہونا کبھی قلب سے ہوتا ہے یعنی دل میں کسی اَمرد یا اجنبیہ کا تصور جمانا اور کبھی آنکھ سے ہوتا ہے جس کا نام بدنگاہی ہے اور کبھی دیگر اعضا سے ہوتا ہے۔

---

[۱۲۷] البقرۃ:۳۵

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ[۱۲۸]

اللہ آنکھوں کی اور سینوں کی خیانتوں سے باخبر ہے۔

چوریاں سینوں کی اور آنکھوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

اور حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن زبان پر مُہر لگادی جاوے گی اور تمہارے ہاتھ اور پاؤں تمہارے اعمال پر گواہی دیں گے۔

ب) گناہوں کے تقاضوں کو کمزور کرنے اور مغلوب کرنے کی کوشش میں اہتمام کرنا جس کی تدبیر کثرتِ ذکر اللہ اور اہل اللہ کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ حاضری کا اہتمام کرنا ہے۔ اور بزرگوں کی کتب کا اور ان کے ملفوظات کا مطالعہ کرنا اس وقت جب صحبتِ کامل میسر نہ ہو اور موت کا کثرت سے مراقبہ کرنا اور دوزخ کے حالاتِ دردناک کا مراقبہ کرنا اور دنیا کی تمام لذّتوں کے فانی ہونے اور آخرت کی تمام نعمتوں کے باقی ہونے کا مراقبہ کرنا۔ ان تدابیر سے گناہوں کے تقاضے مغلوب اور کمزور ہو جاتے ہیں۔

انتباہ: یہ تمنا کرنا کہ گناہ کا تقاضا ہی نہ پیدا ہو یہ محض نادانی ہے اور نفس کا مجاہدہ کی تکلیف سے گریز کرنا ہے۔ حالاں کہ حکمتِ الٰہیہ نے یہ تقاضے اسی لیے رکھے ہیں کہ مجاہدہ سے بندوں کا امتحان کیا جاوے۔

اور کہتا ہے یہ بندہ محمد اختر کہ شیخِ کامل کی صحبت کا لزوم اور اپنے حالات کی صحیح صحیح طور پر اطلاع کرنا اور شیخ کی تجویزات پر اہتمام سے پابندی کرنا اصلاح کے باب میں اکسیر و مجرب ہے اور سب تدابیر سے نافع تر ہے اور پیر کامل کی صحبت سے اصلاح کامل کا ترتب اولیاء امّت سے بطور تواتر کے ثابت ہے۔ پس جس کا دل چاہے تجربہ کرلے، اور عادتاً اصلاح ممکن نہیں ہے بدون شیخِ کامل کی نظرِ عنایت اور لزومِ صحبت اور اس کی

۱۲۸؎ المؤمن:۱۹

www.khanqah.org

اتباع کے۔ جیسا کہ یہ عادۃ اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا یہی دستور ہے اس عالمِ اسباب میں جیسا کہ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پیر باشد نردبانِ آسمان
تیر پراں از کہ گردد از کماں

پیر آسمان کے لیے سیڑھی ہوتا ہے یعنی قُربِ خداوندی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اور اس غیر مبصر وغیر محسوس مفہوم کو مولانا ایک مثال محسوس و مبصر سے سمجھاتے ہیں۔ کہ تیر خود اڑتا نہیں ہے بلکہ جب کمان میں رکھا جاتا ہے اور تیر چلانے والا اس کمان کو اپنی قوت سے کھینچتا ہے تو تیر بہت دور کی مسافت کو سیکنڈوں میں طے کرلیتا ہے اور کمان کی مضبوطی اور صاحبِ کمان کے دست وبازو کی قوت سے تیروں کی رفتار میں فرقِ مراتب کا ظہور بھی مشاہد ہے۔ چناں چہ آج حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقامِ ولایت کو کوئی اُمتی ہزارہا نوافل وعلوم کے باوجود حاصل نہیں کرسکتا کیوں کہ روحِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان اب کہاں حاصل ہے۔ اسی طرح جس پیر کامل کی روح جس قدر قوی نسبت مع اللہ کی حامل ہوتی ہے اسی قدر اس کے طالبین ومریدین کی ارواح کی رفتارِ سلوک بھی قوی تر ہوتی ہے۔

نفس نتواں کشت اِلّا ظِلّ پیر
دامنِ آں نفس کش را سخت گیر

اس شعر میں مولانا فرماتے ہیں کہ نفس نہیں فنا ہوسکتا جب تک پیر کامل کی صحبت میسر نہ ہو۔ پس نفس کو کچلنے والے شیخ کامل کے دامن کو مضبوط پکڑلو۔ سخت گیر پر حضرتِ اقدس مولانا شاہ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ مضبوط پکڑنے کو اس لیے فرمایا گیا کہ کبھی شیخ سختی بھی کرتا ہے۔ اگر مضبوط نہ پکڑوگے تو اس کا دامن ایسی صورت میں چھوڑ بیٹھوگے اور شیخ کی سختی سے شیطان اس کی صحبت سے بھگانے کے لیے تمہارے دل کو کینہ ور کردے گا۔

بے عنایاتِ حق وخاصانِ حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

www.khanqah.org

حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بدون حق تعالیٰ کی عنایات کے جو بواسطۂ خاصانِ حق (اہل اللہ) عطا فرمائی جاتی ہیں اگر فرشتہ بھی ہو جاوے تو بھی اس کا ورق سیاہ ہے یعنی اللہ تک رسائی سے محروم ہو گا۔

ہر کہ تنہا نادر ایں رہ را برید

ہم بعونِ ہمتِ مرداں رسید

اور اگر اتفاق سے بطور نادر امر کوئی راہ کو قطع بھی کر گیا تو اس کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اس کو وقت کے کسی اہلِ دل کی توجہ اور غائبانہ فیضان سے امداد حاصل ہوئی ہے اگرچہ اسے خبر بھی نہ ہو۔

مولانا کے یہ سب ارشاداتِ مذکورہ دراصل قرآنِ پاک کی اس آیت کی تشریحات ہیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[۱۲۹]

ج) اَلتَّدَارُكُ بَعْدَهَا: معصیت سے صبر کرنے کی تیسری قسم یہ ہے کہ گناہ ہو جانے کے بعد اس کی تلافی میں سستی نہ کی جاوے اور فوراً مولیٰ کو راضی کرنے کی تدابیر میں لگ لیا جاوے جس کی پانچ صورتیں ہیں:

۱) اَلنَّدَامَةُ بِالْقَلْبِ وَالتَّضَرُّعُ بِهَا: یعنی دل میں ندامت ہو کہ ہائے یہ گناہ مجھ سے کیوں ہو گیا۔ افسوس صد افسوس! میں نے اپنے مولیٰ کو ناراض کر دیا اور رونا شروع کر دے یعنی دل رونا شروع کر دے، زاریٔ دل وزاریٔ چشم اگر دونوں جمع ہو جاویں تو نورٌ علیٰ نور ہے۔

اے خوشا چشمے کہ آں گریانِ اوست

اے ہمایوں دل کہ آں بریانِ اوست

حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مبارک ہیں وہ آنکھیں جو اللہ کے

---

[۱۲۹] التوبۃ:۱۱۹

www.khanqah.org

خوف یا محبت سے روتی ہوں اور خوش نصیب ہے وہ دل جو ان کی محبت سے بریاں ہو۔

۲) دوسرے یہ کہ توبہ کی نیت سے چار یا آٹھ رکعات نفل نماز خوب دل لگا کر پڑھے پھر سجدے میں خوب روئے۔ تھک جاوے تو بیٹھ کر روئے اور اپنے نفس کو خوب بُرا بھلا کہے یعنی ملامت کرے اور اپنے رب سے استغفار و گریہ وزاری میں دیر تک مشغول رہے اور ایک ایک دعا میں بار بار الحاح کرے۔ اور دل میں یہ محسوس کرے کہ مولیٰ کی ناراضگی سے میرے لیے تمام دنیا اندھیری ہوگئی اور زمین باوجود وُسعت کے تنگ ہوگئی اور اس قدر غم محسوس کرے کہ اپنی جان سے بے زار ہو اور یقین کرے کہ جب تک مولیٰ کو راضی نہ کرلوں گا میرے لیے کھانا پینا بیوی بچوں میں ہنسنا بولنا اور دوستوں سے ہم کلامی سب تلخ ہے۔

لِكُلِّ شَيْءٍ اِذَا فَارَقْتَهُ عِوَضٌ

وَلَيْسَ لِلّٰهِ اِنْ فَارَقْتَ مِنْ عِوَضٍ

ہر شے سے اگر جُدائی ہو تو اس کا بدل ممکن ہے لیکن اگر مولیٰ سے جدائی ہوگئی تو مولیٰ کا بدل ممکن نہیں۔

اللہ تو ایک ہی ہے ان کی ناراضگی کے بعد تو

نگاہِ اقربا بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر اک ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

حق تعالیٰ کو راضی کیے بغیر پوری کائنات سے دلبر داشتہ ہو، کچھ اچھا نہ لگے اور بالیقین اللہ کے سوا کوئی اور پناہ گاہ نہیں ہے۔ پس گناہ سے سچی توبہ کیے بغیر چین نہ ملنا چاہیے اور ذرا بھی دیر توبہ میں نہ کرنی چاہیے۔ ایک سانس بھی مجرمانہ حالت میں لینا خطرناک ہے۔ کیا عجب کہ یہی سانس آخری سانس ہو اور مجرمانہ حالت میں روح قبض ہو جاوے، لہٰذا گناہ سے توبہ کرنے میں دیر نہ کرے، فوراً باوضو ہو کر توبہ کی نماز پڑھ کر اس قدر روئے کہ دل اندر سے کہنے لگے کہ اب میاں کو ہماری آہ وزاری پر ترس آگیا ہوگا۔

www.khanqah.org

مبارک تجھے اے مری آہِ مضطر
کہ منزل کو نزدیک تر لا رہی ہے

(اختر)

اگر رونا نہ آوے تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رونے والوں کا سا چہرہ بنالے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی نقل کو قائم مقام اصل کر دے گی۔ اور فقراء ومساکین پر حسب مقدور کچھ خرچ کرے تاکہ آتش غضبِ الٰہی کو یہ صدقات بجھادیں۔(کما ھو مصرح فی الحدیث)

۳) تیسری بات یہ ہے کہ فوراً گناہ کو اسی وقت ترک کردے اور اس کے لیے صرف ہمت کافی ہے۔ نیز یہ سوچے کہ گناہ کی ایک سزا تو دوزخ ہے جو مرنے کے بعد ہوگی اور ایک سزا نقد ہے وہ دل کا سکون ضایع ہوتا ہے۔ گناہ گار کے دل کو حق تعالیٰ بے چین اور بے سکون فرمادیتے ہیں جس سے اس کی دنیا کی زندگی نہایت تلخ ہوجاتی ہے پس ذرادیر کی لذّت کے لیے اپنی زندگی کو تلخ کرنا کس قدر نادانی ہے۔

۴) چوتھی بات عزم علی التقویٰ ہے۔ یعنی آیندہ کے لیے پختہ ارادہ اور اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ اب یہ گناہ نہ کروں گا اور اس ارادہ وعہد پر بھروسہ نہ کرے بلکہ ارادہ وعہد کے وقت بھی یہی کہے کہ اے اللہ! آپ کے بھروسے پر آیندہ کے لیے یہ ارادہ اور عہد کرتا ہوں کہ گناہ نہ کروں گا اور آپ میری مدد فرمایئے کہ میں اس عہد پر قائم رہوں۔

گر ہزاراں دام باشد بر قدم
چوں تو بامائی نہ باشد ہیچ غم

(رومی)

اگر ہزاروں جال گناہوں کے میرے ہر قدم پر آتے رہیں اور اے مولیٰ! آپ کا کرم میرا محافظ وپاسبان ہو تو پھر کوئی غم نہیں۔

www.khanqah.org

۵) پابندی ذکر و معمولات اور اطلاع واتباع شیخ کامل کا اہتمام کرے کہ عادتاً تقویٰ کا رسوخ وبقاء ان ہی اُمور پر موقوف ہے۔

قسمِ ثالث۔الصبرفی المصیبة

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا جب انتقال ہوا تو آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں اور دل راضی برضاءِ الٰہی تھا ؎

راہِ وفا میں آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں
دل ہے کہ ان کی خاطر تسلیمِ سر کیے ہے

صبر کی تیسری قسم مصیبتوں میں صبر کرنا ہے اور یہ تین قسموں پر مشتمل ہے:

۱) یعنی دل کو یہ اعتراض اور ناگواری نہ ہو کہ یہ مصیبت حق تعالیٰ نے ہم پر کیوں بھیجی؟ کیا ہم ہی رہ گئے تھے، العیاذ باللہ۔ ایسا خیال ایمان کو ضایع کر دیتا ہے، ایسے وقت یہ مراقبہ کرے کہ یہ مصیبت حق تعالیٰ کی طرف سے میری اصلاح کے لیے آئی ہے کیوں کہ وہ حکیم ہیں اور حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا جس کا علم ہم کو ہونا ضروری بھی نہیں۔ جس کی مثال یہ ہے کہ ماں اپنے بچے کے پھوڑے پر نشتر لگانے کے لیے جراح کو بلاتی ہے۔ بچہ تو روتا ہے لیکن ماں خوش ہوتی ہے کہ ابھی میرے بچے کے پھوڑے سے تمام مادّۂ فاسد نکل جاوے گا اور چین مل جاوے گا۔ ماں جراح کو فیس بھی دیتی ہے، دُعائیں بھی دیتی ہے اور بچے کے رونے کی پرواہ نہیں کرتی۔ اسی طرح حق تعالیٰ ہماری غفلت کا مادّۂ فاسد دور فرمانے کے لیے ہم پر مصیبت بھیجتے ہیں تاکہ دل کا پردۂ غفلت چاک ہو کیوں کہ درد و غم دل کو شکستہ کر دیتا ہے اور حدیثِ قدسی میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتے ہیں، اور مصیبت پر صبر سے جو انعام قرب کا عطا ہوتا ہے اس کو اہلِ بصیرت اپنے قلب میں محسوس بھی کرتے ہیں۔ اسی کو حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

www.khanqah.org

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
انچہ در و ہمت نیاید آں دہد

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ بندوں پر ان کی اصلاح کے لیے جن مجاہدات و تکالیف کا وزن رکھتے ہیں ان کو برداشت کرنے سے اگرچہ آدھی جان ختم ہو جاتی ہے لیکن اس کے عوض سو جانیں غیب سے عطا فرماتے ہیں اور ایسی ایسی نعمتیں دل کو عطا فرماتے ہیں جن کا بندہ وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس وقت بزبانِ حال کہو گے۔

جو دل پہ ہم اُن کا کرم دیکھتے ہیں
تو دل کو بہ از جام جم دیکھتے ہیں

۲) مخلوق سے اس مصیبت کی شکایت نہ کرتا پھرے یعنی جس طرح اوپر مذکور ہوا کہ دل میں کوئی شکایت کا خیال نہ لائے اسی طرح اپنی زبان سے بھی شکوہ و شکایت اور اعتراض کی بات نہ نکالے۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است

اسی تسلیم کا انعام یہ ہو گا کہ ہر وقت غیب سے ایک نئی جان حق تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

۳) تیسری بات یہ ہے کہ مصیبت کے وقت بعض مرتبہ آدمی اتنا زیادہ غمگین ہو جاتا ہے جس سے معمولاتِ ذکر میں خلل آجاتا ہے اور بندوں کے حقوق میں بھی کوتاہی ہوتی ہے اور صحت کو نقصان پہنچنے لگتا ہے اور اتنا غم بندوں کے لیے مطلوب نہیں۔ کیوں کہ دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کرنے اور رابطہ و تعلق مع اللہ کو مضبوط کرنے نیز آخرت یاد دِلانے کے لیے جس معیار کا غم بعض بندوں کے لیے تجویز ہوتا ہے وہ اُس غم کے برابر نہیں ہوتا جو عبادت بھی چھڑا دے اور صحت کو نقصان پہنچادے اور بستر پر لٹادے۔ اگر اتنا غم ہو جاوے تو اس غم کو ہلکا کرنے پڑے گا۔ جس کی تدبیر حسب ذیل ہے:

(الف) کثرتِ ذکر، کثرتِ نوافل، کثرتِ درود شریف، اہل اللہ کی صحبت۔

(ب) صابرین اَولیاء اللہ کے واقعات وحکایات کا مطالعہ کرنا۔

(ج) مصائب پر اجر و ثواب کے انعام کو سوچنا۔

(د) پانچ سو مرتبہ ہر روز یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کا وِرد کرنا۔

(س) حیات المسلمین اور تبلیغِ دین کے باب صبر و شکر کا مطالعہ کرنا۔

جاننا چاہیے کہ تقلیلِ حزن و غم کا یہ اہتمام سالکین کے لیے نہایت ضروری ہوتا ہے ورنہ پھر یہ مصیبت حزنِ مفرط (شدید غم) کا سبب بن کر استقامت وپابندیٔ معمولات اور اخلاق میں مخل ہو جاتی ہے اور تشویشِ قلب اور فسادِ صحت کا سبب بن جاتی ہے اور فسادِ اعمال فسادِ ایمان کا سبب بن جاتا ہے۔ حق تعالیٰ محفوظ فرماویں، آمین۔ کیوں کہ فسادِ اعمال یا تقلیلِ اعمال یا ترکِ اعمال اوّلاً ہمّتِ مقاومت کو کمزور کرتے ہیں جس سے مصائب کا مقابلہ دوبھر ہو جاتا ہے۔ پھر یہ ضعفِ تحمل تقدیر پر اعتراض کا باعث بن کر کفر کا سبب ہو جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

تنبیہ: مال داروں کو بھی صبر کی ضرورت ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں:

اپنے مال پر اِترانے اور تکبر کرنے سے احتراز کرنا اور اپنے مال و دولت کو عطاء خداوندی سمجھنا اپنا استحقاق اور دست وبازو کا ثمرہ نہ سمجھنا اور فقراء ومساکین کو حقیر نہ سمجھنا، بلکہ ان کی عزت کرنا اور مساکین وفقراء کی خدمت کو اپنے اُوپر لازم رکھنا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ احسان کر جیسا کہ احسان کیا اللہ نے تجھ پر۔

۲) قارون کے واقعے سے جو قرآن نے بیان کیا ہے عبرت حاصل کرنا، جب قارون اپنے سازوسامان کے ساتھ اپنی قوم میں اِتراتا ہوا نکلا تو قوم کے سمجھدار افراد نے اس کو نصیحت کی اے قارون! اِترا مت۔ اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

پس قارون نے جواب دیا: اِنَّمَاۤ اُوۡتِیۡتُہٗ عَلٰی عِلۡمٍ عِنۡدِیۡ مجھے تو یہ دولت وخزانہ اپنے علم کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ بس اس کا انجام کیا ہوا؟ مع اپنے خزانے کے زمین

میں دھنسادیا گیا، اور حق تعالیٰ کے عذاب سے اس کو کوئی طاقت نہ چھڑا سکی۔

مراقبہ کرنا اس مضمون حدیث شریف کا کہ يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِيْ مَالِيْ قَالَ وَهَلْ لَّكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ اَوْتَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ [130] تو کہتا ہے: یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے حالاں کہ تیرا مال صرف وہی ہے جو تو نے کھالیا اور فنا کر دیا اور جو پہن لیا اور پُرانا کر دیا اور جو خدا کی راہ میں خرچ کر دیا اور ہمیشہ کے لیے باقی کر دیا جس کو کبھی فنا نہیں ہو گی۔

یہ مراقبہ کرنا کہ یہ تمام نعمتیں بندوں کے دست وبازو یا علم پر نہیں دی جاتی ہیں بلکہ محض فضلِ خداوندی سے عطا کی جاتی ہیں، بعض وقت نادانوں کو اتنا دیتے ہیں کہ دانا حیران اور محوِ حیرت رہ جاتے ہیں۔

پس کیسے جائز ہو گا اغنیاء کو اپنے اموال پر اِترانا اور ناز کرنا۔ اور ہر شریف طبیعت اترانے اور ناز کرنے سے ہمیشہ محتاط ہوتی ہے۔

۳) تیسری صورت اغنیاء کے صبر کی یہ ہے کہ احکامِ شریعت پر پابندی کرنا اور گناہوں سے بچنا، اور دولت کے ہوتے ہوئے یہ دونوں باتیں مال داروں کے لیے بہت صبر آزما ہیں اور یہی ان کا عملی شکر ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا اور حق تعالیٰ شانہٗ سے یہ دعا مانگتے رہیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مَّالٍ يُّطْغِيْنِيْ اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں ایسے مال سے جو مجھے نافرمان اور سرکش بنادے۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

اے لوگو! تمہارے اموال اور اولاد تم کو اللہ سے غافل نہ کر دیں، اور جو ایسا کرے گا پس وہی لوگ خسارے میں ہوں گے۔

---

[130] جامع الترمذی: ۲/۱۷۳، تفسیر سورۃ التکاثر، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

اور قیامت کے ہولناک منظر کو ہر وقت یاد رکھیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيۡتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙۙ يَخَافُوۡنَ يَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِيۡهِ الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ

مردانِ خدا ایسے ہوتے ہیں جن کو اللہ کی یاد سے اور بالخصوص نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے اور نہ فروخت۔ اور وہ ایسے دن کی دَار وگیر سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں اُلٹ جائیں گی۔

اور اغنیاء کو کاملین کی صحبت میں حاضری دیتے رہنا بھی دولت کے نشہ کا اُتار ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! تقوی اختیار کرو اور تقوی کی نعمت کس طرح حاصل ہوگی۔ متقینِ کاملین کی صحبت سے۔

تنبیہ: اور یہ مضمون یعنی صبر اغنیا در حقیقت صبر علی الطاعت کی ایک نوع ہے۔

تمت بالخیر

جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ کی ۱۲/ تاریخ کو یہ مقالہ ''تکمیل الاجر بتحصیل الصبر'' بفضلہٖ تعالیٰ وعونہٖ تمام ہوا۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرماویں اور اس کے نفع کو عام وتام فرماویں، آمین۔

راقم الحروف

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ

www.khanqah.org

من جملہ اِرشادات

مرشدنا و مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

ہر انسان کو دو حالتیں پیش آتی ہیں جس میں اس کا امتحان ہوتا ہے: ایک وہ جو طبع کے موافق ہیں۔ دوسری طبع کے خلاف۔ اوّل حالت میں شکر ماموربہ ہے اور دوسری حالت میں صبر۔

خلافِ طبع اُمور پیش آنے کو اکثر لوگ سخت حالت خیال کرتے ہیں کیوں کہ اس میں تکلیف و اُلجھن و ضیق ہوتی ہے اس لیے اس کو ناپسند کرتے ہیں اور موافقِ طبع معاملات کو اچھا خیال کرتے ہیں اس لیے کہ اس میں آرام و سہولت و فرحت ہوتی ہے اسی لیے اس کے خواہاں و خوباں رہتے ہیں۔ حالاں کہ در حقیقت خلافِ طبع اُمور کا پیش آنا یہ سہل امتحان ہے جس میں پاس ہونا آسان ہے اور موافقِ طبع اُمور کا پیش آنا سخت امتحان ہے جس میں پاس ہونا مشکل ہے۔ حدیثِ پاک میں وارد ہے:

فَوَاللهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا وَتُھْلِکَکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ[۱۳۱]

وکما قال اللہ تعالیٰ:

وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ[۱۳۲]

لٰہذا جن کو خلافِ طبع اُمور پیش آیا کرتے ہوں ان کو شکر کرنا چاہیے کہ سہل پرچہ میں امتحان ہورہا ہے، اور موافقِ طبع اُمور والوں کو بہت ہوشیار و چوکنا رہنا چاہیے کہ ان کا امتحان سخت پرچہ میں ہے۔ فکر و ہمت سے انسان کو کامیابی امتحان نصیب ہوتی ہے۔ ہر حال میں دعا کا اہتمام رکھے بہت الحاح کے ساتھ۔

۱۳۱؎ صحیح البخاری: ۱/۴۴۷ (۳۱۷۰)، باب الجزیۃ والموادعۃ۔۔الخ، المکتبۃ المظہریۃ

۱۳۲؎ سباء: ۱۳

www.khanqah.org

اُردو کلام

شیخ العرب والعجم عارف باللہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

کلامِ منتخب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

انعامِ مجاہدَہ

ہائے جس دل نے پیا خونِ تمنا برسوں
اس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے

ترقی قرب در مصائب

وہ جلا اس کا نشیمن وہ اٹھا اس سے دھواں
یوں کیا صیّاد نے طائر کا سامانِ وصال

فنائیت حُسنِ مجاز

یہ چمن صحرا بھی ہوگا یہ خبر بُلبل کو دو
تاکہ اپنی زندگی کو سوچ کر قرباں کرے

حُسنِ عارض کا عارضی ہونا

ان کے عارض کو لغت میں دیکھو
کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

مُجاہدۂ نفس سے شہادتِ باطنی معنوی

ترے حکم کی تیغ سے ہوں میں بسمل
شہادت نہیں میری ممنونِ خنجر
اُس خنجرِ تسلیم سے یہ جانِ حزیں بھی
ہر لحظہ شہادت کے مزے لوٹ رہی ہے

قتل کرتی ہے جسے شمشیرِ عشق
وہ شہید زندہ دیکھا چاہیے

اشکِ ندامت اور آہِ مضطر

آہ سے راز چُھپایا نہ گیا
منہ سے نکلی مرے مضطر ہو کر
چشمِ نم سے جو چھلک جاتے ہیں
ہیں فلک پر وہی اختر ہو کر

ہنگامۂ عالمِ شباب کی قیمت

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

احتیاط از تحقیرِ مسلماناں

نامناسب ہے اے دلِ ناداں
اک جُذامی ہنسے زُکامی پر

یہ ملفوظ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ ہر انسان اپنی رُوحانی بیماری کو کوڑھ سمجھے اور دوسروں کی بیماریوں کو زکام، پس کسی جُذامی کو نہ دیکھا ہوگا کہ کسی کے نزلہ زکام کا مذاق اڑاتا ہو۔

عظمتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

خدا نے خود جنہیں بخشا رضا مندی کا پروانہ
ان ہی پر بعض ناداں کچھ گڑھا کرتے ہیں افسانہ
خدا کی رائے سے بھی منحرف تو ہے معاذ اللہ
میں کہہ دوں کیوں نہ اے ظالم تجھے پھر حق سے بیگانہ

www.khanqah.org

انعامِ خونِ تمنّا

ہزار خونِ تمنا ہزارہا غم سے
دلِ تباہ میں فرماں روائے عَالم ہے

حاصلِ زندگی

وہ مرے لمحات جو گزرے خدا کی یاد میں
بس وہی لمحات میری زیست کا حاصل رہے

ذکر کے اقسامِ اربعہ

۱۔ ذکرِ لسانی ۲۔ قلبی ۳۔ روحی ۴۔ بہ ہر بُنِ مو

مرے ہر بُنِ مو سے اللہ نکلے
زبان و دل و جاں سے اللہ نکلے

شوقِ حاضریٔ حرمین

سَاحل سے لگے گا کبھی میرا بھی سفینہ
دیکھیں گے کبھی شوق سے مکہ و مدینہ

میری زندگی کا پہلا شعر

دردِ فرقت سے مرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسی تپتی ریت میں اِک ماہیِ بے آب ہے

شانِ عشَّاقِ حق

ہم نے دیکھا ہے ترے چاک گریبانوں کو
آتشِ غم سے چھلکتے ہوئے پیمانوں کو
ہم فدا کرنے کو ہیں دولتِ کونین ابھی
تو نے بخشا ہے جو غم عشق کے بیماروں کو

غمِ عشق

سینکڑوں غم ہیں زمانہ ساز کو
اک ترا غم ہے ترے ناساز کو

منّت اخفائے راز

کہیں ظاہر نہ کرے آہ مرا رازِ نہاں
عمر گزری ہے مری منّتِ اخفاء کرتے

بدون تعلق مع اللہ زندگی مشکل

ترے غم کے سوا ممکن نہیں تھا
گزرتے دن مری جانِ حزیں کے

شانِ قلب اہل اللہ

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے
اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے

تکالیف راہِ سُلوک کے ثمرات

جفائیں سہہ کر دُعائیں دینا یہی تھا مجبورِ دل کا شیوہ
زمانہ گزرا اسی طرح سے تمہارے در پر دلِ حزیں کا
نہیں خبر تھی مجھے یہ اخترؔ کہ رنگ لائے گا خوں ہمارا
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا
دیکھیے کیا رنگ لاتا ہے شہیدوں کا لہو
اس کی رحمت سے ملے مجھ کو مرا جام و سبو

قربِ سجدہ

مجھ کو جینے کا سہارا چاہیے غم تمہارا دل ہمارا چاہیے
بحرِ اُلفت کا کنارا چاہیے در تمہارا سر ہمارا چاہیے

www.khanqah.org

میری ویرانی

گو ہوں گلِ افسردہ و متروکِ عنادل
لیکن ہیں عیاں مجھ سے ہی اسرار چمن کے

تعمیر از دست و عنایتِ حق بعد از ویرانی در راہِ حق

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مُبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

سوختہ جاں اہل اللہ کے فیوض

رودادِ زندگی کسی خانہ خراب کی
ویرانۂ حیات کی تعمیر کر گئی

علاجِ غمِ ہجراں

تلخیٔ شامِ غمِ ہجراں سے گھبراتا ہے دل
آہ مری آہِ سحر تجھ سے بہل جاتا ہے دل
صفحۂ ہستی پہ میرے ایسے افسانے بھی ہیں
اُف تصوّر سے بھی جن کے منہ کو آجاتا ہے دل
لاکھ شمعیں جل رہی ہیں ہر طرف اختؔر مگر
وہ نہیں تو روشنی میں تیرگی پاتا ہے دل

آثارِ تجلّیات اور آہِ بے نوا

اپنا جہاں دکھا کے یوں محوِ جمال کر دیا
میری نظر میں یہ جہاں خواب وخیال کر دیا
عالمِ ہجر کو مرے تو نے وصال کر دیا
یعنی ہماری آہ کو واقفِ حال کر دیا
میرا پیام کہہ دیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے مری آہِ بے نوا ! تُو نے کمال کر دیا

آہِ دل

یہی آہِ دل دل کو گرما رہی ہے
محبت کی تکمیل فرما رہی ہے
مری آہ کی کچھ خبر لا رہی ہے
صبا آج با چشمِ تر آرہی ہے
مری چشم تر خون برسا رہی ہے
جہاں بھی کہیں سنگ در پارہی ہے
مُبارک تجھے اے مری آہِ مضطر
کہ منزل کو نزدیک تر لارہی ہے

دردِ دل

نہیں معلوم تھا پہلے کہ سینے میں کہاں دل ہے
نشانِ دل بتایا مجھ کو تیرے دردِ پنہاں نے

عبرت

مرے دوستو سنو غور سے یہ صدائے اختر بے نوا
نہ ہو ذکرِ حق نہ ہو فکرِ حق تو یہ جینا جینا حرام ہے

شان سوختہ جان عارف

تجھ سے روشن ہیں جہانِ درد کے شمس و قمر
اے امامِ دردِ دل اے رہبر دردِ جگر

نیندِ پُر سکون از فیضانِ ذکر

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
تیرے کرم نے گود میں لے کر سُلا دیا

کرامتِ عشق

معذور تھا ضمیر کے اظہار سے لیکن
مجمع میں تیرے درد نے پہروں رُلا دیا

لذّتِ تعلق مع اللہ

گرچہ میں دور ہو گیا لذّتِ کائنات سے
حاصلِ کائنات کو دل میں لیے ہوئے ہوں میں

لذّتِ تلاوت

لذّتِ دوجہاں ملی اس کے کلام سے مجھے
اس کے قرین بیٹھ کر راحتِ دوجہاں ملی

لذّتِ ذکر

دل کی گہرائی سے ان کا نام جب لیتا ہوں میں
چومتی ہے میرے قدموں کو بہارِ کائنات

ظاہری شکستہ حالی اور باطنی دولت

قطرہ کا بھی محتاج سمجھتی تھی جنہیں خلق
دل میں ہیں مگر عیش کا دریا لیے ہوئے

علاج ذوق حُسن بینی

نہیں علاج کوئی ذوق حُسن بینی کا
مگر یہی کہ بچا آنکھ بیٹھ گوشہ میں
اگر ضرور نکلنا ہو تجھ کو سوئے چمن
تو اہتمام حفاظتِ نظر ہو توشہ میں

www.khanqah.org

قُرب از مجاہداتِ حزن و غم

گزرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

بربادی عشقِ مجازی

ہر عشقِ مجازی کا آغاز بُرا دیکھا
انجام کا یااللہ کیا حال ہوا ہوگا

جمع ضدین خوشی و غم

عجیب مظہر اضداد ہیں ترے عاشق
خوشی میں روتے ہیں اور غم میں مسکراتے ہیں

موت کا کارنامہ

آکر قضا باہوش کو بے ہوش کر گئی
ہنگامۂ حیات کو خاموش کر گئی

انجام عشقِ مجازی اور عشقِ حقیقی

جہانِ رنگ و بو میں رنگ گوناگوں کا منظر تھا
مگر ہر اہلِ رنگ و بو کا حالِ رنگ ابتر تھا
نظامِ رنگ و بو سے ہو کے جو مافوق جیتا تھا
اسی مستِ خدا کا رنگ ہر دم رنگ خوشتر تھا

زندگی کیسے گزری؟

زندگی کا ہر ایک لمحہ گزارا ہم نے
آپ کے نام کی لذّت کا سہارا لے کر

زاہدِ خشک

زاہد سے کیا سنوں میں محبت کی داستاں
الفاظ خشک میں ہے نہاں سرِّ غم کہاں

جنّت دُنیا ہی میں

تری ہر طاعتوں سے لطفِ جنّت زندگی میں ہے
خلش حاصل جو تیرے غم کی میری بندگی میں ہے

دل کے خورشید و قمر

اے خدا تجھ سے ہی روشن ہیں ہمارے رات دن
اے ہماری کائناتِ دل کے خورشید و قمر

غم میں بھی بے غم رہا

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
اُن کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

دولتِ عاشق

سرد آہیں کبھی گریہ کبھی نالہ وفغاں
دولتِ عاشق مسکین اسی کو کہتے ہیں

رضائے حق کے لیے شکستِ آرزو اور خونِ آرزو کا مقام

بپاسِ خاطرِ دیوانہ مے آتی ہے جنّت سے
یہی انعام ہے نہلا اُٹھے جو ہم خونِ حسرت سے

ہر خونِ آرزو کا صلہ یہ ملا مجھے
ان کے کرم نے گود میں لے کر اُٹھالیا

تونے ان کی راہ میں طاعت کی لذّت بھی چکھی
ہاں شکستِ آرزو کا بھی مقامِ قرب دیکھ

سر فروشی جاں فروشی دل فروشی سب سہی
پی کے خونِ آرزو پھر کیفِ جامِ قرب دیکھ

نامرادی ہم مرادِ دلبر ست

کون کہتا ہے بامرادی کا
عشق ہے نام نامرادی کا

وہ نامراد کلی گرچہ ناشگفتہ ہے
مگر وہ محرمِ رازِ دلِ شکستہ ہے

عاشقوں پر طعنے

انعامِ اہلِ درد سے پاتا رہا ہوں میں
اور اہلِ عیش بس مجھے طعنے دیا کیے

طوفانِ غم کا آسرا

بحرِ طوفان غم ہے مخالف ہوا
میری کشتی کا ہے تو ہی بس ناخدا
تیرے دریائے رحمت کا ہے آسرا
ورنہ اخترؔ ہے اعمال سے بے نوا

فنائے تجویز پر انعامِ تفویض

شامِ غم بن گئی صبحِ گلشن
یہ ہے تفویض کا فیضِ روشن

عشق کی بے زبانی

ہے زباں خاموش اور آنکھوں سے ہے دریا رواں
اللہ اللہ عشق کی یہ بے زبانی دیکھیے

تعریفِ خانقاہ

اہلِ دل کے دل سے نکلے آہ آہ
بس یہی اخترؔ ہے اصلی خانقاہ

گناہ کی ظلمت و نحوست

یہ کائنات اسے تنگ تھی بایں وسعت
کوئی حیات جو اس کے عتاب سے گزری

مقامِ دُعا بحالتِ اضطرار

ہائے کیا جانے وہ آہوں کی نزاکت کی لچک
جس نشیمن پہ نہ ہو برقِ حوادث کی چمک

نعرۂ مستانہ

پھر نعرۂ مستانہ ہاں اے دلِ دیوانہ
زنجیرِ علائق پر اِک ضرب ہو رندانہ

پھر اشکِ بداماں ہو پھر چاک گریباں ہو
پھر صحرا نوردی کا دُہرا کوئی افسانہ

گر اہلِ دل کی صحبت پا جائے کوئی اخترؔ
ہو خاک تن سے ظاہر مخفی کوئی خزانہ

اہل اللہ کی صحبت

مری زندگی کا حاصل مری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا

یہ تری عطا ہے یارب یہ ترا ہے فضل پنہاں
مرا نالۂ ندامت ترے سنگِ در پہ کرنا

www.khanqah.org

مجھے کچھ خبر نہیں تھی ترا درد کیا ہے یارب
ترے اولیاء سے سیکھا ترے سنگِ در پہ مرنا
مرا ہر خطا پہ رونا ہے یہی مری تلافی
تری رحمتوں کا صدقہ مرا جُرمِ عفو کرنا
کسی اہلِ دل کی صحبت جو ملی کسی کو اخترؔ
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

مطلع خورشید قربِ خداوندی

وہ سُرخیاں کہ خونِ تمنّا کہیں جسے
بنتی شفق ہیں مطلعِ خورشید قرب کی

دنیائے بے ثبات

دھوکا نہ دے مجھے کہیں دنیائے بے ثبات
آئی خزاں ہے رنگِ بہاراں لیے ہوئے

تربیتِ باطنی از عبور وادیٔ حسرت

اس نے جب وادیٔ حسرت سے گزارا مجھ کو
ہر بُنِ مو سے مرے خون کا دریا نکلا

صدمہ و غم میں تبسُّم کی مثال

صدمہ و غم میں مرے دل کے تبسّم کی مثال
جیسے غنچہ گھرے خاروں میں چٹک لیتا ہے

نعمتِ دردِ دل ودیعتِ ازلی

وہی اک تیر لگا تھا جو ازل میں دل پر
آج تک درد وہ رہ رہ کے کسک لیتا ہے

حق تعالیٰ کی محبّت کا غم

غارت گرِ حیات سمجھتی تھی کائنات
میری نظر میں غم ترا جانِ حیات ہے

اہل اللہ کی صحبت کا انعام استقامت ہے

ہاں وہ درِ میخانہ تو کھلتا ہے آج بھی
پیمانۂ رحمت تو چھلکتا ہے آج بھی
وہ درد جو ارواح کی کلیوں کو ملا تھا
ہر چاک گریباں سے مہکتا ہے آج بھی
جو مست ہوا مرشدِ کامل کی نظر سے
سو بار بھی گر گر کے سنبھلتا ہے آج بھی
وہ جامِ محبت ترا نایاب نہیں ہے
سینوں سے اہلِ درد کے ملتا ہے آج بھی

تلاشِ دیوانۂ حق

سینے میں ہو جو درد کا نشتر لیے ہوئے
صحرا و چمن دونوں کو مضطر کیے ہوئے
یارب ترے عشاق سے ہو میری ملاقات
قائم ہیں جن کے واسطے یہ ارض و سماوات
کچھ راز بتا مجھ کو بھی اے چاکِ گریباں
اے دامنِ تر اشکِ رواں زلفِ پریشاں
ہے کِس نگہِ پاک کا تیرے جگر میں تیر
اک خلق ہوئی جاتی ہے جس درد کی اسیر

www.khanqah.org

تیرے چمن کو کیسے اُجاڑے گی وہ خزاں
جو خود ہی تیرے فیض سے ہے رشکِ گلستاں
پا جاتا ہوں جب آشنائے دردِ جگر کو
کرتا ہوں فاش رابطۂ شمس و قمر کو

دل کا مصرفِ حقیقی

ظالم ہے عدل کے خلاف غیر کو دل دیا اگر
جس نے دیا ہے دل تجھے دل کو فدا اُسی پہ کر

خطرۂ جوانی

سنبھل کر رکھ قدم اے دل بہارِ حُسنِ فانی میں
ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحرِ جوانی میں
ہزاروں حسن کے پیکر لحد میں دفن ہوتے ہیں
مگر عشاقِ ناداں مبتلا ہیں خوش گمانی میں

داستانِ دردِ عشق

ہر شاخ سے لپٹ کر روتی ہے کوئی چڑیا
دیکھا ہے جب سے اپنا جلتا ہوا نشیمن

قرب از حُزنِ غیر اختیاری

وہ زندگی حرم کی کبھی پاسباں نہ تھی
جس زندگی میں غم کی کوئی داستاں نہ تھی

متاعِ زندگی

غمِ پنہاں متاعِ زندگی ہے
رُموزِ عاشقی و بندگی ہے

آہ کی تاثیر

اب عشق میں ان کی خاطر ہم آنکھوں سے لہو برسائیں گے
جب دل سے انہیں ہم چاہیں گے وہ خود ہی کرم فرمائیں گے

کیوں آہ میں کچھ تاثیر نہیں کیا عشق کا دل میں تیر نہیں
جب نور نہیں خود ہی دل میں منبر پہ وہ کیا برسائیں گے

جائیں گی کبھی آہیں دل کی بالائے فلک تا عرشِ بریں
یہ دردِ محبت کے نالے کچھ رنگ تو اپنا لائیں گے

جب شمعِ محبت دل میں لیے محفل میں ہو کوئی صاحبِ ضو
پھر عشقِ خدا کے پروانے خود اڑ کے وہاں آجائیں گے

بلبل کو نہ تُو کر اے ناداں پابندِ سکوت و خاموشی
جب اس کو چمن یاد آئے گا نالے بھی لبوں تک آئیں گے

تم لاش کو میری غسل نہ دو بس خون میں لتھڑی رہنے دو
کل خونِ شہادت میں لتھڑا یہ جسم اُنہیں دکھلائیں گے

اخترؔ کو جو تو نے دولتِ غم بخشی ہے بہ فیضِ پیرِ ہُدیٰ
اُمید ہے تجھ سے بار خدا اس درد کا درماں پائیں گے

ساقیٔ ازل کا فیض

کسی کی یاد میں ہے مضطرب جانِ حزیں ساقی
گریباں چاک ہے اشکوں سے تر ہے آستیں ساقی

عجب لذّت تری آغوشِ رحمت میں ملی دل کو
نہیں اٹھتی ہے تیرے سنگِ در سے اب جبیں ساقی

مقامِ قرب کی عظمت اگر کر دے عیاں دل پر
مجھے پھر منّ و سلویٰ ہو مری نانِ جویں سَاقی

www.khanqah.org

بفیضِ عشق تیری یاد میں یہ حال ہے دل کا
مرے اشکوں سے تر ہے آج تیری سرزمیں ساقی
عبث کرتا ہے ناصح مجھ کو تعلیمِ جہاں داری
مجھے جب ہوش اپنا ہی یہاں باقی نہیں ساقی
کہاں اخترؔ کہاں یہ ذکرِ جامِ جم سبو و مینا
کرم ہے تیرا ورنہ میں کسی لائق نہیں ساقی

تجلّیاتِ قرب

اگر صاحبِ عرش جلوہ دکھائے
تو سینے میں پھر کون دل اپنا پائے
جو وسعت میں ارض وسما کے نہ آئے
کرم ہے مرے دل کو مسکن بنائے
نہ چھیڑو کسی غم کے مارے ہوئے کو
دُکھے دل کو ناحق کوئی کیوں ستائے
ہو آزاد فوراً غمِ دو جہاں سے
ترا ذرۂ غم اگر ہاتھ آئے
یہ گل اور بُلبل کے قصّے نہیں ہیں
مری آہِ دل ہے یقیں جس کو آئے
ترے غم کی طالب ہے پروانہ فطرت
مگس کو مگر یہ کہاں راس آئے
عجب درد میں ان کی لذّت ہے اخترؔ
مبارک جسے اُن کا غم ہاتھ آئے

www.khanqah.org

چند اشعار فارسی

از مؤلف

صحبتِ اہل اللہ

میسر چوں مرا صحبت بجانِ عاشقاں آید
ہمیں بینم کہ جنّت برزمیں از آسماں آید

ترتیب اثرِ ذکر

نورِ حق از ذکرِ حق در جاں رسد
از زباں در دل ز دل تا جاں رسد

تعلق مع اللہ

جانِ خود با ذاتِ حق آویختہ
دردِ دل اندر دُعا آمیختہ

تعریف اہلِ دل

اہلِ دل آنکس کہ حق را دل دہد
دل دہد اورا کہ دل را می دہد

قیمتِ اشکِ ندامت

قطرۂ اشکِ ندامت در سجود
ہمسری خونِ شہادت می نمود

مقامِ گریہ

ہر کجا گرید بہ سجدہ عاشقے
آں زمیں باشد حریم آں شہے

بہارِ مجاہدات

از حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

تلخیِ شامِ غمِ ہجراں سے گھبراتا ہے دل
آمری آہِ سحر تجھ سے بہل جاتا ہے دل

اپنی ہر اک آہ سے گو خود جلا جاتا ہے دل
پھر نہ جانے آہ کیوں پیہم کیے جاتا ہے دل

جب بہارِ قربِ پیہم آہ سے پاتا ہے دل
خوں بہائے خونِ دل ہر آہ کو پاتا ہے دل

غم پہ جب کچھ اختیار اپنا نہیں پاتا ہے دل
ہر نفس دستِ طلب اُس در پہ پھیلاتا ہے دل

صفحۂ ہستی پہ میرے ایسے افسانے بھی ہیں
اُف تصوّر سے بھی جن کے منہ کو آجاتا ہے دل

آرزوئے دل کو جب زیر و زبر کرتے ہیں وہ
ملبۂ دل میں ان ہی کو میہماں پاتا ہے دل

لاکھ شمعیں جل رہی ہیں ہر طرف اختؔر مگر
وہ نہیں تو روشنی میں تیرگی پاتا ہے دل

نالۂ غمناک دریادِ مرشد پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

نظم کنندہ: احقر اختر عفا اللہ عنہ

یہ کس کا جنازہ لے کر ہم پاپوش[۱۳۳] نگر کو جاتے ہیں
یہ کس کی جدائی سے زخمی ہم قلب و جگر کو پاتے ہیں

کس رشکِ قمر کو دفنانے ہم دل کو سنبھالے جاتے ہیں
سینوں سے کلیجے خوں ہو کر کیوں منہ کو ہمارے آتے ہیں

لمحاتِ گزشتہ صحبت کے جب دل کو مرے یاد آتے ہیں
اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے اور نالے فلک تک جاتے ہیں

صحبت میں تمہاری اے مرشد اک عمر ہماری گزری ہے
اب آج ہمارے وہ لمحے یاد آ کے ہمیں تڑپاتے ہیں

الطاف تمہاری صحبت کے اب آہ کہاں ہم پائیں گے
دنیا ہی اندھیری ہے ہم کو گھبرا کے جدھر بھی جاتے ہیں

اک دن وہ ہمارا تھا اختؔر صحبت میں ہم ان کی رہتے تھے
اب آہ جدائی کے غم میں آنکھوں سے لہو برساتے ہیں

۱۳۳؎ پاپوش نگر کے قبرستان میں بالکل صدر دروازے کے پاس جنوبی جانب حضرت والا مدفون ہیں اور ساتھ ہی مولانا شبیر علی صاحب مرحوم حضرت شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے شرقی جانب مدفون ہیں اور اسی احاطے میں جنوبی جانب حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت والدہ صاحبہ اور حفیظ اللہ لاری مرحوم مدفون ہیں۔

www.khanqah.org

نالۂ غم بہ یاد حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

مرا جانِ بہاراں سو گیا مرقد میں جب اے دل
بھلا اب تا قیامت کیا بہارِ وصل آئے گی
مرے محبوب مرشد تم کو کیا ہم بھول جائیں گے
ہماری جاں تمہاری یاد میں آنسو بہائے گی
ذرا سی دیر کو تیری توجّہ تام ہو جائے
مری جاں دردِ مہجوری کا افسانہ سنائے گی
تمہارے لطف کی باتیں ہمیں سب یاد آتی ہیں
جدائی تیری اخترؔ کو قیامت تک رُلائے گی

فریادِ اختر در یادِ دلبر

یہ نظم چھتاری منزل علی گڑھ میں لکھی تھی جب احقر حضرت اقدس پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ وہاں مہمان تھا۔

رہوں روز و شب گرچہ باغِ ارم میں
وہ دونوں جہاں دیں عموم کرم میں
کروں عیش گو ہر طرح کی نِعَم میں
عطا ہفت اقلیم ہو ہر قدم میں

مرے دل میں تیرا اگر غم نہیں ہے
تو یہ ساری راحت کم از سم نہیں ہے
بہت خوش نما ہیں یہ بنگلے تمہارے
یہ گملوں کے جھرمٹ یہ رنگیں نظارے

www.khanqah.org

ارے جی رہے ہیں یہ کس کے سہارے
کہ مرنے سے ہو جائیں گے سب کنارے

اگر قربِ جانِ بہاراں نہیں ہے
یہ ننگِ خزاں ہے گلستاں نہیں ہے

تم ہی سے ہے جنّت بھی جنّت ہماری
نہ ہو تم تو جنّت میں بھی ہوں میں ناری

محبت کی دل پر لگے ضرب کاری
مری کامیابی کی آجائے باری

مری جاں کا کوئی سہارا نہیں ہے
بجز تیرے کوئی ہمارا نہیں ہے

یہ ہے عشق میں امتحاں کس بشر کا
بنائے ذبیحہ جو اپنے پسر کا

پدر سے ہے اعجاز قلب و جگر کا
پسر سے ہے اعجاز تسلیم سر کا

ترے حکم پر کیا گوارا نہیں ہے
کوئی تجھ سے بڑھ کر پیارا نہیں ہے

ترے عشق کے غم کا ادنیٰ اثر ہے
کہ جاں سر بکف زیر تیغ و تبر ہے

بکوئے ملامت کوئی دربدر ہے
بشوقِ شہادت کوئی دار پر ہے

www.khanqah.org

اگر آپ کا غم ہمارا نہیں ہے
مجھے ہر دو عالم گوارا نہیں ہے

ملائک ز خونِ شہیدانِ ملت
محبت کی ہمت سے ہیں محوِ حیرت

کہا تھا کہ مفسد بشر کی ہے فطرت
ولے شادباش اے جنونِ محبت

ترے غم سے بڑھ کر کوئی غم نہیں ہے
بشر سے یہ اعجازِ غم کم نہیں ہے

بہت سے سلاطیں ہوئے گھر سے بے گھر
دِلوں میں جب ان کے کیا عشق نے گھر

مزہ ان کو آیا جو اس سنگ در پر
تو پایا فقیری کو شاہی سے بہتر

وہ دل جس میں جلوہ تمہارا نہیں ہے
وہ دل سب کا ہو پر تمہارا نہیں ہے

کبھی توبہ آہ و فغاں رو رہا ہوں
کبھی دل ہی دل میں نہاں رو رہا ہوں

کبھی اک خلش سی محض پا رہا ہوں
کبھی خون آنکھوں سے برسا رہا ہوں

ترے غم کا جو ہائے مارا نہیں ہے
کسی کا وہ ہو پر تمہارا نہیں ہے

www.khanqah.org

خون کا سمندر

از اختؔر عفا اللہ عنہ

(یہ نظم کراچی میں لکھی گئی ۱۳۹۲ھ میں)

عارفاں زانند ہر دم آ منوں
کہ گزر کردند از دریائے خوں

(رومیؔ رحمۃ اللہ علیہ)

سنو داستان مضطر ذرا دل پہ ہاتھ رکھ کر
یہ لہولہاں کا منظر مرا سر ہے زیرِ خنجر
مرے خوں کا بحرِ احمر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

میں کلی ہوں ناشگفتہ مری آرزو شکستہ
میں ہوں ایک ہوش رفتہ مرا دردِ راز بستہ
مری حسرتوں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مرے دل میں غم نہاں ہے مری چشم خوں فشاں ہے
مرے لب پہ وہ فغاں ہے کہ فلک بھی نوحہ خواں ہے
مری بے کسی کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

یہ تڑپ تڑپ کے جینا لہو آرزو کا پینا
یہی میرا جام و مینا یہی میرا طور سینا

www.khanqah.org

مری وادیوں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مری آہ کا اثر ہے — مرے درد کا ثمر ہے
کہ جہاں بھی سنگ در ہے — مرے آنسوؤں سے تر ہے

مری عاشقی کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مرا غمزدہ جگر ہے — مری چشم چشم تر ہے
مرا ابحر خوں سے تر ہے — مرا بَرلہو سے تر ہے

مرے بحر و بر کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

وہ جو خالقِ جہاں ہے — وہی میرا راز داں ہے
مرا حال خود زباں ہے — مرا عشق بے زباں ہے

کسی بے زباں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مری فکر لامکاں ہے — مرا درد جاوداں ہے
مرا قصہ دلستاں ہے — مری رگ سے خوں رواں ہے

مرے خون کا سمندر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

دلائل توحید ووجود باری تعالیٰ

منظوم

(از اختؔر عفا اللہ عنہ)

اے خدا اے خالق کون و مکاں
ہے تری تعریف سے قاصر زباں

تو نے ہم کو اشرف الخلقت کیا
قطرۂ ناپاک سے انساں کیا

آب و گل پر یہ تری صورت گری
فہم سے باہر ہے یہ صنعت گری

ماں تھی تیری صنعتوں سے بے خبر
بن رہا تھا پیٹ میں اس کے بشر

ہاتھ کس کا کام کرتا ہے وہاں
جز ترے دستِ کرم اے شاہِ جاں

کارنامے دستِ قدرت کے ترے
نو مہینے بعد ظاہر ہوگئے

وہ جو کل اک نطفۂ بے جان تھا
لے کے نکلا جسم وہ انسان کا

آفریں بردستِ قدرتِ کاملہ
آفریں بردستِ قدرتِ غالبہ

ہاتھ کو تیرے نہیں ہم دیکھتے
پَر ہیں مصنوعات تیری سامنے

تا کہ خلقت یہ کرشمہ دیکھ کر
لائے ایماں تجھ پہ اے ربّ البشر

اللہ اللہ ایں چہ نیکو داوری
از منی مردہ بت خوب آوری

خاک کو اڑتا فضا میں دیکھ کر
لاتے ہیں ایماں ہوا پر بے خطر

عقل استدلال کرتی ہے وہیں
بے ہوا یہ خاک اڑسکتی نہیں

پھول کی خوشبو جہاں پاتے ہیں ہم
بر وجود گُل یقیں لاتے ہیں ہم

عقل استدلال کرتی ہے وہیں
ہو نہ ہو یاں پھول مخفی ہے کہیں

پھول کی خوشبو کو بن دیکھے ہوئے
ہم یقیں کرتے ہیں اس پر عقل سے

جب کماں سے تیر پرّاں ہوگیا
تیر ظاہر اور کماں مخفی ہوا

عقل استدلال کرتی ہے وہیں
بے کماں یہ تیر اڑ سکتا نہیں

تیر اڑتا ہے ہوا میں جب کہیں
ہے پسِ پردہ کماں بھی بالیقیں

ایک چیونٹی رات میں آہستہ سے
چل رہی تھی دانۂ گندم لیے

دانۂ گندم کی حرکت تھی عیاں
چیونٹی تھی ظلمتِ شب میں نہاں

یہ جو حرکت دانۂ گندم کی ہے
جان لو تم چیونٹی کی حرکت سے ہے

جان مخفی ہے نظر سے بالیقیں
پر علامت سے کیا اس پر یقیں

یعنی کہتے ہیں سبھی انساں یہی
حرکتِ تن حرکتِ جاں سے ہوئی

صد ہزاراں یہ نظائر غیب کے
اے خدا شاہد ہیں تیری ذات کے

تاکہ پہچانیں تجھے تیرے عباد
یؤمنوں بالغیب سے ہوں شاد باد

تاکہ بندوں پر کرے حجت تمام
تا نہ ہو اِتمامِ حجت تشنہ کام

یہ مہ و خورشید یہ ارض و سما
جز ترے کس نے انہیں پیدا کیا

ہے کوئی مخلوق جو دعویٰ کرے
ہم نے یہ ارض و سما پیدا کیے

چاندسورج کی یہ خوش رفتاریاں
ہیں یہ کس کے حکم سے جاری یہاں

تو نے یہ پیدا کیا سارا جہاں
اپنے بندوں کے لیے اے شاہِ جاں

اور بندوں کو چنا اپنے لیے
اپنی طاعت اور اُلفت کے لیے

www.khanqah.org

نظم تقریر اثباتِ قیامت

(از اختؔر عفا اللہ عنہ)

نوٹ: حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر ”اثباتِ قیامت“ پر کانپور میں ہوئی تھی اس کو وہیں احقر نے منظوم کر دیا تھا جس کو حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پسند فرمایا تھا۔

قیامت کے منکر ذرا غور تو کر
کہ پیدا ہوا ہے تو دنیا میں کیوں کر

ورق تو الٹ خلقِ اوّل کا ناداں
نہ خود پر گماں کر یہ ہے کارِ یزداں

ترا یہ وجودِ مجسم کہاں تھا
ترا مادّہ منتشر تھا نہاں تھا

جو کھاتے تھے ماں باپ شام و سحر میں
وہ پھیلے تھے ہند و عرب بحر و بر میں

غذاؤں پہ آثار شمس و قمر کے
ہواؤں کے جھونکے وہ شام و سحر کے

گزرتا تھا پودوں میں پانی جدھر سے
وہ مخلوط تھا معدنوں کے اثر سے

غرض سارے ذرّاتِ تولیدِ آدم
کہاں تھے یہ ماں باپ میں یوں منظم

جو ذرّہ ترا تھا نہاں جس غذا میں
غذائیں وہ حاضر تھیں علمِ خدا میں

وہ اقصائے عالم سے آئے سمٹ کر
نہیں جاسکا کوئی ذرہ بھی ہٹ کر

کھلایا انہیں تیرے ماں باپ کو جب
اکٹھے ہوئے تیرے ذرّات بھی سب

بنایا اسے خون پھر اس سے نطفہ
ہوا بطنِ مادر میں جاکر وہ علقہ

پھر علقہ سے مضغہ پھر اس سے بنا کیا
بتاؤں میں صنعت گری اس کی کیا کیا

جو بخیے کیے اس نے اس آب و گل میں
سمجھ سے ہے باہر یقیں کر لے دل میں

غرض بطنِ مادر میں نو ماہ رہ کر
نکل آیا دنیا میں انسان بن کر

وہ جس نے کیا شکمِ مادر سے پیدا
ہے قادر کرے قبر سے پھر وہ پیدا

www.khanqah.org

تری قبرِ اوّل جو تھی شکمِ مادر — وہ ہے قبرِ ثانی کی تشریح یکسر
ترا خلقِ اوّل تھا مشکل کہ ثانی — تو خود فیصلہ کر بایں راز دانی
تو خود ہے مجسّم دلیلِ قیامت — اس انکار پر ہوگی تجھ کو ندامت

قیامت کا دن منتہائے عمل ہے
جزائے عمل ہے سزائے عمل ہے

اصلاح کا آسان نسخہ

مجوزہ حکیم الامّت حضرت مولانا تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ اقتباس از وعظ ”ملت ابراہیم“

(نوٹ) خانقاہ تھانہ بھون میں حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے یہ نظم احقر نے لکھی تھی اور مہتمم خانقاہ شریف حضرت مولانا ظہور الحسن صاحب مدظلہٗ نے اس کو بعد نمازِ عشاء پڑھ کر سنایا، حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اور سب حضرات نے بہت پسند کیا۔ (اختر)

مخاطب ہے میرا وہ گم کردہ راہ — جسے یاس نے کردیا ہو تباہ
جسے آہ ہمت دوا کی نہ ہو — سکت جس میں پرہیز کی بھی نہ ہو
وہ مایوس بندہ یہ مثردہ سنے — بڑے عارفِ حق کا نسخہ سنے
وہ جو تھے مجدد و غوثِ زماں — وہ تھانہ بھون کے حکیمِ زماں
رہے عشقِ حق میں شب و روز مست — ہمیشہ رہا نبضِ امت پہ دست
ہوا ہر گرفتارِ آزارِ سخت — تری صحبتِ پاک سے نیک بخت
جنہیں رات دن فکر ملت کی تھی — بڑی فکر اصلاح امت کی تھی
وہ مولائے اشرف علی شاہِ دیں — دکھاتے رہے عمر بھر راہِ دیں
ان ہی کا یہ نسخہ ہے اصلاح کا — خدا سے فقط ہے وہ الحاح کا

www.khanqah.org

ہے نسخہ بہت سہل و آسان سا ۔۔۔ کرے نفسِ بد کو جو بے جان سا
وضو کر کے دو رکعتیں تم پڑھو ۔۔۔ نیت اس میں توبہ کی پہلے کرو
دعا کے لیے ہاتھ کو پھر اٹھا ۔۔۔ خدا سے تو رو کر کرے التجا
الٰہی گنہ گار بندہ ہوں میں ۔۔۔ سراپا بُرا اور گندہ ہوں میں
بہت سخت مجرم کمینہ ہوں میں ۔۔۔ گناہوں کا گویا خزینہ ہوں میں
نہ قوت گناہوں سے بچنے کی ہے ۔۔۔ نہ ہمت عمل نیک کرنے کی ہے
ترا ہو ارادہ اگر اے کریم ۔۔۔ تو ہو پاک پل میں یہ بندہ لئیم
تو ہی غیب سے کوئی سامان کر ۔۔۔ گناہوں سے بچنے کو آسان کر
ارادے مرے نیک اعمال کے ۔۔۔ حوالے ہوئے نفس کی چال کے
اگر تیری توفیق ہو چارہ گر ۔۔۔ تو پھر نفس و شیطاں سے کیا مجھ کو ڈر
میں بندہ ترا ہوں محض نام کا ۔۔۔ بنا دے کرم سے مجھے کام کا
تلوّن مزاجی مری ختم کر ۔۔۔ مرے عزم کو تو عطا جزم کر
عطا کر مجھے ذرّۂ دردِ دل ۔۔۔ ترا درد ہو جائے یہ آب و گِل
رہِ غیب سے کر مری رہبری ۔۔۔ تری بندگی سے ہو عزت مری
دکھا غیب سے مجھ کو راہِ نجات ۔۔۔ پلا اپنے مردے کو آبِ حیات
کرم سے خطاؤں کو تو عفو کر ۔۔۔ گناہوں کے انبار کو محو کر
یقیناً گنہ مجھ سے ہوں گے ضرور ۔۔۔ کرالوں گا پھر عفو اپنا قصور
غرض روز اس طرح اقرار ہو ۔۔۔ ندامت کا ہر روز اظہار ہو
عجب کیا بہت جلد ان کا کرم ۔۔۔ ہدایت کا سامان کردے بہم
عطا کردے قوت تجھے غیب سے ۔۔۔ ہو نصرت تری پردۂ غیب سے

www.khanqah.org

نہ بٹّہ لگے گا تری شان میں
نہ فرق آئے گا کچھ تری آن میں

اگر جسم تیرا ذرا ہو علیل
حکیموں کی سنتا ہے تو بے دلیل

دوا تلخ سے تلخ پیتا ہے تو
خوشامد طبیبوں کی کرتا ہے تو

مداوائے تن میں تو تُو چست ہے
مگر فکرِ ایماں میں کیوں سست ہے

تری عقل دنیا میں کیا کر گئی
مگر دین میں وہ کہاں مرگئی

نہ خود اپنی جو فکرِ درماں کرے
خدا کیا ہدایت کو چسپاں کرے

بڑے شرم کی بات ہے دوستو!
کہ اتنی بھی ہمت نہ تم کرسکو

اگر یوں ہی غفلت میں گزری حیات
نتیجہ بُرا ہوگا بعد الممات

ہو سہل اس سے صورت کوئی آہ کیا
بھلا اس سے آسان ہو راہ کیا

ترغیبِ عمل برائے شعرائے بے عمل

دنیائے دوں ہے خوابِ پریشاں لیے ہوئے
سرمستِ عشق ہے غمِ جاناں لیے ہوئے

حاضر ہوں سربکف سرمیداں لیے ہوئے
ہر رگ ہے جوشِ خونِ شہیداں لیے ہوئے

پروانۂ الفت تو جلے شمع پہ لیکن
جلتی ہے شمع آہ غریباں لیے ہوئے

برباد زندگی جو تھی عشقِ مجاز میں
آئی ہے موت مژدۂ حرماں لیے ہوئے

www.khanqah.org

معلوم ہو گی عارض و گیسو کی حقیقت
ناداں مگن ہیں خار مغیلاں لیے ہوئے

غافل ہے آخرت سے اگر خبط شاعری
بے کار خوش ہیں داد کا ساماں لیے ہوئے

قرآں میں اجازت ہے اگر شعر و سخن کی
اعمال نیک ذکر اور ایماں لیے ہوئے

کوئی بھی ہو جو سیرتِ نبوی سے دور ہو
اک جانور ہے صورتِ انساں لیے ہوئے

دھوکا نہ دے کہیں مجھے دنیائے بے ثبات
آئی خزاں ہے رنگِ بہاراں لیے ہوئے

احساس سخت کوششِ الفاظ ہیچ ہے
جب تک نہ ہو عمل کا بھی پیماں لیے ہوئے

مد نظر ہے شاعری اخترؔ نہیں مجھے
کہتا ہوں میں ہدایت قرآں لیے ہوئے

مُناجات بدرگاہ قاضِی الحاجات

(از اخترؔ عفا اللہ عنہ)

اے خدا اے خالقِ کون و مکاں — ہے تری تعریف سے قاصر زباں
تو نے یہ پیدا کیا سارا جہاں — اپنے بندوں کے لیے اے شاہِ جاں
اور بندوں کو چنا اپنے لیے — اپنی طاعت اور اُلفت کے لیے
اے خدائے پاک ربِّ بے نیاز — اپنے بندوں کا ہے تو ہی کار ساز

www.khanqah.org

صدقہ تیری رحمتِ ذخّار کا — صدقہ تیرے سیّدِ الابرارؐ کا
صدقہ سب اصحاب کا اور آل کا — صدقہ کل اقطاب کا ابدال کا
صدقہ اس اُمت کے ہر نبّاض کا — صدقہ میرے مرشدِ فیّاض کا
اے خدائے پاک اپنے فضل سے — چُن لے مجھ کو آخرت کے واسطے
اے خدائے پاک اے ربُّ العباد — تیرے ہی محتاج ہیں سارے عباد
ہم نے گو گستاخیاں کیں راہ میں — گو گرے ہم معصیت کے چاہ میں
اب ہیں لیکن اشکبار و شرمسار — اپنے کرتوتوں پہ اے پروردگار
تیری رحمت سے ہمارا انفعال — ہو قبول بارگاہِ ذوالجلال
کر نہ واپس تو مجھے دربار سے — ہوں میں بہرہ ور تری سرکار سے
جس کو چاہے تو کرے اپنا ولی — تو نہیں پابند فن کا اے غنی
جوش میں آئے جو دریا رحم کا — گبرِ صد سالہ ہو فخرِ اولیاء
صدقہ رحمتِ واسعہ کا اے کریم — عفو فرما میرے عصیانِ عظیم
بھیس میں ہوں پاکبازوں کے ترے — گو نہیں اعمال ہیں ایسے مرے
نقل کی برکت سے لیکن اے خدا — اپنے پاکوں سے نہ کر مجھ کو جُدا
اے خدا تابع رہوں تیرا سدا — ہو نہ میرا نفس میرا مقتدا
اے خدائے پاک اے پروردگار — سخت دشمن ہے یہ میرا نفسِ مار
گر نہ ہووے فضل تیرا اے کریم — میں رہوں بس ننگِ شیطان رجیم
گر ہو تیرا فضل اے ربّ رحیم — جانِ صدیقاں ہو یہ جانِ سقیم
ہم قریں ہے نفسِ بد ابلیس کا — کام ہے اس کا محض تلبیس کا

www.khanqah.org

کشمکش میں پڑ گئی جانِ حزیں — العیاذ از نفسِ بد بئس القریں

تیری جانب سے نہ ہو رحمت اگر — ہر قدم میرا پڑے سوئے سقر

موکشیدہ گر رسیدم کوئے تو — آفریں بر دست و بر بازوئے تو

صدقہ تیرے جذب کا اے شاہِ جاں — صدقہ شان یجتبی بر بندگاں

جانِ مہجوراں کو از راہِ نہاں — جذب کرلے اے مرے جذّابِ جاں

اے خدائے پاک اے پروردگار — جُز ترے ناصر کوئی میرا نہ یار

ہم ضعیفوں عاجزوں کو اے خدا — دستگیری کا تری ہے آسرا

آپ کی عظمت کا حق میرے اِلٰہ — کچھ نہیں مجھ سے ادا ہوتا ہے آہ

اے خدائے پاک اے صاحبِ حلمِ عظیم — بخش دے میرے گناہانِ عظیم

صدقہ فیضِ مرشد عبدالغنی — دے مجھے اپنے سے تو کچھ آگہی

بہرِ فیض پھولپوری شاہ کے — تو عطا کر مجھ کو نعرے آہ کے

پار کردے اے خدا کشتی مری — بہرِ فیضِ مرشدِ عبدالغنی

جو تڑپ مچھلی کو ہے پانی بغیر — دے تڑپ اس سے سوا اپنے بغیر

قرب کی لذّت چکھا کر اے خدا — رنج دوری میں نہ کر پھر مبتلا

یارِ شب کو روزِ مہجوری نہ دے — جانِ قربت دیدہ کو دوری نہ دے

معصیت کی ذلتوں سے اے خدا — ہو نہ رسوا بندۂ عاجز ترا

بابِ رحمت پر ترے اے شاہِ جاں — دے رہا ہوں دستکِ آہ و فغاں

کٹ گئی اِک عمر میری اس طرح — مضطرب ہو مرغِ بسمل جس طرح

تیری رحمت کا اگر ہو فتح باب — بندۂ عاجز ترا ہو کامیاب

www.khanqah.org

آہ رہ سکتا ہے کب کوئی حجاب
فضل کا تیرے جو نکلے آفتاب

اے خداوندا ترے افضال سے
طالبِ رحمت ہیں ہم بدحال سے

مانگتا ہوں تجھ سے تیرے فضل کو
واسطہ اس فضل کا خود فضل ہو

دین ہی کی چاکری تو کر نصیب
یاد ہی میں رکھ تو اپنی اے حبیب

”جز بذکر خویش مشغولم مکن
از کرم از عشق معزولم مکن“

بے مشقت یہ ہوس گو جرم ہے
مجھ کو اس نالائقی پر شرم ہے

پر خداوندا کہاں جاؤں بھلا
کیا کوئی در ہے تیرے در کے سوا

ہمت و محنت کہ توفیقِ عمل
سب ترے محتاج ہیں اے عزّوجل

جس کو تیری راہ سے جو بھی ملا
وہ ترے دستِ کرم سے ہی ملا

ناخنِ تدبیر گھس جانے کے بعد
پردۂ اسباب جل جانے کے بعد

بس تری جانب ہے اب میری نگاہ
ناؤ میری پار ہو میرے اِلٰہ

❖❖❖❖

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

مذاکراتِ دکن

تقریظ

از حضرت اقدس عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبد الحی صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ

حضرت حکیم الامّت مجدد الملّت مولانا حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب قدس سرہٗ

(مؤلف اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ومآثر حکیم الامّت وبصائر حکیم الامّت)

عزیزم مولانا حکیم محمد اختر سلمہ اللہ تعالیٰ کی جملہ تالیفات کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے فضل خاص سے عوام وخواص اُمت نے بہ نظرِ تحسین دیکھا اور مفید پایا، جس میں ''معارفِ مثنوی مولانا روم'' خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

عزیز موصوف کی مجالس ومواعظ سے بھی ماشاء اللہ! خلق کو نفع ہو رہا ہے۔

حیدر آباد دکن میں آپ کے مواعظ سے کچھ کچھ اقتباسات مولانا محمد رضوان القاسمی فاضل دیوبند نے مقامی اخبار روزنامہ نوید دکن کے کالم ''ندائے حجاز'' میں جو مسلسل کئی روز شایع کیا تھا ان کا مجموعہ بعنوان ''مواعظ حیدر آباد دکن'' کراچی سے شایع کیا جارہا ہے۔ ان مضامین کا کچھ حصّہ احقر نے بالاستیعاب اور کچھ حصّہ جستہ جستہ دیکھا ماشاء اللہ! ''از دل ریزد بر دل خیزد'' کا مصداق ہے۔

مجھے اس بات سے خاص طور پر مسرّت ہوئی ہے کہ عزیز موصوف کی تقاریر میں وہی جھلک وانداز بیان ہے جو خانقاہ تھانہ بھون کا طرۂ امتیاز ہے۔ ''جاذبیت ونافعیت''۔ دل سے دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس کتاب کو نیز موصوف کی جملہ تالیفات اور خدماتِ دینیہ کو حُسنِ قبول عطا فرمائیں۔

دُعا گو: محمد عبدُالحی عفا اللہ عنہ

۱۴؍ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

www.khanqah.org

زبانِ عشق

ازشیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

درِ رازِ شریعت کھولتی ہے
زبانِ عشق جب کچھ بولتی ہے

خرد ہے محوِ حیرت اس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے

جو لفظوں سے ہوئے ظاہر معانی
وہ پاسکتے نہیں دردِ نہانی

لغت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی

کہاں پاؤ گے صدرا بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں

مگر دولت یہ ملتی ہے کہاں سے
بتاؤں میں ملے گی یہ جہاں سے

یہ ملتی ہے خدا کے عاشقوں سے
دُعاؤں سے اور ان کی صحبتوں سے

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

ارے یارو جو خالق ہو شکر کا
جمالِ شمس کا نورِ قمر کا

نہ لذّت پوچھ پھر ذکرِ خدا کی
حلاوت نامِ پاکِ کبریا کی

بگوید زیں سبب ایں عشقِ بے باک
چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

یہ دولت دردِ اہلِ دل کی اخترؔ
خدا بخشے جسے اُس کا مقدّر

www.khanqah.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارف و تقدمہ

از مولانا محمد رضوان القاسمی صاحب فاضل دیوبند
خطیب مسجد عامرہ، عابد روڈ، حیدر آباد دکن

کچھ زمین پر بھی چاند تارے ہیں

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہٗ بڑی خوبیوں اور کمالات کے بزرگ ہیں۔ ایک عرصہ ہوا ترکِ ہند کرکے پاکستان (کراچی) کی اقامت انہوں نے اختیار فرمائی ہے۔ پہلے اصلاحی تعلق حضرت مولانا عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے قائم فرمایا۔ ان کے وِصال کے بعد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی طرف رُجوع ہوئے۔ اس کے کچھ ہی دنوں بعد بارگاہِ ابراری سے سندِ خلافت عطا ہوئی۔ ''معارفِ مثنوی، معارفِ شمس تبریز، دنیا کی حقیقت، مجالسِ ابرار'' حضرت حکیم صاحب کی گراں قدر تالیفات ہیں جو علمی اور دینی حلقوں میں قدر کی نگاہوں سے دیکھی گئیں اور شوق کے ہاتھوں لی گئی ہیں۔ اپنے مرشدِ اوّل کی کتاب ''معرفتِ الٰہیہ'' کے مرتّب بھی موصوف ہی ہیں۔

حضرت حکیم صاحب کا نام سن رکھا تھا۔ کتابیں بھی ان کی مطالعہ میں آئی تھیں۔ دید کی حسرت دل میں تھی جو اب پوری ہوئی۔ وعظ کی مجلسوں میں بھی شرکت کی سعادت نصیبے میں آئی۔ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ ''دید'' نے ''شنید'' سے بڑھ کر پایا اور اس کا اندازہ ہوا کہ ''اختر'' (ستارہ) آسمان ہی پر نہیں زمین پر بھی ہیں۔ جیسا کہ ایک شاعر نے اپنے اس مصرعے میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے؎

کچھ زمین پر بھی چاند تارے ہیں

حضرت حکیم صاحب کی مجلس بڑی پُر کیف اور معلومات افزا ہوتی ہے۔ جس میں کہیں

سے کسی تصنع اور تکلف کا احساس نہیں ہوتا۔ یہ عام واعظوں کی طرح اپنے سامعین کو ان کے خیالات کی وادی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ کر خود بڑھے ہوئے نہیں چلے جاتے ہیں، بلکہ شروع سے آخر تک اپنی دِل رُبا مسکراہٹ اور مؤثر واقعات، دِلوں کو چھو لینے والے اشعار اور قرآن وحدیث کی دِل نشین تشریح وتوضیح کے ساتھ انہیں اپنا شریکِ سفر بنائے رکھتے ہیں۔ یہ اپنی مجلس میں مولانا روم کے ''باغِ مثنوی'' کی سیر جی بھر کر کراتے ہیں جس سے دل کو تازگی اور روح کو بالیدگی ملتی ہے اور غفلت دور ہو کر حضوری کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ آج (۲۹؍ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ) صبح مدرسہ فیض العلوم باقر باغ سعید آباد حیدرآباد میں حضرت حکیم صاحب کی مجلس مقرر تھی۔ کافی لوگ شریک تھے جن میں اہلِ مدارس کی تعداد زیادہ تھی گو یہ راقم الحروف کی حاضری قدرے تاخیر سے ہوئی۔ مگر جتنی باتیں سنیں ان میں سے ہر بات دل سے نکل کر دل تک پہنچ رہی تھی گویا دل کو دل سے کوئی رسم وراہ ہو۔ آیئے زمین کے اس چاند تارے کی بزم سے آپ بھی کچھ استفادہ کیجیے۔

منبر پر وہ کیا برسائیں گے

فرمایا کہ ایک عالم اور ایک واعظ کو عمل کا پابند ہونا چاہیے، بغیر عمل کے صرف قول مفید اور مؤثر نہیں ہوتا۔ صاحبِ قصیدہ بردہ نے تو قول بلا عمل سے مغفرت طلب کی ہے، الفاظ ان کے یہ ہیں: اَسْتَغْفِرُ اللہَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ یعنی میں اللہ تعالیٰ سے اس قول سے پناہ چاہتا ہوں جو بغیر عمل کے ہو۔

ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک صاحب ان کے پاس اپنے لڑکے کو لے کر آئے۔ کہنے لگے: ''حضرت! یہ گڑ بہت کھاتا ہے، ہزار سمجھایا مگر ایک بات بھی اس نے مان کر نہ دی، میں پریشان ہوں کہ اسے اس عمل سے کس طرح روکوں؟ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کثرت سے اگر یہ گڑ کھاتا رہے تو جگر خراب ہوجائے گا آپ دعا فرمایئے اور کچھ زبان مبارک سے نصیحت بھی فرما دیجیے۔''

بزرگ نے جواب میں فرمایا: آپ کل تشریف لایئے۔ وہ آئے تو انہوں نے لڑکے کو نصیحت فرمائی اور دعا بھی کی۔ جب لڑکے کے والد جانے لگے تو پوچھا! حضرت!

یہ نصیحت اور دعا کل بھی آپ فرما سکتے تھے آج آپ نے کیوں بلایا؟

بزرگ نے فرمایا: بھئی! کل تک میں بہت گڑ کھایا کرتا تھا۔ اس حالت میں اسے گڑ ترک کرنے کی نصیحت کیوں کرتا! آج میں نے خود گڑ کھانا کم کردیا ہے تو پھر اسے نصیحت کی تاکہ یہ نصیحت مؤثر ہو، اور میں پوری قوت کے ساتھ اپنی بات کہہ سکوں۔

فرمایا: اس سلسلہ میں، میں نے ایک شعر کہا ہے جو نہایت قابلِ غور ہے، وہ یہ ہے ؎

جب نور نہیں خود ہی دل میں
منبر پر وہ کیا برسائیں گے

وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

فرمایاکہ یہ دنیا چند روزہ ہے کسی طرح گزر ہی جائے گی مگر جب ہمیں یہاں کچھ کرنا ہے تو اچھا کام کیوں نہ کریں تاکہ آخرت میں کامیابی اور سرخروئی حاصل ہو جب کہ وہیں کی کامیابی اور سرخروئی اصل ہے۔ علّامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس گہری حقیقت کو اپنے ایک سادہ شعر میں کس خوبی کے ساتھ سمجھایا ہے۔ سنیے ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

شیطان کش دوا

فرمایاکہ آج کل وسوسہ کی بیماری عام ہے۔ طرح طرح کے بُرے خیالات ہمارے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے رہتے ہیں۔ شیطان کا ہر طرف سے حملہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سے جس طرح کہ مچھر اور کھٹمل کا۔ لوگوں نے مچھر اور کھٹمل کو مارنے کی نئی نئی دوائیں ایجاد کی ہیں اس کے باوجود ان کا مرنا یقینی نہیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وسوسہ کو دور کرنے اور وسوسۂ شیطانی کو مارنے کے لیے ایک دوا تجویز فرمائی ہے بہت مختصر مگر نہایت زود اثر اور فائدہ قطعی ہے، یہ دوا جامع صغیر میں موجود ہے، الفاظ یہ ہیں اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے تمام رسولوں پر۔

www.khanqah.org

میں نے ایک تبلیغی اجتماع میں اس ''شیطان کش دوا'' کا ذکر کیا تو ایک صاحب اس کا ذکر کثرت سے کرنے لگے۔ بعد میں انہوں نے بتایا کہ یہ تو بہت مؤثر ہے، کتنے وساوس دور ہو گئے۔ میں بد نگاہی کے مرض میں بھی مبتلا تھا۔ گھر سے نکلتے ہوئے اور راستے میں اس کا وِرد کرتا تھا، اس کی برکت سے میرا یہ مرض ختم ہو گیا۔ میں نے اس وقت خیال کیا کہ اصل تعلق تو اس کا ایمان سے ہے مگر بہت خوب کہ اعمال میں بھی اس کی برکت کا ظہور ہوتا ہے۔ آپ ہر بُرے خیال آنے کے ساتھ ذکر کے وقت، نماز سے قبل، تلاوت کے وقت اور دوسرے اعمالِ صالحہ کے وقت اس کو پڑھ لیا کیجیے۔ ان شاء اللہ! بہت مفید پائیں گے۔

مسلّح ہو کر نکلو

فرمایا کہ حضرت ہردوئی دامت برکاتہم (مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہٗ) فرمایا کرتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ وضو مؤمن کا ہتھیار ہے۔ اس سے مسلّح ہو کر نکلو، اس سے بد نگاہی اور دوسری چیزوں سے حفاظت ہو گی۔ شیطان جب تم کو مسلّح دیکھے گا تو اسے تمہارے نزدیک آنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ وہ تو دور ہی سے بھاگ کھڑا ہو گا۔ فرمایا: اس لیے ہم لوگوں کو مسلّح نکلنا چاہیے۔ اس کے فائدے آپ خود محسوس کریں گے۔ ان شاء اللہ

یکم جمادی الاوّل ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۰/ اپریل ۱۹۷۷ء

بروزِ پنج شنبہ، روزنامہ نوید دکن، حیدرآباد (ہند)

ارشاداتِ اختر

کل اسی صفحہ پر حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہٗ (کراچی) کے ارشادات کی پہلی قسط دی گئی تھی، آج دوسری قسط ملاحظہ فرمایئے۔ (محمد رضوان القاسمی)

ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے

اللہ کے ذکر سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ ذکر دراصل ایک کنجی ہے جس سے دل کا قفل کھلتا ہے اور طاعت و فرماں برداری میں جی لگتا ہے اور اس کے لیے جذبہ

پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کنجی کے دندانے کو بھی درست رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ دل کا قفل آسانی سے کھلے، کوئی مشکل اور دشواری پیش نہ آئے۔ اور ذکر کی کنجی کے دندانے کو درست رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ذکر، فکر و توبہ کو خشوع و خضوع کے ساتھ کیا جائے۔ ایسے ہی ذکر کے خاطر خواہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ذکر کی کنجی کی جو بات میں نے کہی ہے وہ اپنی طرف سے نہیں، بلکہ اس کی دلیل حدیث میں موجود ہے، ارشاد ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ اَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِذِکْرِکَ[۱۳۴]

یعنی اے اللہ! ہمارے دلوں کے تالوں کو کھول دے اپنے ذکر کے ذریعے۔

فرمایا کہ ذکر میں صرف کمیت یعنی مقدار و تعداد مطلوب نہیں ہے بلکہ کیفیت بھی مقصود ہے، یعنی اللہ کا خیال اور دھیان جس قدر ذکر میں جمایا جائے گا اسی قدر ذاکر کو نفع اور فائدہ ہوگا۔ اور اتنی ہی اس کے اندر طاقت و قوت پیدا ہوگی۔ دیکھیے لومڑی کس قدر بزدل اور ڈرپوک ہے لیکن شیر اگر اس کی پشت پر ہاتھ پھیر دے اور یہ کہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، تو اس وقت لومڑی چیتے کا جگر بھی نکال سکتی ہے۔ اور اس کے لیے اس کے اندر ہمت پیدا ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ذاکر کے ساتھ اللہ کی مدد و نصرت ہوتی ہے اور کسی حال میں تنہائی محسوس نہیں کرتا بلکہ نورِ ذکر کی برکت سے ذاکر اپنے قلب میں حق تعالیٰ کا خاص تعلق محسوس کرتا ہے جس کو مشائخ معیتِ خاصہ کہتے ہیں، معیتِ عامہ تو ہر مسلمان کو حاصل ہے۔

فرمایا کہ علّامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر ذکر کے سلسلے میں بڑا حقیقت آفریں اور حلاوت آمیز ہے؂

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے

---

[۱۳۴] کنزالعمال: ۷/۶۹۹ (۲۰۹۹۰)، الفصل الرابع فی الاذان والترغیب فیہ...الخ، مؤسسۃ الرسالۃ

www.khanqah.org

محبت کے لیے معرفت ضروری ہے

فرمایا کہ فرض کیجیے، کسی کا باپ اس کے بچپن ہی میں باہر چلا گیا ہو اب تیس سال بعد اس کو لوٹنے کی اطلاع ملی ہے۔ دن تاریخ اور وقت مقرر ہے۔ بیٹا عرصۂ دراز کے بعد باپ کی آمد سے خوشی و مسرت سے سرشار ہے لیکن وہ اپنے باپ کو پہچانتا نہیں۔ اسے خیال آتا ہے کہ ایسی صورت طیران گاہ پر استقبال کے لیے جانے سے بھی کیا فائدہ؟ دوسرے ہی لمحہ اس کے ذہن میں ایک بوڑھے اور کمزور آدمی کا نام آتا ہے جو اس کے باپ کا صورت آشنا ہے، بڑی منت و سماجت کے بعد طیران گاہ چلنے کے لیے اسے آمادہ کرلیتا ہے، طیارہ آیا اور لوگ اتر کر باہر آنے لگے، بیٹا جس بوڑھے کو اپنے ہمراہ لایا تھا وہ ایک گوشہ میں بیٹھا ہے۔ اتنے میں طیارہ سے اتر کر ایک بوڑھا آدمی اس کے پاس آتا ہے جو اپنے باپ کو لینے آیا ہوا تھا۔ بوڑھا مسافر اس سے خواہش کرتا ہے کہ میں نہایت کمزور ہوں، کئی روز کے سفر سے چکنا چور ہوں، لِلّٰہ آپ تھوڑی دیر کے لیے میرے اس سامان کو سنبھالیے اور کسی طرح ٹیکسی تک پہنچا دیجیے۔ وہ آدمی اس پر جھنجھلاتا اور غصّہ میں آتا ہے اور کہتا ہے: میں خود اپنے والد محترم کو لینے کے لیے آیا ہوں ان کے ساتھ بھی سامان ہوگا۔ جب نہایت تلخی و ترش روئی سے وہ اسے جواب دے رہا تھا، اتنے میں گوشہ میں بیٹھے ہوئے بوڑھے کی نظر اس مسافر پر پڑتی ہے اور وہ لڑکے سے کہتا ہے ”یہی تو آپ کے والد ہیں۔“

اب ایک ہی لمحے میں اس لڑکے کا انداز بدل جائے گا۔ تعارف ہوجانے کے بعد اپنے تلخ جواب پر ندامت اور شرمندگی اور لجاجت کے ساتھ کہے گا۔ ابا جان! معاف کیجیے، پہچانا نہیں، سامان کا اٹھانا تو کجا، آپ مجھ پر سوار ہوکر چلیے، میں آپ پر اپنی سو جان نثار کرتا ہوں۔

غور کیجیے جب تک معرفت نہیں تھی محبت نہیں تھی، جب معرفت ہوگئی تو محبت پیدا ہوگئی اب اپنے محبوب پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے، یہی حال اللہ کا ہے جب تک اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوگی محبت پیدا نہ ہوگی، اور جب تک محبت

پیدا نہ ہوگی اس وقت تک اللہ کے لیے کسی کام کو کرنا اور نہ کرنا، آسان نہ ہوگا، اور اللہ کی معرفت اہلِ معرفت کی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے اور ان سے تعلق پیدا کرنے سے آئے گی۔ چناں چہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا ہے: اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِهٖ خَبِیۡرًا[۱۳۵] وہ بڑی رحمت والا، سو پوچھ اس سے جو اس کی خبر رکھتا ہو۔ یعنی رحمان کی عظمت کو ہر شخص کیا جانے، اس کا علم تو باخبر لوگوں کو ہی ہے، ایسے ہی باخبر کے ذریعے اس کی معرفت و محبت حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے بغیر یہ راہ بڑی پُرپیچ، مشکل اور کٹھن ہے۔ ہر قدم پر بھٹکنے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اس لیے کسی باخبر سے تعلق پیدا کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی باخبر بنے۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

تزکیہ کی ضرورت

فرمایاکہ تزکیۂ نفس ضروری ہے، ہر شخص کو اس کی فکر کرنی چاہیے۔ قرآنِ مجید میں ہے: قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا[۱۳۶] تحقیق کہ کامیاب ہوا وہ شخص جس نے نفس کو سنوار لیا۔

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: تزکیہ چوں کہ فعل متعدی ہے اس لیے مفعول کے ساتھ فاعل کی ضرورت ہے۔ یعنی مُزکی کی جو اس کا تزکیہ کرے، جس طرح مُربّہ جو حکیموں کے یہاں ملتا ہے اس کے لیے مُربی کی ضرورت ہے۔

۴/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷؁ھ مطابق ۲۳/ اپریل ۱۹۷۷؁ء

شیخ سے مناسبت ضروری ہے

فرمایاکہ جب آپ نے تزکیہ اور شیخ کی ضرورت و اہمیت کو سمجھ لیا، تو

۱۳۵؎ الفرقان: ۵۹

۱۳۶؎ الشمس: ۹

www.khanqah.org

اس حقیقت پر بھی آپ کی نظر رہنی چاہیے کہ شیخ کے انتخاب میں جلدی نہ کی جائے، بلکہ پہلے اس سے ربط و تعلق قائم کرکے مناسبت دیکھ لی جائے اور یہ معلوم کرلیا جائے کہ مزاج وطبیعت کی ہم آہنگی ہوسکے گی یا نہیں؟ جب اس حیثیت سے اطمینان ہوجائے تو بیعت کرلے، اس سے ان شاء اللہ! بڑا فائدہ اور نفع ہوگا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی اُصول تھا جب تک آپ کی طبیعت سے کسی کو مناسبت نہ ہوجاتی اس وقت تک سلسلۂ بیعت میں داخل نہیں فرماتے تھے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب ڈاکٹر کسی مریض اور کمزور کو خون چڑھاتا ہے تو ہر دو خون میں مناسبت دیکھ لیتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر دونوں خون میں مناسبت نہیں ہوگی تو جسے خون چڑھایا جارہا ہے اس کے لیے ضرر و نقصان کا باعث ہوگا، بلکہ زندگی بھی خطرے میں پڑسکتی ہے سوچیے جب جسمانی زندگی کے لیے مناسبت ضروری ہے تو کیا روحانی زندگی کے لیے مناسبت کی ضرورت نہیں ہوگی؟ بلکہ سچی بات یہ ہے کہ اس زندگی کے لیے پہلی زندگی سے کہیں زیادہ مناسبت کی ضرورت ہے، اس لیے ایک طالبِ حق کو لازمی طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔

اولیاء اللہ ہر زمانے میں موجود ہیں

فرمایا کہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ آج کل شیخ اور مرشد اچھے نہیں ملتے، اس لیے ہم کہاں اور کس کے پاس جائیں؟ مگر ان کی یہ بات صحیح نہیں، یہ اللہ تعالیٰ پر ایک طرح کا الزام ہے کیوں کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ [۱۳۷]

یعنی اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل میں) سچوں کے ساتھ رہو۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ ایسے صادقین کو پیدا فرماتے رہیں گے، ورنہ اللہ تعالیٰ کا بندے سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ جس کا وجود اس کے کارخانۂ قدرت

۱۳۷؎ التوبۃ: ۱۱۹

www.khanqah.org

میں نہ ہو تکلیف مالایطاق ہے جس سے اس کی ذات بَری ہے، جس کی شہادت یہ آیتِ کریمہ دے رہی ہے: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا[۱۳۸] اللہ تعالیٰ کسی متنفِس پر اس کی قدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ معلوم ہوا کہ ہر دور اور ہر عہد میں باصِدق وباصفا مشائخ کا ہونا لازمی ہے، تاکہ لوگوں کو ان کی صحبت ومعیت کا شرف حاصل ہوتا رہے، جس سے اللہ کی یاد آئے، دنیا کی محبت کم ہو اور آخرت کی فکر بڑھے، کوئی ان مشائخ اور بزرگوں کو نہ جانے اور پہچانے تو اس کی یہ کورنگاہی ہے اور طبیعت کی سہل انگاری کا کرشمہ ہے اس میں قانونِ قدرت کا کوئی قصور نہیں۔

فرمایاکہ دیکھیے: آج کوئی مریض ہوتا ہے تو وہ کسی ڈاکٹر اور حکیم کے پاس علاج کے لیے ضرور جاتا ہے، ایسے مریض کے لیے کبھی یہ کہتے ہوئے نہیں سُنا گیا کہ آج کل کے ڈاکٹر اور حکیم اچھے نہیں ہیں۔ اس لیے مجھے اپنی حالت میں رہنے دو، میں علاج نہیں کراتا، ہاں حکیم اجمل خان اپنی قبر سے باہر آئیں گے تو ان سے علاج کراؤں گا۔ تو جب لوگ اپنے امراضِ جسمانی میں اسی زمانے کے حکمائے جسمانی کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور شفا پاتے ہیں، تو کیا اپنے امراضِ روحانی میں اس دور کے حکمائے روحانی سے ربط وتعلق پیدا کرکے ان امراض سے نجات نہیں پائیں گے؟ یقیناً پائیں گے، اگر لوگوں کے اندر اس کی فکر ہو اور مرض کا احساس ہو، اور یہ خیال ہو کہ روح کی بیماری جسم کی بیماری سے زیادہ مہلک اور خطرناک ہے۔

فرمایاکہ آپ کے ہندوستان میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مولانا قاری محمد طیب صاحب، مولانا شاہ ابرار الحق صاحب، مولانا مسیح اللہ خان صاحب، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب، مولانا محمد منظور نعمانی صاحب، مولانا محمد احمد صاحب پھولپوری، یہ سب حکمائے روحانی ہیں ان میں سے جس کسی کے پاس آپ نیاز مندانہ حاضر ہوں گے آپ کی بیمار روح ان شاء اللہ شفا پائے گی، اور وہ سکون ملے گا جسے آپ دنیا کی ساری دولت بھی خرچ کرکے حاصل نہیں کرسکتے۔

[۱۳۸] البقرۃ:۲۸۶

www.khanqah.org

گر جواں بھی ہے تو میرا پیر ہے

فرمایاکہ شیخ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ معمر اور سن رسیدہ ہو، ایک جواں سال بھی شیخ اور پیر ہو سکتا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مقولہ ہے: ’’بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال‘‘ یعنی بزرگی کا حقیقی معیار عقل ہے نہ کہ سال۔ اس لحاظ سے اس شخص کی عمر کم ہوگی جو عقل وہنر، علم و معرفت اور تقویٰ وطہارت میں کمتر درجہ رکھتا ہے، اور اس شخص کی عمر زیادہ ہوگی جو ان اعتبارات سے درجۂ کمال پر فائز ہے۔ کتنے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جو سن میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے تھے، لیکن اس کے باوجود وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا معلّمِ اکبر اور مرشدِ اعظم بنائے ہوئے تھے، سن کی کمی زیادتی اور فرق وامتیاز نے کبھی بھی ان کی منزلِ علم و معرفت کھوٹی نہیں کی۔

ایک واقعہ یاد آیا جس کا تعلق حضرت مرزا جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، لکھا ہے کہ دہلی میں ایک بوڑھا شخص ان سے بیعت ہوا جب کہ یہ ابھی جوان تھے، لوگوں کو معلوم ہوا تو عار دِلانے لگے کہ تم کس جوان سے مرید ہوگئے، کیا وہ تمہارا پیر بھی بن سکتا ہے؟ وہ بوڑھا شخص ان تمام باتوں کو صبر وسکون کے ساتھ سنتا رہا، چوں کہ اسے حضرت جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات اور گوناگوں خصوصیات سے واقفیت تھی، اور دل اس کا ان کے دامِ محبت میں گرفتار ہو چکا تھا اس کے پیشِ نظر اس نے ایک برجستہ شعر کہا۔

جس کے دردِ دل میں کچھ تاثیر ہے
گر جواں بھی ہے تو میرا پیر ہے

۵/جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۴/اپریل ۱۹۷۷ء

روحانی اور اخلاقی مرض کے علاج کی فکر

فرمایاکہ اگر آپ کے اندر کوئی روحانی اور اخلاقی مرض ہو تو اسے معمولی نہ سمجھیے۔ ممکن ہے آہستہ آہستہ یہ مرض بڑھ کر آپ کی روحانی اور اخلاقی زندگی

کی موت کا سبب بنے اس لیے اس کے علاج کی طرف فوری توجہ کیجیے۔ اور جو بھی حالت ہے بلا کم وکاست اپنے شیخ یا کسی بزرگ سے بیان کر دیجیے، اس میں نہ کسی طرح کی جھجک محسوس کرنی چاہیے نہ کسی عار کو دل میں جگہ دینی چاہیے۔ بزرگانِ دین تو ایسے لوگوں سے بہت خوش ہوتے ہیں جو بلا تکلّف اپنے امراض ان سے بیان کر کے علاج کی خواہش کرتے ہیں۔ اگر آپ نے اپنی زندگی کا یہ دستور اور معمول بنالیا تو دیکھیں گے کہ آپ کس طرح رذائل سے پاک ہو کر فضائل کی بلندیوں پر فائز ہو جاتے ہیں۔

اصلاح کا اثر

حضرت حکیم صاحب نے شیخ کی ضرورت اور اس کی اصلاح وتربیت کے جو دور رس اثرات انسانی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں اس پر روشنی ڈالنے کے بعد اس ذیل میں ایک واقعے کا ذکر فرمایا کہ دو اچھے عالم ہیں، لوگوں میں قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ مگر شیطان کا سب سے زور دار حملہ عالموں پر ہوتا ہے، اس لیے کہ وہ جانتا ہے ہمارے دشمن تو اصل میں یہی ہیں۔ ایک دفعہ شیطان کے حملے کے زد میں یہ دونوں بُری طرح آگئے۔ ہوا یہ کہ کسی معاملے کو بنیاد بنا کر شیطان نے ان دونوں کے درمیان نفرت کا بیج ڈال دیا۔ رفتہ رفتہ اس بیج نے تناور درخت کی شکل اختیار کرلی۔ نوبت بایں جا رسید کہ ہر دو کو ایک دوسرے کی صورت دیکھنا گوارہ نہ تھا۔ ہر جانب سے سخت غم وغصّہ کا اظہار، ذہنی گھٹن ان دونوں کو پریشان کر رہی تھی، صلح وصفائی کی کوئی دوا کار گر نہ ہوئی، بلکہ حال یہ تھا کہ ”مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی“ ان میں سے ایک کا اصلاحی تعلق ایک مرشدِ کامل سے تھا، ایک دن ان کے دل میں خیال آیا کیوں نہ حضرت کو صورت حال کی اطلاع دے کر مشورہ طلب کیا جائے۔ چناں چہ انہوں نے خط لکھا۔ یہ خط لکھنا دراصل اس بات کی علامت تھی کہ ان کا دل زندہ ہے اور مرض کا احساس ہے اور جنہیں مرض کا احساس ہوتا ہے تو اس کے علاج کی فکر کرتے ہیں، تو وہ اس سے افاقہ بھی پاتے ہیں۔ جواب میں حضرت نے جو علاج تجویز فرمایا اس کے پانچ اجزا تھے:

۱) آپ انہیں سلام میں پہل کرنے کی کوشش کریں۔

۲) کبھی کبھار اپنے گھر پر انہیں بلا کر ناشتے کی دعوت دیں۔

۳) ہدیہ و تحفہ دینے کا معمول رکھیں۔

۴) اپنی مجلسوں میں ان کی خوبیوں کا ذکر کریں۔

۵) خلوت اور جلوت میں ان کے لیے دعا کریں۔

ان پانچ باتوں میں سے کوئی بات ایسی نہیں تھی جو ان کے نفس اور طبیعت پر بار کا موجب نہ بنے۔ گویا یہ ایک نہایت مفید مگر تلخ دوا تھی جس کا حلق کے نیچے اترنا دشوار تر تھا۔ مگر تجویز شیخِ کامل کی تھی، عمل میں لائی گئی۔ آہستہ آہستہ تکدر ختم ہونے لگا۔ نفرت محبت میں بدلتی گئی، انبساط نے انقباض کی جگہ لینا شروع کیا یہاں تک کہ دو دل جو کچھ دنوں پہلے بہت دور تھے آپس میں شیر و شکر ہو گئے۔ ہر ایک کا چہرہ دوسرے کے لیے گلاب کی طرح کھلنے لگا، انہوں نے خود ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ میں نفرت و عداوت میں جادۂ اعتدال سے بہت دور جا پڑا تھا۔ اگر میں اپنے مرشد سے رجوع نہ کرتا اور وہ میری اصلاح نہ فرماتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ حضرت پر اپنی سو جان فدا کروں، اور گر کر ان کے قدموں سے لپٹا رہوں کہ ان کی برکت سے کیسی پُر سکون حیات عطا ہوئی۔

فرمایاکہ یہ ہے شیخ کی اصلاح اور ان کی باتوں کو مان لینے کا اثر۔ اگر آج کسی شیخِ کامل سے اپنا تعلق قائم کرنے اور ان کی اصلاحی باتوں کو مان لینے کا جذبہ عام ہو جائے تو سینکڑوں بُرائیاں ہماری زندگی سے نکل جائیں اور ان کی جگہ اچھائیاں لے لیں۔ لیکن آج ہم کسی کو بڑا بنانے میں عار محسوس کرتے ہیں، ہر شخص اپنے آپ ہی کو بڑا سمجھنے لگا ہے، جو اس کی طبیعت اور مزاج میں آئے خیال کرتا ہے کہ یہی صحیح ہے اور خواہشِ نفسانی کے بت کی پوجا زور و شور سے جاری ہے۔ پھر اس ماحول میں اخلاقی اور روحانی امراض کا علاج ہو تو کیوں کر ہو؟ اور زندگی صاف ستھری بنے تو کیوں کر بنے؟ ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر بھلے بُرے کی تمیز پیدا کریں اور اپنی اصلاح سے کسی لمحے بھی غافل نہ رہیں۔ اور اپنے کو کبھی مستقل بالذات نہ سمجھیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا

کرتے تھے کہ جس نے اپنے کو مستقل بالذات سمجھا وہ مستقل بدذات ہو جاتا ہے۔ ہمیشہ اپنے اوپر کسی بڑے کا سایہ رکھے اور ان سے مشورہ لیتا رہے، مشایخ بھی اس سے مستغنی نہیں ہیں انہیں بھی اگر بڑا نہ ملے تو اپنے معاصرین یا چھوٹوں سے مشورہ لے لینا چاہیے۔ اور ارشاد فرمایا کہ شیخِ اوّل کے انتقال کے بعد فوراً دوسرا شیخ منتخب کر لینا چاہیے۔

ہفت اختر

حضرت حکیم صاحب مدظلہ نے مجلس کے آخر میں جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں انہیں ہم اختصار کے پیشِ نظر سات میں محصور کر کے مجموعی طور پر ایک ہی عنوان کے تحت ذیل میں پیش کر رہے ہیں:

۱) آج کل بدگمانی کی بیماری عام ہے، اچھے اچھے لوگ اس میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ ہمارے دینی مدارس بھی اس سے خالی نہیں رہے، عام حیثیت سے بھی اور ان مدارس میں بھی ایک دوسرے سے اعتماد اُٹھتا جارہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی بدگمانی اور غلط فہمی ہے، اس لیے ہمیشہ ایک دوسرے سے ذہن صاف رکھنا چاہیے۔ خوش گمانی قائم رکھنی چاہیے اور بدگمانی کو راہ دینے والی کوئی بات سامنے آئے تو خلوص اور محبت کی فضا میں تحقیق کر لینی چاہیے۔ یادرکھیے قیامت میں بدگمانی پر دلائل طلب کیے جائیں گے، خوش گمانی پر نہیں، اس لیے ایسا کام کیوں کیا جائے جس میں گرفت اور مؤاخذہ ہو، اور وہ کام کیوں نہ کیا جائے جس میں چھوٹ اور آزادی ہو۔

۲) آج کل بہت سے عالِم احساسِ کمتری کا شکار ہیں، وہ بھی دنیا کی طرف للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں حالاں کہ ان کے پاس جس علم کی انمول دولت ہے اس سے دنیا کا خزانہ خالی ہے۔ عالموں کو احساسِ بلندی پیدا کرنا چاہیے اور اپنی قدر و قیمت پہچاننی چاہیے جب ہی دوسرے لوگ ان کی قدر و قیمت پہچانیں گے۔

۳) آپ دین کے کاموں میں ایک دوسرے کے رفیق بنیے، فریق نہ بنیے۔

۴) حضرت ہردوئی دامت برکاتہم فرماتے ہیں: اگر کسی میں کوئی بُرائی نظر آئے تو نکیر تو کیجیے مگر تحقیر نہ کیجیے۔

www.khanqah.org

۵) پیر وہ ہے جو ”پیر“ دل کے اور گناہوں کے کانٹے نکال دے۔

۶) مفردون سے مراد وہ ذاکرین ہیں جو اللہ کا ذکر والہانہ اور عاشقانہ کرتے ہیں۔ حدیثِ پاک میں ان کی تعریف آئی ہے کہ وہ سب سے سبقت لے جاتے ہیں۔

۷) کسی انسان کو خارش ہو تو جب تک وہ اپنے جسم کو کھجلاتا رہتا ہے، بڑا مزہ آتا ہے، لیکن چھوڑنے کے بعد ہی اس کے درد کی لہر شروع ہو جاتی ہے اور وہ اذیت محسوس کرتا ہے۔ یہی حال گناہ کی لذّتوں میں پڑے ہوئے انسان کا ہے، جب موت اسے نکالے گی تو اس کا مزہ چکھ لے گا۔ اور پورے طور پر اس کی لہر اور اذیت کو محسوس کرے گا۔

۶ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۵ر اپریل ۱۹۷۷ء

باتیں ان کی یاد رہیں گی

محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے تعارفی خاکے کے ساتھ ان کی اس مجلس کے بعض گراں قدر ارشاد آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں جو ۲۹ر ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ سہ شنبہ کو مدرسہ فیض العلوم، باقرباغ، حیدرآباد میں منعقد ہوئی تھی۔ چوں کہ حضرت حکیم صاحب ایک صاحبِ علم، صاحبِ دل بزرگ ہیں اور ان کی باتیں بیک وقت ”دل“ اور ”دماغ“ دونوں کو متوجہ کرتی ہیں، اس لیے خیال آیا کہ ان کی جس مجلس اور جس وعظ میں راقم الحروف کو شرکت کی سعادت نصیب ہوئی ہے، اس میں آپ کو بھی شریک کر لیا جائے۔ اس شرکت اور مل بیٹھنے کو غنیمت ہی سمجھنا چاہیے۔ کیوں کہ عن قریب پاکستان واپس تشریف لے جانے والے ہیں ”مبادا پھر بہار آئے نہ آئے“ اگرچہ ان کو دیکھنے والی آنکھیں، سننے والے کان اور محسوس کرنے والے دل اس بہار کے بار بار آنے کی تمنا لیے ہوئے ہیں لیکن یہ بھی سچ ہے۔

مقدر سے ملا کرتی ہیں غافل وصل کی راتیں

ار جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ پنجشنبہ کو بعد نماز عشاء مسجد عامرہ حیدرآباد میں حضرت حکیم صاحب کا وعظ مقرر تھا، ہم اس صحبت میں اسی وعظ کے بعض اہم اقتباسات ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

www.khanqah.org

چین کی نگری

فرمایاکہ آج لوگ سمجھتے ہیں کہ چین بیوی میں ہے، اولاد میں ہے، دوست واحباب میں ہے، مال و دولت میں ہے، حکومت و سلطنت میں ہے، زمین و جائیداد میں ہے، تجارت و ملازمت میں ہے، لیکن سب جانتے ہیں اور سب کا تجربہ ہے کہ ان چیزوں میں چین تلاش کرنے والے بے چین ہیں، ان کو سکون و قرار نہیں، اس بھری دنیا میں ان کا دل بڑا اُجڑا سا ہے، پھر آخر ایک انسان چین کہاں اور کس طرح پا سکتا ہے اس کا جواب قرآن نے یہ دیا ہے:

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ تَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُہُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰہِ ؕ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ [۱۳۹]

وہ لوگ جو ایمان لائے ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں، سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔

یعنی دنیا کی کسی چیز میں چین نہیں ہے، چین کی نگری تو اس دل میں بسی ہوئی ہوتی ہے جس دل کو تعلق مع اللہ ہوتا ہے اور جو دل اللہ کے ذکر اور اللہ کی یاد سے کسی لمحہ غافل نہیں رہتا۔

فرمایاکہ دنیا کی ہر چیز فانی ہے، جب انسان یہاں کسی چیز سے اپنا دل جوڑ لیتا ہے تو اس کے فنا اور زائل ہو جانے کا خطرہ ہر وقت لگا رہتا ہے، ظاہر ہے ایسی صورت میں دل چین کیسے پا سکتا ہے؟ اللہ کی ذات چوں کہ باقی ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس لیے جب کوئی شخص اللہ سے تعلق قائم کر لیتا ہے اور اسی کو اپنے دل میں بسا لیتا ہے، اس کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کے دل کو دوامِ سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ ذکر اللہ کا نور ایسے شخص کے قلب سے ہر طرح کی دنیوی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کر دیتا ہے اور حقیقی اطمینان سے اسے ہمکنار کرتا ہے۔

۱۳۹؎ الرعد:۲۸

www.khanqah.org

اللہ میں اپنی آہ کو سمو دیجیے

فرمایا کہ اللہ کو ہمیشہ یاد کیجیے، اسی سے لَو لگایئے اور تعلق جوڑیے، اللہ کہتے ہوئے اسے قدرے کھینچیے، پھر دیکھیے کتنا مزہ آتا ہے، اس وقت ایسا معلوم ہو گا کہ گویا اس لفظ اللہ میں آپ نے اپنی آہ سمودی ہے اور اپنی ساری فریاد اس لفظ کے ادا کرنے کے ساتھ ہی اس کے دربار میں پیش کر دی۔

بزرگانِ دین کو اہلِ دل کہنے کی وجہ

فرمایا کہ ایک دن مجھے خیال آیا دل تو ہر انسان کے سینے میں ہے، اس لیے ہر شخص اہلِ دل ہے پھر اللہ والے کو خصوصیت کے ساتھ اہلِ دل کیوں کہتے ہیں۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ انہیں اہلِ دل اس لیے کہنا مناسب ہے کہ یہ اپنا دل اللہ کو دے چکے ہوتے ہیں، ہر وقت ان کا دل اللہ کے پاس ہی ہوتا ہے، جب دل دل دینے والے کو کسی نے دے دیا، تو اسے اہلِ دل ہی کہنا چاہیے۔

اہلِ دل آنکس کہ حق را دل دہد
دل دہد او را کہ دل را می دہد

(اخترؔ)

چھینک کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کی حکمت

فرمایا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ اگر کسی کو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں) کہے، لوگوں نے اس موقع پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی تعلیم دیے جانے کی مختلف حکمتیں بیان کی ہیں لیکن ایک حکمت ان سب میں نرالی ہے۔ شاید آپ نے یہ حکمت نہ کسی کتاب میں پڑھی ہو نہ کسی سے سُنی ہو، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں بنایا ہے مگر جب اس کو چھینک آتی ہے تو اس وقت اس کی شکل بگڑ جاتی ہے چوں کہ چھینک کے بعد شکل اپنی

حالت پر عود کر آتی ہے اور اس کا بگاڑ ختم ہو جاتا ہے اس لیے حکم دیا گیا کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہو، تاکہ اللہ کی عظیم نعمت جو تم سے خواہ ایک آن کے لیے ہی سہی، مگر چھین لی گئی تھی اور اب واپس دے دی گئی ہے، اس پر تمہاری طرف سے شکر ادا ہو سکے۔

سوچیے، چھینک کے بعد اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہنا بظاہر کتنی معمولی بات ہے، لیکن اس میں کتنی بڑی حقیقت پوشیدہ ہے۔ شریعت کی ہر تعلیم میں اس طرح کی حکمتیں چھپی ہوئی ہیں۔ خواہ ہمیں ان کا ادراک ہو سکے یا نہیں، تاہم ہم ہر تعلیم پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ یہی پابندی ایک بندے کو خدا کا بندہ بنا دیتی ہے۔ یہ حکمت الحمدللہ کہنے کی حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمائی ہے جس کو احقر نے اپنے شیخ و مرشد حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے۔

۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۶/ اپریل ۱۹۷۷ء

دماغ روشن کرنے والی لاٹھی

فرمایا کہ ایک صاحب خدا کے قائل نہیں تھے، وہ کہا کرتے تھے کہ اس دنیا میں مقناطیسی نظام قائم ہے، اسی نظام نے دنیا کی ہر چیز کو اپنی اپنی جگہ پر تھام رکھا ہے اور کارخانۂ عالم چل رہا ہے، جب انہوں نے اپنے اس نظریہ کا اظہار ایک بزرگ کے سامنے کیا تو انہوں نے ایک لٹھ اٹھا کر اس کے سر پر مارا۔ ملحد نے کہا: خدا اگر ہے تو اس کا ثبوت آپ کو دلائل سے دینا چاہیے، یہ عجیب بات ہے کہ آپ مجھے مار بیٹھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے پاس اس سلسلے میں کوئی دلیل نہیں۔ بزرگ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو کہاں مارا؟ ملحد نے کہا: آپ جھوٹ بول رہے ہیں، آپ نے ہی مجھے مارا ہے۔ بزرگ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے نہیں مارا بلکہ یہ آپ کے دماغ کا مقناطیسی اثر ہے جس نے اس لاٹھی کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ چوں کہ آپ کے دماغ میں مقناطیسی اثر کم ہے اس لیے لاٹھی ہلکے انداز سے کھینچی، اس لیے آپ کو مار لگی، مگر ہلکی، ورنہ زیادہ ہونے کی صورت میں لاٹھی پوری قوت کے ساتھ کھینچتی، اور آپ کو مار شدید پڑتی۔

ملحد نے اپنی پہلی بات دہرائی، جس پر بزرگ نے فرمایا: جب ایک معمولی لاٹھی

کسی کے اٹھائے اور چلائے بغیر نہ اٹھ سکتی ہے نہ کسی پر چل سکتی ہے، اور آپ کو یہاں کوئی مقناطیسی اثر نظر نہیں آرہا ہے تو یہ زمین وآسمان اور چاند، ستارے، سورج کا اتنا بڑا اور ہمہ گیر نظام کسی کے چلائے بغیر کیوں کر چل سکتا ہے؟ یہاں بھی تو کسی ذات کو ماننا پڑے گا، جو عالم کے سارے نظام کو اپنے قبضۂ قدرت میں رکھ کر چلا رہی ہے، اور وہی خدا ہے۔

بزرگ کی کہی ہوئی بات ملحد کے دل میں اتر گئی، ایک لاٹھی نے اس کے دماغ کو روشن کر دیا، اور تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع ہوا۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (مؤلف تعلیق الصبیح، شرح مشکوٰۃ) خدا کے وجود پر اس واقعہ کو "دلیلِ لٹھ" فرمایا کرتے تھے، اور میں اسے "دماغ روشن کرنے والی لاٹھی" کہا کرتا ہوں۔

آج مغربی نظامِ تعلیم اور عصری تہذیب و تمدن نے بہت سے نوجوانوں کو خدا سے دور کر دیا ہے، اور وہ تشکیک اور الحاد و دہریت کی وادئ نامراد میں سرگرداں ہیں، ضرورت ہے کہ اس زبان و بیان میں انہیں سمجھا کر خدا سے قریب کیا جائے جس زبان و بیان کو یہ سمجھنے کے عادی ہیں، ہر شخص کے مناسبِ حال گفتگو کرنا اور علومِ نبوت سے اس کے دماغ کو روشن کر کے اسے راہِ راست پر لانے کی برموقع تدبیر اختیار کرنا یہی حکمت ہے اور یہ حکمت بزرگوں کی صحبت سے خوب سمجھ میں آتی ہے۔

علمِ نبوت تو ہے، مگر نورِ نبوت نہیں

فرمایا کہ علّامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار علم و فضل کے اعتبار سے اونچے لوگوں میں ہوتا ہے، جب یہ زندہ تھے ہر طرف ان کے علم کا شہرہ اور غلغلہ تھا۔ مرنے کے بعد بھی ان کا علمی احترام کم نہ ہوا۔ شروع میں ان کے دل میں اہل اللہ کی کوئی وقعت و عظمت نہیں تھی، یہ سمجھتے تھے کہ انہیں دنیا میں کوئی کام نہیں رہ گیا ہے اس لیے چہار دیواری میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں مگر جب ایک نادیدہ قوت انہیں کشاں کشاں مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئی اور ان سے اصلاحی تعلق قائم ہو گیا تو ان کے فکر و نظر کا پیمانہ بدل گیا، اس کے بعد تو انہیں اس وقت تک کی اپنی تصانیف اور علمی تحقیقات جسدِ بے روح کی طرح نظر آنے لگیں، وہ فرمایا کرتے تھے: علم کا مزہ تو اب

www.khanqah.org

ہم نے پایا ہے، جب ان کی یہ نظر کھلی تو صاحبِ دل اہلِ نظر کی باتیں کرنے لگے۔

چناں چہ ایک دفعہ فرمایا کہ آج کل ہمارے علماء کے اندر مدرسوں میں رہنے کی وجہ سے علمِ نبوت تو آجاتا ہے لیکن نورِ نبوت نہیں آتا، جس طرح یہ علمِ نبوت کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح انہیں نورِ نبوت کی تحصیل میں بھی سعی کرنی چاہیے۔ جس کے لیے اہلِ دل کی صحبت وخدمت ضروری ہے۔

واقعہ ہے، سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گہری حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے، علماء کو نبوت کا علم اور نور دونوں اپنے اندر جمع کرنا چاہیے، اسی وقت ان کا کام، اخلاص وللّٰہیت کی وجہ سے شکل دوام اختیار کرے گا اور اللہ کے بندوں کو ان سے بھرپور فائدہ پہنچے گا۔ حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس اور تاثیرِ صحبت پر چند اشعار فرمائے ہیں ؎

جانے کس انداز سے تقریر کی
پھر نہ پیدا شبۂ باطل ہوا
آج ہی پایا مزہ ایماں میں
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا

عالم کا سونا عبادت کیوں؟

فرمایا کہ وہ عالمِ دین جس کا اوڑھنا بچھونا دین ہے اور ہمہ وقت دینی خدمت میں مصروف رہتا ہے اللہ کے نزدیک اس کا بڑا اونچا مقام ہے، ایسے عالم کا دیکھنا بھی عبادت ہے اور اس کا سونا بھی عبادت۔ عالم کے سونے پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ جسے میں نے حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا واقعہ یہ ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا حضرت! حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عالم کا سونا بھی عبادت ہے، مگر اس کا عبادت ہونا سمجھ میں نہیں آتا؟

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک بڑھئی ایک شخص کا دروازہ بناتا

ہے، اسے اپنے کام کے دوران میں بعض اوزاروں کو پتھر پر گھسنے کی ضرورت بھی پیش آتی ہے تاکہ اوزار کے تیز ہوجانے کے بعد اس سے صحت اور تیزی کے ساتھ کام لے، اب یہ بتایئے کہ بڑھئی جب اوزار کو تیز کررہا ہوتا ہے اس وقت دروازہ تو وہ نہیں بناتا ہے لیکن اس کو اس وقت کی مزدوری ملے گی یا نہیں؟ پوچھنے والے نے جواب دیا، ہاں ضرور ملے گی۔ پھر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب ایک بڑھئی کو اوزار تیز کرنے کے وقت کی مزدوری ملے گی، اور یہ وقت مزدوری ہی میں شمار ہوگا، منہانہ کیا جائے گا، اسی بنیاد پر کہ اوزار کو تیز اس لیے کیا جارہا ہے کہ آئندہ اسی سے کام لے گا، تو سوچئے کہ ایک عالم بھی تو اسی لیے سوتا ہے تاکہ سونے کے بعد اس کی تھکن اور اضمحلال دور ہو اور نشاط، مستعدی اور چاق و چوبندی کے ساتھ دین کی خدمت کرسکے، اس صورت میں اس کا سونا کیوں نہ عبادت قرار پائے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی مزدوری کیوں کاٹی جائے، جب کہ اللہ کے بندے کے یہاں ایک بڑھئی کی مذکورہ بالا صورت میں مزدوری نہیں کٹتی ہے۔ یہ تقریر بھی احقر نے اپنے مرشد پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنی تھی۔

۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۷/ اپریل ۱۹۷۷ء

زمین کی شہادت

فرمایا کہ جب حشر برپا ہوگا، اس دن زمین کے پیٹ اور پیٹھ کی ساری چیزیں ظاہر ہوجائیں گی۔ مُردے، سونا، چاندی اور دیگر جو بھی دفینے اور معدنیات زمین کے اندر ہیں، اس کے لیے آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں، خون خرابہ ہوتا ہے، لیکن اس دن یہ باہر پڑے ہوں گے اور کوئی نظر اٹھا کر دیکھنے والا نہ ہوگا اور سب جان لیں گے یہ کس قدر بے حقیقت ہیں۔ اسی طرح مؤمن اور کافر ہر انسان سے جو بھی اچھا عمل یا بُرا عمل صادر ہوتا ہے، وہ زمین ہی پر ہوتا ہے۔ آج یہ زمین بے زبان ہے، لیکن حشر کے دن قادرِ مطلق کے حکم سے زمین میں قوتِ گویائی آجائے گی، یعنی ساکت، ناطق ہوجائے گی۔ اور چھوٹے بڑے اچھے بُرے، ہر ہر واقعے کی پوری پوری شہادت پیش کرے گی۔ گویا آج یہ زمین زندگی کے تمام اقوال وافعال اور حرکات و سکنات کو جوں کا

توں ٹیپ کر رہی ہے کل ٹیپ کا بند کھول دیا جائے گا، اور پورا ٹیپ کیا ہوا مواد سامنے آجائے گا۔ مثلاً کہے گی فلاں شخص نے نماز پڑھی تھی، فلاں، فلاں کی مصیبت میں کام آیا تھا، فلاں ہر کارِ خیر میں آگے بڑھ کر حصہ لیتا تھا، فلاں اللہ کے سامنے سرِ نیاز خم نہ کرتا تھا اور اس کے ہر حکم سے سرتابی کرتا تھا، فلاں نے چوری کی تھی، ظلم کیا تھا، خون ناحق بہایا تھا۔ ان حقائق کو قرآنِ مجید کی ان آیات میں بیان کیا گیا ہے:

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿١﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴿٢﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ﴿٣﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿٤﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ﴿٥﴾ [۱۴۰]

جب کہ زمین اپنی جنبش سے خوب ہی ہلا ڈالی جائے گی اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک نکالے اور آدمی بُول اُٹھے کہ اسے (یہ) ہوا کیا؟ اس دن زمین اپنی سب چیزیں بیان کر گزرے گی، یہ اس لیے کہ آپ کے پروردگار کا حکم اسے یہی ہوگا۔

زمین کی اس عظیم شہادت کے پیشِ نظر شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑی حکیمانہ بات ارشاد فرمائی۔ فرماتے ہیں: جس زمین پر انسان سے کسی گناہ کا صدور ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس جگہ کوئی نیک کام بھی کر دے تاکہ وہ زمین جو حشر کے دن اس کے گناہوں کی گواہی دے، ساتھ ہی نیکی کی شہادت بھی پیش کرے اور معاملہ برابر ہو جائے۔ بلکہ نیکی پر تو وعدہ ایک پر دس دینے کا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ بیت المال کا سارا مال اہلِ حقوق میں تقسیم فرما دیتے اور بیت المال خالی ہو جاتا تو اس میں دو رکعت نماز ادا کرتے اور پھر فرماتے: تجھے قیامت میں شہادت دینی ہوگی کہ میں نے تجھ کو حق کے ساتھ بھرا، اور حق ہی کے ساتھ خالی کر دیا۔ اس لیے زمین پر رہتے ہوئے ہمیں غافل نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہم ہوشیار اور چوکنا رہیں کہ ایک دن وہ آنے والا ہے جس دن زمین ہمارے تمام اعمال اور حرکات و سکنات کی ٹھیک ٹھیک گواہی اللہ کے حضور پیش کرے گی، بڑے خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جن کے حق میں زمین کی گواہی نجات کا ذریعہ ہے۔

---

[۱۴۰] الزلزال: ۱-۵

دوا کے ساتھ پرہیز بھی ضروری ہے

فرمایاکہ کسی کو پیچش ہو۔ حکیم اس کے لیے اسپغول تجویز کریں، وہ اس کو استعمال تو کرے، لیکن ساتھ کباب اور چٹنی بھی کھاتا رہے، بتائیے! اس بدپرہیزی میں اسپغول کیا کام دے گا؟ اس وقت تو اور بھی غضب کے مروڑ آئیں گے۔ اسی طرح آپ اپنے مرضِ روحانی میں عملِ صالح کی دوا تو استعمال کریں مگر گناہ کی بدپرہیزی بھی جاری رہے تو اس طرح عملِ صالح کی دوا سے آپ کا مرضِ روحانی کیوں کر زائل ہو گا، ایک گناہ کے بعد دوسرے گناہ کا اور بھی ذوق بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے جس طرح صحتِ جسمانی کے لیے اچھی دوا کے ساتھ پرہیز لازمی ہے اسی طرح صحتِ روحانی کے لیے بھی اعمالِ صالحہ کے اہتمام کے ساتھ بُرائیوں سے بچنا ازبس ضروری ہے۔ اس کے بغیر صحت کی توقع فضول ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ایک گناہ سے بچنا ایک ہزار رکعات تہجد پڑھنے سے بہتر ہے۔

ترقی کا صحیح مفہوم

فرمایاکہ ترقی کی دو قسمیں ہیں: ظاہری ترقی، حقیقی ترقی۔ اللہ سے غافل ہو کر جس ذریعے اور جس طریقے سے بھی ترقی کی جائے وہ ظاہری ترقی ہو گی، حقیقی اور اصلی ترقی وہ ہے جو اللہ سے تعلق قائم کرتے ہوئے کی جائے۔ اسے ایک مثال سے سمجھے۔

ایک شخص مغزیات کا استعمال کرے، بادام اور میوے خوب کھائے یقیناً اس سے اس کا جسم فربہ ہو گا، وہ صحت مند اور تندرست ہو گا، لیکن ایک شخص وہ ہے جس کا جسم مقویات کے استعمال سے نہیں بلکہ ضربِ شدید یا کسی بیماری سے ورم کر جائے۔ اب دیکھیے دونوں جگہ جسم کی ترقی ہے، مگر پہلی ترقی حقیقی ہے اور دوسری ترقی ہائے ہائے والی ترقی ہے۔ اسلام پہلی ترقی کی دعوت دیتا ہے، جس میں اطمینان ہے، قرار اور دِل جمعی ہے، دوسری ترقی سے اس کا کوئی سروکار نہیں۔ یہ تو ہمیشہ انسان کو مضطرب اور بے چین رکھتی ہے۔ ننانوے کے پھیر سے اس کا قدم نکلتا نہیں اور سیر کبھی ہوتا نہیں، یہ

www.khanqah.org

ترقی انسان کو ہوا وہوس اور حرص ولالچ کا غلام بنائے رکھتی ہے۔ قناعت اور صبر وسکون سے اس کا دامن خالی ہے۔

اس ترقی کے لیے یورپ اور امریکا کی مثال آپ سامنے رکھ سکتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ ترقی کے صحیح مفہوم سے واقف ہوں۔ اور اسی ترقی کے دل وجان سے شیدا ہوں، اور ظاہری ترقی کی طمع میں نہ آئیں کہ یہ ترقی باعثِ پریشانی اور بے سکونی ہوتی ہے۔

۹/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۸/ اپریل ۱۹۷۷ء

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو

فرمایا کہ آج انسان اپنی توانائیوں اور صلاحیتوں کو مختلف انداز اور مختلف طریقے سے خاک پر صَرف کررہا ہے، خاک کا بدن، خاک کا مکان، خاک کی دوکان، خاک کی فیکٹری، خاک کی غذا، خاک کے کپڑے، غرض یہ کہ جس طرف نظر اٹھایئے، ہر ایک کی اصل خاک ہے، اور اسی خاک کو بنانے اور سنوارنے کی محنت ہر سُو جاری ہے، لیکن ظاہر ہے خاک پھر خاک ہے، جب خاکی انسان خاکی چیزوں پر اپنی زندگانی کو خاک کرے گا تو اس کا ٹوٹل اور جمع بھی خاک ہی ہوگا اور آخرت میں سوائے حسرت وندامت کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اگر کوئی ان خاکی چیزوں کی بازارِ آخرت میں قیمت چاہتا ہے، تو انہیں احکامِ الٰہی کا پابند بنادے اور اپنی پوری جوانی وزندگانی اس کے دینے والے اللہ پر فدا کردے، پھر دیکھے کہ وہ کس قدر دنیوی اور اُخروی سعادتوں سے نوازا جاتا ہے اور اسے کتنا اعلیٰ اور ارفع مقام ملتا ہے؟ اس سلسلے میں یہ شعر بڑا حقیقت آفریں ہے۔ جو احقر ہی کا ہے

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

دنیوی زندگی... دھوکے کا سامان

فرمایا کہ دنیا کی ہر چیز فانی اور آنی جانی ہے، یہاں نہ بہار کو قرار ہے نہ

خزاں کو، نہ راحت کو نہ مصیبت کو، نہ غم کو نہ خوشی کو، نہ مال و دولت کو نہ عہدہ و منصب کو، نہ بیوی بچوں کو نہ دوست احباب کو، یعنی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی کسی چیز کو یہاں قرار نہیں، سب آنکھیں چرانے والی ہیں، یہاں تک کہ خود انسان کی زندگی اور صحت اس سے بے مروتی اور بے وفائی کا ہر روز اعلان کرتی ہے، قرآنِ مجید نے دنیوی زندگی کی حیثیت کو بڑے دلنشین انداز میں سمجھایا ہے، ارشاد ہے:

''خوب جان لو کہ دنیوی زندگی محض ایک کھیل کود اور ظاہری خوشنمائی اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے پر برتری جتلانا ہے، گویا کہ بارش ہے کہ اس کی پیداوار کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے، پھر خشک ہو جاتی ہے، سو تو اسے زرد دیکھتا ہے، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں عذاب شدید بھی ہے، اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی بھی اور دنیوی زندگی محض مَتَاعُ الْغُرُوْرِ دھوکے کا سامان ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس عارضی وفانی دنیا کے برعکس عالمِ آخرت باقی ولازوال ہے، اور وہاں کی کیفیتیں دو ہیں، دونوں ثابت وباقی، ایک کافروں کے لیے اور وہ عذابِ شدید ہے، دوسری ایمان والوں کے لیے اور وہ اللہ کی مغفرت و رحمت ہے، اب انسان کو اختیار ہے کہ ان دو میں سے جس کو چاہے اپنا مقصودِ اعظم بنالے۔ احقر کا شعر ہے

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی

اس کے باوجود ہم لوگ اس پر جان نچھاور کرتے رہتے ہیں اور اس کی فکر اور چکر میں پڑ کر اللہ کی بلند وبالا ذات کو بھول جاتے ہیں۔ یعنی ہم نے دنیا اور متاعِ دنیا کو لیلیٰ بنا کر اپنے مولیٰ کو فراموش کر دیا ہے، جو کس قدر غفلت کشی اور انجام سے بے خبری کی بات ہے۔

قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا
کدھر جا رہا ہے کدھر دیکھتا ہے

تمت بالخیر

www.khanqah.org

رائے اکابر علمائے کرام ومشائخِ عظام برائے تصانیف

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

رائے عالی حضرت مولانا ومرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہ العالی
خلیفہ حضرت حکیم الامّت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ

کتاب ''معارفِ مثنوی'' کو مختلف مقامات سے دیکھا۔ ماشاء اللہ! مثنوی شریف کی خوب تشریح کی ہے، گاہ بگاہ اس کو اپنے یہاں بعد عصر سناتا بھی ہوں۔ اس بات سے بہت ہی مسرت ہے کہ اکابر علمائے کرام نے بھی اس کو پسند فرمایا اور یہاں کے بعض اکابر ہندوستان میں اس کی طباعت واشاعت کے خواہش مند ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماویں اور لوگوں کو اس سے منتفع ہونے کی توفیق بخشیں۔

ابرار الحق

۲۲/ صفر المظفر ۱۳۹۵ھ

www.khanqah.org

رائے عالی حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی دامت برکاتہم
یادگار حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، اَمَّا بَعْدُ

حضرت عارف رومی قدّس سرہٗ کی مثنوی معنوی اپنے اسرار و معارف کے لحاظ سے بین العوام والخواص مشہور و معروف ہے، علماء و مشائخ نے اس کو تلقی بالقبول فرمایا ہے۔ چناں چہ اپنی مجالس و مواعظ میں اس کے اشعار و مضامین بطورِ سند و حجّت پیش فرماتے ہیں بلکہ اس کے درس و تدریس کا سلسلہ بھی رہا ہے جس کی وجہ سے بہتوں کی اصلاح ہوئی، عقائد تک درست ہوئے اور عقائدِ زندقہ سے تائب ہوگئے۔ معلوم نہیں کتنے اہلِ ذوق عشق و محبتِ الٰہی میں کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ نسبت مع اللہ کی دولت سے نوازے گئے اور واصل الی اللہ ہوگئے اور کتنے اہلِ علم جائے تقلید سے پایۂ تحقیق تک پہنچ گئے۔

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کو تو گویا مثنوی معنوی سے عشق تھا، امداد المشتاق میں آپ کا یہ ملفوظ مذکور ہے کہ ”فقیر نے عادت کرلی ہے کہ سفر و حضر میں کلام اللہ شریف، دلائل الخیرات و مثنوی معنوی کو ضرور پاس رکھتا ہوں۔“ نیز حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نوراللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ تین کتابیں البیلی ہیں: قرآن شریف، بخاری شریف، مثنوی شریف۔ اسی طرح حضرت مولانا تھانوی قدس سرہٗ کو بھی اس کتاب سے خاص شغف تھا۔ چناں چہ کئی دفتر کی شرح بھی لکھی جو کلیدِ مثنوی کے نام سے مشہور ہے۔

پس اکابر کے اس قدر شغف کا تقاضا تھا کہ ہم منتسبین بھی اس کتاب سے خاص ربط رکھتے اور مولانا رومی کے فیوض سے مستفیض ہوتے مگر فارسی زبان سے ناواقفیت اور سلوک و طریق سے قلّتِ مناسبت کی بنا پر اب گویا اس کتاب سے تعلق ہی ختم ہورہا ہے۔

بنابریں ضرورت تھی کہ اس کے زیادہ مفید و مؤثر اشعار کا انتخاب کرکے اس

www.khanqah.org

کا اُردو میں ترجمہ کیا جائے اور اس کے مفہوم و مقصود کو آسان و دلچسپ طریقے سے بیان کیا جائے، اس کی حکایت کا اقتباس کیا جائے اور اس کے فوائد کو بالاختصار لکھا جائے تاکہ کچھ اس اہم کتاب سے ربط باقی رہے اور کُل فائدہ نہیں تو بعض تو حاصل کیا جاسکے مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ

لہٰذا قابلِ مبارک باد ہیں۔ عزیز محترم و مکرم محبّم و مخلصم جناب مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب سلمہٗ وزاد لطفہٗ کہ انہوں نے اس خدمت کو بطریقِ احسن انجام دیا اور اس سلسلے میں بہت محنت و عرق ریزی کی۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ بس اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے یہ اہم کام انجام دیا، فَهَنِيْئًا لَّهُمْ۔

درمیان میں جو موقع بموقع اپنے مشائخ واکابر کے ارشادات کو بطور تائید لائے ہیں اس سے تو چار چاند لگ گئے ہیں اور پتا چلتا ہے کہ ہمارے مشائخ اور متقدمین کی تعلیمات میں کس قدر تطابق ہے۔ اس طرح گویا بہت سے عارفین کے معارف اس کتاب میں آگئے ہیں۔

کتاب کے عام فہم اور دلچسپ ومفید ہونے کے لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ”معارف مثنوی“ اس لائق ہے کہ سفر وحضر میں ساتھ رکھی جائے اور اس سے منتفع ہوا جائے۔ فَجَزَاهُ اللهُ عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالسَّالِكِيْنَ

مثنوی اختر کو بھی دیکھا ماشاء اللہ تعالیٰ بہت ہی خوب اور وجد آفریں ہے مضامین بہت ہی مفید آگئے ہیں، مسائلِ سلوک اور رذائلِ نفس اور اس کے علاج کو عمدہ طریقے سے بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔

بطورِ خلاصہ عرض ہے کہ ”معارفِ مثنوی“ قابلِ دید ہے اور اس کے مؤلف سلّمہٗ قابلِ داد۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و قوت کے ساتھ رکھے اور خوب کام لے۔

محمد احمد پھولپوری پرتاب گڑھی

۱۳؍ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ

رائے عالی حضرت اقدس شیخ الحدیث
مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ

عنایت فرمائے مولانا حکیم محمد اختر صاحب سلّمہٗ بعد سلام مسنون۔ آپ کی دو کتابیں ”معارفِ مثنوی“ اور ”دُنیا کی حقیقت“ پہنچ کر موجبِ منّت ہوئیں۔ اس سے بہت مسرّت ہوئی کہ آپ کا تعلق اوّلاً مولانا پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے اور آخراً مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم سے ہے، اللہ تعالیٰ دونوں کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدیہ سنیّہ کا دونوں جہان میں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ یہ دونوں کتابیں سُن بھی لیں۔ مضامین ماشاء اللہ بہت اچھے ہیں۔ دل پر اثر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو قبول فرمائے، صدقۂ جاریہ بنائے، ”معارفِ شمس تبریز“ کی طباعت کا بھی جلد از جلد انتظام فرمائے اور لوگوں کو ان معارف سے زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔ آپ کی دیگر تالیفات کی قبولیت کے لیے دُعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ذخیرۂ آخرت بنائے اور اپنے وقت پر حُسنِ خاتمہ کی دولت سے نوازے۔

محمد زکریا کاندھلوی

مدینہ طیبّہ ۱۱/ مئی ۱۹۷٦ء

رائے عالی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بِنّوری دامت برکاتہم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برادرم محترم جناب مولانا حکیم محمد اختر صاحب کی تالیفِ لطیف ”معارفِ مثنوی“ پڑھ کر موصوف سے اتنی عقیدت ہوئی جس کا مجھے تصور بھی نہ ہو سکتا تھا۔ فارسی و اُردو میں قدرتِ شعر، حسنِ ذوق، پاکیزگیِ خیالات اور دردِ دل کا بہترین مرقع ہے۔ اب موصوف نے ”دیوانِ شمس تبریز“ جو عارفِ رومی متکلم کے شیخ ہیں ان کے

حقائق و معارف کا انتخاب و تشریح و بیان لکھ کر اپنے حُسنِ ذوق، لطافتِ طبع، سلامتِ فکر کا ایک اور شاہدِ عدل پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ اربابِ ذوق کو ان کی شگفتہ تالیفات و انتخابات سے مزید مستفید فرمائے، آمین۔

محمد یوسف بنّوری

سہ شنبہ، ۸/ ربیع الاوّل ۱۳۹۶ھ

رائے عالی حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب دامت برکاتہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مکرمی مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت فیوضکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی تالیف کتاب ’’معارفِ مثنوی‘‘ کا مطالعہ شروع کیا، جب تک نیند نے مجبور نہیں کیا پڑھتا رہا۔ کتاب کو بہت قابلِ قدر اور لذیذ پایا۔ مجھے برابر اس کتاب کا اشتیاق رہا، محترم حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ایک دن عیادت کے لیے تشریف لائے اور آپ کی اس کتاب کا تحفہ ساتھ لائے، اس وقت سے یہ کتاب برابر میرے قریب رہتی ہے۔ الحمد للہ اس سے بہت نفع ہوا۔

شکر گزار اور دُعا کا خواستگار والسلام

محمد منظور نعمانی

۴/ ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ

www.khanqah.org

گناہ کے نقصانات

مرتبہ: مخدومنا حضرت اقدس مولانا الشاہ محمد ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ حضرت حکیم الامّت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

طاعت (نیکی) کے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں، گناہ(یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی) کرنے سے وہ بسا اوقات ضایع ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ایک شخص پچیس سال تک سرکاری ملازمت پوری پابندی کے ساتھ انجام دیتا رہا ہو اور برابر ترقی ملتی رہی ہو اگر وہ کسی دن رشوت لیتا ہوا پکڑا جائے یا کسی کو قتل کردے تو اس کی نیک نامی جو حکام اور عوام میں تھی وہ جاتی رہتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سزا کا بھی مستحق ہوتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا معاملہ سمجھ لینا چاہیے مگر ایک بڑا فرق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات رحیم و رحمٰن ہے اس لیے کیسا ہی بڑا گناہ ہو توبہ کرنے سے اُس کو معاف کر دیتے ہیں ہر گناہ کی توبہ کا طریق الگ الگ ہے۔(حقوق الاسلام کو دیکھیے) گناہ کے نقصانات تفصیلی دیکھنے ہوں تو ”جزاء الاعمال“ کو دیکھیے، یہاں مجملاً بعض نقصانات کو بیان کیا جاتا ہے۔ کتاب ”حیاۃ المسلمین“ سے جو حضرت اقدس حکیم الامّت مولانا الشاہ محمد اشرف علی تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ کی تصنیف کی ہوئی ہے، اصلاحِ امت کے لیے بے نظیر کتاب ہے، حضرت موصوف کی حیات میں سات آٹھ زبانوں میں ترجمہ ہوچکا، حضرت موصوف فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کو اپنی نجات کا ذریعہ خیال کرتا ہوں، اس میں نوّے آیاتِ قرآنی، تین سو احادیث شریفہ کے مضامین کی شرح کی گئی ہے، بہت ہی سہل و سلیس عبارت میں۔ حضرت موصوف فرماتے تھے کہ جتنی مشقت اس کتاب کے لکھنے میں ہوئی اتنی کسی کتاب میں نہیں ہوئی یعنی اس کے مضامین و عبارت کو سہل تر بنانے میں۔ حیاۃ المسلمین میں گناہوں کو جمع بھی فرمایا گیا ہے۔ اب اصل کتاب کا مضمون نقل کیا جاتا ہے۔

گناہ ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں سزا نہ بھی ہوتی تب بھی یہ سوچ کر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو جاتی ہے۔ اگر دنیا میں کوئی

کسی کے ساتھ احسان کرتا ہو اُس کو ناراض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کے احسانات تو بندے کے ساتھ بے شمار ہیں اس کے ناراض کرنے کی کیسے ہمت ہوتی ہے اور اب تو سزا کا بھی ڈر ہے خواہ دنیا میں بھی سزا ہو جاوے یا صرف آخرت میں چناں چہ دنیا میں ایک سزا یہ بھی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ اس شخص کو دنیا سے رغبت اور آخرت سے وحشت ہو جاتی ہے اور اُس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے دل کی مضبوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی ہے جیسا رُوح بست و یکم کے شروع مضمون سے بھی صاف ظاہر ہو جاتا ہے تو اس حالت میں تو گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہیے خواہ دل کے گناہ ہوں خواہ ہاتھ پاؤں کے۔ خواہ زبان کے پھر خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں خواہ بندوں کے ہوں اور یہ سزا تو سب گناہوں میں مشترک ہے اور بعض گناہوں میں خاص خاص سزا بھی آئی ہیں۔

پہلا نقصان حدیث پاک میں ہے کہ دل پر زنگ لگ جاتا ہے (روایت کیا اس کو امام احمد و ترمذی نے) دوسرا نقصان حدیث پاک میں ہے کہ رزق سے محرومی ہو جاتی ہے (جزاء الاعمال) ف۔ ظاہر میں محرومی ہو جانا تو کبھی ہوتا ہے اور رزق کی برکت سے محرومی ہو جانا ہمیشہ ہوتا ہے۔ تیسرا نقصان۔ اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے (روایت کیا اس کو امام احمد نے)۔

خاص خاص گناہوں کے خاص نقصانات

(۱) بے حیائی کے اعمال و افعال سے طاعون میں اور ایسی نئی نئی بیماریوں میں مبتلا کیا جاتا ہے جو پہلے لوگوں میں نہیں تھیں (۲) زکوٰۃ نہ دینے سے بارش میں کمی ہوتی ہے۔ (۳) ناحق فیصلہ کرنے اور عہد شکنی کرنے پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (۴) ناپ تول میں کمی کرنے سے قحط تنگی اور حکام کے ظلم میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ (۵) خیانت کرنے سے دشمن کا رعب ڈال دیا جاتا ہے۔ (۶) دنیا کی محبت اور موت سے نفرت کرنے پر بزدلی پیدا ہوتی ہے اور دشمن کے دل سے رعب دور کر دیا جاتا ہے۔ (جزاء الاعمال)

اب اُن گناہوں کو لکھا جاتا ہے جن پر وعیدیں آئی ہیں:

(۱) حقارت سے کسی پر ہنسنا۔ (۲) کسی پر طعن کرنا۔ (۳) بُرے لقب سے

پکارنا۔(۴) بدگمانی کرنا۔(۵) کسی کا عیب تلاش کرنا۔(۶) غیبت کرنا۔(۷) بلاوجہ بُرا بھلا کہنا۔(۸) چغلی کھانا۔(۹) تہمت لگانا۔(۱۰) دھوکہ دینا۔(۱۱) عار دلانا۔(۱۲) کسی کے نقصان پر خوش ہونا۔(۱۳) تکبر کرنا۔(۱۴) فخر کرنا۔(۱۵) ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا۔(۱۶) کسی کے مال کا نقصان کرنا۔(۱۷) کسی کی آبرو پر صدمہ پہنچانا۔(۱۸) چھوٹوں پر رحم نہ کرنا۔(۱۹) بڑوں کی عزّت نہ کرنا۔(۲۰) بھوکوں ننگوں کی حیثیت کے موافق مدد نہ کرنا۔ (۲۱) کسی دنیوی رنج کی وجہ سے تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دینا۔(۲۲) جاندار کی تصویر بنانا۔(۲۳) زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا۔ (۲۴) ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا۔(۲۵) داڑھی منڈانا یا کٹانا ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں۔(۲۶) کافروں یا فاسقوں کا لباس پہننا۔(۲۷) عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا۔ (۲۸) مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا۔ (۲۹) بدکاری کرنا (۳۰) چوری کرنا۔(۳۱) ڈکیتی کرنا۔(۳۲) جھوٹی گواہی دینا۔(۳۳) یتیم کا مال کھانا۔(۳۴) ماں باپ کی نافرمانی کر کے تکلیف دینا۔(۳۵) بے خطا جان کر قتل کرنا۔(۳۶) جھوٹی قسم کھانا۔ (۳۷) رشوت لینا۔(۳۸) رشوت دینا۔(۳۹) رشوت کے معاملہ کو چکانا۔(۴۰) شراب پینا۔(۴۱) جُوا کھیلنا۔(۴۲) ظلم کرنا۔(۴۳) کسی کا مال بغیر اس کی رضامندی کے لے لینا۔(۴۴) سود لینا۔(۴۵) سود دینا۔(۴۶) سود لکھنا۔(۴۷) سود پر گواہ بننا۔(۴۸) جھوٹ بولنا۔(۴۹) امانت میں خیانت کرنا۔(۵۰) وعدہ خلافی کرنا۔

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

www.khanqah.org

رمضان شریف کے متعلق خصوصی ہدایات

مرتبہ: مرشدی و مولائی حضرت مولانا الشاہ محمد ابرار الحق صاحب مد ظلہم العالی

(۱) کثرتِ کلمۂ طیبہ۔(۲) کثرتِ استغفار۔(۳)جنّت کا سوال کرنا۔(۴) دوزخ سے پناہ مانگنا۔(۵) تلاوت کلامِ پاک جس قدر ہو سکے۔ درود شریف کم از کم تین سو مرتبہ زیادہ جس قدر ہو سکے بہت ہی اچھا ہے۔(۶) تکبیرِ اولیٰ بالخصوص جماعت کا بہت زیادہ اہتمام کرنا۔(۷)تراویح کے لیے عشاء کی جماعت کے وقت سے قبل حاضر رہنا۔(۸)اوقاتِ فرصت کو مسجد میں بہ نیت اعتکاف گزارنا۔(۹)حسب گنجایش صدقہ وخیرات کرنا۔(۱۰)فضول باتوں سے بہت اہتمام سے بچنا، بلاضرورتِ شدید دنیوی بات بھی نہ کرنا۔(۱۱)ہر گناہ سے بچنا بالخصوص سینما، بدنگاہی، غیبت، جُوا (لاٹری)، ریڈیو پر گانے باجے سننے، شرعی پردہ نہ کرنے، گالی گلوچ، لڑائی جھگڑا کرنے، داڑھی منڈانے یا ایک مشت سے کم ہونے پر کترانے سے بہت احتیاط کرنا، ورنہ ایسے روزے کی قدر اللہ تعالیٰ کے یہاں نہیں ہے۔ ایسے روزے سے انعامات وفوائد روزے کے حاصل نہیں ہوتے۔ حدیثِ پاک میں ہے: روزہ جہنم سے ڈھال ہے۔(مشکوٰۃ شریف) لٰہذا اس کو نہ پھاڑے۔ ڈھال پھاڑنا یہ ہے کہ گناہ کا اِرتکاب کرے۔

تنبیہ: یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ روزہ میں کھانا پینا جو انسان کے لیے بہت ہی اہم ہے اُس کو روزہ میں چھوڑ دیا گیا۔ بیڑی، سگریٹ، حقّہ، پان، تمباکو جس کی نوبت کتنی مرتبہ آتی تھی محض تعمیل حکم کے لیے اور روزے کے برکات وفوائد حاصل کرنے کے لیے ان کو چھوڑنے کی مشقت کو برداشت کیا جاتا ہے، تو جو باتیں ممنوع و قابلِ ترک ہیں اُن کو روزے میں برتا جاوے تو کس قدر نامناسب وناز یبا بات ہوگی۔ حدیثِ پاک میں ارشاد ہے:

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ[۱۴۱]

---

[۱۴۱] صحیح البخاری:۲۵۵/۱ (۱۹۰۳)، باب من لم یدع قول الزور، المکتبۃ المظہریۃ

ترجمہ: جو شخص گناہ کی بات اور عمل روزے میں نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اُس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی قدر نہیں۔

ہمت کرنے سے مشکل سے مشکل کام میں من جانب اللہ مدد ملتی ہے۔ ایک صاحب جو بیس سے زیادہ سگریٹ دن بھر میں پیتے تھے یہ سننے پر کہ اسی زبان، دانت و تالو سے قرآن شریف کی تلاوت کی جاوے اور ذکر اللہ کیا جاوے اور اس کو سگریٹ کی بو سے گندا رکھا جاوے کس قدر نامناسب حرکت ہے، فوراً ہمت کرلی کہ اس وقت سے نہ پئیں گے۔ اسی طرح ایک صاحب نے لندن کے قیام میں اسی خیال کے آنے پر وہاں ارادہ ترکِ سگریٹ کا کرلیا اور اس پر عمل برابر ان دونوں حضرات کا جاری ہے حالاں کہ ایک صاحب کی عادت تیس سال سے زیادہ کی تھی۔

اسی طرح ضرورت ہے کہ شرعی داڑھی رکھنے کا قصد وہمّت اس مبارک مہینے میں کرلی جاوے پھر شرعی داڑھی کے بعد اپنے چہرے کو آئینہ میں دیکھا جاوے، تو خود ہی فیصلہ کرے گا کہ شکل کتنی نورانی ہوگئی ہے، یہ گناہ ایسا ہے کہ ہر وقت اس میں ابتلا رہتا ہے۔ چوری، قتل، بدکاری دن یا رات کو کرے تو صبح کو کسی کو معلوم نہیں ہوتا حالاں کہ بڑے گناہ ہیں مگر شرعی داڑھی نہ ہونے سے نماز، روزہ اور حج کی حالت میں بھی مجرم کی صورت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاصہ سے محروم ہے۔ (تفصیل کے لیے رسالہ داڑھی کا وجوب۔ مؤلفہ شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم دیکھیے۔)

بہت سے لوگ داڑھی سامنے تو ایک مشت کی رکھتے ہیں اور رخسار (گلے) کی داہنی اور بائیں جانب ایک مُشت سے کم رکھتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ سامنے کی طرح دائیں اور بائیں جانب بھی ایک مشت رکھنا واجب ہے۔

شرعی پردہ سے مُراد یہ ہے کہ جو اعزاء نامحرم ہیں اُن سے شریعت کے حکم کے موافق پردہ کرنا۔ احکام پردے کے بہشتی زیور، بہشتی ثمر، علم الفقہ، تعلیم الاسلام میں مسطور ہیں۔ صرف اُن نامحرموں کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے لوگ جن کو نامحرم نہیں

سمجھتے ہیں۔ مرد کے لیے (۱) بھائی کی بیوی (۲) بیوی کی بہن (۳) خالہ، پھوپھی، ماموں اور چچا کی لڑکیاں (۴) ممانی (۵) چچی۔ عورت کے لیے (۱) بہن کا شوہر (۲) شوہر کا بھائی (۳) خالہ، ماموں، چچا اور پھوپھی کے لڑکے (۴) خالو (۵) پھوپھا۔

غیبت سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام چاہیے۔ اکثر حضرات کے روزے اس کی وجہ سے ضایع ہو جاتے ہیں۔ مضمون مرتّبہ احقر ''اصلاح الغیبۃ'' کو ملاحظہ کیجیے۔

بد نگاہی سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام چاہیے۔ یہ شیطان کا بہت بڑا زہریلا تیر ہے۔ اس سے طاعات کا نور سلب ہو جاتا ہے، قلب میں ایسی بڑی ظلمت پیدا ہو جاتی ہے جو بعض دفعہ استغفار سے بھی دور نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ جب تک بد نگاہی کے موقع پر ضبط، حفاظتِ نظر سے کام نہ لیا جائے بد نظری کی ظلمت دور نہیں ہوتی ہے، اس کی اصلاح کے لیے عرضِ احقر کو بھی ملاحظہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پردے کے متعلق خصوصی ہدایت

حضرت مرشدنا و مولانا شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہ کی دردمندانہ گزارش

حضرات! آپ ایک پاؤ گوشت کو چیل کے خوف سے اور ایک سو کے نوٹ کو جیب کتروں کے خوف سے اور روٹیوں کو چوہوں کے خوف سے اسی طرح ایک پاؤ دودھ کو بلّی کے خوف سے چُھپا کر رکھتے ہیں جب کہ ان میں خود سے اُن کے اُچک لینے والوں کے پاس جانے کی صلاحیت بھی نہیں اور ان کے اُچک لینے کے کچھ دیر بعد اُن سے اگر واپس مل جائے تو گوشت میں اور نوٹوں میں کوئی عیب بھی نہیں پیدا ہوتا برعکس عورتوں میں خود سے اہلِ شر کی طرف کھنچ جانے کی صلاحیت ہے اور واپس لینے کے بعد ایسی عیب دار سمجھی جاتی ہیں کہ تمام خاندان کی گردنیں نیچی ہو جاتی ہیں۔ پس جن لوگوں کے نزدیک عورتوں کی عزت ایک پاؤ گوشت اور سو کے نوٹ کے برابر بھی نہیں اُن سے ہم کو کچھ نہیں کہنا چاہیے، باقی وہ حضرات جن کو اپنی بہو، بیٹیوں اور بیویوں کی عزت کا احساس ہے وہ شرعی پردے کا اہتمام اپنے گھروں پر شروع کر دیں۔

www.khanqah.org

حضرت علی رضی اللہ عنہ جو پاک دل اور پاک نظر والے تھے جب ان کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حفاظتِ نظر کا حکم فرمایا تھا تو اس زمانے میں اپنے لیے پاک دل اور پاک نظر کا بہانہ کیسے درست ہو سکتا ہے۔

پائجامہ یا تہبند سے ٹخنوں کو ڈھانکنا ناجائز ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ ٹخنہ ڈھانکنے والے سے محبت نہیں فرماتے۔[۱۴۲]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنا حصہ پائجامہ یا تہبند کا ٹخنہ کے نیچے لٹکا ہو گا وہ جہنم میں ہو گا:

مَا اَسۡفَلَ مِنَ الۡکَعۡبَیۡنِ مِنَ الۡاِزَارِ فِی النَّارِ[۱۴۳]

اس زمانے میں ٹخنہ ڈھانکنے کی وبا بھی عام ہو رہی ہے، اس عادت سے خود بھی بچے اور اپنے دوستوں کو بھی سمجھائے، یہ عمل نہ مسجد میں جائز ہے نہ مسجد سے باہر جائز ہے، ہر جگہ ہر وقت اس کا اہتمام رکھے کہ ٹخنے کھلے رہیں۔

---

۱۴۲ سنن ابن ماجۃ: ۳۹۰، باب موضع الازار این ھو، المکتبۃ الرحمانیۃ / فتح الباری: ۱۰/۲۶۴، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، بیروت

۱۴۳ صحیح البخاری: ۲/۸۶۱ (۵۷۸۷)، باب ما اسفل من الکعبین فھو فی النار، المکتبۃ المظھریۃ

www.khanqah.org

روح کی بیماریاں
اور ان کا علاج
(حصۂ دوم)

www.khanqah.org

معمولات برائے سالکین

۱) باوضو، صاف کپڑے، عطر لگا کر، قبلہ رُو بیٹھ کر مراقبہ کریں کہ میری قبر سامنے ہے۔ میں اپنی قبر کے سامنے سب سے پہلے اپنی نفی کر رہا ہوں پھر تمام ماسوا اللہ کی، اور اس طرح پانچ سو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تعداد پوری کریں۔ لَا اِلٰہَ سے دنیا کے تمام فانی محبوب اور ان باطل معبودوں کی نفی کریں جو خواہشاتِ نفسانیہ کی صورت میں ہمارے دل کے اندر خدا بنے ہوئے ہیں۔ اور اِلَّا اللّٰہ سے یہ تصور کریں کہ ہمارے قلب میں اللہ تعالیٰ کے نور کا ستون عرشِ الٰہی سے داخل ہو رہا ہے۔

۲) (الف) ذکر اسمِ ذات پانچ سو مرتبہ اس طرح سے کرے کہ زبان کے ساتھ دل سے بھی اللہ نکل رہا ہے۔

(ب) تین سو مرتبہ درود شریف صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

۳) ذکر اسمِ ذات سو مرتبہ ذرا کھینچ کر کہ اللہ کہتے وقت اپنی آہ بھی محسوس ہو اور یہ تصور کریں کہ میرے دل میں چاندی کے پانی سے لفظ اللہ لکھا ہوا ہے اور خوب چاند سا چمک رہا ہے پھر یہ تصور کریں کہ میرے بال بال سے لفظ اللہ نکل رہا ہے۔ پھر یہ تصور کریں کہ آسمان وزمین، شجر و حجر کائنات کا ہر ذرّہ ہمارے ساتھ ساتھ اللہ کہتا ہے۔

چوں بگریم خلقہا گریاں شود
چو بنالم چرخہا نالاں شود

(رومی)

جب میں حق تعالیٰ کی یاد میں روتا ہوں تو میرے ساتھ ایک کثیر مخلوق روتی ہے اور جب نالہ کرتا ہوں تو ہر آسمان بھی ہمارے ساتھ نالہ کرتا ہے۔

۴) تلاوتِ قرآن پاک اور سورۂ یٰسین کرے اور یہ دعا کرے کہ اے ہمارے رب! ہم نے آپ کے کلامِ پاک کی تلاوت کی اور آپ کے کلام کے دل کی تلاوت کی، حدیث شریف میں سورۂ یٰسین کو قرآن کا دل فرمایا گیا ہے پس اپنے کلام کے دل کی

برکت سے ہمارے دل کو اللہ والا بنا دیجیے اور اصلاح کی تکمیل فرما کر ہمارے دل کو قلبِ سلیم بنا دیجیے۔

۵) مناجاتِ مقبول کی ایک منزل دُعا خواہ عربی یا فارسی یا اُردو، مگر افضل عربی والی منزل ہے۔

۶) مراقبۂ موت، مراقبۂ قبر و حشر اور احتسابِ محشر اور مراقبۂ دوزخ۔

نوٹ: کمزور دل والے مراقبۂ موت نہ کریں۔

۷) اپنے مرشد کی صحبت کا اہتمام اور اس سے دوری میں اس کی بتائی ہوئی کتابوں کا مطالعہ بالخصوص قصد السبیل، بہشتی زیور کا حصہ نمبر ۷ اور مطالعہ مواعظ و ملفوظات حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۸) گاہ گاہ قبرستان کی حاضری اور مرنے والوں سے عبرت اور دنیا کی فنائیت کا سبق لینا۔

۹) بستی کے صالحین اور عاشقینِ حق کے پاس حاضری۔

۱۰) حسین نوجوان مَردوں اور اجنبیہ نامحرم عورتوں سے اپنی نگاہ، دل، اور جسم کو بہت دور رکھنا۔ شیطان سالکین کو ان ہی مردہ اور سڑنے اور گلنے والی لاشوں کے عارضی اور فانی حُسن میں پھنسا کر بے وقوف بنا کر قربِ حقِ تعالیٰ اور نعمت تقویٰ اور قلب و روح کے حقیقی چین اور بہارِ دائمی سرمدی سے محروم کر دیتا ہے۔ اور زندگی کو ان کے چکر میں پھنسا کر تلخ اور تباہ کر دیتا ہے۔

۱۱) ہر روز دو رکعت صلوٰۃِ توبہ پڑھ کر تمام معاصی سے تضرع اور الحاح سے معافی مانگے اگر آنسو بھی نکل آئیں تو بہت بہتر ورنہ رونے والوں کی شکل بنانا بھی کافی ہے اور یوں دعا کرے کہ

اے اللہ! ہمارے جملہ معاصی کو معاف فرما دیجیے اور اُن کے نقصاناتِ لازمہ اور متعدیہ کی بھی اپنی شان کے شایان تلافی فرما دیجیے۔ اور گناہ سے جو حیا میں نقصان آیا ہے اُس کی ایسی تلافی فرما دیجیے کہ ہم کو حقیقتِ حیا کا احسان اور مشاہدہ والا مقام نصیب ہو:

فَاِنَّ حَقِیْقَةَ الْحَیَاءِ اَنَّ مَوْلَاکَ لَا یَرَاکَ حَیْثُ نَهَاکَ، وَهٰذَا مَقَامُ الْاِحْسَانِ یُسَمّٰی بِالْمُشَاهَدَةِ[۱۴۴]

حقیقتِ حیا یہ ہے کہ تمہارا مولیٰ تم کو ایسی حالت میں نہ دیکھے جس حالت کو دیکھ کر ناراض ہو یعنی اپنی نافرمانی کی حالت میں تم کو نہ دیکھے۔

۱۲) دو رکعت صلوٰۃِ حاجت پڑھ کر اپنی اصلاح کی اور ترکِ معاصی کی توفیق کو الحاح کے ساتھ طلب کرے اور ہو سکے تو یہ دعا پڑھ کر دعا کرے تو جلد قبولیت کی اُمید ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ[۱۴۵]

اس دعا کے بعد دنیا اور آخرت کی جو بھی حاجت ہو خوب دیر تک حق تعالیٰ سے مانگے۔

۱۳) تین گناہوں سے بہت اہتمام سے بچے: (۱) بدنگاہی۔ اس سے دل تباہ ہو جاتا ہے فوراً استغفار سے تلافی کرے اور کچھ نوافل پڑھے اور کچھ خیرات کرے۔ (۲) بدگمانی۔ اپنے مرشد سے یا صالحین یا کسی مسلمان سے بدگمانی نہ کرے اور سب سے اپنے کو حقیر سمجھے، اور اگر ذکر و طاعت کی توفیق ہو جاوے تو حق تعالیٰ کے انعام کا شُکر ادا کرے۔ اگر دل حاضر نہ ہو تو بھی شکر ادا کرے اور اپنے کو یوں سمجھائے کہ بہت سے لوگ تو زبان کے ذکر سے بھی محروم ہیں، شُکر ہے خدا کا کہ زبان سے تو اللہ پاک کا نام نکلا۔ اس شُکر کی برکت سے بقاعدہ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ[۱۴۶] ان شاء اللہ! دل بھی حاضر ہونے کی توقع ہے۔ لیکن اپنے ہر نیک عمل پر عدمِ قبولیت کا بھی خوف رکھے تاکہ نفس میں بڑائی نہ آوے۔ مسجد میں جاوے تو سب نمازیوں سے اپنے کو

۱۴۴؎ مرقاۃ المفاتیح: ۷۰/۱، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۱۴۵؎ جامع الترمذی: ۱۰۸/۱، باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجۃ، ایج ایم سعید

۱۴۶؎ ابرٰھیم: ۷

کمتر سمجھے اور یوں ارادہ کرے کہ اگر یہ اعلان ہو کہ اس مسجد میں جو سب سے بُرا بندہ ہو باہر آجائے اس سے کوئی کام ہے تو فوراً خود نکلنے کا جذبہ ہو۔ یہ فقیری کا اصل راز ہے، اسی پر حق تعالیٰ شانہٗ کا فضل بندے پر ہوتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ منقول ہے کہ اعلان ہوا کہ جو سب سے بُرا ہو مسجد سے باہر نکلے تو خود سب سے پہلے نکلے، حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اُن کے مُرشد نے جب ان کا یہ حال سنا تو فرمایا کہ آہ! اسی تواضع نے جنید کو جنید بنایا ہے۔

۳) تیسری بد عملی غیبت ہے۔ یہ بیماری اکثر کبر اور عُجب سے ہی ہوتی ہے ورنہ جو اپنے کو کوڑھی باطناً سمجھتا ہے کسی کے زکام پر نہیں ہنستا۔

نوٹ: ان تین گناہوں کے ترک سے تمام گناہوں کا ترک آسان ہو جاتا ہے۔

۱۴) ذکر میں ناغہ نہ کرے اور وقتِ مقرر پر ادا کرے لیکن اگر ناغہ ہو جاوے یا وقتِ مقرر پر موقع نہ ہو سکا تو دوسرے وقت یا دوسرے دن شروع کر دے، ناغہ ہونے سے مایوس ہو کر بالکل نہ ترک کرے۔ ناغہ کے ساتھ ذکر بھی ایک قسم کا دوام ہے۔

۱۵) اسی طرح اگر ذکر میں لذّت نہ آوے تو بھی حق تعالیٰ کا نام لینا ہی انعامِ عظیم سمجھے۔ ذکرِ بے لذّت بھی وصول اِلَی اللہ اور انکشاف معیتِ خاصہ کے لیے کافی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی گناہ کی ایسی عادت پڑ گئی کہ چھوٹتی ہی نہیں تو اس کو پوری طرح اپنے مرشد کو تحریراً بتا کر اس کا علاج دریافت کر کے عمل کرے اور بار بار اپنے حالات سے اطلاع کرتا رہے اور ہمت سے پرہیز کرے لیکن اگر کوئی بُرائی نہیں چھوٹتی تو بھلائی نہ چھوڑے، اگر غیر اللہ نہیں چھوٹتے تو اللہ تعالیٰ کو بھی نہ چھوڑو۔ یہ کیسی حماقت ہو گی کہ غیر تو نہ چھوٹے اور اپنے مالک اور کریم مولیٰ کو بھول جاوے۔

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
ارے اس سے کُشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے

www.khanqah.org

ان شاء اللہ تعالیٰ! اگر لگے رہے، گو توبہ بھی ٹوٹتی رہی لیکن استغفار اور گریہ وزاری سے راہ پر پڑے رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ انجام آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور وقتِ خاتمہ ان شاء اللہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے کرم سے اچھا کریں گے اور آپ کو نفس اور شیطان پر غالب کردیں گے۔

دوست دارد دوست ایں آشفتگی
کوشش از بے ہودہ بہ از خفتگی

حق تعالیٰ اپنے بندوں سے یہ ٹوٹی پھوٹی کوشش بھی محبوب رکھتے ہیں اور یہ بے ہودہ کوشش بھی بالکل سو جانے سے بہتر ہے۔

۱۶) سب سے اہم اور نہایت ضروری نصیحت یہ ہے کہ ہر کام میں ہر فعل میں حضور صلی اللہ علیہ سلم کی سنت کو معلوم کریں اور اسی پر عمل کریں بالخصوص سُنَنِ عادیہ کھانے پینے، سونے جاگنے، استنجا کرنے، لباس پہننے وغیرہ کی سنتوں کو اور حضور صلی اللہ علیہ سلم کی دعاؤں کو یاد کرکے عمل کریں کہ اس دور میں ایک سنّت کو زندہ کرنے کا ثواب سو شہید کے برابر ہے۔

یہ سولہ اُصول بیان کیے گئے ہیں حق تعالیٰ شانہٗ ان چند اُصولوں کو سالکین کے لیے ذریعۂ کامیابی بنائیں، اٰمین۔

راقمُ الحروف
محمد اختر عفا اللہ عنہ ۷؍ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شانِ رحمۃ الغفار فِیْ قبُوْلِ التّوبۃ والاستغفار

استغفار و توبہ

استغفار مغفرت طلب کرنا۔ غفر کے معنیٰ سَتر ہے۔ غَفَرَ یَغْفِرُ بہ معنیٰ سَتَرَ یَسْتُرُ۔

اللہ تعالیٰ جس کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں اس کے گناہ کو دُنیا اور آخرت میں چُھپادیتے ہیں یعنی غفاریت کے ساتھ ساتھ ستّاریت کا بھی ظہور ہوتا ہے۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ باب الاستغفار میں رقم طراز ہیں:

وَالْمَغْفِرَةُ مِنْهُ تَعَالٰى لِعَبْدِهٖ سَتْرُهٗ لِذَنْبِهٖ فِي الدُّنْيَا بِأَنْ لَّا يَطَّلِعَ عَلَيْهِ اَحَدٌ، وَفِي الْاٰخِرَةِ بِأَنْ لَّا يُعَاقِبَهٗ عَلَيْهِ[۱۴۷]

مغفرت کا مفہوم حق تعالیٰ کی طرف سے بندے پر یہ ہے کہ اس کے گناہ کو دنیا میں چھپالیں اس طرح سے کہ کسی کو بھی مطلع نہ کریں اور آخرت میں اس پر سزا نہ دیں۔

تعریفِ توبہ

علّامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ شریعت کی اصطلاح میں گناہ کو اس کے بُرا ہونے کے سبب ترک کرنا، اور اپنی اس کوتاہی اور خطا پر شرمندہ ہونا اور آیندہ کے لیے عزم کرنا کہ اب یہ گناہ نہ کریں گے اور اس خطا کی تلافی کرنا۔

شارحِ مسلم علّامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ اگر وہ گناہ بندوں کے حقوق سے متعلق ہے تو اس ظلم کو معاف کرائے اور حق ادا کرے اور اگر

---

[۱۴۷] مرقاۃ المفاتیح:۵/۱۲۲،باب الاستغفار والتوبۃ،دار الکتب العلمیۃ

اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق ہے تو نماز روزہ وغیرہ قضا ادا کرے۔[۱۴۸]

توبہ کی لغوی تحقیق

اَلتَّوْبَۃُ مَصْدَرُ تَابَ اَیْ رَجَعَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ اَوْ نَدِمَ عَلَی الذَّنْبِ مُسْتَقِرًّا بِاَنْ لَّا عُذْرَ لَہٗ فِیْ اِتْیَانِہٖ - تَابَ اِلَیْہِ اَیْ اَنَابَ اِلَیْہِ - تَوَّابٌ یُسْتَعْمَلُ فِی اللہِ بِکَثْرَۃِ قَبُوْلِ التَّوْبَۃِ مِنَ الْعِبَادِ، وَفِی الشَّرْعِ النَّدْمُ عَلٰی مَعْصِیَۃٍ مِنْ حَیْثُ ھِیَ مَعْصِیَۃٌ مَعَ عَزْمٍ اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلَیْھَا اِذَا قَدَرَ عَلَیْھَا

توبہ لغت میں معصیت سے رجوع کرنے کا نام ہے اور شریعت میں گناہ سے ندامت کا نام ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ گناہ کو گناہ سمجھ کر نادم ہو اور اس ارادے کے ساتھ کہ دوبارہ یہ گناہ نہ کرے گا جب کہ اس کو اس گناہ پر قدرت بھی حاصل ہو جاوے۔

توبہ اور تائبین کے اقسام

وَتُبْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ[۱۴۹]

اَیْ وَفِّقْنَا لِلتَّوْبَۃِ ہمارے اُوپر توجہ فرمائیے، یعنی توفیقِ توبہ عنایت فرمائیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بندہ موردِ عنایتِ حق اور منظور بنظر الحق ہوتا ہے اس کو توفیقِ توبہ عطا کی جاتی ہے لہٰذا تائبین کو بہ نظرِ حقارت کبھی نہ دیکھنا چاہیے کہ یہ بھی محبوبین حق تعالیٰ کے ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ[۱۵۰] بے شک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں توبہ کثرت سے کرنے والوں کو۔

عوام کی توبہ

وَالتَّوْبَۃُ تَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ التَّائِبِیْنَ، فَتَوْبَۃُ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ النَّدْمُ

---

[۱۴۸] شرح مسلم للنووی: ۳۴۶/۲، باب بیان النقصان فی الایمان، دار احیاء التراث، بیروت

[۱۴۹] البقرۃ: ۱۲۸

[۱۵۰] البقرۃ: ۲۲۲

www.khanqah.org

وَالْعَزْمُ عَلٰی عَدَمِ الْعَوْدِ وَرَدِّ الْمَظَالِمِ اِذَا اَمْکَنَ وَنِیَّةُ الرَّدِّ اِذَا لَمْ یُمْکِنْ

توبہ کے مختلف درجات ہیں تائبین کے اختلافِ مراتب سے۔ پس عوام کی توبہ گناہ پر ندامت اور آیندہ کے لیے گناہ نہ کرنے کا ارادہ ہے اور حقوق العباد میں ان کا حق ادا کرنا ہے ممکن صورت میں اور عدمِ امکان کی صورت میں نیّتِ ادائیگی ہے۔

خواص کی توبہ

وَتَوْبَةُ الْخَوَاصِّ الرُّجُوْعُ عَنِ الْمَکْرُوْهَاتِ مِنْ خَوَاطِرِ السُّوْءِ وَالْفُتُوْرِ فِی الْاَعْمَالِ وَالْاِتْیَانِ بِالْعِبَادَةِ عَلٰی غَیْرِ وَجْهِ الْکَمَالِ

اور خواص کی توبہ باطنی مکروہ اعمال اور عبادات کی کوتاہیوں (کہ کماحقہٗ نہ کرنے) اور کمالِ حضور اور کمالِ خشوع سے نہ ادا کرنے سے توبہ کرنا ہے۔

خواص الخواص کی توبہ

وَتَوْبَةُ خَوَاصِّ الْخَوَاصِّ لِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ وَالتَّرَقِّیْ فِی الْمُقَامَاتِ[۱۵۱]

اور خواص الخواص کی توبہ درجات کی بلندی کے لیے ہے اور مقاماتِ قرب میں ترقی کے لیے ہے۔

اور یہ مقام صرف انبیاء علیہم السلام کا ہے اور اس آیت میں یہی مراد ہے کہ تُبْ عَلَیْنَا حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے۔

استغفار اور توبہ کا فرق

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ[۱۵۲]

۱۵۱؎ روح المعانی: ۳۸۶/۱، البقرة (۱۲۸)، دار احیاء التراث، بیروت

۱۵۲؎ هود: ۳

اس آیت کے ذیل میں علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: استغفار سے مراد ماضی کے گناہوں سے معافی مانگنا ہے اور توبہ سے مراد ندامتِ قلب کے ساتھ تلافی اور آیندہ کے لیے عہد کرنا ہے کہ اس خطا کو دوبارہ نہ کریں گے۔ علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات ملاحظہ ہو:

لَا نُسَلِّمُ اَنَّ الْاِسْتِغْفَارَ هُوَ التَّوْبَةُ بَلْ هُوَ تَرْكُ الْمَعْصِيَةِ وَالتَّوْبَةُ هِيَ الرُّجُوْعُ اِلَى الطَّاعَةِ

اَلْاِسْتِغْفَارُ طَلَبُ سَتْرِ الذَّنْبِ مِنَ اللهِ تَعَالٰى وَالْعَفْوِ مِنْهُ وَالتَّوْبَةُ تُطْلَقُ عَلَى النَّدَمِ عَلَيْهِ مَعَ الْعَزْمِ عَلٰى عَدَمِ الْعَوْدِ اِلَيْهِ فَلَا اِتِّحَادَ بَيْنَهُمَا[۱۵۳]

اگر استغفار اور توبہ ایک ہی حقیقت رکھتے تو حق تعالیٰ شانہٗ الگ الگ نہ بیان فرماتے۔ توبہ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو اس کا مفہوم حق تعالیٰ کی عنایات اور توفیقات ہوتی ہیں۔

مقبول توبہ کی علامت

خطا کے صدور سے قلب کا انتہائی غم اور انتہائی کرب اور ندامت منصوص ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ یہ آیت اس اضطراب پر دلالت کرتی ہے کہ جس قدر ایمان ہوتا ہے اسی قدر گناہ سے غم ہوتا ہے۔ چناں چہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان تین اصحاب پر زمین باوجود وسعت کے تنگ ہوگئی اور وہ اپنی جانوں سے بے زار ہوگئے۔

حدیث میں وارد ہے کہ مؤمن کے قلب پر گناہ مثل پہاڑ معلوم ہوتا ہے اور منافق کے قلب پر گناہ مثل مکھی معلوم ہوتا ہے۔ اور نیکی سے خوش ہونا اور گناہ سے غمگین ہونا علامتِ ایمان قرار دیا گیا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ گناہ کے غم کو یوں بیان کرتے ہیں۔

---

[۱۵۳] روح المعانی: ۱۱/۲۰۷، ھود (۳)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

در جگر افتادہ ہستم صد شرر
در مناجاتم ببیں خونِ جگر

اے خدا! ہمارے جگر میں غم کی صدہا آگ اٹھی اور اس کے اثر سے ہماری مناجات اور استغفار میں ہمارے جگر کے خون کو آپ ملاحظہ فرمائیں یعنی ندامت کے ان آنسوؤں کو کہ وہ جگر کا خون ہیں اور غم سے آنسو بن گئے ہیں آپ ہماری دُعا میں دیکھ لیں۔

پس توبہ کی حقیقت انتہائی ندامت اور غم سے استغفار کرنا ہے۔ اسی لیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ توبہ کی نماز دو رکعت پڑھ کر سر سے ٹوپی اُتار کر اپنے سر و چہرے پر خاک ڈال کر خوب دیر تک تضرّع اور گریہ سے معافی مانگے اور اپنے کو خوب بُرا کہے۔ مصلّٰی ہٹا دے اور مٹی پر سجدہ کرے اور سجدہ میں دیر تک روئے اور معافی مانگے اور یہ سمجھے کہ حق تعالیٰ کی رحمت کے علاوہ کہیں کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔

وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ

اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی پناہ اور نہیں ہے۔

توبہ کی حقیقت دو اجزاء سے مرکب ہے: ۱) ندامت۔ ۲) عزم علی التقوٰی۔
یعنی ندامت ہو اور آیندہ نہ کرنے کا عزم اور پختہ ارادہ ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ طریقہ صرف جلبِ رحمتِ حق کے لیے لکھا ہے، ضروری نہیں کہ سر پر خاک نہ ڈالے تو توبہ نہ ہو گی۔

توبہ کی توفیق بندے کی مقبولیت کی علامت ہے

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اَیْ وَفَّقَهُمْ لِلتَّوْبَةِ[۱۵۴]

پس حق تعالیٰ کی یہاں عنایت کا ظہور بصورتِ توفیقِ توبہ ہے۔ جس بندے

---

[۱۵۴] روح المعانی: ۱۱/۴۲، التوبۃ (۱۱۸)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

سے محبت فرماتے ہیں اس کو گناہ کی نجاست میں ناپاک اور آلودہ نہیں رہنے دیتے، توفیقِ توبہ عنایت فرما کر پاک کر دیتے ہیں۔

لِيَتُوْبُوْا تاکہ توفیقِ توبہ سے توبہ کرلیں۔ اور احقر توفیق کی تعریف آگے ذکر کر رہا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَالتَّوَّابُ الرَّحِيْمُ[155]

اَلتَّوَّابُ: هُوَالْمُبَالِغُ فِيْ قَبُوْلِ التَّوْبَةِ لِمَنْ تَابَ وَلَوْعَادَ فِي الْيَوْمِ مِأَةَ مَرَّةٍ حق تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والے ہیں جو توبہ کرے اگرچہ دن میں سو مرتبہ اس کی توبہ ٹوٹ جاوے۔ (بشرط ندامت اور عزم علی التقویٰ)

اَلرَّحِيْمُ: اَلْمُتَفَضِّلُ عَلَيْهِمْ بِفُنُوْنِ الْاٰلَاءِ مَعَ اسْتِحْقَاقِهِمْ لِاَفَانِيْنِ الْعِقَابِ[156] بندوں پر مختلف اقسام کی عنایات سے مہربانی فرمانے والے باوجودیکہ وہ مختلف انواع کی سزاؤں کے مستحق تھے۔

صفتِ رحمٰن اور صفتِ رحیم کا فرق

رحمة الرحمٰن: قَدْ تَمْزُجُ بِالْاَلَمِ كَشُرْبِ الدَّوَاءِ الْكَرِهِ الطَّعْمِ وَالرَّائِحَةِ فَاِنَّهُ اِنْ كَانَ رَحْمَةً بِالْمَرِيْضِ لٰكِنْ فِيْهِ مَالَا يُلَاءِمُ طَبْعُهُ

رحمٰن کی رحمت کبھی کچھ تکلیف کے ساتھ مل جاتی ہے جیسے بدمزہ اور ناگوار دوا کا پینا پس یہ دوا مریض کے لیے اگرچہ رحمت ہے لیکن طبیعت کو کلفت بھی ہے۔

رحمة الرحيم: لَا يُمَازِجُهَا شَوْبٌ فَهِيَ مَحْضُ النِّعْمَةِ وَلَا تُوْجَدُ اِلَّا عِنْدَ اَهْلِ السَّعَادَاتِ الْكَامِلَةِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا سُعَدَاءَ الدَّارَيْنِ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[157]

۱۵۵؎ التوبة: ۱۱۸

۱۵۶؎ روح المعانی: ۱۱/۴۲، التوبة (۱۱۸)، دار احیاء التراث، بیروت

۱۵۷؎ روح المعانی: ۱/۸۲، الفاتحة (۲)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

صفتِ رحیم کی رحمت تکلیف سے بالکل نہیں ملتی اور وہ نعمتِ محض ہے، نہیں عطا کی جاتی مگر اہلِ سعادتِ کاملہ کو۔

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہم کو دارین کے سُعداء میں کر دے حضور صلی اللہ علیہ سلم کے طفیل سے۔

شیطان کا تصرف اور اثر، گناہ کرنے کے بعد اس کی تاریکی اور ظلمت میں

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا (اَیْ مِنَ الذُّنُوْبِ) [۱۵۸]

شیطان نے ان کو پھسلا دیا بعض ان اعمال کے سبب جس کا انہوں نے اکتساب کیا۔

اس آیت کے ذیل میں علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

لِاَنَّهَا تُوْرِثُ الظُّلْمَةَ، وَالشَّيْطٰنُ لَا مَجَالَ لَهٗ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ بِالتَّزْيِيْنِ وَالْوَسْوَسَةِ اِلَّا اِذَا وَجَدَ الظُّلْمَةَ فِی الْقَلْبِ

کیوں کہ گناہ سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے اور شیطان کی طاقت آدم علیہ السلام کی اولاد پر بُرے اعمال کو مُزیّن کرنے اور گناہ کے وساوس ڈالنے کی نہیں ہوتی جب تک کہ اِس کو اُن کے دل میں اندھیرا گناہ کا نہ ملے (جیسے چمگادڑ (خفاش) ہمیشہ اپنی سکونت اور قیام کے لیے اندھیرا چاہتا ہے)۔

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ

اور تحقیق کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ان کو معاف فرما دیا۔

عفو کیا ہے؟ مَحْوُ الْجَرِيْمَةِ بِالتَّوْبَةِ خطا کو توبہ سے مٹا دینا۔ چناں چہ جب قلب توبہ کی ندامت اور عزم علی التقویٰ کے نور سے روشن ہو جاتا ہے تو شیطان کے اثرات ایسے دل سے ختم ہو جاتے ہیں:

حِيْنَ اسْتَنَارَتْ قُلُوْبُهُمْ بِنُوْرِ النَّدَمِ وَالتَّوْبَةِ

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ: وَبِمُقْتَضٰى ذٰلِكَ ظَهَرَتِ الْمُخَالِفَاتُ وَارْدَفَتْ

---

۱۵۸ اٰل عمرٰن:۱۵۵

بِالتَّوْبَةِ لِيَكُوْنَ ذٰلِكَ مِرْاٰةً لِظُهُوْرِ صِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى, وَمِنْ هُنَا جَاءَ (لَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَأَتَى اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْمٍ يُّذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ فَيَغْفِرَ لَهُمْ)

حکایت

حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ایک رات طواف کر رہے تھے اور کثرت سے یہ دُعا کر رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ فَسَمِعَ هَاتِفًا مِّنْ قَلْبِهٖ يَقُوْلُ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَنْتَ تَسْاَلُهُ الْعِصْمَةَ وَكُلُّ عِبَادِهٖ يَسْاَلُوْنَهُ الْعِصْمَةَ فَاِذَا عَصَمَكُمْ عَلٰى مَنْ يَّتَفَضَّلُ وَعَلٰى مَنْ يَّتَكَرَّمُ [۱۵۹]

اے اللہ! مجھے معاصی سے عصمت و حفاظت مقدر فرما کہ غیبی آواز اپنے قلب سے سُنی کہ اے ابراہیم! تو جو سوال عصمت کا کرتا ہے یہی سوال تمام بندے کرتے ہیں اگر سب کو معصوم بنادوں تو میری عنایت مغفرت اور رحمت کس پر ہوگی۔

حکایت

اسی نوع کی حکایت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد علّامہ ابو اسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے علمائے کبار سے اور راسخین فی العلم میں سے تھے، انہوں نے کہا کہ میں نے حق تعالیٰ شانہٗ سے تیس سال تک دعا مانگی کہ ہم کو توبۂ نصوح عطا فرما دیجیے، پس میری دعا تیس سال گزرنے تک جب قبول نہ ہوئی تو مجھے دل میں تعجب ہوا کہ وہ ارحم الراحمین دُعا کیوں نہیں قبول فرماتے ہیں۔ پس میں نے خواب میں ایک آوازِ غیبی سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ تجھے تعجب ہے کہ اب تک دعا کیوں نہیں قبول ہوئی؟ آخر تیرے اس سوال کا حاصل تو یہی ہے تاکہ تو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاوے اور تو نے نہیں سُنا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

۱۵۹؎ روح المعانی: ۴/۱۰۴، اٰل عمرٰن (۱۵۵)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ[۱۶۰]

اللہ تعالیٰ خوب توبہ کرنے والوں اور خوب طہارت کا اہتمام کرنے والوں کو محبوب بنالیتے ہیں۔

توفیق کی تعریف

توفیق کیا چیز ہے؟ توفیق کی تعریف مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ استاذِ فقہ وادب دارالعلوم دیوبند نے تین طرح سے بیان فرمائی ہے:

تَوۡجِیۡہُ الۡاَسۡبَابِ نَحۡوَ الۡمَطۡلُوۡبِ الۡخَیۡرِ

اسباب کا متوجہ کردینا مطلوبِ خیر کی طرف۔

تَسۡہِیۡلُ طَرِیۡقِ الۡخَیۡرِ وَتَسۡدِیۡدُ طَرِیۡقِ الشَّرِّ

خیر کے راستے کا آسان فرمادینا اور شر کے راستے کو بند کردینا۔

خَلۡقُ الۡقُدۡرَۃِ عَلَی الطَّاعَۃِ[۱۶۱]

ترجمہ: طاعت کی ہمت اور طاقت پیدا کردینا۔

طہارت

طہارت، وضو اور غسل تو سب کو معلوم ہے لیکن علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا کہ علم کی طہارت جہل کی ظلمت سے حفاظت ہے اور طاعت کی طہارت معصیت کی آلودگی سے حفاظت ہے اور طہارت ذکر کی غفلت اور نسیان سے حفاظت ہے اور طہارتِ کاملہ طَہَارَۃُ الۡاَسۡرَارِ مِنۡ دَنَسِ الۡاَغۡیَارِ[۱۶۲] ہے یعنی باطن کو غیر اللہ سے پاک رکھنا یہی طہارتِ کاملہ ہے۔

---

[۱۶۰] البقرۃ:۲۲۲

[۱۶۱] شرح المقامات للشیخ اعزاز علی:۴۲، مطبوعۃ دیوبند

[۱۶۲] روح المعانی:۱۱/۲۶، التوبۃ (۱۱۰)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے دو امان دنیا میں عطا کیے گئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ارضِ کائنات میں دو امان دیے گئے:

كَانَ فِي الْأَرْضِ أَمَانَانِ مِنْ عَذَابِ اللهِ فَرُفِعَ أَحَدُهُمَا فَدُوْنَكُمُ الْآخَرَ فَتَمَسَّكُوْا بِهِ أَمَّا الْمَرْفُوْعُ فَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا الْبَاقِيْ مِنْهُمَا الْاِسْتِغْفَارُ[۱۶۳]

زمین کے دو امان میں سے ایک تو اٹھالیا گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے اور دوسرا باقی رہ گیا اور وہ استغفار ہے اس کو مضبوط پکڑلو۔

حق تعالیٰ شانہٗ کے اس ارشاد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے:

وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ[۱۶۴]

اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا درآں حالیکہ آپ کا وجود مبارک ان کے اندر موجود ہے، اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا درآں حالیکہ یہ استغفار کرنے والے ہوں۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَقُوْلُ إِذَا كَانَ الْاِسْتِغْفَارُ يَنْفَعُ الْكُفَّارَ فَكَيْفَ لَا يُفِيْدُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْأَبْرَارَ

تائبین کو متقین کا درجہ

قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَّخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ[۱۶۵]

---

[۱۶۳] مرقاۃ المفاتیح:۲۳۱/۵،باب الاستغفار والتوبۃ،دار الکتب العلمیۃ،بیروت

[۱۶۴] الانفال:۳۳

[۱۶۵] سنن ابن ماجۃ:۴۰۶(۳۸۱۹)،باب الاستغفار والتوبۃ،المکتبۃ الرحمانیۃ

www.khanqah.org

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان آیاتِ قرآنیہ سے مقتبس ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ[۱۶۶]

جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تقویٰ کی برکت سے ہم اس کو ہر غم سے خلاصی کا راستہ نکال دیں گے اور ایسی جگہ سے رزق عطا کریں گے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو گا۔

اس حدیث کے اندر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی ارشاد ہے کہ جو شخص استغفار کو لازم پکڑ لے گا اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے نجات کا راستہ پیدا فرمائیں گے اور ہر ہم و غم سے نجات دے دیں گے اور رزق ایسی جگہ سے دیں گے کہ گمان بھی اس راہ سے رزق ملنے کا نہ ہو گا۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شارحِ مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ ان آیات اور اس حدیث کے مضامین میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کرنے والوں کو وہی انعامات دیے جاتے ہیں جو تقویٰ والے حضرات کو دیے جانے کا وعدہ قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مستغفرین کو درجہ میں متقین کے حق تعالیٰ کی شانِ رحمت نے فائز کر دیا ہے:

فَاِنَّ فِيْهَا كُنُوْزًا مِّنَ الْاَنْوَارِ وَرُمُوْزًا مِّنَ الْاَسْرَارِ وَالْحَدِيْثُ اِمَّا تَسْلِيَةٌ لِّلْمُذْنِبِيْنَ فَنُزِّلُوْا مَنْزِلَةَ الْمُتَّقِيْنَ اَوْ اَرَادَ بِالْمُسْتَغْفِرِيْنَ التَّائِبِيْنَ فَهُمْ مِّنَ الْمُتَّقِيْنَ اَوْ لِاَنَّ الْمُلَازِمِيْنَ لِلْاِسْتِغْفَارِ لَمَّا حَصَلَ لَهُمْ مَغْفِرَةُ الْغَفَّارِ فَكَاَنَّهُمْ مِّنَ الْمُتَّقِيْنَ[۱۶۷]

علّامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دوامِ استغفار اور حقِ استغفار کی ادائیگی سے بندہ متقی ہو جاتا ہے۔

---

[۱۶۶] الطلاق:۲

[۱۶۷] مرقاۃ المفاتیح:۵/۲۴۸، باب الاستغفار والتوبۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

حکایت

روایت ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے شکایت کی قحط سالی کی یعنی بارش نہ ہونے کی۔ فرمایا: استغفار کرو۔ دوسرے نے شکایت کی تنگ دستی کی۔ فرمایا: استغفار کرو۔ تیسرے آدمی نے شکایت کی اولاد نہ ہونے کی۔ فرمایا: استغفار کرو۔ چوتھے نے شکایت کی کہ پیداوار زمین میں کم ہے۔ فرمایا: استغفار کرو۔ پس کہا گیا کہ آپ نے ہر شکایت کا ایک ہی علاج تجویز فرمایا تو یہ آیت تلاوت فرمائی:

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا [۱۶۸]

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا قصہ

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں یہ قصہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس قاصد بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت دے، پس یہ پیغام حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے کہلا بھیجا کہ مجھے آپ کس طرح دعوت اسلام دے رہے ہیں جب کہ آپ کے رب نے فرمایا:

اِنَّ مَنْ قَتَلَ اَوْ زَنٰی اَوْ اَشْرَكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ، وَاَنَا قَدْ فَعَلْتُ هٰذَا كُلَّهٗ

جو قتل اور زنا اور شرک کرے گا ایسے لوگوں کو دوگنا عذاب ہوگا، اور ہم نے تو یہ سب کیا ہے۔

پس حق تعالیٰ شانہٗ نے نازل فرمایا:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا [۱۶۹]

۱۶۸؎ النوح: ۱۰،۱۱،۱۲

۱۶۹؎ مریم: ۶۰

www.khanqah.org

مگر جو توبہ کرلے اور ایمان لائے اور اچھے اعمال کرے وہ مستثنیٰ ہے۔

تو حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے یہ سُن کر کہا کہ یہ شرط سخت ہے شاید کہ میں اس پر عمل نہ کر سکوں، پس کیا اور بھی کوئی صورت ہے۔ پس حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت پر قربان جایئے، دوسری آیت نازل فرمائی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ[170]

اللہ شرک کرنے والے کو نہ بخشے گا اور اس کے علاوہ ہر گناہ کی مغفرت فرمادے گا جس کے لیے اس کی مغفرت کا فیصلہ کرے۔

یہ سُن کر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنی مغفرت میں ابھی شُبہ ہے کیوں کہ اس میں مشیت کی قید ہے، نہ معلوم ہماری مغفرت کے لیے مشیتِ خداوندی ہو یا نہ ہو۔ قربان جایئے حق تعالیٰ کی شانِ رحمتِ بیکراں پر، تیسری آیت نازل فرمائی:

قُلۡ يٰعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ[171]

اے نبی! آپ فرمادیجیے کہ جن لوگوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نااُمید نہ ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ بے شک وہ بہت غفور اور بہت رحیم ہیں۔

یہ آیت سن کر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے کہا نِعۡمَ هٰذَا یہ تو خوب عمدہ آیت ہے میری مغفرت کی۔ پھر آئے اور اسلام لائے فَجَاءَ وَاَسۡلَمَ۔[172]

مسلمانوں نے عرض کیا کہ کیا یہ ان کے لیے خاص ہے یا سب کے لیے عام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب مسلمانوں کے لیے عام ہے۔

---

۱۷۰ النسآء:۴۸

۱۷۱ الزمر:۵۳

۱۳۵ تفسیر النسفی:۷/۱۲۵، الزمر (۵۳)، دار طیبۃ النشر، الریاض

مؤمن کامل کی شان اور گناہ گار بندوں کے لیے بشارت

حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۟ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللہُ ۟ۙ وَ لَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ [۱۷۳]

تفسیر از بیان القرآن: اور ایسے لوگ جب ایسا کام کر گزرتے ہیں جس میں زیادتی ہو دوسروں پر یا کوئی گناہ کر کے خاص اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو معًا اللہ تعالیٰ کی عظمت اور عذاب یاد کر لیتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں یعنی اس طریقے سے جو معافی کے لیے مقرر ہیں کہ دوسروں پر زیادتی کرنے میں ان اہلِ حقوق سے بھی معاف کرائے اور خاص اپنی ذات سے متعلق گناہ میں اس کی حاجت نہیں اور اللہ تعالیٰ سے معاف کرانا دونوں حالتوں میں مشترک ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخشتا ہو۔ رہا اہلِ حقوق کا معاف کرنا سو وہ لوگ اس کا اختیار تو نہیں رکھتے کہ عذاب سے بچالیں اور حقیقی بخشش اسی کا نام ہے۔ اور وہ لوگ اپنے فعلِ بد پر اصرار نہیں کرتے اور وہ ان باتوں کو جانتے بھی ہیں کہ فلاں کام ہم نے گناہ کا کیا اور یہ کہ توبہ ضروری ہے اور یہ کہ خدا تعالیٰ غفّار ہے، مطلب یہ کہ اعمال بھی درست کر لیتے ہیں اور عقائد بھی درست رکھتے ہیں۔[۱۷۴]

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر رُوح المعانی میں ان آیات کے ذیل میں فرماتے ہیں: ذَکَرُوا اللہَ (اللہ کو یاد کرتے ہیں) اَیْ تَذَکَّرُوْا حَقَّہُ الْعَظِیْمَ وَوَعِیْدَہٗ اَوْ ذَکَرُوا الْعَرْضَ عَلَیْہِ اَوْسُؤَالَہٗ مِنَ الذَّنْبِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَوْنَھْیَہٗ اَوْ غُفْرَانَہٗ وَقِیْلَ ذَکَرُوْا جَمَالَہٗ فَاسْتَحْیَوْا وَجَلَالَہٗ فَھَابُوْا

---

[۱۷۳] اٰل عمرٰن:۱۳۵

[۱۷۴] بیان القراٰن:۵۸/۱، اٰل عمرٰن (۱۳۵)، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

یاد کرتے ہیں حق تعالیٰ کی عظمت اور اس کی وعید اور سزا کو اور اپنی پیشی اور اعمال کے سوال وجواب کو اور نہی اور مغفرت کو۔ اور کہا گیا ہے کہ یاد کرتے ہیں اس کے جمال کو پس شرم محسوس کرتے ہیں یا اس کے جلال کو پس خوف اور ہیبت محسوس کرتے ہیں۔

فَاِنَّ الذُّنُوْبَ وَاِنْ كَبُرَتْ فَعَفْوُ اللهِ تَعَالٰی اَكْبَرُ

پس تحقیق کہ گناہ خواہ کتنے ہی بڑے ہوں لیکن حق تعالیٰ کا عفو وکرم اس سے بھی بڑا ہے۔

وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا (اور وہ لوگ اپنے فعلِ بد پر اصرار نہیں کرتے) اَیْ لَمْ یُقِیْمُوْا اَوْ غَیْرُ مُقِیْمِیْنَ عَلَی الَّذِیْ فَعَلُوْہُ مِنَ الذُّنُوْبِ فَاحِشَۃً کَانَتْ اَوْ ظُلْمًا گناہ فاحشہ ہو یا ظلم ہو اس پر قائم نہیں رہتے۔

اِصرار کی لغوی اور شرعی تحقیق

اَلْاِصْرَارُ اَشَدُّ مِنَ الصِّرِّ وَقِیْلَ الثُّبَاتُ عَلَی الشَّیْءِ وَیُسْتَعْمَلُ شَرْعًا بِمَعْنَی الْاِقَامَۃِ عَلَی الْقَبِیْحِ مِنْ غَیْرِ اسْتِغْفَارٍ وَرُجُوْعٍ بِالتَّوْبَۃِ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ

كُلُّ ذَنْبٍ اَصَرَّ عَلَیْهِ الْعَبْدُ كَبِیْرٌ وَلَیْسَ بِكَبِیْرٍ مَا تَابَ مِنْهُ الْعَبْدُ[۱۷۵]

ہر وہ گناہ جس پر اصرار اور دوام رکھا جائے کبیرہ ہے اور جس کبیرہ سے بندہ توبہ کرلے وہ کبیرہ نہیں۔

وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ (اور وہ ان باتوں کو جانتے بھی ہیں) اَیْ یَعْلَمُوْنَ قُبْحَ فِعْلِهِمْ وَیَكُوْنُ الْمَعْنٰی تَرَكُوا الْاِصْرَارَ عَلَی الذَّنْبِ لِعِلْمِهِمْ بِاَنَّ الذَّنْبَ قَبِیْحٌ فَاِنَّ الْحَالَ قَدْ یَجِیْءُ فِیْ مَعْرِضِ التَّعْلِیْلِ[۱۷۶]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۷۵؎ شعب الایمان للبیہقی: ۳/۳۴۹-۳۴۸ (۶۷۴۸)، باب معالجة کل ذنب بالتوبة، مکتبة الرشد

۱۷۶؎ روح المعانی: ۴/۶۲، اٰل عمرٰن (۱۳۵)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً [۱۷۷]

وہ شخص اصرار کرنے والوں میں نہیں جو استغفار کرلے اگرچہ وہی گناہ اس سے ایک دن میں ستر مرتبہ ہو۔ (بشرطیکہ ندامتِ کاملہ اور عزم علی التقویٰ ہو)

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اَلْمُصِرُّ ھُوَ الَّذِیْ لَمْ یَسْتَغْفِرْ وَلَمْ یَنْدَمْ عَلَی الذَّنْبِ [۱۷۸]

اصرار کرنے والا گناہ گار وہ ہے جو استغفار نہ کرے اور گناہ پر نادم بھی نہ ہو۔

اور اصرار کا مفہوم اکثار ہے اَلْاِصْرَارُ عَلَی الذَّنْبِ اَیْ اِکْثَارُہٗ

خطاکار بندے توبہ کی برکت سے خیر الخطائین کے لقب سے نوازے گئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ [۱۷۹]

ہر بنی آدم بہت خطاکار ہے اور بہترین خطاکار بہت توبہ کرنے والے ہیں۔

اس حدیث کے حسبِ ذیل فوائد ہیں جو مرقاۃ، جلد: ۵، سے لیے جارہے ہیں: ہر بندہ کثیر الخطاہے۔ انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنٰی ہیں۔ خطّاء بمعنٰی کثیر الخطأ اور توابون بمعنی رجّاعون ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع ہونے والے۔ اور اس رجوع کے تین انواع ہیں:

بِالتَّوْبَۃِ مِنَ الْمَعْصِیَۃِ اِلَی الطَّاعَۃِ

یہ عوام کی توبہ ہے۔ گناہ ترک کرکے طاعت کی طرف رجوع کرلیں۔

بِالْاِنَابَۃِ مِنَ الْغَفْلَۃِ اِلَی الذِّکْرِ

غفلت ترک کرکے ذکرِ حق میں مشغول ہونا۔ یہ متوسط سالک کا حال ہے۔

[۱۷۷] جامع الترمذی: ۱۹۶/۲، ابواب الدعوات، ایچ ایم سعید

[۱۷۸] مرقاۃ المفاتیح: ۲۴۹/۵، باب الاستغفار والتوبۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[۱۷۹] جامع الترمذی: ۷۶/۲، باب الاستغفار والتوبۃ، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

بِالْاَوْبَةِ مِنَ الْغَيْبَةِ اِلَى الْحُضُوْرِ[۱۸۰]

اگر دل غیرِ حق میں لگ کر حضوری سے غائب ہو جاوے تو پھر دل کو بارگاہ قربِ حق میں حاضر کر دینا جس کو صوفیا استحضارِ قلب سے تعبیر کرتے ہیں یعنی دل سے ہر وقت حق تعالیٰ شانہٗ کا دھیان رکھنا اسی کو حضورِ دائم اور نسبت مع اللہ کا رسوخ بھی کہا جاتا ہے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ ہر خطا شر ہے لیکن اہلِ شر ہونے کے باوجود توبہ کی برکت سے خیر الخطائین ہو گئے۔ شراب سرکے سے تبدیلی ہو گئی۔ شر پر توبہ کی برکت سے آفتابِ رحمت نے یہ اثر دکھایا کہ قلبِ ماہیت کر دیا

کیست ابدال آنکہ او مبدل شود
خمرش از تبدیلِ یزداں خل شود

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابدال کون ہیں جو کہ حق تعالیٰ کے کرم سے تبدیل ہو گئے یعنی ان کے اخلاقِ رذیلہ تبدیلِ رحمتِ حق سے اخلاقِ حمیدہ ہو گئے یعنی اخلاقِ رذیلہ کی شراب قدرتِ خداوندی سے سرکہ ہو گئی۔

حق تعالیٰ کی شانِ رحمت تو دیکھیے کہ توبہ کا یہ انعام کہ خطاکار کو خیر سے یاد فرمایا، خطاکار تو تھے اب توبہ کی برکت سے خیر الخطائین بہتر خطاکار ہیں۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ جب خیر کا لقب ملا تو پھر خطّائین کی نسبت بھی مٹا دیتے ان کے کرم سے کیا بعید ہے۔ خطائین کی نسبت سے تو پھر بھی ان کی خطاؤں پر نشاندہی اور علامت باقی رہی۔

احقر عرض کرتا ہے کہ ترکیب اضافی میں مضاف ہی مقصود ہوتا ہے جیسے جَاءَ غُلَامُ زَيْدٍ آیا زید کا غلام، تو آنے میں مقصود کلام صرف غلام ہے زید کی آمد مراد نہیں، پس خیر الخطائین میں اگرچہ مضاف الیہ سے تعلق ہے لیکن مقصود کلام میں

---

[۱۸۰] مرقاۃ المفاتیح: ۲۰۶/۵، باب اسماء اللہ تعالیٰ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اس بندے کو خیر ہی کے لقب سے نوازنا ہے۔ اب رہا یہ کہ مضاف الیہ مٹا دیا جاتا تو اس میں راز یہ ہے کہ توبہ کی کرامت اور شانِ رحمت کی تاثیر کا پتا پھر کیسے چلتا کہ یہ سرکہ پہلے شراب تھی تبدیل یزداں سے خَل ہوئی ہے تو اس عبارت میں حق تعالیٰ کی شانِ رحمت کی تجلیات کو باقی رکھا گیا کہ یہ لوگ تو خطاکار تھے لیکن توبہ اور ندامت اور استغفار سے رحمتِ غفّار اور عنایتِ توّاب نے ان کے شر کو خیر سے تبدیل فرمادیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ، یہ صرف اکابر کی دعاؤں کی برکات ہیں۔

ہر نیک کام کے بعد استغفار اور درخواستِ قبولیت عبدیت کی تکمیل اور حقِ عظمتِ اُلوہیت ہے

حق تعالیٰ شانہٗ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں ارشاد فرماتے ہیں وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ جو لوگ رات کو سُجَّدًا وَّقِیَامًا تھے اور قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ[۱۸۱] اور رات کو بہت کم بہت کم بہت کم سوتے ہیں (قلیل کا لفظ پھر تنوینِ تقلیل پھر مِن تبعیضیہ) اور آخرِ شب بجائے ناز و دعویٰ اور احساسِ برتری استغفار کرتے ہیں یہ دلیل ہے کہ یہ حضرات حق تعالیٰ شانہٗ کے عارف تھے حقِ عظمت کے تقاضے کو سمجھتے ہوئے کہ ہماری طاعات کبھی بھی لائقِ اُلوہیت نہیں ہو سکتی ہیں، استغفار سے اس کی تلافی کرتے تھے۔ اسی طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز فرض کے بعد استغفار فرمایا کرتے تھے حالاں کہ نماز طاعت ہے۔ ابرار و مقربین کا یہی شیوہ ہمیشہ رہا کہ ان کو طاعات میں احساسِ کوتاہی رہا۔ فرض نماز کے بعد یہ استغفار ہم کو ہدایت کرتا ہے کہ طاعات کرکے ناز و کبر میں مبتلا نہ ہوں بلکہ معافی مانگیں کہ اے رب! ہم سے آپ کی شایانِ شان بندگی کا حق ادا نہ ہوا۔ ہم کو معاف فرمادیجیے۔

بنائے کعبہ اور اس کی تعمیر میں دو پیغمبروں کا اخلاص اور ان کے ہاتھوں سے تعمیر، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تعمیرِ کعبہ سے

---

[۱۸۱] الذّٰریٰت:۱۷

فارغ ہو کر یہی عرض کیا کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ [۱۸۲] اس آیت سے بھی ہدایت ہم کو کی گئی کہ ہم اپنے اعمال پر ناز نہ کریں بلکہ قبولیت کی فکر کرتے ہوئے درخواستِ قبولیت پیش کریں۔

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اَیْ یَقُوْلَانِ رَبَّنَا ، اَلتَّقَبُّلُ مَجَازٌ مِّنَ الْاِثَابَةِ وَالرِّضَا لِاَنَّ کُلَّ عَمَلٍ یُّقَبِّلُ اللّٰهُ تَعَالٰی فَهُوَ یُثِیْبُ صَاحِبَهٗ وَیَرْضَاهُ مِنْهُ

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب نکتہ بیان فرمایا ہے کہ ان دونوں پیغمبروں نے صیغہ تقبّل من باب تفعّل اختیار فرمایا۔ فِيْ اخْتِيَارِ صِيْغَةِ التَّفَعُّلِ اعْتِرَافٌ بِالْقُصُوْرِ۔ یعنی اے خدا! ہمارا یہ عمل شرفِ قبولیت کا استحقاق نہیں رکھتا، آپ کریم ہیں اور کریم کی شان یہ ہے اَلَّذِیْ یُعْطِیْ بِغَیْرِ اسْتِحْقَاقٍ وَبِدُوْنِ الْمِنَّةِ [۱۸۳] پس آپ اپنے فضل سے قبول فرمالیجیے۔

اور علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری بات بھی عجیب نکتہ کی بیان فرمائی وہ یہ کہ یہ درخواستِ قبولیت دلیل ہے کہ عمل بندے کا خواہ کتنا ہی اخلاص پر مبنی ہو مگر اس کی قبولیت محض فضلِ خداوندی پر موقوف ہے۔ حق تعالیٰ کے ذمّے اس کا قبول کرنا واجب نہیں۔ کَمَا قَالَ الْاٰلُوْسِیْ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَفِیْ سُؤَالِ الثَّوَابِ عَلَی الْعَمَلِ دَلِیْلٌ عَلٰۤی اَنَّ تَرَتُّبَهٗ عَلَیْهِ لَیْسَ وَاجِبًا۔ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اَیْ سَمِیْعٌ بِدَعْوَاتِنَا وَعَلِیْمٌ بِنِیَّاتِنَا [۱۸۴]

گناہ کرتے ہوئے چار گواہ کا ہونا اور توبہ سے سب گواہیوں کا محو ہو جانا

جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اُس کی اس حرکت پر قرآن کی روشنی میں چار گواہ ہو جاتے ہیں:

---

۱۸۲ البقرۃ: ۱۲۷

۱۸۳ مرقاۃ المفاتیح: ۳/۲۱۲، باب التطوع، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۱۸۴ روح المعانی: ۱/۳۸۵، البقرۃ (۱۲۷)، دار احیاء التراث، بیروت

یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَہَا[185] اور جس دن زمین خبریں بیان کرے گی۔
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ زمین کیا خبریں بیان کرے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین پر جو اعمال کیے جاتے ہیں زمین اس کی گواہی دے گی۔

حضرت علّامہ محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصایا میں فرمایا کہ جس جگہ کوئی گناہ ہو جائے وہاں کچھ استغفار اور نیک عمل کر لو تاکہ وہ زمین تمہارے لیے نیکی کی بھی گواہ بن جاوے۔

وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ[186] اور جب اعمال نامے اڑائے جاویں گے۔ اعمال ناموں میں اعمال درج ہوتے ہیں۔

کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ ﴿۱۱﴾ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۲﴾[187] تیسری گواہی کراماً کاتبین کی ہے۔

چوتھی گواہی جن اعضا سے اعمال ہوتے ہیں یہ اعضا بھی قیامت کے دن اپنا عمل بیان کریں گے:

اَلۡیَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰۤی اَفۡوَاہِہِمۡ وَ تُکَلِّمُنَاۤ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ تَشۡہَدُ اَرۡجُلُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ[188]

اور جس دن ہم ان مجرمین کی زبانوں پر مہرِ سکوت لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے۔

حق تعالیٰ کی شانِ رحمت گناہ کے چاروں گواہوں کی گواہی بھلا دیتی ہے توبہ کی برکت اور تاثیر اکسیر سے

اب توبہ کی برکت دیکھیے۔ صدقِ دل اور ندامت سے توبہ کرنے اور آیندہ

---

[185] الزلزال:۴
[186] التکویر:۱۰
[187] الانفطار:۱۱،۱۲
[188] یٰسٓ:۶۵

گناہ نہ کرنے کے عزم مصمم سے یہ انعام ملتا ہے کہ گناہوں کے پہاڑ کے پہاڑ توبہ کی برکت سے اُڑ جاتے ہیں۔

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تھوڑی سی بارود جو مخلوق ہے پہاڑوں کو اڑا دیتی ہے تو حق تعالیٰ کی کیا شان ہوگی؟ گناہوں کے پہاڑ کیوں نہ اُڑا دے گی۔

توبہ کی برکت اور اس کی تاثیر کا کرشمہ دیکھیے کہ حق تعالیٰ جس کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں اس کے تمام گواہوں کی شہادتوں کو مٹادیتے ہیں۔ اس مضمون کے ذیل میں اپنے وعظ کے اندر حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں جس کو "التشرف فی احادیث التصوف" (ماہ ربیع الثانی ۵۰ھ الہادی، ص:۳۱) میں بھی تحریر فرمایا ہے:

اِذَا تَابَ الْعَبْدُ اَنْسَی اللّٰہُ الْحَفَظَۃَ ذُنُوْبَہٗ وَاَنْسٰی ذٰلِکَ جَوَارِحَہٗ وَمَعَالِمَہٗ مِنَ الْاَرْضِ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ وَلَیْسَ عَلَیْہِ شَاھِدٌ مِّنَ اللّٰہِ بِذَنْبٍ[۱۸۹]

جب بندہ توبۂ خالص کرتا ہے جو مقبول ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو ملائکۂ حافظین اور کاتبینِ اعمال کو بھی بھلا دیتا ہے اور اسی طرح اس کے اعضائے جوارح کو اور اس زمین سے بھی اس کے نشانات بھلا دیتا ہے جس جگہ اس نے وہ گناہ کیا تھا یہاں تک کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس پر اس کے گناہ کا کوئی گواہی دینے والا نہیں ملتا۔

مجدّد الملّت حضرت حکیم الامّت تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ اللہ اکبر! کیا شانِ رحمت ہے، دنیا کے سلاطین مجرموں کو معاف کرنے کے باوجود اُن کے جرائم کے کاغذات کو عدالتوں میں محفوظ رکھتے ہیں لیکن وہ ارحم الراحمین اپنے مجرمین کو اس طرح معاف فرماتے ہیں کہ اُن کے جرائم کی تمام یادداشتوں کو بالکلیہ محو اور فنا کرادیتے ہیں۔ اور فرمایا کہ فرشتوں سے یہ کام نہیں لیتے براہِ راست خود اپنی قدرتِ کاملہ غالبہ سے یہ کام کرتے ہیں تاکہ بروزِ محشر فرشتے ہمارے گناہ گار بندوں کو طعنہ نہ دیں کہ نامۂ اعمال تو

[۱۸۹] کنز العمال: ۲۰۹/۴ (۱۰۱۷۹)، باب فضل التوبۃ والترغیب فیھا، مؤسسۃ الرسالۃ

تمہارے خراب تھے ہم نے تمہارے سیئات اور بُرائیوں کو مٹادیا۔ حق تعالیٰ کی ان رحمتوں پر قربان جائیے۔

ایک حکایت

مرشدی حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ایک عالم نوّے سال تک بستی بستی، شہر شہر ہر جگہ صرف حق تعالیٰ کی رحمت کا مضمون بیان کرتے رہے اور بدترین گناہ گار بندوں کو بھی نااُمیدی کے دلدل سے نکال کر حق تعالیٰ کی رحمت کا اُمیدوار کرکے اللہ تعالیٰ سے قریب کرتے رہے۔ جب انتقال ہوگیا تو کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس عالم نے کہا: حق تعالیٰ شانہٗ نے ہم کو یہ کہہ کر بخش دیا کہ جاؤ تم کو میں اپنی رحمت سے کیسے محروم کروں جب کہ تم نے نوّے سال تک میرے بندوں کو اپنے مواعظ سے میری رحمت کا اُمیدوار بنایا ہے۔

توبہ اور استغفار سے بندے کا رشتہ حق تعالیٰ سے مضبوط ہوجاتا ہے

ہر گناہ سے حق تعالیٰ سے جو دوری ہوتی ہے توبہ اور استغفار اس دوری کو حضوری سے تبدیل کردیتا ہے۔

ابلیس کی حکایت

اسی لیے جب یہ آیت وَالَّذِیۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَۃً نازل ہوئی اور ابلیس نے دیکھا کہ اب تو بندوں کو بہکانے کی ساری محنت بے کارگئی کیوں کہ توبہ سے ان کی مغفرت کی آیت نازل ہوگئی تو علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ابلیس بہت رویا، صَاحَ اِبۡلِیۡسُ بِجُنُوۡدِہٖ وَحَثَا عَلٰی رَاۡسِہِ التُّرَابَ اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اور ہائے ہلاکت ہائے تباہی و بربادی کی پکار لگانے لگا جس کو سُن کر تمام شیاطین کی فوج جمع ہوگئی اور دریافت کیا: کیا غم آپ کو آپہنچا۔ اس نے کہا: اب اولادِ آدم علیہ السلام کو گناہ کچھ نقصان نہ کریں گے۔ مغفرت اور توبہ کی آیت نازل ہوگئی۔ سب

نے کہا: آپ گھبرائیں نہیں، ہم اُن کو ایسے بُرے اعمال میں مبتلا کریں گے جس کو یہ دین اور حق سمجھ کر کریں گے اور اس کے سبب ان کو توبہ کا خیال بھی نہ آئے گا یعنی بدعت وغیرہ فَلَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا یَسْتَغْفِرُوْنَ وَلَا یَرَوْنَ اِلَّا اَنَّھُمْ عَلَی الْحَقِّ فَرَضِیَ مِنْھُمْ بِذٰلِکَ پس ابلیس خوش ہوگیا۔[۱۹۰]

بندوں کے استغفار اور توبہ سے اللہ تعالیٰ کتنا خوش ہوتے ہیں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے جس وقت وہ توبہ کرتا ہے اس حالت سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں کہ تم میں سے کسی کی اونٹنی گم ہوجاوے اور وہ جنگل میں ہو اور اس اونٹنی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو اور وہ مایوس ہو کر کسی درخت کے نیچے لیٹ جاوے کہ اب تو مرنا ہی ہے کہ ایسی مایوسی کی حالت میں وہ اچانک دیکھے کہ اس کی اُونٹنی اُس کے پاس آگئی اور وہ خوشی سے کہہ پڑے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ[۱۹۱] اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب یعنی عقل اس وقت غلبۂ مسرّت سے مغلوب ہوگئی۔ اس سے بھی زیادہ خوشی حق تعالیٰ کو ہوتی ہے جب بندہ نفس و شیطان کے چکر میں، گناہوں میں پھنس کر اللہ تعالیٰ سے دور ہوجاتا ہے پھر وہ توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کے حضور میں آکھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو کتنی خوشی ہوتی ہے وہ اس حدیث کے مضمون سے اندازہ کیجیے، اور یہ بھی ایک سمجھانے کا عنوان ہے، ورنہ اس سے بھی کہیں زیادہ وہ خوش ہوتے ہیں۔ قربان جایئے ایسے کریم اور رحیم مالک پر کہ اپنے غلاموں کے ساتھ اس قدر تعلق اور محبت رکھتے ہیں۔

گناہ گار کی دنیا اور ابرار کی دنیا

گناہ گار کی زندگی نہایت بے سکون اور تلخ ہوتی ہے، جیسا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے جو مجھ کو بھلا دیتا ہے اس کو نہایت تلخ (کڑوی) زندگی دیتا ہوں:

---

[۱۹۰] روح المعانی: ۴/۶۲، اٰل عمرٰن (۱۳۵)، دار احیاء التراث، بیروت

[۱۹۱] صحیح مسلم: ۲/۳۵۵، کتاب التوبۃ، ایچ ایم سعید

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً
ضَنْکًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی[۱۹۲]

اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے گا تو اس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی۔ اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

اور جو لوگ حق تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں ان کے لیے وعدہ ہے:

فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً[۱۹۳]

مؤمن صالح اعمال والے کو حق تعالیٰ نہایت بالطف زندگی عطا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے جو صالحین کہلاتے ہیں قلیل دنیا کے ساتھ بھی سکون سے جیتے ہیں اور فاسقین نافرمان بندے کثیر دنیا کے باوجود بے سکون رہتے ہیں۔

اُف کتنا ہے تاریک گناہ گار کا عالَم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالَم

(مولانا محمد احمد صاحب)

صالحین ان کے نام کی لذّت سے ہر حال میں خوش اور سکون سے ہیں، جس حالت میں بھی ہوں دنیا کے حوادث ان کو حواس باختہ نہیں کرتے۔ ان کے دل حق تعالیٰ کے نام کی لذّت سے غم پروف ہوتے ہیں جس طرح آج کل گھڑیاں واٹر پروف ہوتی ہیں۔

احقر کے یہ اشعار اسی مضمون کو پیش کرتے ہیں۔

ہر وادیِ ویراں میں گلستاں نظر آیا
قرباں میں ترے نام کی لذّت پہ خدایا
ہر لمحۂ حیات گزارا ہم نے
آپ کے نام کی لذّت کا سہارا لے کر

---

۱۹۲ طٰہٰ: ۱۲۴
۱۹۳ النحل: ۹۷

www.khanqah.org

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
اُن کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

اہلِ دنیا اسبابِ راحت حاصل کرلیتے ہیں لیکن راحت اور سکون تو حق تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔ یہ سکون زمین سے مثل پیٹرول نہیں ملے گا یہ آسمان سے اترتا ہے، اور جس سے آسمان والا راضی ہوتا ہے اس کے ہی دل پر اُترتا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾[۱۹۴]

دلوں کو چین تو ہماری ہی یاد سے ملتا ہے جس سے دنیا کی اکثریت محروم ہے اسی لیے دنیا کی اکثریت سرگرداں و پریشان و حیران ہے۔

کوئی نالاں کوئی گریاں کوئی حیراں نکلا
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

سکون تو مُنَزَّلٌ مِنَ السَّمَاءِ دولت ہے۔ ارشاد ہے هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: سکون تو وہ مائدہ اور منّ و سلویٰ ہے جو آسمان سے اللہ تعالیٰ قلوبِ مؤمنین پر اُتارتا ہے۔ اے زمین سے چپکنے والو اور آسمان والے سے دور بھاگنے والو! تم زمین میں کیا تلاش کررہے ہو؟ بنگلوں اور کاروں اور ایئرکنڈیشنڈ گھروں میں، مرغ کی بریانی اور نوٹ کی گڈیوں میں تم ہماری غفلت اور نافرمانی کی نحوست کے وبال سے بدحواس اور پریشان رہو گے اور سکون کو خواب میں بھی نہ دیکھ سکو گے۔ ایئرکنڈیشنڈ کمرے تمہاری کھال ٹھنڈی کردیں گے لیکن تمہارے دل ہمارے بھیجے ہوئے حوادث اور مصائب اور افکار اور غموں سے گرم ہوں گے اور ویلیم فائیو کی گولیوں سے بھی سکھ کی نیند نہ سو سکو گے۔

برعکس جاؤ ان بوریانشینوں کو دیکھو جو ہمارے نامِ پاک سے مست ہیں اور ان کا عالم دیکھو کیا ہے؟ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

---

[۱۹۴] الرعد: ۲۸

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

(خواجہ صاحب)

چوں حافظ گشت بے خود کے شمارد
بہ یک جو مملکت کاؤس و کے را

(حافظ شیرازی)

بوئے آں دلبر چوں پراں می شود
ایں زبانہا جملہ حیراں می شود

(رومی)

وہ سکینہ اور سکون کیا ہے جو اللہ والوں کے دلوں پر اترتا ہے؟ آیئے اور تفسیر روح المعانی میں ملاحظہ فرمایئے۔

سکونِ قلب اور سکینہ تفسیر قرآن کی روشنی میں

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں:

فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَعَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ[۱۹۵]

پس نازل کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے سکینہ کو اپنے نبی اور ایمان والوں پر۔

اس آیت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ سکینہ ایک نور ہے اور قوّت اور روحانی کیفیت ہے جس سے مؤمن سکون پاتا ہے اور حالتِ غم میں بھی بدحواس نہیں ہوتا، پُروقار رہتا ہے بوجہ اس تسلی کے جو اس سکینہ سے اُسے حاصل رہتی ہے اور اس کی برکت سے محاسبۂ نفس اور ملاطفتِ خلق اور مراقبۂ حق کی توفیق رہتی ہے اور حق تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہتا ہے اور بُرائیوں سے اجتناب رکھتا ہے اور یہ سکینہ صرف پیغمبروں

۱۹۵؎ الفتح:۲۶

اور اولیاء کے قلوب پر حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے اترتا ہے۔

اصلی عربی عبارت:

هُوَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ (الاٰیة) فَسَّرُوْهَا بِشَیْءٍ یَّجْمَعُ نُوْرًا وَّقُوَّةً وَّرُوْحًا بِحَیْثُ یَسْکُنُ اِلَیْهِ وَیَتَسَلّٰی بِهِ الْحَزِیْنُ وَالضَّجِرُ وَیَحْدُثُ عِنْدَهُ الْقِیَامُ بِالْخِدْمَةِ وَمُحَاسَبَةِ النَّفْسِ وَمُلَاطَفَةِ الْخَلْقِ وَمُرَاقَبَةِ الْحَقِّ وَالرِّضَا بِالْقِسْمِ وَالْمَنْعِ مِنَ الشَّطْحِ الْفَاحِشِ، وَقَالُوْا لَا تَنْزِلُ السَّکِیْنَةُ اِلَّا فِیْ قَلْبِ نَبِیٍّ اَوْ وَلِیٍّ[۱۹۶]

گیارہویں پارے میں اِنَّ صَلٰوتَكَ سَکَنٌ لَّهُمْ کی تفسیر میں علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ سکون اور سکینہ کی تفسیر اس طرح فرماتے ہیں:

اِنَّ صَلٰوتَكَ سَکَنٌ لَّهُمْ اَیْ سَبَبٌ لِّنُزُوْلِ السَّکِیْنَةِ فِیْهِمْ

اے نبی! آپ کی دعا آپ کے اصحاب کے لیے نزولِ سکینہ کا سبب ہے۔

سکینہ کیا ہے؟

وَفَسَّرُوا السَّکِیْنَةَ بِنُوْرٍ یَّسْتَقِرُّ فِی الْقَلْبِ وَبِهٖ یَثْبُتُ عَلَی التَّوَجُّهِ اِلَی الْحَقِّ وَیَتَخَلَّصُ عَنِ الطَّیْشِ[۱۹۷]

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں سکینہ کی تفسیر ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔ اور مفسرین نے تفسیر کیا کہ سکینہ ایک خاص نور ہے جو دل میں مستقر ہو جاتا ہے۔ (یعنی ایسا استقرار پکڑ لیتا ہے کہ ہر وقت قائم اور راسخ رہتا ہے)

احقر عرض کرتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ حق تعالیٰ شانہٗ ایسا نور عطا فرماتے ہیں اپنے اولیاء کو جو

---

۱۹۶ روح المعانی: ۱۲۹/۲۶-۱۳۰، التوبة (۲۵)، دار احیاء التراث، بیروت

۱۹۷ روح المعانی: ۲۵/۱۱، الفتح (۱۰۳)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

صرف ان کی خلوت گاہوں میں ہی ان کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ عالم میں جہاں بھی وہ ہوتے ہیں خلوت ہوتی ہے یا کہ جلوت خلوت درانجمن اور انجمن در خلوت کے مصداق ہوتے ہیں۔اسی نور کی برکت سے وہ انسانوں کے مجمعِ کثیر میں بھی خدا سے غافل نہیں ہوتے۔

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

شکر ہے دردِ دل مستقل ہو گیا
اب تو شاید مرا دل بھی دل ہو گیا

(حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی)

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

(اختر)

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعدؔ آپ سے غافل نہیں

(مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مظاہر العلوم سہارنپور)

اس نورِ سکینہ کی دوسری شان علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان فرمائی:

وَبِهٖ يَثْبُتُ عَلَى التَّوَجُّهِ اِلَى الْحَقِّ

یعنی اس نورِ سکینہ کے فیض سے یہ قلب ہر وقت توجہ الی اللہ کے مقام پر فائز رہتا ہے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ جس طرح قطب نما کی سوئی بوجہ مقناطیسی مادہ کے قطب شمالی کی سمت اپنا رُخ کیے رہتی ہے اور مرکز قطب شمالی اس کے استقامۃ الی الشمال کا خود محافظ ہوتا ہے اور رُخ بدلنے سے وہ سوئی مضطرب ہو جاتی ہے اسی طرح جس قلب کو وہ نور عطا ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ کا مرکزِ نور اس قلب کی توجہ الی اللہ کا محافظ ہوتا ہے اگر غفلت سے اس کا رُخ بدلے گا فوراً اضطراب شروع ہو جاوے گا اور بزبانِ حال کہہ اٹھے گا۔

دلِ مضطرب کا یہ پیغام ہے
ترے بن سکون ہے نہ آرام ہے

نسبت اسی کا نام ہے نسبت اسی کا نام
اُن کی گلی سے آپ نکلنے نہ پایئے

(حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی)

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری شان اس نورِ سکینہ کی جو بیان فرمائی:

وَيَتَخَلَّصُ عَنِ الطَّيْشِ

یعنی یہ شخص بدحواسی اور بے عقلی کے اضطراب سے نجات پا جاتا ہے۔

لغت محیط المحیط قاموس مطول للغۃ العربیۃ، ص:۵۶۳ پر طیش کی تحقیق ملاحظہ فرمایئے:

طَاشَ فُلَانٌ اَیْ ذَھَبَ عَقْلُهٗ، اَلطَّائِشُ الَّذِیْ لَا یُصِیْبُ اِذَا رَمٰی، طَيَّاشٌ وَطَائِشٌ اَلَّذِیْ لَا یَقْصِدُ وَجْھًا وَّاحِدًا

ایک شاعر گناہ گار زندگی کا نقشہ یوں بیان کرتا ہے؎

نت نیا روز مزہ چکھنے کا ہے لپکا ان کو
دربدر جھانکتے پھرتے ہیں انہیں عار نہیں

گناہ گاروں کو اپنی بگڑی توبہ اور استغفار سے بنانی چاہیے

بعض لوگوں کو غالب کا یہ شعر مانع ہوتا ہے؎

کعبہ کس مُنہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی نے اس شعر کی اصلاح فرمادی؎

www.khanqah.org

میں اسی منہ سے کعبہ جاؤں گا
شرم کو خاک میں ملاؤں گا
اُن کو رو رو کے میں مناؤں گا
اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عرش لرزد از اَنینِ المذنبین

نالۂ گناہ گاراں سے عرش رحمت سے کانپنے لگتا ہے یعنی دریائے رحمت کی موجوں میں جوش آتا ہے۔ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ حرم شریف میں آخر شب استغفار میں اس طرح روتے تھے کہ کلیجہ سننے والوں کا پھٹا جاتا تھا اور ایک رات صرف اس شعر کو سجدے میں پڑھتے رہے اور روتے رہے۔

اے خدا ایں بندہ را رُسوا مکن
گر بدم من سرِّ من پیدا مکن
(رومی)

اے خدا! اس بندے کو میدانِ محشر میں رُسوا مت فرمانا اگرچہ ہم بُرے اور گناہ گار ہیں آپ ہمارے عیوب کو مخلوق پر ظاہر نہ فرمایئے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مَامِنْ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ يَّخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَّاِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِّنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ [۱۹۸] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس آنکھ سے اللہ کے خوف سے آنسو نکل کر اس کے چہرے پر گرتا ہے اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ

---

۱۹۸ سنن ابن ماجة: ۴۴۶ (۴۱۹۷) باب الحزن والبكاء، المكتبة الرحمانية

ہو، اللہ تعالیٰ اس چہرے کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں: ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستے میں نکلا ہو۔ (حکایاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم)

غالباً اسی حدیث کے پیش نظر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

کہ برابر می کند شاہِ مجید
اشک را در وزن با خونِ شہید

کہ اللہ تعالیٰ گناہ گار بندوں کے آہ و نالوں کے وقت نکلے ہوئے آنسوؤں کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتے ہیں۔

میرے بزرگو اور دوستو! بے حساب مغفرت اور عرش کے سائے کا نسخہ بھی حق تعالیٰ کے خوف سے تنہائی میں رونا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کی اُمّت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بے حساب کتاب جنّت میں داخل ہوگا؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کرکے روتا ہے۔ (حکایاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم)

مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! نجات کا کیا راستہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی زبان کو روکے رکھو، گھر میں بیٹھے رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔ یعنی زبان کو گناہ سے روکو اور بدون ضرورت گھر سے نہ نکلو۔ عبارتِ حدیث یہ ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ؟ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ[۱۹۹]

---

[۱۹۹] مشکوٰۃ المصابیح: ۴۱۳، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، المکتبۃ القدیمیۃ

www.khanqah.org

ایک مرتبہ احقر حضرت مرشدی شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف پڑھ رہا تھا۔ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب دامت برکاتہم بھی مہمان تھے۔ اثنائے درس میں سوال کیا کہ گناہوں کو برف کے پانی سے اور اولے کے پانی سے دھونے کی دعا میں کیا حکمت ہے؟ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ حضرت والا نے سر جھکالیا اور آنکھیں بند کر کے دُعائے خفیہ کی۔ (احقر عرض کرتا ہے کہ علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے جلد اوّل، ص:۳۷۵ پر بحر الرائق کے حوالے سے دُعا کی چار قسموں میں سے ایک دعائے خفیہ لکھی ہے جس میں ہاتھ نہیں اٹھایا جاتا صرف دل میں دعا مانگی جاتی ہے) پھر فرمایا: الحمدللہ! جواب دل میں عطا فرمادیا۔ چوں کہ ہر گناہ میں گرمی اور ظلمت کی خاصیت ہے پس گرمی کو دور کرنے کے لیے برف کے پانی کو تجویز فرمایا گیا اور اولے کا پانی بہت زیادہ سفید ہوتا ہے اس سے گناہ کی ظلمت دور کی گئی۔

بخاری شریف میں بَابُ مَنْ جَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ کے ذیل میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث تحریر فرمائی ہے:

سَبْعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ

قیامت کے دن سات (قسم کے) آدمی ایسے ہوں گے جن کو حق تعالیٰ شانہٗ عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔

ان میں ایک شخص وہ ہوگا وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ[۲۰۰] وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کرے اور پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں۔

شرح بخاری فتح الباری، ج:۲، ص:۱۴۷ میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راجح قول یہاں سایہ سے مراد عرش کا سایہ ہے فَیُرَجَّحُ اَنَّ الْمُرَادَ ظِلُّ الْعَرْشِ ذَکَرَ اللہَ اَیْ بِقَلْبِہٖ مِنَ التَّذْکِرَۃِ وَبِلِسَانِہٖ مِنَ الذِّکْرِ ذکر اللہ سے مراد دل میں یاد کرنا اللہ تعالیٰ کو یا زبان سے ذکر کرنا۔ اور خالیاً یعنی تنہائی کی قید اس لیے ہے کہ ریاء سے محفوظ رہے لِاَنَّہٗ یَکُوْنُ اَبْعَدَ مِنَ الرِّیَاءِ، وَالْمُرَادُ

---

۲۰۰ صحیح البخاری: ۹۱/۱، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوۃ، المکتبۃ المظھریۃ

www.khanqah.org

خَالِیًا مِّنَ الْاِلْتِفَاتِ اِلٰی غَیْرِ اللہِ وَلَوْ کَانَ فِیْ مَلَأٍ یعنی مراد تنہائی سے یہ ہے کہ قلب متوجہ الی اللہ رکھے اور غیر اللہ سے خالی ہو اگرچہ مجمع میں ہو۔

اور اس مفہوم کی تائید امام بیہقی کی اس روایت سے ہوتی ہے:

ذَکَرَ اللہَ بَیْنَ یَدَیْہِ

لیکن مطلق تنہائی جہاں کوئی نہ ہو اس مفہوم کی تائید عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ذَکَرَ اللہَ فِیْ خَلَاءٍ سے ہوتی ہے أَیْ فِیْ مَوْضِعٍ خَالٍ یعنی بالکل تنہائی ہو کوئی مخلوق نہ ہو۔ اور حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہِیَ الْاَصَحُّ [۲۰۱] یہی زیادہ صحیح ہے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ اہلِ محبت کو ذوقاً بھی یہی خلوت محبوب ہے۔

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ کوئی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد اُن کی دل نشیں ہوتی

(مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آہ را جز آسماں ہمدم نبود
راز را غیر خدا محرم نبود

فرماتے ہیں کہ جلال الدین کی آہ وبکا کا سوائے آسمان کے کوئی ہمدم نہ تھا۔ سبحان اللہ! کیا تنہائی کا لُطف بیان فرما رہے ہیں۔

گیا میں بھول گلستاں کے سارے افسانے
دیا پیام کچھ ایسا سکوتِ صحرا نے

(حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی)

اور ہمارے راز کا حق تعالیٰ کے سوائے کوئی محرم نہ تھا۔

[۲۰۱] فتح الباری للعسقلانی:۲/۱۴۴، باب قوله من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ، دار المعرفۃ، بیروت

www.khanqah.org

خوشتر از ہر دوجہاں آنجا بود
کہ مرا با تو سرو سودا بود

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ دونوں جہاں میں اے خدا! مجھے وہ قطعۂ ارض (زمین کا ٹکڑا) محبوب ہے جہاں رومی کی جان آپ سے سر کا سودا کر رہی ہو اور مناجات کی لذّت وحلاوت سے مسرور اور مخمور اور معمور ہورہی ہو۔

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم
تاابد جاناں چنیں می بایدم

اے خدا! مجھے آپ کی محبت میں نعرۂ مستانہ بہت ہی لذیذ معلوم ہوتا ہے۔ اے کاش! قیامت تک اے محبوب! یہی کام نعرۂ مستانہ کا جاری رہتا۔

سینے میں ہے وہ درد کا نشتر لیے ہوئے
صحرا و چمن دونوں کو مضطر کیے ہوئے
(اختر)

استغفار اور توبہ کی حالت میں گریہ وزاری پر احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

زمینِ سجدہ پہ ان کی نگاہ کا عالم
برس گیا جو برستا تھا میرا خونِ جگر
ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چُھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چُھپائے گی لہو کا دریا

مرشدی حضرت پھولپوری کی شان میں۔

کچھ راز بتا مجھ کو بھی اے چاک گریباں
اے دامنِ تر اشکِ رواں زُلفِ پریشاں
کس کے لیے دریا تری آنکھوں سے رواں ہے
کس کے لیے پیری میں بھی تو رشکِ جواں ہے

www.khanqah.org

کس کے لیے جاری لبوں سے آہ وفغاں ہے
کس برق سے اٹھتا یہ نشیمن سے دھواں ہے
ہے کس نگہ پاک کا تیرے جگر میں تیر
اِک خلق ہوئی جاتی ہے جس درد کی اسیر
تیرے چمن کو کیسے اجاڑے گی یہ خزاں
جو خود ہی ترے فیض سے ہے رشکِ گلستاں

طریقۂ توبہ (از حدیث)

ذکر الجزری فی الحصن عن ابی الدرداء مرفوعًا:

وَاِذَا اَخْطَأَ اَوْ اَذْنَبَ فَأَحَبَّ اَنْ یَّتُوْبَ اِلَی اللهِ فَلْیَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْكَ مِنْهَا لَا اَرْجِعُ اِلَیْهَا اَبَدًا، فَاِنَّهٗ یَغْفِرُ لَهٗ مَا لَمْ یَرْجِعْ فِیْ عَمَلِهٖ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ[۲۰۲]

مرفوعاروایت ہے کہ جب بندہ خطا یا گناہ کر بیٹھے اور اس کو توبہ کرنا محبوب ہو تو اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر یہ کہے: ”اے اللہ! میں توبہ کرتا ہوں تیری طرف اس گناہ سے، نہیں کروں گا اس گناہ کو دوبارہ“ پس اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اس کو جب تک دوبارہ نہ لوٹے اس گناہ کی طرف۔ روایت کیا اس کو حاکم نے۔

ارشادِ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ طریقۂ توبہ کے بارے میں

جب تم توبہ کا ارادہ کرو غسل کرو اور کپڑے بھی دھو ڈالو اور دو رکعت نماز پڑھ لو پھر زمین پر اپنی پیشانی رکھ دو اس حال میں کہ آنسو جاری ہوں اور قلب غمگین ہو اور یہ جگہ تنہائی کی ہو لَا یَرَاكَ اِلَّا اللهُ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی تم کو نہ دیکھ رہا ہو اور سر پر بھی مٹی ڈال دو اور چہرے کو زمین پر رگڑو اور اپنے گناہ کا ذکر کرو ایک ایک، اور

۲۰۲؎ المستدرك على الصحيحين للحاكم: ۲۹۰/۴ (۷۶۷۳)، كتاب التوبة والنابة، دار الكتب العلمية، بيروت

نفس سے کہو: اے بے شرم نفس! کیا تو عذابِ الٰہی کو برداشت کی طاقت رکھتا ہے اور خوب رونا شروع کرو، ربّ رحیم کی طرف ہاتھ کو بلند کرو اور کہو:

اِلٰھِیْ عَبْدُكَ الْاٰبِقُ رَجَعَ اِلٰی بَابِكَ، عَبْدُكَ الْعَاصِیْ رَجَعَ اِلَی الصُّلْحِ، عَبْدُكَ الْمُذْنِبُ اَتَاكَ بِالْعُذْرِ فَاعْفُ عَنِّیْ بِجُوْدِكَ وَتَقَبَّلْنِیْ بِفَضْلِكَ وَانْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَتِكَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا سَلَفَ مِنَ الذُّنُوْبِ وَاعْصِمْنِیْ فِیْ مَا بَقِیَ مِنَ الْاَجَلِ فَاِنَّ الْخَیْرَ کُلَّهٗ بِیَدِكَ وَاَنْتَ بِنَا رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ[۲۰۳]

ترجمہ: اے اللہ! آپ کا بھاگا ہوا بندہ آپ کے دروازے پر حاضر ہو گیا اور آپ کا نافرمان بندہ صلح کے لیے لوٹ آیا اور آپ کا گناہ گار بندہ عذر پیش کرتا ہے، اپنے کرم سے معاف فرمادیجیے اور اپنے فضل سے قبول فرمالیجیے، میری طرف نگاہِ رحمت فرمایئے، ہمارے پچھلے گناہوں کو معاف فرمایئے اور آیندہ کی خطاؤں سے حفاظت فرمایئے، پس ہر خیر آپ کے ہاتھ میں ہے اور آپ ہمارے حال پر مہربان و کریم ہیں۔

مغفرت کا مجرّب عمل (از: امام محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ)

قَالَ الشَّیْخُ مُحْیِ الدِّیْنِ ابْنُ الْعَرَبِیِّ أَنَّهٗ بَلَغَنِیْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہُ سَبْعِیْنَ اَلْفًا غُفِرَ لَهٗ وَمَنْ قِیْلَ لَهٗ غُفِرَ لَهٗ أَیْضًا، فَکُنْتُ ذَکَرْتُ التَّهْلِیْلَةَ بِالْعَدَدِ الْمَرْوِیِّ فَحَضَرْتُ طَعَامًا مَعَ بَعْضِ الْاَصْحَابِ وَفِیْهِمْ شَابٌّ مَشْهُوْرٌ بِالْکَشْفِ فَاِذَا هُوَ فِیْ اَثْنَاءِ الْاَکْلِ اَظْهَرَ الْبُکَاءَ فَسَأَلْتُهٗ عَنِ السَّبَبِ فَقَالَ اَرٰی اُمِّیْ فِی الْعَذَابِ فَوَهَبْتُ فِیْ بَاطِنِیْ ثَوَابَ التَّهْلِیْلَةِ الْمَذْکُوْرَةِ لَهَا فَضَحِكَ وَقَالَ اِنِّیْ أَرَاهَا فِیْ حُسْنِ الْمَاٰبِ، قَالَ الشَّیْخُ: فَعَرَفْتُ صِحَّةَ الْحَدِیْثِ بِصِحَّةِ کَشْفِهٖ وَصِحَّةِ کَشْفِهٖ بِصِحَّةِ الْحَدِیْثِ[۲۰۴]

---

۲۰۳ مرقاۃ المفاتیح: ۳/۳۶۹، کتاب الصلوۃ، باب التطوع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۲۰۴ مرقاۃ المفاتیح: ۳/۲۰۰، باب ما علی المأموم من المتابعۃ وحکم المسبوق، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

ترجمہ: حضرت شیخ محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت حضور صلی اللہ علیہ سلم سے پہنچی کہ ”جو شخص ستّرہزار مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جاوے گی اور جس کے لیے اس مقدار میں پڑھا جاوے اور اس کو ثواب بخشا جاوے اس کی بھی مغفرت ہو جاوے گی“ پس میں نے اس روایت کے مطابق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ستّرہزار مرتبہ پڑھا، ایک دن میرے کھانے پر ایک جوان صالح جس کا کشف بہت مشہور تھا کھانا کھارہا تھا، اچانک وہ کھانے کے درمیان رونے لگا، میں نے وجہ دریافت کی تو کہا کہ میری ماں کو عذاب ہو رہا ہے، میں نے دل میں خاموشی سے اپنے ستّر ہزار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا پھر وہ اچانک ہنسنے لگا، میں نے ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو کہا کہ میری ماں اچھے مقام پر راحت میں ہے۔

فائدہ: احقر عرض کرتا ہے کہ اگر ہر روز پانچ سو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وِرد اپنا معمول بنالیا جاوے تو پانچ ماہ میں پچھتر ہزار اس کی تعداد ہو جاوے گی اور اس میں سے ستّر ہزار کبھی ماں کو کبھی استاد کو کبھی کسی اور کو بخش دیا تو کیا عجب ہے اس مولائے کریم سے کہ ہر ایک کی مغفرت ہو جاوے۔

استغفار وتوبہ کا فائدہ (از مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

ہر چہ بر تو آید از ظلماتِ غم
آں زبے باکی وگستاخی است ہم
غم چوں بینی زود استغفار کن
غم بامر خالق آید کارکن

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے انسان! جو کچھ تجھ پر غم ومصائب اور ظلماتِ غم آتے ہیں وہ سب تیری بے باکی اور نافرمانی اور گستاخی کے سبب آتے ہیں۔ پس جب تو غم اور مصائب دیکھے تو جلد استغفار کر کیوں کہ یہ غم خدا کے حکم سے آتا ہے۔

شاعر کہتا ہے

قَالَ الْجِدَارُ لِلْوَتَدِ لِمَ تَشُقُّنِیْ

قَالَ الْوَتَدُ اُنْظُرْ لِمَنْ یَّدُقُّنِیْ

دیوار نے کہا کھونٹے سے کہ میرے اندر کیوں گھستا ہے۔ اس نے کہا: مجھے کیا دیکھتی ہے اُسے دیکھ جو مجھے ٹھونک رہا ہے میں تو بے بس ہوں۔ پس اسباب بے بس ہیں۔ یہ مسبّبِ حقیقی خدائے تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث وارد ہے کہ

اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللہِ بِالدُّعَاءِ[۲۰۵]

دُعا آئی بلا کو ٹالتی ہے اور جو ابھی آئی نہیں اس کو بھی دفع کر دیتی ہے۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو لازم پکڑ لو۔

بلائیں تیر فلک کماں ہے چلانے والا شہ شہاں ہے

اسی کے زیرِ قدم اماں ہے بس اور کوئی مفر نہیں ہے

دنیائے سائنس آج اسبابِ مصائب یعنی کھونٹوں کی ریسرچ میں مصروف ہے کہ فلاں کھونٹا کس رفتار سے اور کس مقدار سے ہمارے اندر گھسنے والا ہے، ارے نادانو! ان کھونٹوں کے ٹھوکنے والے کو جب تک راضی نہ کروگے یاد رکھو تم ریسرچ کرتے ہی رہوگے اور وہ گھستے ہوئے تم کو ہلاک کر دیں گے۔

جہاں طوفان میں پھنس کر سفینہ ڈگمگاتا ہے

وہیں قدرِ خدا و ناخدا معلوم ہوتی ہے

کیا نہیں دیکھا کہ طوفان کی رفتار کو سائنسی آلات سے ریسرچ کرنے والے مع آلات نذرِ طوفان ہوگئے۔ ارے صرف یہی ایک دروازہ ہے۔

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت

بہ ہر جا رفت ہیچ عزت نیافت

---

[۲۰۵] جامع الترمذی: ۱۹۵/۲، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

تدبیر اور دعا دونوں ہی ضروری ہیں بلکہ تدبیر کمزور بھی ہو تو بھی دعا سے کام بن جاتا ہے یعنی

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است

استغفار اور توبہ نہ کرنے سے مصائب دور نہ ہوں گے

ہم جب تک حق تعالیٰ کو راضی نہ کریں گے مصائب دور نہ ہوں گے اور راضی کرنے کا نسخہ کامل استغفار ہے اور کامل توبہ ہے یعنی حقوق العباد اور حقوق اللہ کی پوری تکمیل شریعت کے مطابق ہو۔

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے جس سے واضح کیا گیا ہے کہ دنیا کے اکثر مصائب ہمارے معاصی کا نتیجہ ہیں۔

معاصی اور مصائب کا ربط (تفسیرِ قرآن کی روشنی میں)

حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں:

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ﴿۷﴾
وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ﴿۸﴾ [۲۰۶]

جو شخص ایک ذرّہ بھی خیر کرے گا اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ایک ذرّہ بُرائی کا بھی عمل کرے گا اس کو دیکھ لے گا۔

بشرطیکہ اس وقت وہ خیر وشر باقی رہے ورنہ اگر کُفر سے وہ خیر فنا ہو چکی یا توبہ اور ایمان سے وہ شر زائل ہو چکا وہ اس میں داخل نہیں کیوں کہ وہ خیر خیر نہ رہی اور وہ شر شر نہ رہا جب مدارِ حکم نہ رہا حکم ثابت نہ ہو گا۔ (بیان القرآن)

تفسیر روح المعانی میں علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

[۲۰۶] الزلزال: ۷-۸

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھارہے تھے، اس آیت کے سُنتے ہی خوف سے گھبرا کر ہاتھ کھانے سے ہٹالیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے اعمال میں مثقال ذرّہ شر کا موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ خَيْرًا فَجَزَائُهُ فِي الْاٰخِرَةِ وَمَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ شَرًّا يَرَهُ فِي الدُّنْيَا مُصِيبَاتٍ وَاَمْرَاضًا[۲۰۷]

تم میں سے جو شخص دنیا میں نیک عمل کرے گا اس کی جزاء آخرت میں پائے گا اور جو تم میں سے شر کرے گا دنیا میں مصائب اور امراض دیکھے گا۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم نے دنیا میں کوئی ناگوار اور مکروہ بات نہیں دیکھی؟ پس وہی مثاقیل ذرّہ شر ہیں اور تمہاری نیکیوں کے ذرّات آخرت کے لیے جمع ہوگئے جو قیامت کے دن پورے پورے مل جاویں گے۔

عبارتِ روح یہ ہے:

يَا أَبَا بَكْرٍ اَرَأَيْتَ مَا تَرٰى فِي الدُّنْيَا مِمَّا تَكْرَهُ فَبِمَثَاقِيلِ ذَرِّ الشَّرِّ وَيَدَّخِرُ لَكَ مَثَاقِيلَ ذَرِّ الْخَيْرِ حَتّٰى تَوَفَّاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[۲۰۸]

مثقالِ ذرّہ کیا ہے؟

اَلذَّرَّةُ نَمْلَةٌ صَغِيرَةٌ حَمْرَاءُ رَقِيقَةٌ يُقَالُ اِنَّهَا تَجْرِي اِذَا مَضٰى لَهَا حَوْلٌ وَهِيَ عَلَمٌ فِي الْقِلَّةِ

ذرّہ چھوٹی چیونٹی سُرخ رنگ کی باریک جو ایک سال کے بعد چلتی ہے اور یہ قِلّت کا عَلَم ہے۔ (یعنی انتہائی کم مقدار کا اظہار)

---

۲۰۷ روح المعانی: ۳۰/۲۱۲، الزلزال (۷،۸)، داراحیاء التراث، بیروت

۲۰۸ روح المعانی: ۳۰/۲۱۲، الزلزال (۷،۸)، داراحیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

قِيْلَ الذَّرَّةُ مَا يُرٰى فِيْ شُعَاعِ الشَّمْسِ مِنَ الْهَبَاءِ

اور کہا گیا کہ ذرّہ وہ ہے جو سورج کی شعاعوں میں سے گردو غبار سے نظر آتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي التُّرَابِ ثُمَّ رَفَعَهَا ثُمَّ نَفَخَ فِيْهَا وَقَالَ كُلٌّ وَاحِدَةٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ[۲۰۹]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ مٹی میں ڈالے پھر پھونک ماری اور فرمایا: ہر ایک ان میں کا مثقال ذرّہ ہے۔

تشریحاتِ بالا کی روشنی میں معلوم ہوا کہ دنیا میں گناہ اور نافرمانی کے ثمرات اور عواقب مصیبت نہیں بلکہ مصائب اور مرض نہیں بلکہ امراض لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ترکِ معاصی کی توفیق بخشیں۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ[۲۱۰]

ترجمہ: جو کچھ تم کو مصائب آتے ہیں وہ اکثر تمہارے مکسوبات سیۂ سے آتے ہیں۔ (یعنی معاصی کے سبب) اور اکثر خطاؤں کو تو وہ اپنے کرم سے معاف ہی فرمادیتے ہیں۔

مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ أَيُّ مُصِيْبَةٍ كَانَتْ مِنْ مَّصَائِبِ الدُّنْيَا كَالْمَرَضِ وَسَائِرِ النَّكَبَاتِ. فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ أَيْ سَبَبُ مَعَاصِيْكُمُ الَّتِي اكْتَسَبْتُمُوْهَا. وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ أَيْ مِنَ الذُّنُوْبِ فَلَا يُعَاقِبُ عَلَيْهَا[۲۱۱]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے لکڑی کی خراش، رگوں کا اختلاج، پتھر کا زخم، قدم کا پھسلنا نہیں ہوتا مگر گناہ کے سبب، اور جو عفو کرتا ہے اللہ وہ اس سے کثیر ہے۔[۲۱۲]

۲۰۹؎ روح المعانی: ۲۱۱/۳۰، الزلزال (۷، ۸)، دار احیاء التراث، بیروت
۲۱۰؎ الشوریٰ: ۳۰
۲۱۱؎ روح المعانی: ۴۰/۲۵، الشوریٰ (۳۰)، دار احیاء التراث، بیروت
۲۱۲؎ کنز العمال: ۵۷/۳، (۶۷۰۷)، باب فی الاخلاق المحمودة، مؤسسة الرسالة

www.khanqah.org

حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سر میں درد تھا۔ پس اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا: یہ میرے گناہ کے سبب ہے اور جو معاف کرتا ہے خدا وہ اس سے کثیر ہے۔[۲۱۳]

مصائب کا سبب کبھی ترقیٔ درجات ہوتا ہے

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللہِ مَنْزِلَۃٌ فَلَمْ یَبْلُغْھَا بِعَمَلِہٖ ابْتَلَاہُ اللہُ فِیْ جَسَدِہٖ اَوْ فِیْ مَالِہٖ اَوْفِیْ وَلَدِہٖ ثُمَّ صَبَّرَ عَلٰی ذٰلِکَ حَتّٰی یُبَلِّغَہُ الْمَنْزِلَۃَ الَّتِیْ سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللہِ عَزَّوَجَلَّ[۲۱۴]

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے شک جب کسی بندے کے لیے حق تعالیٰ کی طرف سے کوئی درجہ مقرر ہو چکا ہوتا ہے اور بندہ اس درجے کو اپنے عمل سے نہیں پاسکتا تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے بدن میں یا اس کے مال میں یا اس کے بچوں میں کوئی تکلیف بھیج دیتا ہے اور پھر وہ صبر کی توفیق دیتا ہے حتّٰی کہ اپنی رحمت سے پہنچا دیتا ہے اس کو اس درجے پر جو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہو چکا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ مصائب کا ترتب بسبب معاصی خاص ہے گناہ گار مسلمانوں کے لیے جیسا کہ علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وَالْاٰیَۃُ مَخْصُوْصَۃٌ بِأَصْحَابِ الذُّنُوْبِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَغَیْرِھِمْ فَاِنَّ مَنْ لَّاذَنْبَ لَہٗ کَالْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ قَدْ تُصِیْبُھُمْ مَصَائِبُ وَیَکُوْنُ ذٰلِکَ لِرَفْعِ دَرَجَاتِھِمْ اَوْلِحِکَمٍ اُخْرٰی خَفِیَتْ عَلَیْنَا وَقِیْلَ فِیْ مَصَائِبِ الطِّفْلِ رَفْعُ دَرَجَتِہٖ وَدَرَجَۃِ اَبَوَیْہِ اَوْمَنْ یَّشُقُّ بِحُسْنِ الصَّبْرِ[۲۱۵]

معاصی پر مصائب کا آنا یہ گناہ گار مسلمان کے لیے ہے۔ انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ

[۲۱۳] روح المعانی:۲۵/۴۰، الشوریٰ (۳۰)، دار احیاء التراث، بیروت

[۲۱۴] سنن ابی داؤد:۲/۸۴، باب الامراض والمکفرۃ للذنوب، ایچ ایم سعید

[۲۱۵] روح المعانی:۲۵/۴۱، الشوریٰ (۳۰)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

ہیں ان پر رفع درجات اور دیگر ان حکمتوں کے تحت مصائب آتے ہیں جو ہمارے اوپر مخفی ہیں، اور بچے پر مصائب اس کے درجے بلند کرنے کے لیے اور ماں باپ کا درجہ بلند کرنے کے لیے آتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں دن میں ستّر بار سے زیادہ۔ ایک اور روایت میں فرمایا کہ سو بار استغفار کرتا ہوں۔

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ استغفار گناہ کے سبب نہ تھا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے بلکہ یہ استغفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمالِ معرفت عظمتِ الٰہیہ کے پیش نظر اپنے اعمال میں قصور محسوس کرنے کے سبب تھا اور اُمّت کو ترغیب دینے کے لیے تھا۔ (مشکوٰۃ، باب الاستغفار)

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاسْتِغْفَارُهٗ لَيْسَ لِذَنْبٍ لِاَنَّهٗ مَعْصُوْمٌ بَلْ لِاعْتِقَادِ قُصُوْرِهٖ فِی الْعُبُوْدِيَّةِ عَمَّا يَلِيْقُ بِحَضْرَةِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَحَثٍّ لِلْاُمَّةِ عَلَى التَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ كَوْنِهٖ مَعْصُوْمًا وَكَوْنِهٖ خَيْرَ الْمَخْلُوْقَاتِ اِذَا اسْتَغْفَرَ وَتَابَ اِلٰى رَبِّهٖ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَكَيْفَ بِالْمُذْنِبِيْنَ[۲۱۶]

توبہ اور استغفار کے بعد مستغفر اور تائب کو عار دلانا

جو شخص توبہ کرلے، اس کو اس کے ماضی کے اُن گناہوں پر شرمندہ کرنا، طعنہ دینا اور تحقیر کرنا حرام ہے جن سے اُس نے توبہ کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

---

[۲۱۶] مرقاۃ المفاتیح: ۲۳۱/۵، باب الاستغفار والتوبۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهٗ يَعْنِيْ مِنْ عَمَلٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ[۲۱۷]

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو عار دلایا (یعنی اس کے گناہ پر شرمندہ کیا) تو یہ نہ مرے گا جب تک کہ اس گناہ کو نہ کرلے۔ (راوی نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ اس گناہ سے عار دلایا جس سے وہ توبہ کرچکا ہے۔)

فائدہ: اور اگر توبہ سے قبل عار دلائی تو گو اس وعید کا مستحق نہیں ہے مگر یہ بھی ممنوع ہے کیوں کہ توبہ سے قبل بھی خیر خواہی سے نصیحت کرنا چاہیے، عار دلانا اس وقت بھی بُرا ہے۔ (ہاں اگر عار دلانا ہی مصلحت ہو تو وہ اور بات ہے۔)

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد؎

روغنِ گل روغنِ کنجد نماند
آفتابے آید او جامد نماند

جب تل کا تیل گلاب کی صحبت سے روغنِ گل بن گیا تو اس کو اس کے ماضی پر طعنہ مت دو کہ تو پہلے تل کا تیل تھا۔ اب تو اس کا نام بدل گیا (روغنِ گل) کام بھی بدل گیا اور دام بھی بدل گئے اور برف نے جب آفتاب دیکھا تو جامد نہ رہا، پانی ہو گیا اب اس کو برف مت کہو۔

تنبیہ: اسی سے یہ سبق ملا کہ اگر کوئی گناہ گار اللہ والوں کی صحبت سے اللہ والا بن جائے تو اس کے ماضی پر طعنہ دینا اور ماضی کو سوچ کر اُسے حقیر جاننا کس قدر خلافِ حقیقت ہو گا اور کس قدر سوءِ ادبی اور محرومی ہو گی۔

تائب کی شان از حدیث شریف

اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ[۲۱۸]

---

[۲۱۷] جامع الترمذی: ۲/۷۷، باب من ابواب صفة اوانی الحوض، ایچ ایم سعید

[۲۱۸] مشکوٰۃ المصابیح: ۲۰۶، باب الاستغفار والتوبة، المکتبة القدیمیة

جو شخص توبہ کرلے گناہ سے وہ ایسا ہو گیا گویا اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔

یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ (اَلَّذِیْ تَابَ تَوْبَةً صَحِیْحَةً) کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ اَیْ فِیْ عَدَمِ الْمُؤَاخَذَةِ بَلْ قَدْ یُرِیْدُ عَلَیْهِ بِاَنَّ ذُنُوْبَ التَّائِبِ تُبَدَّلُ حَسَنَاتٍ[۲۱۹]

موانعِ توبہ اور استغفار

غلط حیا اور شرم کا غلبہ لیکن ایسی حیا جو توبہ کرنے سے روک دے محمود نہیں اور عاشق کو حق تعالیٰ کی دوری سے کیسے چین آسکتا ہے۔ پس یہ حیا دراصل قلتِ محبت اور قلتِ تعلق مع اللہ کا دوسرا نام ہے۔ مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی نے خوب فرمایا ہے ؎

حیا آتی ہے تیرے سامنے میں کس طرح آؤں
نہ آؤں تو دلِ مضطر کو میں لے کر کہاں جاؤں

حیا کیا ہے؟

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ

فَاِنَّ حَقِیْقَةَ الْحَیَاءِ اَنَّ مَوْلَاكَ لَا یَرَاكَ حَیْثُ نَهَاكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْاِحْسَانِ یُسَمّٰی بِالْمُشَاهَدَةِ

حیا یہ ہے کہ تم کو نہ دیکھے تمہارا مولیٰ ایسی حالت میں جس سے تم کو منع کیا ہے، یہی مقام احسان ہے جس کو مشاہدہ بھی کہتے ہیں۔

سبحان اللہ! کیا عمدہ تعریف ہے۔ پس گناہ کرتے وقت تو شرم نہ آئی اور توبہ کرتے ہوئے شرم آرہی ہے۔

---

۲۱۹ مرقاۃ المفاتیح: ۵/۲۶۹، باب الاستغفار والتوبة، دار الکتب العلمیة، بیروت

www.khanqah.org

حیا کی دوسری تعریف

وَھُوَ خُلُقٌ یَّمْنَعُ الشَّخْصَ مِنَ الْفِعْلِ الْقَبِیْحِ بِسَبَبِ الْاِیْمَانِ

حیا وہ صفت ہے جو انسان کو بُرے کام سے روکتی ہے بسبب ایمان کے۔

حیا کی تیسری تعریف

اَلْحَیَاءُ قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ اِنَّ الْحَیَاءَ یَنْشَأُ عَنْ عِلْمِ الْقَلْبِ بِاَنَّ اللہَ رَقِیْبٌ عَلَیْہِ فَیُحَافِظُ ظَاھِرَہٗ وَبَاطِنَہٗ مِنْ مُّخَالَفَۃِ اَحْکَامِہٖ[۲۲۰]

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

خواہ کتنے ہی گناہ کرلیے ہوں آجاؤ خدا کی طرف آجاؤ۔ اگر کافر و بُت پرست ہو سب آجاؤ رحمت پروردگار کی طرف۔ ہماری بارگاہ نااُمیدی کی بارگاہ نہیں۔ اگر سو بار اپنی توبہ توڑ چکے ہو پھر بھی نااُمید مت ہو آجاؤ۔ ہماری رحمت کا دامن وسیع ہے اور ہماری رحمت کا ہاتھ بہت کشادہ اور غیر محدود ہے۔

توبہ کا طریقہ اور کلماتِ استغفار

من ''احیاء علوم الدین'' للامام محمد الغزالی رحمہ اللہ

اَسْتَغْفِرُ اللہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ[۲۲۱]

جو شخص اپنے بستر پر لیٹتے وقت تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لے تو غَفَرَ اللہُ ذُنُوْبَہٗ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ..الخ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیں گے اگرچہ سمندر

---

۲۲۰ مرقاۃ المفاتیح:۱/۷۰،کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۲۲۱ جامع الترمذی:۲/۱۷۶،باب الدعاء اذا اٰوی الی فراشہ، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

کے جھاگ کے برابر اس کے گناہ ہوں یا ریت کے ٹیلے کے برابر ہوں یا درخت کے پتوں کے برابر ہوں یا ایامِ دنیا کے برابر ہوں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اگرچہ جہاد سے بھاگا ہوا ہو تو ایسا جُرمِ عظیم بھی معاف ہو جاوے گا اس وِرد کی برکت سے۔

حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کبھی ان الفاظ سے استغفار فرماتے تھے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْـئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ھَزْلِیْ وَجِدِّیْ وَخَطَئِیْ وَعَمَدِیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[۲۲۲]

اِنَّ اَفْضَلَ الْاِسْتِغْفَارِ: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ وَاَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ عَلٰی نَفْسِیْ بِذَنْبِیْ فَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ مَا قَدَّمْتُ مِنْھَا وَمَا اَخَّرْتُ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعَھَا اِلَّا اَنْتَ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو بندہ نعمت اور معصیت دونوں میں ہو اس کی اصلاح صرف حمد اور استغفار ہی سے ہو سکتی ہے۔ نعمت کا تشکر حمد سے (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے) اور گناہ کی تلافی استغفار سے کرے۔

نیز امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ استغفار سے قبل ندامت ضروری ہے ورنہ یہ استغفار جو ندامت کے بغیر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ استہزاء کے مترادف ہے۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سُنا رسولِ اکرم

---

۲۲۲ صحیح مسلم: ۲/۳۴۹، باب الدعاء عند النوم، ایچ ایم سعید

صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی بندہ جو گناہ کرے پھر عمدہ وضو کرلے، دو رکعت نماز ادا کرے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ.....الخ [۲۲۳]

فائدہ: ہر دعا سے اوّل اور آخر درود شریف پڑھ لینا چاہیے قبولیتِ دعا کے لیے کیوں کہ درود شریف مقبول ہے پس دو مقبول کے درمیان والی دعاؤں کو وہ کریم رد نہ فرمائیں گے۔ اور دعا کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا ممنوع ہے۔ یہ مضمون بھی امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے اور دونوں باتوں کو حدیث سے ثابت فرمایا ہے۔

توبہ کے متعلق شارحِ مسلم محدّثِ عظیم علّامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع تحقیق

(از ریاض الصالحین، ص:۱۱)

ارشاد فرمایا کہ قَالَ الْعُلَمَآءُ التَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِّنْ كُلِّ ذَنْبٍ فَاِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ اللهِ تَعَالٰى لَا تَتَعَلَّقُ بِحَقِّ اٰدَمِيٍّ فَلَهَا ثَلٰثَةُ شُرُوْطٍ علماء نے کہا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہے۔ پس اگر معصیت کا تعلق بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے اور حقوق العباد سے تعلق نہیں تو اس کے لیے تین شرطیں ہیں:

اَحَدُهَا اَنْ يَّقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ ایک یہ کہ گناہ فوراً ترک کردے۔

اَلثَّانِيْ اَنْ يَّنْدَمَ عَلٰى فِعْلِهَا دوسرے یہ کہ اپنے فعل پر شرمندہ ہو۔ وَالثَّالِثُ اَنْ يَّعْزِمَ اَنْ لَّا يَعُوْدَ اِلَيْهَا اَبَدًا فَاِنْ فَقَدَ اَحَدُ الثَّلٰثَةِ لَمْ تَصِحَّ تَوْبَتُهٗ تیسرے یہ کہ دوبارہ اس فعل کو نہ کرنے کا ارادہ کرے۔ پس اگر ان تین شرطوں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو توبہ صحیح نہیں ہوئی۔

وَاِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ تَتَعَلَّقُ بِاٰدَمِيٍّ فَشُرُوْطُهَا اَرْبَعَةٌ

۲۲۳ اٰل عمرٰن:۱۳۵

www.khanqah.org

اور اگر گناہ کا تعلق انسان کے حقوق سے ہے تو اس کے لیے چار شرطیں ہیں۔

تین تو یہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور چوتھی شرط یہ ہے کہ اَنْ یَّبْرَأَ مِنْ حَقِّ صَاحِبِهَا[۲۲۴] اس انسان کے حق سے بری الذمہ ہو۔

توبہ اور استغفار کے متعلق حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

(از: کمالاتِ اشرفیہ)

۱) **فرمایا کہ** اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جاوے تو توبہ سب کو مٹادیتی ہے۔ دیکھیے بارود ذرا سا ہوتا ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اُڑادیتا ہے۔ (ص:۵۸،م:۲۴۸)

۲) **فرمایا کہ** بندہ اگر اس وجہ سے توبہ نہ کرے کہ میرے گناہ اس قدر ہیں اور اس درجہ کے ہیں کہ توبہ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ بھی حماقت ہے اور شیطان کا جال ہے۔ کیوں کہ گو یہ صورتاً شرمندگی ہے لیکن حقیقت میں یہ کبر ہے کہ اپنے کو اتنا بڑا سمجھتا ہے کہ گویا اس نے حق تعالیٰ کا ایسا نقصان کر دیا ہے کہ اب اس کو وہ معاف نہیں کرسکتے۔ یاد رکھو یہ برتاؤ بالکل مساوات کا سا ہے حالاں کہ خدا تعالیٰ اور اس کی صفاتِ کاملہ کے سامنے تمہاری اور تمہارے افعال کی ہستی ہی کیا ہے۔ سارا عالم بھی نافرمان ہو جاوے تو اُن کا ذرّہ برابر بھی کچھ نقصان نہیں ہو سکتا نہ ان کو عفو و کرم سے مانع ہو سکتا ہے۔ مشہور ہے ایک بیل کے سینگ پر ایک مچھر جابیٹھا، جب وہاں سے اڑنے لگا تو بیل سے معذرت چاہی کہ معاف کیجیے گا آپ کو میرے بیٹھنے سے بہت تکلیف ہوئی ہوگی۔ بیل نے کہا: ارے بھائی! مجھ کو تو خبر بھی نہیں ہوئی تو کب بیٹھا اور کب اُڑا۔ (ص:۵۷،م:۲۴۵)

۳) **فرمایا کہ** اگر بندوں کو رحمتِ حق کا مشاہدہ ہونے لگے تو گناہوں کو بڑا سمجھنے پر شرمندگی ہوگی۔ ناامیدی تو بھلا کیا ہوتی۔ مگر اس شرمندگی کے مقتضا پر (کہ توبہ نہ کرے) عمل نہ کرنا چاہیے۔ کیوں کہ گناہ اگرچہ رحمتِ حق کے مقابلے میں چھوٹے ہیں مگر تمہارے لیے تو بڑے ہی ہیں۔ تولہ بھر سنکھیا اگرچہ من بھر تریاق کے سامنے چھوٹا

[۲۲۴] شرح مسلم للنووی: ۲/۳۴۶، باب بیان النقصان فی الایمان، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

ہے مگر معدے کے مقابلے میں بڑا ہے۔(ص:۵۸،م:۲۴۹)

۴) **فرمایا کہ** مؤمن اپنے گناہوں سے ڈرتا ہے گو ادنیٰ ہی گناہ ہوں بخلاف فاجر کے کہ وہ گناہ کو مثل مکھی کے سمجھتا ہے کہ آئی اور اُڑادیا۔ تو معلوم ہوا کہ گناہ کو سخت سمجھ کر توبہ کرنا علامت ایمان کی ہے اور اس کو ہلکا سمجھنا علامت بے ایمانی کی ہے اور اوپر جو آیا ہے کہ گناہ کو بڑا نہ سمجھے اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا بڑا نہ سمجھے کہ توبہ کی ضرورت نہ سمجھے۔ غرض اصل چیز توبہ ہے۔ جو اعتقاد توبہ سے مانع ہو وہ مذموم ہے خواہ بڑا ہونے کا اعتقاد ہو خواہ چھوٹا ہونے کا۔(ص: ۵۸،م:۲۵۰)

۵) **فرمایا کہ** معصیت کا علاج قبل صدورِ ہمت اور بعدِ صدورِ توبہ ہے۔ سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں۔(ص:۹۰،م:۴۲۲)

۶) ایک صاحب نے لکھا کہ گناہِ کبیرہ کے بعد دل پر گھبراہٹ ہوجاتی ہے۔ کئی کئی روز تک طبیعت گھبراتی ہے اور خوب گڑگڑا کے استغفار کرنے سے دل پر شرمندگی چھاجاتی ہے اس کے لیے کیا کروں۔ فرمایا یہ شرمندگی اور خوف فی نفسہٖ بہت اچھی چیز ہے اور یہ بھی ایک قسم کی توبہ ہے۔ مگر کمال توبہ کا یہ ہے کہ زبان سے بھی تضرّع کے ساتھ ہو۔ پس اس رکاوٹ کا مقابلہ تکلّف وہمت سے کیا جاوے اور خواہ کتنی ہی تکلیف ہو مگر رکاوٹ پر عمل نہ کیا جاوے۔(ص:۲۴۸،م:۱۰۳۴)

۷) **فرمایا کہ** اصلاحِ اعمال وکثرتِ استغفار کو دفع طاعون میں بڑا دخل ہے۔

۸) فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا اور استغفار اُس وقت مفید ہوسکتی ہے کہ گناہ کرنے والا خود بھی توبہ کرنا چاہے۔(ص:۱۱۳،م:۵۲۲)

۹) اس کا تذکرہ ہونے لگا کہ رشوت سے توبہ کرے تو معاف کس طرح کرائے؟

فرمایا کہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ادا کرے یا معاف کرائے، اگر پتا نہ چل سکے تو اشتہار چھپوائے کہ میرے ذمے جن کے حقوق ہوں لے لے یا چھوڑ دے۔ پھر فرمایا کہ بڑا مفتی قلب ہے، جب خوف ہوتا ہے تو سب تدبیریں ادائے حقوق کی سوجھنے لگتی ہیں۔(ص:۱۹۹،م:۸۱۲)

۱۰) عام طور پر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حق العبد میں محض بندے ہی کا حق ہوتا ہے، حق تعالیٰ کا حق نہیں ہوتا۔ یہ غلط ہے۔ بندے کا وہ حق اللہ تعالیٰ ہی نے مقرر فرمایا ہے مثلاً حکم دیا ہے کہ مظلوم کی امداد کرو، کسی مسلمان کی غیبت نہ کرو، کسی کو ایذا نہ دو تو جب ان احکام کے خلاف کسی کو ایذا دی جاوے گی تو جیسے بندے کا حق فوت کیا ایسے ہی خدا تعالیٰ کا بھی حق فوت کیا کہ اُن کے حکم کی مخالفت کی۔ اس لیے حقوق العباد تلف کرنے میں محض بندوں کی معافی کافی نہیں بلکہ حق تعالیٰ سے بھی توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔ گو عام حقوق العباد میں بندے کی معافی کے بعد حق تعالیٰ اکثر اپنا حق بھی معاف کر دیتے ہیں مگر بعض اوقات محبوبانِ خاص کی حق تلفی میں ان کی معافی کے بعد بھی حق تعالیٰ اپنا حق معاف نہیں فرماتے بلکہ مؤاخذہ ضرور رہتا ہے۔(ص:۳۳، م:۸۰)

۱۱) **فرمایا کہ** اکثر رئیسوں کو حق تعالیٰ حوصلہ عطا فرمادیتے ہیں:

خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آہی جاتی ہے

جناب خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ اسی طرح بزرگانِ کاملین دولتِ باطنی دینے میں سخی ہوتے ہوں گے مگر ان کو اس میں کیا اختیار ہے وہ تو حق تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔

فرمایا کہ ان کے اختیار کی ضرورت نہیں، ان کے قلوب میں یہ برکت ہوتی ہے کہ جو ان کو راضی رکھتا ہے اور جس کی طرف ان کے قلوب متوجہ رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرماہی دیتا ہے تجربہ یہی ہے۔ چناں چہ ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ایک اور شخص نہر میں وضو کررہے تھے، امام صاحب نیچے کی طرف تھے اور وہ شخص اوپر کی طرف۔ اُس شخص نے خیال کیا کہ امام صاحب مقبول بندے ہیں میرا مستعمل پانی اُن کے پاس جاتا ہے یہ بے ادبی ہے اس لیے وہ اُٹھ کر دوسری طرف ان کے نیچے جا بیٹھا، بعد انتقال کے اس کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا: مغفرت ہوئی یا نہیں؟ کہا کہ میرے پاس کوئی عمل نہ تھا، اس پر مغفرت ہوئی کہ تو نے ہمارے مقبول بندے احمد بن حنبل کا ادب کیا تھا ہمیں یہ پسند آیا۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ اے عائشہ! کسی نیک عمل کو حقیر نہ سمجھنا، ہر نیک

عمل میں خاصیت مغفرت کی ہے، اسی طرح ہر گناہ میں خاصیت عذاب کی ہے چاہے چھوٹا ہو چاہے بڑا۔ (ص:۲۴۲،م:۱۰۰۷)

۱۲) **فرمایا کہ** ”عوارف“ جو کہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی کتاب ہے اُس میں ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ ایک دن وہ ذکر کرنا چاہتے تھے مگر زبان نہیں اٹھتی تھی۔ ارادہ بھی تھا شعور بھی تھا مگر زبان نہیں چلتی، بڑے پریشان ہوئے۔ گریہ وزاری کے ساتھ التجا کی کہ یا اللہ! اگر قصور ہوا ہو تو مطلع فرمایئے تاکہ توبہ اور استغفار سے تدارک کروں۔ الہام ہوا کہ فلاں وقت گستاخی سے ایک بُرا کلمہ کہا تھا آج اس کا خمیازہ بھگت رہے ہو۔ بہت روئے پیٹے، گریہ وزاری کی، تب زبان چلی۔ (ص:۲۶۳،م:۱۰۹۹کا جزء)

دوامِ توبہ کے لیے نفس اور شیطان کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟

حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں:

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ[۲۲۵]

نفس تو بُری ہی بات بتلاتا ہے۔ بجز اس کے جس پر میرا رب رحم کرے۔ بے شک میرا رب بڑی مغفرت والا، بڑی رحمت والا ہے۔

(لَاَمَّارَۃٌ) لَکَثِیۡرَۃُ الۡاَمۡرِ (بِالسُّوۡءِ) اَیۡ بِجِنۡسِہٖ وَالۡمُرَادُ اَنَّھَا کَثِیۡرَۃُ الۡمَیۡلِ اِلَی الشَّھَوَاتِ (اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ) مَا مَصۡدَرِیَّۃٌ ظَرۡفِیَّۃٌ زَمَانِیَّۃٌ اَیۡ ھِیَ اَمَّارَۃٌ بِالسُّوۡءِ فِیۡ کُلِّ وَقۡتٍ اِلَّا فِیۡ وَقۡتِ رَحۡمَۃِ رَبِّیۡ وَعِصۡمَتِہٖ (اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ) عَظِیۡمُ الۡمَغۡفِرَۃِ وَمُبَالِغٌ فِی الرَّحۡمَۃِ اَلۡحَاصِلُ اَنَّ کُلَّ نَفۡسٍ اَمَّارَۃٌ بِالسُّوۡءِ اِلَّا مَا رَحِمَھَا اللہُ تَعَالٰی بِالۡعِصۡمَۃِ کَنَفۡسِ یُوۡسُفَ عَلَیۡہِ السَّلَامُ[۲۲۶]

خلاصۂ ترجمہ: نفس اپنی حقیقت کے اعتبار اور تقاضوں سے ہر نوع کی بُرائیوں کی طرف

---

۲۲۵ یوسف:۵۳

۲۲۶ روح المعانی:۱۳/۲،یوسف(۵۳)،دار احیاء التراث،بیروت

www.khanqah.org

کثرت سے حکم کرنے والا ہے۔ امّارہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اور الف لام سوء پر جنس کا داخل ہے جس سے بُرائی کے جملہ انواع کفر، شرک، بدعت، کبائر، صغائر اور جملہ فواحش شامل ہوگئے کیوں کہ جنس اسی کلی کا نام ہے جو انواع مختلف الحقائق کو محیط اور جامع ہو اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ما کو مصدریہ بتاکر صیغۂ ماضی رحم کو مصدر کے معنیٰ میں تبدیل کردیا یعنی رحم رحمت ہوگیا اور ما کو ظرفیہ زمانیہ بتاکر تفسیریوں کی کہ نفس ہر وقت بُرائی کا حکم کرتا ہے اپنی حقیقت اور ماہیت کے اعتبار سے اِلَّا فِیْ وَقْتِ رَحْمَةِ رَبِّیْ مگر اس وقت تک جب تک کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت اور حفاظت میں ہو تو نفس کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اسی حقیقت کو حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں ظاہر فرمایا ہے؎

گر ہزاراں دام باشد بر قدم
چوں تو بامائی نباشد ہیچ غم

اگر ہزاروں گناہوں کے جال ہمارے قدم پر ہوں لیکن اے خدا! اگر آپ ہمارے ساتھ ہیں یعنی آپ کی عنایت شامل حال ہے تو ہم کو کوئی غم نہیں بقول مشہور:

جس کو خدا رکھے اس کو کون چکھے

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ[۲۲۷] کی کثرت کرتے ہوئے یہ بھی مضمون مستحضر رہے کہ مغفرت کے بعد رحمت کو طلب کرنا کیوں سکھایا گیا تو اس میں یہ راز بھی ہے کہ ماضی کے گناہ تو بخش دیجیے اور مستقبل کے گناہوں سے حفاظت کے لیے ہم کو رحمت کے سایہ میں رکھیے یعنی اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کی تفسیر کو یہاں جوڑ دیجیے۔ پس حق تعالیٰ کی رحمت اور نصرت اور عصمت اور حفاظت کے ہوتے ہوئے نفس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

شیطان کا خوف بھی اسی طرح بے معنیٰ ہے، حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا[۲۲۸]

شیطان کے مکر اور کید کو حق تعالیٰ ہی نے ضعیف اور کمزور فرمایا ہے۔ ملّا علی قاری

[۲۲۷] المؤمنون: ۱۱۸
[۲۲۸] النسآء: ۷۶

www.khanqah.org

رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد:۱، صفحہ:۱۳۶ پر رقم طراز ہیں: فَاِنَّہٗ مَعَ اللُّطْفِ الْاِلٰھِیِّ لَا اَضْعَفَ مِنْہُ وَلَا اَذَلَّ فَاِنَّہٗ مُشَبَّہٌ بِالْکَلْبِ الْوَاقِفِ عَلَی الْبَابِ[229] پس شیطان، اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور عنایت کے ہوتے ہوئے اس سے بڑھ کر کوئی کمزور نہیں اور نہ اس سے زیادہ کوئی ذلیل ہے اور شیطان اس کتے کے مانند ہے جو گھر سے باہر دروازہ پر کھڑا رہتا ہے۔

یعنی جس طرح بڑے لوگ بنگلوں کے سامنے خوفناک کُتّا حفاظت کے لیے رکھتے ہیں اور جو اُن سے ملنے جاتا ہے تو وہ کُتّا زور زور سے بھونکتا ہے اور اگر مالکِ بنگلہ زور سے ڈانٹ دے کہ ہاں خبردار! اپنا آدمی ہے تو خاموش ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شیطان بارگاہِ حق سے مردود کیا ہوا کُتّا ہے۔ بارگاہِ حق کے باہر کھڑا ہے، جب کوئی اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانا چاہتا ہے تو خوب وسوسہ ڈالتا ہے کہ یہ پریشان ہو کر بھاگ جائے لیکن جب اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لیتا ہے کہ میں اس مردود سے پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی تو اللہ تعالیٰ اپنے اس کتے کو ڈانٹ دیتے ہیں کہ خبردار! یہ ہمارا آدمی ہے خاموش ہو جا۔

اسی لیے حدیث شریف میں وساوس کا علاج دو جُزو میں بیان کیا گیا ہے: ایک تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا، دوسرے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ پڑھنا۔

وساوس خواہ کفر کے ہوں یا گناہ کے ہو اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ پڑھنے سے اس طرح بھاگتے ہیں جیسے ڈی ڈی ٹی چھڑکنے سے مکھی، کھٹمل اور جراثیم بھاگتے ہیں۔ متعدد دوستوں نے بتایا کہ جب بدنگاہی کا تقاضا شیطان ڈالتا ہے تو ہم اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ پڑھ لیتے ہیں اور فوراً اللہ تعالیٰ کی بڑائی سامنے آجاتی ہے اور وسوسہ ختم ہو جاتا ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد:۱، ص:۱۳۶ پر اس عمل کا مسنون ہونا وساوس دور کرنے کے لیے منقول ہے۔ عبارت یہ ہے:

وَلِذَا قِیْلَ یُسَنُّ لَہٗ اَنْ یَّسْتَعِیْذَ ثُمَّ یَقُوْلُ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ الَّتِیْ لَا وَسْوَسَۃَ

---

[229] مرقاۃ المفاتیح: ۱۳۶/۱، باب الکبائر و علامات النفاق، المکتبۃ الامدادیۃ

www.khanqah.org

فِيْهَا اِنَّمَا هِيَ صَلٰوةُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى جس نماز میں بالکل وسوسہ نہ ہو تو یہ نماز یہود و نصاریٰ کی نماز ہے۔

مطلب یہ ہے کہ وسوسہ آنے سے پریشان نہ ہو۔ وسوسہ کو حدیث میں علامتِ ایمان قرار دیا گیا ہے:

اِنَّ الْوَسْوَسَةَ اَمَارَةُ الْاِيْمَانِ[۲۳۰]

اسی لیے وساوس کی طرف توجہ نہ کرنا چاہیے۔ اس ضعیف کی خوشامد نہ کریں اپنے مالک سے پناہ مانگیں۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ اسی حقیقت کو بیان فرماتے ہیں۔

گر عنایاتت شود باما مقیم
کے بُوَد بیم ازاں دزدِ لئیم

اے خدا! اگر آپ کی عنایات ہمارے سر پر سایہ فگن رہیں تو ہم کو اس کمینے چور شیطان سے کوئی ڈر نہیں۔

حاصل اور خلاصہ یہ کہ استغفار اور توبہ کے بعد حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت صلوٰۃِ حاجت پڑھ کر ہر روز اپنی حفاظت اور اصلاح اور استقامت کے لیے خوب دعا مانگنا چاہیے کہ بدون فضلِ خداوندی ہمارے ارادوں کا کچھ اعتبار نہیں۔

حضرت حکیم الامّت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گناہ ترک کرنے کے لیے خود ہمّت کرے اور حق تعالیٰ سے ہمّت کو طلب کرتا رہے اور خاصانِ حق سے ہمت کی دعا کراتا رہے۔ ان شاء اللہ! گناہوں سے بچنے کی ضرور ہمت عطا ہو گی۔ (کمالاتِ اشرفیہ، ص:۵۲)

---

[۲۳۰] مرقاۃ المفاتیح:۱/۱۳۸، باب الکبائر وعلامات النفاق، دار الفکر، بیروت

www.khanqah.org

استغفار (بزبانِ فارسی)

از: مولانا محمد قاسم نانوتوی نوراللہ مرقدہٗ، بانی دارالعلوم دیوبند

الٰہی غرق دریائے گناہم
تو میدانی و خود ہستی گواہم

گناہِ بے عدد را بار بستم
ہزاراں بار توبہ ہا شکستم

حجابِ مقصدم عصیانِ من شد
گناہم موجبِ حرمانِ من شد

باں رحمت کہ وقفِ عام کردی
جہاں را دعوتِ اسلام کردی

گدا خود را ترا سلطاں چو دیدم
بدرگاہِ تو اے رحمان دویدم

بحقِ آنکہ محبوبش گرفتی
برائے خویش مطلوبش گرفتی

ہمہ نعمت بنامِ او نمودی
دو عالم را بکامِ او نمودی

باں کو رحمت للعالمین ست
بدرگاہت شفیع المذنبین ست

بحقِ سرورِ عالم محمدؐ
بحقِ بر ترِ عالم محمدؐ

www.khanqah.org

بذاتِ پاک خود کاں اصل ہستی ست
ازو قائم بلندی ہا و پستی است

ثناءِ او نہ مقدورِ جہان ست
کہ کنہش برتراز کون ومکان ست

دلم از نقشِ باطل پاک فرما
براہِ خود مرا چالاک فرما

بکش از اندرونم الفتِ غیر
بشو از من ہوائے ایں وآں دیر

درونم را بعشقِ خویشتن سوز
بہ تیرِ دردِ خود جان و دلم دوز

دلم را محوِ یادِ خویش گرداں
مرا حسبِ مرادِ خویش گرداں

اگر نالائقم قدرت تو داری
کہ خارِ عیب از جانم بر آری

بخوبی زشت را مبدل نمائی
سیاہی را بہ بخشی روشنائی

گنا ہم را اگر دیدی نگر ہم
بہ عفو و فضل اے شاہِ دو عالم

www.khanqah.org

استغفار

استغفار (از: حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ)

درِ راز شریعت کھولتی ہے
زبانِ عشق جب کچھ بولتی ہے

خرد ہے محوِ حیرت اس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے

جو لفظوں سے ہوئے ظاہر معانی
وہ پاسکتے نہیں دردِ نہانی

لغت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی

کہاں پاؤ گے صدرا بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں

مگر دولت یہ ملتی ہے کہاں سے
بتاؤں میں ملے گی یہ جہاں سے

یہ ملتی ہے خدا کے عاشقوں سے
دُعاؤں سے اور ان کی صحبتوں سے

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

ارے یارو جو خالق ہو شکر کا
جمالِ شمس کا نورِ قمر کا

نہ لذّت پوچھ پھر ذکرِ خدا کی
حلاوت نامِ پاکِ کبریا کی

بگوید زیں سبب ایں عشقِ بے باک
چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

یہ دولت دردِ اہلِ دل کی اخترؔ
خدا بخشے جسے اُس کا مقدّر

www.khanqah.org

استغفار (از: حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ)

اے خدائے با عطا و با وفا
رحم کن بر عمرِ رفتہ بر جفا

اے محبِ عفو از ما عفو کن
اے طبیبِ رنج ناسور کہن

پردہ اے ستار از ما وامگیر
باش اندر امتحاں ما را مجیر

خویش را دیدم و رسوائی خویش
امتحانِ ما مکن اے شاہ بیش

راہ دہ آلودگاں را العجل
در فراتِ عفو و عینِ مغتسل

وقت تنگ آمد مرا و یک نفس
بادشاہی کن مرا فریاد رس

گویم اے رب بارہا بشکستہ ام
توبہ ہا و عذر را بشکستہ ام

کردہ ام آنہا کہ از من می سزید
تاچنیں سیلِ سیاہی در رسید

در جگر اُفتادہ ہستم صد شرر
در مناجاتم ببیں خونِ جگر

اے عظیم از ما گناہانِ عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد
تاچنیں سیلِ سیاہی در رسد

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
گر بدم من سرِّ من پیدا مکن

یا کریم العفو ستار العیوب
انتقام از ما مکش اندر ذنوب

گر سگی کردیم اے شیر آفریں
شیر را مگمار بر ما زیں کمیں

آبِ خوش را صورتِ آتش مدہ
اندر آتش صورت آبی منہ

بگزرا از جانِ ماسوء القضا
وامبر ما را ز اخوان الصفا

یاغیاث المستغیثین اہدِنا
لا افتخار بالعلوم والغنا

عہدِ ما بشکست صد بار و ہزار
عہدِ تو چوں کوہِ ثابت برقرار

www.khanqah.org

منگر اندر زشتی و مکروہیم | کہ زپر زہرے چومار کوہیسم
کیمیاداری کہ تبدیلش کنی | گرچہ جوئے خون بُوَد نیلش کنی
غالبی بر جاذباں اے مشتری | شاید از درماند گان را و اخروی
اٰتِنَا فِیْ دَارِ دُنْیَانَا حَسَنْ | اٰتِنَا فِیْ دَارِ عُقْبَانَا حَسَنْ

دستگیر از دست ماما رابخر
پردہ بردار و پردہ مامدر

مُناجات بدرگاہِ قاضِی الحاجات (از: اختر عفا اللہ عنہ)

اے خدا اے خالقِ کون و مکاں | ہے تری تعریف سے قاصر زباں
تو نے یہ پیدا کیا سارا جہاں | اپنے بندوں کے لیے اے شاہِ جاں
اور بندوں کو چنا اپنے لیے | اپنی طاعت اور اُلفت کے لیے
اے خدائے پاک ربِّ بے نیاز | اپنے بندوں کا ہے تو ہی کارساز
صدقہ تیری رحمتِ ذخّار کا | صدقہ تیرے سیّد الابرارؐ کا
صدقہ سب اصحاب کا اور آل کا | صدقہ کل اقطاب کا ابدال کا
صدقہ اس اُمت کے ہر نبّاض کا | صدقہ میرے مرشدِ فیاض کا
اے خدائے پاک اپنے فضل سے | چُن لے مجھ کو آخرت کے واسطے
اے خدائے پاک اے ربُّ العباد | تیرے ہی محتاج ہیں سارے عباد
ہم نے گو گستاخیاں کیں راہ میں | گو گرے ہم معصیت کے چاہ میں
اب ہیں لیکن اشکبار و شرمسار | اپنے کرتوتوں پہ اے پروردگار
تیری رحمت سے ہمارا انفعال | ہو قبول بارگاہِ ذوالجلال
کر نہ واپس تو مجھے دربار سے | ہوں میں بہرہ ور تری سرکار سے

جس کو چاہے تو کرے اپنا ولی ‏ ‏ تو نہیں پابند فن کا اے غنی
جوش میں آئے جو دریا رحم کا ‏ ‏ گبرِ صد سالہ ہو فخر اولیاء
صدقہ رحمتِ واسعہ کا اے کریم ‏ ‏ عفو فرما میرے عصیانِ عظیم
بھیس میں ہوں پاکبازوں کے ترے ‏ ‏ گو نہیں اعمال ہیں ایسے مرے
نقل کی برکت سے لیکن اے خدا ‏ ‏ اپنے پاکوں سے نہ کر مجھ کو جُدا
اے خدا تابع رہوں تیرا سدا ‏ ‏ ہو نہ میرا نفس میرا مقتدا
اے خدائے پاک اے پروردگار ‏ ‏ سخت دشمن ہے یہ میرا نفسِ مار
گر نہ ہووے فضل تیرا اے کریم ‏ ‏ میں رہوں بس ننگ شیطان رجیم
گر ہو تیرا فضل اے ربِّ رحیم ‏ ‏ جانِ صدیقاں ہو یہ جانِ سقیم
ہم قریں ہے نفسِ بد ابلیس کا ‏ ‏ کام ہے اس کا محض تلبیس کا
کشمکش میں پڑگئی جانِ حزیں ‏ ‏ العیاذ از نفسِ بد بئس القریں
تیری جانب سے نہ ہو رحمت اگر ‏ ‏ ہر قدم میرا پڑے سوئے سقر
موکشیدہ گر رسیدم کوئے تو ‏ ‏ آفریں بر دست و بر بازوئے تو
صدقہ تیرے جذب کا اے شاہِ جاں ‏ ‏ صدقہ شان یجتبی بر بندگاں
جانِ مہجوراں کو از راہِ نہاں ‏ ‏ جذب کر لے اے مرے جذّابِ جاں
اے خدائے پاک اے پروردگار ‏ ‏ جُز ترے ناصر کوئی میرا نہ یار
ہم ضعیفوں عاجزوں کو اے خدا ‏ ‏ دستگیری کا تری ہے آسرا
آپ کی عظمت کا حق میرے اِلٰہ ‏ ‏ کچھ نہیں مجھ سے ادا ہوتا ہے آہ
اے خدا اے صاحبِ حلمِ عظیم ‏ ‏ بخش دے میرے گناہانِ عظیم
صدقہ فیضِ مرشد عبدالغنی ‏ ‏ دے مجھے اپنے سے تو کچھ آگہی

www.khanqah.org

بہرِ فیضِ پھولپوری شاہ کے
تو عطا کر مجھ کو نعرے آہ کے

پار کردے اے خدا کشتی مری
بہرِ فیضِ مرشدِ عبدالغنی

جو تڑپ مچھلی کو ہے پانی بغیر
دے تڑپ اس سے سوا اپنے بغیر

قرب کی لذّت چکھا کر اے خدا
رنجِ دوری میں نہ کر پھر مبتلا

یارِ شب کو روزِ مہجوری نہ دے
جانِ قربت دیدہ کو دوری نہ دے

معصیت کی ذلتوں سے اے خدا
ہو نہ رسوا بندۂ عاجز ترا

بابِ رحمت پر ترے اے شاہِ جاں
دے رہا ہوں دستکِ آہ و فغاں

کٹ گئی اِک عمر میری اس طرح
مضطرب ہو مرغِ بسمل جس طرح

تیری رحمت کا اگر ہو فتح باب
بندۂ عاجز ہو تیرا کامیاب

آہ رہ سکتا ہے کب کوئی حجاب
فضل کا تیرے جو نکلے آفتاب

اے خداوندا ترے افضال سے
طالبِ رحمت ہیں ہم بدحال سے

مانگتا ہوں تجھ سے تیرے فضل کو
واسطہ اس فضل کا خود فضل ہو

دین ہی کی چاکری تو کر نصیب
یاد ہی میں رکھ تو اپنی اے حبیب

جز بذکر خویش مشغولم مکن
از کرم از عشقِ معزولم مکن

بے مشقت یہ ہوس گو جرم ہے
مجھ کو اس نالائقی پر شرم ہے

پر خداوندا کہاں جاؤں بھلا
کیا کوئی در ہے تیرے در کے سوا

ہمت و محنت کہ توفیقِ عمل
سب ترے محتاج ہیں اے عزّ و جل

جس کو تیری راہ سے جو بھی ملا
وہ ترے دستِ کرم سے ہی ملا

ناخنِ تدبیر گھِس جانے کے بعد
پردۂ اسباب جل جانے کے بعد

بس تری جانب ہے اب میری نگاہ
ناؤ میری پار ہو میرے اِلٰہ

نظم: استغفار و توبہ (از: احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ)

مضمونِ نثر

حضرت اقدس حکیم الامّت مولانا شاہ اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ

وضو کر کے دو رکعتیں تم پڑھو | نیت اس میں توبہ کی کر کے پڑھو
دعا کے لیے ہاتھ کو پھر اٹھا | خدا سے تو رو کر کرے التجا
الٰہی گنہ گار بندہ ہوں میں | سراپا بُرا اور گندا ہوں میں
بہت سخت مجرم کمینہ ہوں میں | گناہوں کا گویا خزینہ ہوں میں
نہ قوّت گناہوں سے بچنے کی ہے | نہ ہمت عمل نیک کرنے کی ہے
ترا ہو ارادہ اگر اے کریم | تو ہو پاک پل میں یہ بندہ لئیم
تو ہی غیب سے کوئی سامان کر | گناہوں سے بچنے کو آسان کر
ارادے مرے نیک اعمال کے | حوالے ہوئے نفس کی چال کے
اگر تیری توفیق ہو چارہ گر | تو پھر نفس و شیطاں سے کیا مجھ کو ڈر
میں بندہ ترا ہوں محض نام کا | بنا دے کرم سے مجھے کام کا
تلوّن مزاجی مری ختم کر | مرے عزم کو تو عطا جزم کر
عطا کر مجھے ذرّۂ دردِ دل | ترا درد ہو جائے یہ آب و گِل
رہِ غیب سے کر مری راہ بری | تری بندگی سے ہو عزت مری
دِکھا غیب سے مجھ کو راہِ نجات | پِلا اپنے مُردے کو آبِ حیات
کرم سے خطاؤں کو تو عفو کر | گناہوں کے انبار کو محو کر
یقیناً گناہ مجھ سے ہوں گے ضرور | کرالوں گا پھر عفو اپنا قصور

www.khanqah.org

غرض روز اس طرح اقرار ہو ندامت کا ہر روز اظہار ہو
عجب کیا بہت جلد ان کا کرم ہدایت کا سامان کردے بہم
عطا کردے قوت تجھے غیب سے ہو نصرت تری پردۂ غیب سے
نہ بٹّہ لگے گا تری شان میں نہ فرق آئے گا کچھ تری آن میں
اگر جسم تیرا ذرا ہو علیل حکیموں کی سُنتا ہے تو بے دلیل
دوا تلخ سے تلخ پیتا ہے تو خوشامد طبیبوں کی کرتا ہے تو
مداوائے تن میں تو تُو چست ہے مگر فکرِ ایماں میں کیوں سُست ہے
تری عقل دنیا میں کیا کر گئی مگر دین میں وہ کہاں مرگئی
نہ خود اپنی جو فکرِ درماں کرے خدا کیا ہدایت کو چسپاں کرے
بڑے شرم کی بات ہے دوستو! کہ اتنی بھی ہمت نہ تم کرسکو
اگر یوں ہی غفلت میں گزری حیات نتیجہ بُرا ہوگا بعد الممات

ہو سہل اس سے صورت کوئی آہ کیا
بھلا اس سے آسان ہو راہ کیا

❖❖❖❖

مری رُسوائیوں پر آسماں رویا زمیں روئی
مری ذلّت کا لیکن آپ نے نقشہ بدل ڈالا

بہت مشکل تھا میرے نفسِ امّارہ کا چپ ہونا
تری تدبیرِ الہامی نے اس کا سر کچل ڈالا

آسان کلماتِ استغفار

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم کو بخش دیجیے اور ہم پر رحم فرما دیجیے، آپ سب سے بہترین رحم کرنے والے ہیں۔

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مغفرت کے بعد رحمت کی طلب میں چار نعمتوں کا سوال ہے:

(۱) توفیقِ طاعت (۲) فراخیٔ معیشت (۳) نجاتِ آخرت (۴) دخولِ جنّت

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

ترجمہ: میں اپنے اللہ سے اپنے تمام گناہوں کی مغفرت مانگتا ہوں جو میرا رب ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بِحَقِّ رَحْمَتِكَ وَرَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْ هٰذَا نَافِعًا لِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرّٰشِدِيْنَ

راقم الحروف محمد اختر عفا اللہ عنہ

۳۰/ ذوالحجہ ۱۴۰۲؁ھ

❁❁❁❁

www.khanqah.org

بے جا غیظ و غضب کا علاج

قرآن و حدیث کی روشنی میں

از

شیخ العرب والعجم عارف باللہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مد ظلہم العالی

www.khanqah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے جا غیظ و غضب کا علاج

قرآن و حدیث کی روشنی میں

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ[۲۳۱]

حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ جنّت ان متقین بندوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں فراغت میں بھی اور تنگی میں بھی اور غصّے کو ضبط کرنے والے اور لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوں کو محبوب رکھتا ہے۔

تفسیر اَلسَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

حَالَۃُ یُسْرٍ وَّ حَالَۃُ عُسْرٍ قَالَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاَصْلُ السَّرِّ الْحَالَۃُ الَّتِیْ تَسُرُّ وَالضَّرِّ الْحَالَۃُ الَّتِیْ تَضُرُّ

پس سرّاء ہر وہ حالت ہے جو خوش رکھے اور ضرّاء ہر وہ حالت ہے جو بوجہ ضرر غمگین رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قلیل و کثیر جو بھی میسّر ہوتا تھا انفاق کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ چناں چہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک انگور کا دانہ صدقہ کرنا بھی مروی ہے، اور بعض سلف نے ایک پیاز صدقہ کی ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جہنم سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی ہو یعنی اس کو صدقہ کرنے سے عار نہ سمجھو اور صدقہ کرو اگرچہ ظلف مُحرق (جلا ہوا کُھر) ہو۔

[۲۳۱] اٰل عمرٰن: ۱۳۴

www.khanqah.org

غضب اور غیظ کے ضبط کرنے اور ان رذائل کی اصلاح سے قبل حق تعالیٰ شانہٗ نے انفاق کی شان بیان فرمائی۔ یہ تمام جملے اگرچہ خبریہ ہیں لیکن قرآن ارشاد اور اصلاح کے لیے نازل ہوا ہے اس لیے ہر خبریہ میں انشائیہ مضمر ہوتا ہے یعنی یہ شان ہر مسلمان اپنے اندر پیدا کرے۔

گیارہویں پارے میں حق تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا:

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَ تُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا [۲۳۲]

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ رُوح المعانی میں فرماتے ہیں: اس آیت سے صدقہ وخیرات کا طہارتِ انفاس وقلوب میں خاص ربط کا پایا جانا معلوم ہوتا ہے۔ چناں چہ فرماتے ہیں:

اِنَّمَا ھِیَ کَفَّارَۃٌ لِّذُنُوۡبِہِمۡ وَتُرۡفَعُ مَنَازِلُھُمۡ مِنۡ مَّنَازِلِ الۡمُنَافِقِیۡنَ اِلٰی مَنَازِلِ الۡاَبۡرَارِ الۡمُخۡلِصِیۡنَ [۲۳۳]

پس کظمِ غیظ سے قبل انفاق فی السرّاء والضرّاء کی آیت سے ربط معلوم ہوگیا۔

کَظۡمِ غَیۡظ کی لغوی تشریح

اب اصل موضوع پر عرض کیا جاتا ہے کہ علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کظم کی لغوی تشریح فرماتے ہیں:

اَصۡلُ الۡکَظۡمِ شَدُّ رَأۡسِ الۡقِرۡبَۃِ عِنۡدَ امۡتِلَاۗئِہَا [۲۳۴]

یعنی مشک جب پانی سے بھر جاتی ہے تو اس کا منہ بند کرنے کے لیے رسّی سے باندھتے ہیں، اسی طرح جب غصّے سے تمام بدن کی رگوں کا خون گرم ہوگیا اور غصّہ خوب بھر گیا تو اندیشہ ہے منہ سے چھلک جائے اس لیے اس کو ضبط کرنے کا نام کظم رکھا گیا۔ غیظ کے معنیٰ ناگوار بات پر طبعی ہیجان کے ہیں۔

---

[۲۳۲] التوبۃ: ۱۰۳

[۲۳۳] روح المعانی: ۱۴/۱۱، التوبۃ (۱۰۳)، داراحیاء التراث، بیروت

[۲۳۴] روح المعانی: ۵۸/۴ (۱۳۴/۳)، داراحیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

غیظ اور غضب کا فرق

رُوح المعانی میں علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیظ و غضب کا فرق یہ ہے کہ غضب کے ساتھ یقینی انتقام کا ارادہ ہوتا ہے اور غیظ کے لیے ایسا نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ غیظ و غضب دونوں لازم وملزوم ہیں۔ مگر غضب کی نسبت حق تعالیٰ کے ساتھ درست ہے اور غیظ کی نسبت نہیں۔

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ کی تفسیر

اَلْمُتَجَرِّعِيْنَ لِلْغَيْظِ الْمُمْسِكِيْنَ عَلَيْهِ عِنْدَ امْتِلَاءِ نُفُوْسِهِمْ مِنْهُ فَلَا يُنْقِمُوْنَ مِمَّنْ يُّدْخِلُ الضَّرَرَ عَلَيْهِمْ وَلَا يُبْدُوْنَ لَهٗ مَا يَكْرَهُ بَلْ يَصْبِرُوْنَ عَلٰى ذٰلِكَ مَعَ قُدْرَتِهِمْ عَلَى الْاِنْفَاذِ وَالْاِنْتِقَامِ وَهٰذَا هُوَ الْمَمْدُوْحُ[۳۳۵]

غصّہ اور غیظ کا تلخ گھونٹ پی جاتے ہیں اور اس کو پوری طرح ضبط کرتے ہیں جس وقت کہ ان کے نفوس غیظ سے بالکل بھر جاتے ہیں، پس نہیں بدلہ لیتے اس شخص سے جو ان کو نقصان پہنچاتا ہے اور نہ ظاہر کرتے ہیں اپنی تکلیف کو بلکہ وہ انتقام لینے کی قدرت رکھتے ہوئے بھی صبر کرتے ہیں اور یہی مقام قابلِ مدح ہے۔

غصہ اور غضب اور غیظ کو ضبط کرنے پر انعامات اور بشارتیں

احادیثِ نبوی کی روشنی میں

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اس مقام پر چند حدیثوں کی روایات نقل فرمائی ہیں:

حدیث نمبر ۱

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اِنْفَاذِهٖ مَلَأَ اللهُ

[۳۳۵] روح المعانی: ۵۸/۴ (۳۴/۳)، داراحیاء التراث، بیروت

تَعَالٰی قَلْبَہٗ اَمْنًا وَّاِیْمَانًا[۲۳۶]

جو شخص غصّے کو پی جائے اور وہ غصّے کو نافذ کرنے کی یعنی بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہو تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے قلب کو امن اور ایمان سے بھر دیں گے۔

حدیث نمبر ۲

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ کَظَمَ غَیْظًا وَّھُوَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّنْفِذَہٗ دَعَاہُ اللہُ تَعَالٰی عَلٰی رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰی یُخَیِّرَہُ اللہُ تَعَالٰی مِنْ اَیِّ الْحُوْرِ شَاءَ[۲۳۷]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے غصّے کو ضبط کرلیا باوجود بدلہ لینے کی طاقت کے، اللہ تعالیٰ میدانِ محشر میں تمام مخلوق کے سامنے اعلان فرمائیں گے کہ تم جس حور کو چاہو پسند کرلو۔

حدیث نمبر ۳

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ اللہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِیَقُمْ مَنْ کَانَ لَہٗ عَلَی اللہِ اَجْرٌ فَلَا یَقُوْمُ اِلَّا اِنْسَانٌ عَفَا[۲۳۸]

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اعلان فرمائیں گے: وہ شخص کھڑا ہوجائے جس کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی اجر ہو پس نہیں کھڑا ہوگا مگر وہ شخص جس نے کسی کو معاف کیا ہوگا۔

حدیث نمبر ۴

وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّشْرَفَ لَہُ الْبُنْیَانُ وَتُرْفَعَ لَہُ الدَّرَجَاتُ فَلْیَعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَہٗ وَیُعْطِ مَنْ حَرَمَہٗ وَیَصِلْ مَنْ قَطَعَہٗ[۲۳۹]

---

[۲۳۶] کنز العمال: ۱۳۱/۳ (۵۸۲۲)، باب فی تعدید الاخلاق المحمودۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

[۲۳۷] سنن ابی داؤد: ۳۰۳/۲، باب من کظم غیظا، ایچ ایم سعید

[۲۳۸] روح المعانی: ۵۸/۴، اٰل عمرٰن (۱۳۴)، دار احیاء التراث، بیروت

[۲۳۹] کنز العمال: ۳۷۶/۳ (۱۷۱۸)، باب فی الاخلاق والافعال المحمودۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

www.khanqah.org

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ اس کے لیے بلند مکان ہو جنّت میں اور اس کے درجات بلند ہوں پس اُس کو چاہیے کہ معاف کرے اُس کو جو اس پر ظلم کرے اور عطا کرے اس کو جو اس کو محروم کرے اور صلہ رحمی کرے اس سے جو اُس سے قطع رحمی کرے۔

چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمالِ حسن موقع عفو سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہے حَتّٰی قَالَ حِیْنَ رَاٰہُ قَدْ مُثِّلَ بِہٖ لَاُمَثِّلَنَّ بِسَبْعِیْنَ مَکَانَکَ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا شہید کو دیکھ کر فرمایا کہ آپ کے بدلے میں ستر کافروں کے ساتھ یہی معاملہ کروں گا۔ لیکن جب آیت نازل ہوئی کہ آپ بدلہ اتنا ہی لے سکتے ہیں جتنا کہ ظلم ہوا ہے فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ[۲۴۰] اور اگر آپ صبر کریں تو یہ آپ کے لیے خیر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خیر کو اختیار فرمایا اور قسم کا کفارہ ادا فرمایا۔

حکایت

مَا اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ اَنَّ جَارِيَةً لِعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عنه جَعَلَتْ تَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ لِيَتَهَيَّأَ لِلصَّلٰوةِ فَسَقَطَ الْاِبْرِيْقُ مِنْ يَّدِهَا فَشَجَّهٗ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ اِلَيْهَا فَقَالَتْ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ، فَقَالَ لَهَا: قَدْ كَظَمْتُ غَيْظِيْ، قَالَتْ: وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ، قَالَ: قَدْ عَفَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكِ، قَالَتْ: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ، قَالَ اِذْهَبِيْ فَاَنْتِ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللّٰهِ[۲۴۱]

علّامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: احسان سے مراد بِاَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ[۲۴۲] حدیث شریف میں احسان کی تعریف یہی ہے کہ

---

[۲۴۰] النحل: ۱۲۶

[۲۴۱] روح المعانی: ۴/۵۹، اٰل عمرٰن (۱۳۴)، دار احیاء التراث، بیروت

[۲۴۲] صحیح البخاری: ۱/۱۲ (۵۰)، باب سؤال جبریل علیہ السلام، المکتبۃ المظہریۃ

www.khanqah.org

اس طرح عبادت کرو گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو کیوں کہ اگر تم نہیں دیکھتے ہو تو حق تعالیٰ تو تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ پس گویا کہ تم بھی دیکھ رہے ہو۔ یہ ترجمہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد فرمودہ ہے جیسا کہ احقر نے اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے، یعنی فاء کو تعلیلیہ فرمایا ہے۔

روایتِ مذکورہ کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو ان کی جاریہ وضو کرا رہی تھی کہ لوٹا ان کے اوپر گر گیا اور وہ زخمی ہوگئے اور غصّے سے حضرت نے سر اٹھایا تو اس جاریہ نے پڑھا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اور وہ لوگ غصّے کو پی جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے اپنا غصّے پی لیا۔ پھر پڑھا: اور وہ لوگ لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دیتے ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرماویں۔ پھر پڑھا: اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتے ہیں۔ فرمایا: جا تجھے آزاد کر دیا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے۔

حکایت

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اپنے بھانجے یا خالہ زاد بھائی حضرت مِسطح رضی اللہ عنہ سے جو جنگِ بدر لڑنے کے سبب بدری صحابی کہلاتے تھے ناراض ہوگئے تھے جس کی وجہ واقعہ ٔافک ہے اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے حلف اٹھایا کہ میں ان پر اب کچھ خرچ نہ کروں گا یعنی تعاونِ مالیہ سے احتراز پر قسم کھالی جیسا کہ روح المعانی میں حضرت آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ج:۱۸، ص:۱۲۵ پر تحریر فرماتے ہیں:

اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَلَفَ لَمَّا رَاٰى بَرَائَةَ ابْنَتِهٖ اَنْ لَّا يُنْفِقَ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا اَبَدًا وَّكَانَ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا بَدْرًا وَّكَانَ بْنَ خَالَتِهٖ وَقِيْلَ ابْنُ اُخْتِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَنَزَلَتْ: وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو حق تعالیٰ شانہٗ نے تنبیہ فرمائی کہ اے صدیق! آپ ان کو

معاف کر دیں۔ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم ہمارے بندے کو معاف کر دو اور اس کے عوض میں ہم تمہاری خطاؤں کو روزِ محشر معاف کر دیں:

اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ اَیْ بِمُقَابَلَۃِ عَفْوِکُمْ وَاِحْسَانِکُمْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْکُمْ

یعنی جس نے تمہارے ساتھ معاملہ ایذا رسانی اور حقوق تلفی کی تم اس کے ساتھ عفو و درگزر اور احسان کرو تو اس کے مقابلے میں ہم تم کو یہ انعام دیں گے کہ ہم تمہاری خطاؤں کو معاف کر دیں گے۔

وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اَیْ مُبَالِغٌ فِی الْمَغْفِرَۃِ وَالرَّحْمَۃِ مَعَ کَمَالِ قُدْرَتِہٖ سُبْحَانَہٗ عَلَی الْمُؤَاخَذَۃِ وَکَثْرَۃِ ذُنُوْبِ الْعِبَادِ الدَّاعِیَۃِ اِلَیْھَا

یعنی اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت نہایت وسیع ہے باوجودیکہ ان کو مؤاخذہ پر کمالِ قدرت ہے اور باوجود کثرت معاصی عباد کے جو سبب ہیں مؤاخذہ اور عذاب و عقوبت کے۔

وَفِیْہِ تَرْغِیْبٌ عَظِیْمٌ فِی الْعَفْوِ وَوَعْدٌ کَرِیْمٌ بِمُقَابَلَتِہٖ کَأَنَّہٗ قِیْلَ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ فَھٰذَا مِنْ مُّوْجِبَاتِہٖ

اس میں ترغیبِ عظیم ہے کہ انسان دوسروں کی خطاؤں کو معاف کر کے حشر کے دن اپنی معافی کا سامان کر لے۔ چناں چہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے حلف اٹھایا اور فرمایا: خدا کی قسم! ہم محبوب رکھتے ہیں کہ ہماری مغفرت حق تعالیٰ فرمادیں اور آپ نے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ پر احسان اور انفاق پھر جاری فرمادیا بلکہ پہلے سے دُونا احسان شروع کر دیا۔

وَفِی الرُّوْحِ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ لَمَّا سَمِعَ الْاٰیَۃَ قَالَ بَلٰی وَاللّٰہِ یَا رَبَّنَا اِنَّا لَنُحِبُّ اَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَاَعَادَ لَہٗ نَفَقَتَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّہٗ صَارَ یُعْطِیْہِ ضِعْفَیْ مَا کَانَ یُعْطِیْہِ اَوَّلًا [۲۴۳]

---

[۲۴۳] روح المعانی: ۱۸/۱۲۵، النور (۲۲)، دار احیاء التراث، بیروت

حضرت آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اولی الفضل میں یقیناً داخل فرمایا: لِأَنَّهٗ دَاخِلٌ فِيْ أُولِي الْفَضْلِ قَطْعًا وَحْدَهٗ أَوْ مَعَ جَمَاعَةٍ سَبَبِ النُّزُوْلِ وَلَا يَضُرُّ فِيْ ذٰلِكَ عُمُوْمُ الْحُكْمِ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا هُوَ الظَّاهِرُ[۲۴۴] اور اس آیت سے یہ حکم تمام مؤمنین کے لیے ہے۔ جو بھی اپنے عزیز و اقارب کی خطاؤں کو معاف کرکے ان پر احسانات کو جاری رکھے گا اس کی خطاؤں کو حق تعالیٰ شانہٗ روزِ محشر اس عمل کے صلے میں معاف فرمادیں گے۔

حکایت

ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم اپنے ایک ملازم کو ڈانٹ رہے تھے اور وہ معذرت کررہا تھا۔ شیخ نے فرمایا: تم بار بار مجھے ستاتے ہو اور اسی قسم کی خطاؤں کو بار بار کرتے ہو آخر میں تمہارا کتنا بھگتوں، شیخ کے پاس اس وقت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ کے حقیقی چچا تھے بیٹھے تھے، کان میں چپکے سے فرمایا: مولانا! اتنا اس کا بھگت لو جتنا اپنا کل بھگتوانا ہے۔ یعنی حق تعالیٰ سے جس قدر معافی چاہتے ہو اسی قدر یہاں خوب ان کی مخلوق کی خطاؤں کو عفو کرکے ان پر احسان کرلو۔

حکایت

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وعظ میں فرمایا کہ ایک شخص تھا۔ اس کی بیوی نے اس کے کھانے میں نمک بہت تیز کردیا۔ اس کو بہت غصّہ آیا لیکن سوچا کہ اگر ہماری لڑکی سے ایسی خطا ہوجاتی تو ہم اپنے داماد سے کیا معاملہ پسند کرتے؟ یہی کہ وہ معاف کردے اور اگر جوتا بازی کرتا تو ہم کو رنج ہوتا۔ پس یہ بھی کسی کی بیٹی ہے اور میں بھی کسی کا داماد ہوں اور حق تعالیٰ کی بندی ہے بس معاف کردیا۔ جب انتقال ہوگیا تو ایک بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ کیا معاملہ تیرے ساتھ ہوا؟ کہا: حق تعالیٰ نے باوجود ہماری نالائقیوں کے فرمایا کہ تو نے ہماری

[۲۴۴] روح المعانی: ۱۸/۱۲۶، النور (۲۲)، دار احیاء التراث، بیروت

فلاں بندی پر غصہ ضبط کرکے اس کو سزا نہ دی اور معاف کر دیا اس کے بدلے میں ہم تجھے سزا دیے بغیر معاف کرتے ہیں۔

حکایت

ایک صاحب رات بارہ بجے روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ میں نے غصّے میں بیوی کو تین طلاق دے دی اور اب میں بھی رو رہا ہوں، بیوی بھی رو رہی ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی رو رہے ہیں۔ پورا گھر جہنم بن گیا ہے اب بتایئے میں کیا کروں؟ میں نے کہا: آپ جایئے کسی مفتی صاحب سے رجوع کیجیے۔ غصّے میں پاگل ہونے کا یہی انجام ہوتا ہے۔

حکایت

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کے ساتھ سفر کر رہے تھے اوپر سے کسی نے کوڑا پھینک دیا۔ آپ نے فرمایا: الحمدللہ۔ لوگوں نے کہا: یہ کیا موقع ہے الحمدللہ کا؟ فرمایا: جو سر کہ معاصی کے سبب آگ برسانے کے قابل تھا اس پر اگر راکھ برسائی گئی تو کیا یہ شکر کا موقع نہیں ہے؟

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

غصّے کے علاج میں چند احادیثِ مبارکہ

حدیثِ اوّل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا: جس نے عرض کیا تھا کہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصّہ مت کیا کرو۔ اس شخص نے کئی مرتبہ اس سوال کو دہرایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ غصّہ مت ہوا کرو۔[۲۴۵]

تشریح: ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج:۹، ص:۳۰۵ پر فرماتے ہیں

[۲۴۵] صحیح البخاری:۲/۹۰۳(۶۱۴۴)، باب الحذر من الغضب، المکتبۃ المظھریۃ

www.khanqah.org

کہ غصہ شیطان کے اثرات کا نتیجہ ہوتا ہے جس کے سبب انسان عقل کا توازن کھو بیٹھتا ہے اور صورتاً اور سیرتاً وہ حدِّ اعتدال سے نکل جاتا ہے اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کو اہمیت سے منع فرمایا۔

حدیثِ دوم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو غصّہ آوے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جاوے پس اس کا غصہ چلا جائے تو خیر ورنہ لیٹ جاوے۔[۲۴۶]

تشریح: بیٹھنے کے بعد بھی اگر غصہ نہ جائے تو لیٹنے کا حکم کیا حکمت رکھتا ہے؟ احقر عرض کرتا ہے کہ غصہ ایک حال اور عرض ہے جو غصّہ کرنے والے کے تمام خون میں جوش مارتا ہے اور انتقام لینے کے لیے آگے بڑھانے پر مار پیٹ کے لیے جوش دلاتا ہے۔ پس بیٹھ جانے سے غصّہ بھی بیٹھ جاتا ہے اور لیٹ جانے سے غصّہ بھی لیٹ جاتا ہے کیوں کہ حال اور محل اور عرض اور جوہر کا ایسا ہی تعلق ہوتا ہے، پس کھڑے ہونے پر وہ غصہ والا جس قدر انتقام مار پیٹ سے قریب تھا کہ صرف قدم بڑھانا تھا اب بیٹھ جانے سے وہ ایک منزل دور ہو گیا یعنی منزلِ قعود میں آکر منزلِ قیام سے دور ہو گیا۔ پھر اگر غصّہ نہ گیا تو لیٹ جانے سے غصہ کا انتقام دو منزل دور ہو گیا۔ منزلِ رقود سے منزلِ قعود پھر منزلِ قیام اس طرح دو منزل دور ہو گیا اب اگر مار پیٹ کے لیے وہ ارادہ کرے تو اُس لیٹے ہوئے کو بیٹھنا پڑے گا پھر کھڑا ہونا پڑے گا۔

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصّے والے کی ہیئت کو بدلتے ہوئے انتقامی اور انفاذِ غضب کی ہیئت سے کافی دور فرمایا۔

سبحان اللہ! کیا شان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی ہے۔ بزرگوں کی دعاؤں اور برکتوں سے یہ بات احقر کی سمجھ میں آئی ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور نہ جانے کیا کیا اسرار ہوں گے۔

نوٹ: احقر نے اس تحریر کے بعد ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مرقاۃ میں بھی یہی

[۲۴۶] مشکوٰۃ المصابیح: ۴۳۴/۲، باب الغضب والکبر، المکتبۃ القدیمیۃ

حکمت درج پائی فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی ذٰلِكَ التَّوَافُقِ بِالْاَکَابِرِ مگر یہ کہ دو حکمتیں اور لکھی ہیں ایک یہ ہے کہ بیٹھنے اور لیٹنے سے بتدریج زمین سے قریب ہوگا اور زمین میں حلم اور تواضع ہے۔ اس کے اثر سے ترفّع اور غضب کے شعلۂ نار سے جس کا مرکز بلندی پر ہے بُعد اور دُوری ہوگی۔ دوسرے یہ کہ بیٹھنے اور لیٹ جانے سے تواضع کی شان پیدا ہونے میں اعانت ہوگی۔[۲۴۷]

حدیثِ سوم

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلوان اور بہادر وہ نہیں ہے جو اپنے دشمن کو شکست دے دے۔ اصل میں پہلوان وہ ہے جو اپنے غصّے پر قابو پالے۔[۲۴۸] (اور بے جا طور پر اس کو استعمال نہ کرے۔)

تشریح: لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ...الخ صُرَعَةٌ مثل هُمَزَةٌ

حدیثِ چہارم

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندے کے لیے کوئی گھونٹ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس غصّے کے گھونٹ سے افضل نہیں جو غصّے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔[۲۴۹]

حدیثِ پنجم

اور ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے: بے شک غصّہ ایمان کو اس قدر بگاڑ دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔[۲۵۰]

حدیثِ ششم

ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غضب شیطان کے اثر سے یعنی

---

۲۴۷ مرقاة المفاتیح: ۳۰۲/۹، باب الغضب والکبر، المکتبة المظهرية

۲۴۸ صحیح البخاری: ۹۰۳/۲ (۶۱۴۲)، باب الحذر من الغضب، المکتبة المظهرية

۲۴۹ کنز العمال: ۱۳۰/۳ (۵۸۱۹)، باب فی الاخلاق والافعال المحمودة، مؤسسة الرسالة

۲۵۰ کنز العمال: ۱۳۸/۳ (۵۸۱۹)، باب فی الاخلاق والافعال المحمودة، مؤسسة الرسالة

اس کے وسوسے سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے پس جس پر غصّے کا اثر ہو جاوے وضو کر لے۔[۲۵۱]

حدیثِ ہفتم

ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو اپنی زبان کی حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو چھپالیں گے اور جو اپنا غصّہ ضبط کرے گا (اور مخلوق پر نافذ نہ کرے گا) اللہ تعالیٰ اپنے عذاب کو قیامت کے دن اس سے ہٹالے گا اور جو معذرت کرنے والے کا عذر قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول فرمائیں گے۔[۲۵۲]

عظمت تعلق مع اللہ

دامن فقر میں مرے پنہاں ہے تاج قیصری
ذرّۂ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اُن کی نظر کے حوصلے رشکِ شہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۱ سنن ابی داؤد: ۲/۳۰۴، باب ما یقال عند الغضب، ایچ ایم سعید

۲۵۲ کنز العمال: ۳/۴۰۶ (۱۷۶۵)، باب فی الاخلاق المحمودة ــــ الخ، مؤسسة الرسالة

مسئلۂ اسبالِ ازار

احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

از

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی

www.khanqah.org

مسئلۂ اسبالِ ازار

احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

اسبالِ ازار یعنی ٹخنے سے نیچے لنگی یا پائجامہ پہننا۔ یہ فعلِ بد اور مکروہ انگریزوں نے ہمارے اندر پھیلایا ہے اور اب اکثر مسلمان اس بُرائی کو بُرا سمجھنے کے لیے تیار نہیں اور ظلم یہ ہے کہ ٹخنے سے اونچا لنگی یا پائجامہ پہننے والے کو بے وقوف اور حقیر اور دقیانوسی قرار دیتے ہیں۔ اس نادانی پر جس قدر بھی افسوس ہو کم ہے کہ عیب کو ہنر اور ہُنر کو عیب سمجھا جاوے۔ اس مختصر رسالے میں احقر صحاحِ ستہ کی احادیث اور ان کے شروح کے حوالے سے اس بُرائی کی اصلاح کے لیے مستند مضامین جمع کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اُمتِ مسلمہ کے لیے نافع اور شرفِ قبول فرمائیں اور احقر کی نجات کے لیے اپنی رحمت کا بہانہ بنائیں، آمین۔

رحمتِ حق بہانہ می جوید
رحمتِ حق بہا نمی جوید

اسبالِ ازار کے جرم پر چار عذاب کی وعید

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ، فَقَالَ: فَقَرَاَھَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا، مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللہِ، قَالَ: اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلِفِ الْکَاذِبِ[۲۵۳]

۲۵۳؎ صحیح مسلم:۱/۷۱، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار، ایچ ایم سعید

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے مجرم ہیں جن سے حق تعالیٰ نہ تو کلام، لطف وعنایت فرمائیں گے اور نہ نظرِ رحمت سے دیکھیں گے اور نہ اُن کو گناہوں کی گندگی سے پاک فرمائیں گے اور ان کے لیے عذابِ الیم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اس کو فرمایا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: نامراد اور برباد ہوگئے یہ لوگ کون ہیں یارسول اللہ! ارشاد فرمایا: اسبالِ ازار والے، احسان جتانے والے، اور اپنے سودے کو جھوٹی قسم کھا کر چالو کرنے والے۔

علّامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ لَا یُزَکِّیْھِمْ سے مراد لَا یُطَہِّرُھُمْ مِنْ دَنَسِ ذُنُوْبِھِمْ یعنی گناہوں کے میل کچیل سے پاک نہ فرمائیں گے۔ اور ایک حدیث نقل فرمائی کہ قَالَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ وَالْقَمِیْصِ وَالْعِمَامَۃِ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ۔ یعنی ازار (لنگی یا پاجامہ) یا کرتا یا عمامہ کسی کا بھی ٹخنے سے نیچے کرنا جائز نہیں۔

اور لَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ کی شرح اَیْ یُعْرِضُ عَنْھُمْ نَظْرَۃَ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی لِعِبَادِہٖ رَحْمَۃً وَّلُطْفًا بِھِمْ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نظرِ رحمت ایسے شخص سے پھیر لیں گے۔

عَذَابٌ اَلِیْمٌ کی شرح عَذَابٌ مُّؤْلِمٌ سے فرمائی ہے، قَالَ: اَصْلُ الْعَذَابِ فِیْ کَلَامِ الْعَرَبِ مِنَ الْعَذْبِ وَھُوَ الْمَنْعُ یُقَالُ عَذَبْتُہٗ عَذْبًا اِذَا مَنَعْتُہٗ۔ عذاب کو عذاب اس لیے کہتے ہیں کہ وہ معافی سے مانع ہے اس لیے میٹھے پانی کو مَاءٌ عَذْبٌ کہتے ہیں لِاَنَّہٗ یَمْنَعُ الْعَطْشَ کیوں کہ وہ پیاس کو روک دیتا ہے۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد:۸، ص:۲۳۸ میں فرماتے ہیں کہ نظرِ رحمت سے نہ دیکھنا اور گناہوں سے نہ پاک کرنا وغیرہ تمام وعیدیں محمول ہیں عَلَی الْمُسْتَحِلِّ اَوْعَلَی الزَّجْرِ اَوْ مُقَیَّدًا بِابْتِدَاءِ الْاَمْرِ[۲۵۴] اس فعل کو حلال سمجھنے والوں پر یا بطور تنبیہ وڈانٹ یا مقید ہے ابتدائی مرحلے میں یا پھر نظر سے مراد نظر لطف اور نظرِ عنایت ہے۔

---

[۲۵۴] شرح مسلم للنووی:۲/۱۱۶،باب بیان غلظ تحریم النمیمۃ،دار احیاء التراث،بیروت

www.khanqah.org

کون سے کپڑے ٹخنے کے نیچے لٹکانے سے گناہ ہوگا؟

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ.....الخ (وَھُوَ شَامِلٌ لِاِزَارِہٖ وَرِدَائِہٖ وَغَیْرِھِمَا) یعنی لنگی اور چادر اور ہر لباس شامل ہے۔

ابوداؤد شریف کی شرح بذل المجہود میں یہ روایت منقول ہے:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ وَالْقَمِیْصِ وَالْعِمَامَۃِ وَکَذَا الطِّلْسَانِ وَالرِّدَاءِ وَالشِّمْلَۃِ۔ (بذل المجھود:۹۷/۶)

اس روایت سے ازار اور قمیص اور عمامہ اور رات کو اوڑھنے کی چادر اور ہر چادر اور شملہ سب شامل ہے صرف ازار کے لیے خاص نہیں ہے۔

الطلسان: رات کو اوڑھنے کی چادر۔ (فقہ اللغات، ص:۲۴۴)

اسبالِ ازار کی یہ وعیدیں اس وقت عائد ہوں گی جب بغیر توبہ کیے مر جاوے۔ اِذَا لَمْ یَتُبْ مِنْ ذٰلِكَ فِی الدُّنْیَا۔ (بذل المجہود)

اسبالِ ازار کن کن حالتوں میں متحقق ہوگا؟

بذل المجہود، ج۶، ص۵۳ پر مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہیں:

اِسْبَالُ الْاِزَارِ وَھُوَ تَطْوِیْلُہٗ وَتَرْسِیْلُہٗ نَازِلًا عَنِ الْکَعْبَیْنِ اِلَی الْاَرْضِ اِذَا مَشٰی

اس سے معلوم ہوا کہ اُس کپڑے سے ٹخنے ڈھکنا منع ہے جو اوپر سے لٹکتا آرہا ہو اور چلنے کی حالت میں لٹک رہا ہو۔ پس اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ۱) اگر کپڑا نیچے سے آرہا ہو اور ٹخنہ ڈھک رہا ہو جیسے موزہ تو یہ جائز ہے اور یہ اسبال نہیں ہے۔ ۲) چلنے کی حالت میں یہ اسبال مضر ہے۔ پس حالتِ جلوس و رقود یعنی بیٹھنے اور لیٹنے میں ٹخنے ڈھکنے

www.khanqah.org

سے کوئی گناہ نہیں جیسا کہ بیٹھنے اور لیٹنے میں قمیص کے دامن سے ٹخنے چھپ جاتے ہیں۔

ضروری نوٹ: یہ مسئلہ صرف مَردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں یعنی عورتوں پر یہ حکم عائد نہیں ہوتا۔ هٰذَا فِیْ حَقِّ الرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَاءِ

(بذل المجہود، ج:۶، ص:۵۷)

ابوداؤد شریف کی ایک طویل حدیث کے آخر میں یہ جزءِ روایت بھی ہے کہ

اِرْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ، فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمُخِيْلَةِ، وَاِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُخِيْلَةَ[۲۵۵]

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ جو بھی اسبالِ ازار کرتا ہے وہ تکبّر ہی سے کرتا ہے۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبّر اور مخیلہ سے پاک ہونے کی سند مرحمت فرمائی تھی، ہر شخص کا صدیقِ اکبر بننے کی جرأت کرنا کیسے روا ہو سکتا ہے؟ جو حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس سے استثناء کا حق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے۔ اور خیلاء کی قید جہاں جہاں بھی ہے وہ ان نصوصِ مصرّحہ کی روشنی میں قید احترازی نہیں ہے بلکہ قیدِ واقعی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں قتلِ اولاد کی ممانعت کے ساتھ خشیتِ املاق کی قید ہے۔ اگر اس کو بھی قیدِ واقعی کے بجائے قیدِ احترازی تسلیم کیا جاوے تو تنگدستی جہاں نہ ہو وہاں قتلِ اولاد کا جواز نکلے گا۔ حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ قیدِ واقعی ہے یعنی جو بھی قتل کرتا تھا تنگدستی کے خوف سے کرتا تھا۔ اسی طرح فَاِنَّهَا مِنَ الْمُخِيْلَةِ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیدِ واقعی ہے۔ جو بھی ایسا کرتا ہے تکبّر ہی سے کرتا ہے اور جو تکبّر سے خود اپنے منہ اپنی براءت کا اظہار کرتا ہے تو یہ دعویٰ خود تکبّر کی ایک نوع ہے۔

گفتی بت پندار شکستم رستم

ایں بت کہ تو پندار شکستی باقی ست

---

۲۵۵ سنن ابی داؤد: ۲/۲۰۸، باب ما جاء فی اسبال الازار، ایچ ایم سعید

بخاری شریف کی شرح فتح الباری کی ایک روایت

کتاب اللباس میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی تحقیق بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ قیدِ احترازی نہیں بلکہ واقعی ہے۔ چناں چہ اس قیدِ واقعی کی تائید میں یہ روایت پیش کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِیْ اَثْنَاءِ حَدِیْثٍ رَفَعَهٗ اِیَّاكَ وَجَرَّ الْاِزَارِ فَاِنَّ جَرَّ الْاِزَارِ مِنَ الْمُخِیْلَةِ

بچو اسبالِ ازار سے پس تحقیق کہ اسبالِ ازار تکبر اور مخیلہ سے ہے۔

نیز حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے علّامہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول پیش فرمایا:

قَالَ ابْنُ الْعَرَبِیِّ: لَا یَجُوْزُ لِلرَّجُلِ اَنْ یُّجَاوِزَ بِثَوْبِهٖ كَعْبَهٗ وَیَقُوْلُ لَا اَجُرُّهٗ خُیَلَاءَ اِلٰی فَاِنَّهَا دَعْوٰی غَیْرُ مُسَلَّمَةٍ بَلْ اِطَالَتُهٗ ذَیْلَهٗ دَالَّةٌ عَلٰی تَكَبُّرِهٖ (ملخصًا) وَحَاصِلُهٗ اَنَّ الْاِسْبَالَ یَسْتَلْزِمُ جَرَّ الثَّوْبِ وَجَرُّ الثَّوْبِ یَسْتَلْزِمُ الْخُیَلَاءَ وَلَوْ لَمْ یَقْصِدِ اللَّابِسُ الْخُیَلَاءَ[256]

ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے کسی آدمی کے لیے یہ کہ وہ اپنے کپڑے کو ٹخنے سے آگے تجاوز کرے اور دعویٰ کرے کہ میں تکبّر سے نہیں لٹکاتا ہوں۔ پس اس کا یہ دعویٰ غیر مسلّم ہے یعنی ناقابلِ تسلیم ہے بلکہ اس کا یہ لٹکانا اُس کے تکبّر پر دلالت کرتا ہے۔

اور حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ یہ اسبال جرِّ ثوب کو مستلزم ہے اور جرِّ ثوب مستلزم ہے تکبّر کو، اگرچہ مُسبِل ارادہ بھی تکبر کا نہ کرے۔

فتح الباری کی مزید تین روایات

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری فتح الباری میں تین روایات اور نقل فرماتے ہیں جس سے اسبالِ ازار کی ممانعت کی تائید ہوتی ہے:

۲۵۶ فتح الباری: ۱۰/۲۶۴، کتاب اللباس، دار المعرفة، بیروت

www.khanqah.org

۱) ایک صحابی عبید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کُنْتُ اَمْشِیْ میں چل رہا تھا اور میرے اوپر چادر تھی جس کو میں ٹخنے سے نیچے تک کھینچ رہا تھا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِرْفَعْ ثَوْبَکَ فَاِنَّہٗ اَنْقٰی وَاَبْقٰی اپنی چادر کو اونچا کر، پس وہ صفائی اور اس کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ پس میں نے کہا: یہ چادر ہے مَلْحَاءُ (یعنی سفید وسیاہ خطوط والی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا نہیں ہے تیرے لیے میرے اندر نمونہ؟ اَمَالَکَ فِیَّ اُسْوَۃٌ؟ پس انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لُنگی نصف ساق تک تھی۔

قَالَ فَنَظَرْتُ فَاِذَا اِزَارُہٗ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْہِ

۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب ایک بدبخت شقی القلب مجوسی ابولولوٗ نے زہر آلود خنجر پیوست کرکے قتل کردیا تو آپ کرب واضطراب کے عالم میں زندگی سے مایوس ہوکر اپنے ربّ کریم سے ملاقات کی منزل سامنے دیکھ رہے تھے۔ ایسی حالت میں آپ نے ایک جوان کو دیکھا کہ اس کا لباس ٹخنے سے نیچے تھا تو فرمایا:

اِرْفَعْ ثَوْبَکَ فَاِنَّہٗ اَنْقٰی لِثَوْبِکَ وَاَتْقٰی لِرَبِّکَ[۲۵۷]

اے جوان! اپنی لُنگی اُوپر کر ٹخنے سے، پس یہ عمل تیرے کپڑے کے لیے باعثِ پاکیزگی اور تیرے رب کے لیے باعثِ تقویٰ ہوگا۔

۳) ایک صحابی نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللہِ! اِنِّیْ حَمِشُ السَّاقَیْنِ یعنی میری پنڈلیاں سُوکھی ہوئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللہَ قَدْ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ یَا عَمْرُو اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْبِلَ[۲۵۸]

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کی تخلیق کو حسین بنایا ہے، اے عمرو! بے شک اللہ ٹخنے سے نیچے لباس پہننے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔

شارح بخاری شریف حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۲۵۷ فتح الباری: ۱۰/۲۶۴، کتاب اللباس، دار المعرفۃ، بیروت

۲۵۸ سنن ابن ماجۃ: ۳۹۰، باب موضع الازار این ھو، المکتبۃ الرحمانیۃ- فتح الباری: ۱۰/۲۶۴، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، بیروت

www.khanqah.org

ظَاهِرُهٗ اَنَّ عَمْرَو الْمَذْكُوْرَ لَمْ يَقْصِدْ بِإِسْبَالِهِ الْخُيَلَاءَ وَقَدْ مَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ بِكَوْنِهٖ مَظَنَّةً

ظاہر ہے کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں۔ان کا قصد اسبال ازار سے تکبّر کا نہیں ہوسکتا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مظنّۂ خیلاء سے بھی منع فرمادیا یعنی اسی طرح کالباس جو ٹخنے سے نیچے ہو اگر تکبر نہ بھی ہو تو متکبرین کی علامت ہونے سے موضعِ تہمت ہے،شریعت نے موضعِ تہمت سے بھی بچنے کا حکم فرمایا ہے۔

كَمَا هُوَ مُصَرَّحٌ فِي الْحَدِيْثِ اِتَّقُوْا بِمَوَاضِعِ التُّهَمِ

نیز شارح بخاری امام حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فیصلہ فرماتے ہیں: وَاَمَّا الْاِسْبَالُ لِغَيْرِ الْخُيَلَاءِ فَظَاهِرُ الْاَحَادِيْثِ تَحْرِيْمُهٗ اَيْضًا[۲۵۹] یعنی جو اسبال بدون تکبّر ہو وہ بھی ظاہرِ احادیث سے حرام ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں اسبالِ ازار سے متعلق یہ روایت نقل فرمائی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ[۲۶۰]

جو حصّہ ٹخنے سے نیچے لباس سے چھپا ہو گا اتنا حصہ دوزخ کی آگ میں ہو گا۔

مَردوں کے لیے ٹخنے سے نیچے لباس لٹکانے سے ممانعت کے وجوہات اور اسباب (از: فتح الباری شرح بخاری،ج:۱۰،ص:۲۶۳)

۱)قَدْ يُتَّجَهُ الْمَنْعُ فِيْهِ مِنْ جِهَةِ الْاِسْرَافِ فَيَنْتَهِيْ اِلَى التَّحْرِيْمِ۔ ایک وجہ ممانعت کی یہ ہے کہ اس میں اسراف ہے جس کی حد حرام تک پہنچتی ہے۔کسی

---

۲۵۹ فتح الباری للعسقلانی:۱۰/۲۶۵،کتاب اللباس،دار المعرفۃ،بیروت

۲۶۰ صحیح البخاری:۲/۸۶۱(۵۸۰۶)،باب ما اسفل من الکعبین فھو فی النار،المکتبۃ المظھریۃ

ملک میں اگر دس کروڑ مسلمان ہیں اور وہ ٹخنے سے نیچے لُنگی یا پائجامہ نہ استعمال کریں تو چار چار انگل صرف دو انچ فی کس اگر کپڑا بچتا ہے تو دس کروڑ پر اتنا کپڑا بچے گا جو ہزاروں بلکہ لاکھوں غریبوں کے پائجاموں کے لیے کافی ہو گا۔

۲) وَقَدْ يُتَّجَهُ الْمَنْعُ فِيْهِ مِنْ جِهَةِ التَّشَبُّهِ بِالنِّسَاءِ وَهُوَ اَمْكَنُ فِيْهِ مِنَ الْاَوَّلِ اور منع کا دوسرا سبب یہ ہے کہ اس میں مشابہت ہے عورتوں کے ساتھ۔ چناں چہ حدیث میں ارشاد ہے:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لُبْسَةَ الْمَرْأَةِ[۲۶۱]

لعنت فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر جو عورتوں جیسا لباس پہنے۔

۳) وَقَدْ يُتَّجَهُ الْمَنْعُ فِيْهِ مِنْ جِهَةِ اَنَّ لَابِسَهٗ لَا يَأْمَنُ مِنْ تَعَلُّقِ النَّجَاسَةِ بِهٖ[۲۶۲] اور منع کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ٹخنے سے نیچے لباس والے نجاست سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

۴) اور منع کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تکبّر کے لیے ایسا شخص مظنّۂ تہمت ہے۔

اسبالِ ازار کے متعلق حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

حضرت حکیم الامّت مجدد الملّت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاویٰ، ج:۴، ص:۱۲۱ پر احکام متعلقہ لباس کے ذیل میں یہی فتویٰ دیا ہے کہ ہر صورت میں ٹخنے سے نیچے لٹکانا پائجامہ یا لُنگی کا معصیت ہے۔ البتہ تکبّر سے لٹکانے میں دو معصیت کا اجتماع ہو جاوے گا: ایک گناہ اسبالِ ازار کا دوسرا گناہ تکبر کا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر امداد الفتاویٰ سے سوال وجواب پورا نقل کیا جاوے۔

---

۲۶۱ سنن ابی داؤد: ۲/۲۱۰، باب فی لباس النساء، ایچ ایم سعید

۲۶۲ فتح الباری: ۱۰/۲۶۵، کتاب اللباس، دار المعرفة، بیروت

www.khanqah.org

ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا تہبند لٹکانا و دفع شبہ متعلقہ مسئلۂ مذکورہ

سوال: زید کا خیال ہے کہ ازار تحت الکعبین ممنوع اس وقت ہے جب کہ براہ تکبر وخیلاء ہو جیسا کہ عرب کا دستور تھا کہ اس پر فخر کیا کرتے تھے اور جب کہ تکبرانہ ہو اور محض زینت اور خوبصورتی کے لیے ایسا کرے تو جائز ہے اور زینت محض امرِ ذوقی ہے۔ ایک ہی امر ایک کو پسند ہوتا ہے دوسرا ناپسند کرتا ہے۔ اختلافِ ملک اختلافِ رواج کی وجہ سے بہت فرق ہوجاتا ہے۔ جس طرح نصف ساق تک پائجامہ اور اس سے بھی اونچا بُرا لگتا ہے۔ اسی طرح ما فوق الکعبین به نسبة ما تحت الکعبین کہ ابنائے زماں کی نظر میں بد نما لگتا ہے۔ صرف اس بد نما لگنے کی وجہ سے نیچا پہنتے ہیں۔ رہا کبر و تفاخر سو دو چار انگل کے گھٹنے بڑھنے سے ہر گز نہیں ہوسکتا بلکہ زینت وپسندیدگی اس کا باعث ہے۔ چناں چہ احادیث میں اکثر یہ قید مذکور ہے مَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ خُیَلَاءَ وغیرہ میں خیلاء کی قید ضرور ہے اور جو حدیثیں مطلق ہیں جیسے مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِی النَّارِ وغیرہ وہ بھی حسب دستور عرب اسی قید پر محمول ہیں اور مطلق کا مقید پر محمول نہ ہونا اس وقت ہے جب کہ مطلق و مقید دونوں دو واقعہ پر آئے ہوں جیسے کفارۂ قتل و کفارۂ ظہار، اور اتحادِ واقعہ کے وقت حسبِ اُصولِ حنفیہ مطلق مقید پر محمول ہوجاتا ہے جیسے کفارۂ قسم کا قراءت ابنِ مسعود متتابعات کے ساتھ مقید ہوجانا۔ نیز اس کی مؤید وہ حدیث ہے کہ حضرت نے مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ کی وعید بیان کی اور فرمایا: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُیَلَاءَ لَنْ یَّنْظُرَ اللّٰهُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یارسول اللہ! میری ازار لٹک پڑتی ہے اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ تو حضرت نے فرمایا اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ یَّفْعَلُهٗ خُیَلَاءَ (رواہُ البخاری کذا فی المشکٰوۃ)۔ پس اگر مطلقاً جرِّ ازار ممنوع ہوتا تو آپ اجازت نہ دیتے، تو معلوم ہوا کہ یہ وعید خیلاء ہی کی صورت میں ہے اور بلا اس کے جائز ہے۔ اس شبہ کا حل مطلوب ہے۔

جواب: فِیْ نُوْرِ الْاَنْوَارِ بَحْثُ حَمْلِ الْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ فِيْ حُكْمٍ وَّاحِدٍ مَا نَصُّهٗ وَ فِيْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَرَدَ نَصَّانِ فِي السَّبَبِ وَلَا مُزَاحَمَةَ فِي الْاَسْبَابِ، فَوَجَبَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا يَعْنِيْ اِنَّمَا قُلْنَا اِنَّهٗ يُحْمَلُ الْمُطْلَقُ عَلَى الْمُقَيَّدِ فِي الْحَادِثَةِ الْوَاحِدَةِ وَالْحُكْمُ الْوَاحِدُ اِنَّمَا هُوَ اِذَا وَرَدَا فِي الْحُكْمِ لِلتَّضَادِّ وَاَمَّا اِذَا وَرَدَ فِي الْاَسْبَابِ وَالشُّرُوْطِ فَلَا مُضَايَقَةَ وَلَا تَضَادَّ فَيُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُطْلَقُ سَبَبًا بِاِطْلَاقِهٖ وَالْمُقَيَّدُ سَبَبًا بِتَقْيِيْدِهٖ

اور مَا نَحْنُ فِيْهِ میں حکم معصیت ہے اور مطلق جر اور جر لِلْخُيَلَاءِ اسباب اس کے ہیں۔ یہاں مطلق مقید پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ پس مطلق جر کو بھی حرام کہیں گے اور جر للخیلاء کو بھی۔ البتہ دونوں حرمتوں میں اگر کسی قدر تفاوت مانا جائے تو گنجایش ہے، کیوں کہ ایک جگہ ایک منہی عنہ کا ارتکاب ہے یعنی جر کا اور دوسری جگہ دو منہی عنہ کا ارتکاب ہے یعنی جر کا اور خیلاء کا پس یہ کہنا کہ چوں کہ عرب کا دستور یہی تھا کہ فخراً ایسا کرتے تھے اس لیے حرمت اسی کی ہوگی بلا دلیل ہے۔ کیوں کہ خصوص مورد سے خصوص حکم لازم نہیں آتا جب کہ الفاظ میں عموم ہو وَيَتَفَرَّعُ عَلَيْهِ مِنَ الْاَحْكَامِ الْفِقْهِيَّةِ۔ رہا قصّہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا میرے نزدیک اس حدیث کے معنٰی یہ ہیں کہ اِنَّكَ لَسْتَ تَفْعَلُهٗ بِالْاِخْتِيَارِ وَالْقَصْدِ چناں چہ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ اس کی دلیل ہے کہ بلا قصد ایسا ہو جاتا تھا اور اسی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہے۔ رہا للخیلاء کی قید یہ اس بناء پر ہے کہ اکثر جو لوگ اس فعل کو اختیار کرتے ہیں وہ براہِ خیلاء کرتے ہیں۔ پس حدیث میں اطلاق بسبب (یعنی فعله بالخيلاء) کا مسبّب (یعنی فعل بالاختیار) پر ہوا ہے۔ وهو شايع في الكلام اى شيوع، فقط-والله اعلم۔ (امداد الفتاویٰ، جلد:۴، صفحہ:۱۲۱ تا ۱۲۲)

❖❖❖❖

جوابِ اشکال بر کراہتِ اسبال بدون خیلاء

سوال: آنجناب کے کسی رسالہ کے منہیہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسبال مطلقًا ممنوع ہے حالاں کہ بعض احادیث میں خیلاء کی قید موجود ہے۔ وَالْمُطْلَقُ یُحْمَلُ عَلَی الْمُقَیَّدِ وَاَیْضًا یُؤَیِّدُہٗ مَا فِیْ تَارِیْخِ الْخُلَفَاءِ لِلسُّیُوْطِیِّ مَانَصُّہٗ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ لَنْ یَّنْظُرَ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّ اَحَدَ شِقَّیْ ثَوْبِیْ یَسْتَرْخِیْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاھَدَ ذٰلِکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِکَ خُیَلَاءَ

تَارِیْخُ الْخُلَفَاءِ فِیْ فَصْلٍ فِی الْاَحَادِیْثِ الْوَارِدَۃِ فِیْہِ فَضْلُ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ مَقْرُوْنًا بِعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَاِلَیْہِ ذَھَبَ الشَّیْخُ وَلِیُّ اللّٰہِ الْمُحَدِّثُ الدِّھْلَوِیُّ فِی الْمُصَفّٰی

جواب: حنفیہ کے نزدیک ایسی صورت میں مطلق اپنے اطلاق پر اور مقید اپنی تقیید پر رہتا ہے اور دونوں پر عمل واجب ہوتا ہے کَمَا ھُوَ مُصَرَّحٌ فِی الْاُصُوْلِ اور جو حدیث تائید میں نقل کی ہے خود سوال میں تصریح ہے کہ وہ عمدًا نہ کرتے تھے۔ پس جواب کے بھی یہی معنٰی ہیں اِنَّکَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِکَ عَمَدًا چوں کہ خیلاء سبب ہوتا ہے تعمّد کا پس سبب بول کر مسبّب مراد لیا گیا۔

(امداد الفتاویٰ، جلد:۴، صفحہ:۱۲۲تا۱۲۳)

www.khanqah.org

مقامِ عاشقانِ حق

مرتّبہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی

www.khanqah.org

مقامِ عاشقانِ حق

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ [۲۶۳]

اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دینِ اسلام سے مرتد ہو جاوے گا ہم عن قریب ایسی قوم پیدا کریں گے جن سے اللہ تعالیٰ شانہٗ محبت فرمائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔

اہلِ ارتداد اور مرتد لوگوں کے مقابلے میں حق تعالیٰ شانہٗ نے اہلِ محبت کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ تقابل دلالت کرتا ہے کہ یہ حضرات ارتداد کی ذِلّت اور نحوست سے محفوظ ہوں گے اور پھر حسنِ خاتمہ کی نعمت سے مسرور ہونا لازماً ان کے لیے ثابت ہوتا ہے۔

فائدہ: حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اسی لیے نصیحت فرماتے ہیں کہ سالکین کو چاہیے کہ اہلِ محبت کی صحبت اختیار کریں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے عاشقانِ حق کے لیے دعا بھی خوب مانگی ہے۔

آفتابِ عاشقاں تابندہ باد
بوستانِ عاشقاں سرسبز باد

اے خدا! آپ کے عاشقوں کا سورج ہمیشہ چمکتا رہے اور آپ کے عاشقوں کا باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہے۔

اردو زبان کے چند اشعار بھی اسی مضمون کی تائید کرتے ہیں۔

لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

---

۲۶۳ المآئدۃ: ۵۴

www.khanqah.org

مستند رستے وہی مانے گئے
جن سے ہو کے تیرے دیوانے گئے
آہ کو نسبت ہے کچھ عشاق سے
آہ نکلی اور پہچانے گئے

تین علاماتِ اہلِ محبت

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۖ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ[۲۶۴]

مضمونِ ارتداد کے مقابلے میں اپنے عاشقوں کا ذکر فرمانے کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے عاشقوں کی تین علامات بھی بیان فرمادیں تاکہ ان کی شناخت ہوسکے:

پہلی علامت اپنے ایمانی بھائیوں کے ساتھ مہربانی اور تواضع اور نہایت خاکساری کے ساتھ ملتے ہیں اور کافروں پر سخت اور مضبوط رہتے ہیں۔

علمی لطیفہ

حضرت مولانا وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کسی بستی میں ملوک (بادشاہ لوگ) داخل ہوتے ہیں تو اس بستی کے معزز سرکشوں کو گرفتار کرلیتے ہیں اور ان کو ذلیل کردیتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ[۲۶۵]

تو اسی طرح جس دل کی بستی میں نسبت مع اللہ القاء کی جاتی ہے تو حق تعالیٰ جو احکم الحاکمین اور سلطان السلاطین ہیں اس دل کے اندر تکبّر اور عُجب اور حسد اور بُغض اور انانیت کے تمام سرکشوں کو گرفتار کرکے ذلیل کردیتے ہیں۔ پس ہر صاحبِ نسبت

---

[۲۶۴] المآئدۃ:۵۴

[۲۶۵] النمل:۳۴

کی اس علامتِ تواضع سے اس کے صاحبِ نسبت ہونے کا پتا چلتا ہے۔ جو جس قدر قوی نسبت پر فائز ہوتا ہے اتناہی قوی فنائیت اور عبدیتِ کاملہ کا اس میں ظہور ہوتا ہے۔

دوسری علامت عشاقِ حق کی یہ ہے کہ وہ ان کی راہ کی تکلیف کو خوشی خوشی جھیلتے ہیں۔ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ[۲۶۶] (سورۂ یوسف) کی آیت اس مجاہدے کی لذّت پر دلالت کرتی ہے۔ جن کی راہ کے قید خانے محبوب بلکہ اَحَبّ ہوتے ہیں ان کی راہ کے گلستان کیسے ہوں گے۔ تمام کائنات کے پھول انفراداً یا اجتماعاً اگر حق تعالیٰ کے راستے کی کُلفت کے لیے سلام کریں تو بھی اس کانٹے کی عظمت کا حق ادا نہیں ہوسکتا کیوں کہ اس کو نسبت طریق اور راہِ حق سے ہے، کلفت کا احساس تو تب ہوتا ہے جب اُلفت نہ ہو اور یہاں تو محبت منصوص کا ذکر ہے اور پھر جس محبت کا آغاز خود حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے ہو یُحِبُّهُمْ پھر بتایئے کہ جس سے حق تعالیٰ محبت فرمائیں اس کی حیات کا کیا عالَم ہوگا۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ[۲۶۷]

ترجمہ: ان کے لیے تو دو جنّت ہیں۔

حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ: جَنَّةٌ فِی الدُّنْیَا وَجَنَّةٌ فِی الْعُقْبٰی[۲۶۸]

ترجمہ: اللہ والوں کے لیے ایک جنّت دنیا ہی میں عطا ہوتی ہے اور ایک آخرت میں عطا ہوگی۔

دنیا کی جنّت سے مراد حیاتِ طیبّہ ہے جس کا ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بالُطف زندگی سے فرمایا ہے۔ مرقاۃ کی یہ عبارت حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کی تائید کررہی ہے جس میں اللہ والوں کی حیات کا نقشہ کھینچا ہے؎

میں دن رات رہتا ہوں جنّت میں گویا
میرے باغِ دل میں وہ گل کاریاں ہیں

---

۲۶۶ یوسف: ۳۳
۲۶۷ الرحمٰن: ۴۶
۲۶۸ مرقاۃ المفاتیح: ۵/۱۶۱، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ باب رحمۃ اللہ، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

ان آیاتِ مذکورہ میں پورا دین سمو دیا گیا ہے۔ چناں چہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِيْنَ: مَدَارُ الدِّيْنِ عَلَى التَّعْظِيْمِ لِاَمْرِ اللهِ، وَالشَّفَقَةِ عَلٰى خَلْقِ اللهِ[۲۶۹]

ترجمہ: بعض عارفین نے فرمایا کہ دین کا مدار دو باتوں پر ہے (۱) اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعظیم (۲) مخلوقِ حق پر شفقت۔

عاشقانِ حق کو خداوندی تنبیہ

ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ[۲۷۰]

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے محبوب بندے اور محبّ بندے مسلمانوں پر مہربان اور کافروں پر تیز ہوں گے اور جہاد کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی کی ملامت کی پروانہ کریں گے، ان نعمتوں پر فائز ہونے کے بعد ان کو اپنے اوپر ناز نہ ہونا چاہیے کہ یہ ہماری صفات قابلِ فخر ہیں ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرماویں اور وہ بڑی وسعت والے اور بڑے علم والے ہیں۔ پس ان کو شکر گزار ہونا چاہیے حق تعالیٰ کی عنایت کا اور اپنے کو عُجب اور کبر سے حفاظت کا اہتمام ہونا چاہیے۔ یہ بندے کا کمال نہیں اُن کا انتخاب ہے جسے چاہیں اپنا بنالیں۔

نہ ہر سینہ راراز دانی دہند
نہ ہر دیدہ رادیدہ بانی دہند

ہر سینے کو حق تعالیٰ اپنی محبت کا راز نہیں دیتے اور نہ ہر آنکھ کو دوسری آنکھوں کی رہنمائی والی شان دیتے ہیں۔

۲۶۹؎ مرقاۃ المفاتیح: ۹/۱۳، باب الریاء والسمعۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۲۷۰؎ المآئدۃ: ۵۴

www.khanqah.org

نہ ہر گوہرے دُرّۃ التاج شد
نہ ہر مُرسلے اہلِ معراج شد

نہ ہر موتی تاجِ شاہی میں لگتا ہے نہ ہر رسول کو معراج عطا ہو جاتی ہے۔

برائے سر انجام کارِ صواب
یکے از ہزاراں شود انتخاب

حق تعالیٰ شانہٗ کے دین کی خدمت کے لیے ہزاروں سے کسی ایک کا انتخاب ہوتا ہے۔

سرمد غمِ عشق بوالہوس رانہ دہند
سوزِ غم پروانہ مگس رانہ دہند

اے سرمد! حق تعالیٰ اپنی محبت کا غم ہر بوالہوس کو نہیں عطا فرماتے اور پروانہ کا سوزِ غم مکھیوں کو نہیں دیا کرتے۔

لاوے بُت خانے سے وہ صدیق کو
کعبہ میں پیدا کرے وہ زندیق کو

زندیق سے مراد ابو جہل ہے۔ اس کی ماں حاملہ تھی طواف کر رہی تھی کعبہ ہی میں دردِزہ ہوا، اور مطاف میں پیدا ہوا۔

زادۂ آزر خلیل اللہ ہو
اور کنعاں نوح کا گمراہ ہو
اہلیہ لوطِ نبی ہو کافرہ
زوجۂ فرعون ہوئے طاہرہ
فہم سے برتر خدائی ہے تیری
عقل سے بالا خدائی ہے تری

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اے خدا! تو ہی توفیق عطا فرما ہم کو اپنی رضا اور محبوب اعمال کی، آمین۔

گناہ کے نقصانات

مرتّبہ

حضرت اقدس مولانا شاہ محمد ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

گناہ کے نقصانات

طاعت (نیکی) کے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں، گناہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی) کرنے سے وہ بسا اوقات ضایع ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ایک شخص پچیس سال تک سرکاری ملازمت پوری پابندی کے ساتھ انجام دیتا رہا ہو اور برابر ترقی ملتی رہی ہو۔ اگر وہ کسی دن رشوت لیتا ہوا پکڑا جائے یا کسی کو قتل کر دے تو اس کی نیک نامی جو حکام اور عوام میں تھی وہ جاتی رہتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سزا کا بھی مستحق ہوتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا معاملہ سمجھ لینا چاہیے مگر ایک بڑا فرق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات رحیم و رحمٰن ہے اس لیے کیسا ہی بڑا گناہ ہو توبہ کرنے سے اُس کو معاف کر دیتے ہیں ہر گناہ کی توبہ کا طریقہ الگ الگ ہے۔ (حقوق الاسلام دیکھیے)

گناہ کے نقصانات تفصیلی دیکھنے ہوں تو جزاء الاعمال دیکھیے، یہاں مجملاً بعض نقصانات کو بیان کیا جاتا ہے کتاب ”حیاۃ المسلمین“ سے جو حضرت اقدس حکیم الامّت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ کی تصنیف کی ہوئی ہے، اصلاحِ اُمت کے لیے بے نظیر کتاب ہے۔ حضرت موصوف کی حیات میں سات آٹھ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا۔ حضرت موصوف فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کو اپنی نجات کا ذریعہ خیال کرتا ہوں، اس میں نوّے آیاتِ قرآنی، تین سو احادیث شریفہ کے مضامین کی شرح کی گئی ہے بہت ہی سہل و سلیس عبارت میں۔ حضرت موصوف فرماتے تھے کہ جتنی مشقت اس کتاب کے لکھنے میں ہوئی اتنی کسی کتاب میں نہیں ہوئی یعنی اس کے مضامین وعبارت کو سہل تر بنانے میں۔ حیاۃ المسلمین میں گناہوں کو جمع بھی فرمایا گیا ہے۔ اب اصل کتاب کا مضمون نقل کیا جاتا ہے۔

گناہ ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں سزا نہ بھی ہوتی تب بھی یہ سوچ کر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو جاتی ہے۔ اگر دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ احسان کرتا ہو اُس کو ناراض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کے احسانات تو بندے کے ساتھ بے شمار ہیں اس کے ناراض کرنے کی کیسے ہمت ہوتی ہے اور اب تو سزا کا

بھی ڈر ہے خواہ دنیا میں بھی سزا ہو جاوے یا صرف آخرت میں۔ چناں چہ دنیا میں ایک سزا یہ بھی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ اس شخص کو دنیا سے رغبت اور آخرت سے وحشت ہو جاتی ہے اور اُس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے دل کی مضبوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی ہے جیسا رُوح بست وکیم کے شروع مضمون سے بھی صاف ظاہر ہو جاتا ہے تو اس حالت میں تو گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہیے خواہ دل کے گناہ ہوں خواہ ہاتھ پاؤں کے خواہ زبان کے، پھر خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں، خواہ بندوں کے ہوں اور یہ سزا تو سب گناہوں میں مشترک ہے اور بعض گناہوں میں خاص خاص سزا بھی آئی ہیں۔

پہلا نقصان: حدیثِ پاک میں ہے کہ دل پر زنگ لگ جاتا ہے (روایت کیا اس کو امام احمد وترمذی نے)۔ دوسرا نقصان: حدیثِ پاک میں ہے کہ رزق سے محرومی ہو جاتی ہے۔ (جزاء الاعمال) ظاہر میں محرومی ہو جانا تو کبھی ہوتا ہے اور رزق کی برکت سے محرومی ہو جانا ہمیشہ ہوتا ہے۔ تیسرا نقصان: اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے۔ (روایت کیا اس کو امام احمد نے)

خاص خاص گناہوں کے خاص نقصانات

۱) بے حیائی کے اعمال وافعال سے طاعون میں اور ایسی نئی نئی بیماریوں میں مبتلا کیا جاتا ہے جو پہلے لوگوں میں نہیں تھیں۔ ۲) زکوٰۃ نہ دینے سے بارش میں کمی ہوتی ہے۔ ۳) ناحق فیصلہ کرنے اور عہد شکنی کرنے پر دشمن کو مسلّط کر دیا جاتا ہے۔ ۴) ناپ تول میں کمی کرنے سے قحط تنگی اور حکام کے ظلم میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ ۵) خیانت کرنے سے دشمن کا رعب ڈال دیا جاتا ہے۔ ۶) دنیا کی محبت اور موت سے نفرت کرنے پر بزدلی پیدا ہوتی ہے اور دشمن کے دل سے رعب دور کر دیا جاتا ہے۔ ۷) گناہ کرنے سے دنیا کی رغبت اور آخرت سے وحشت پیدا ہو جاتی ہے۔ ۸) گناہ کرنے سے دل پر ایک دھبّہ لگ جاتا ہے۔ اگر توبہ کیا تو وہ مٹ جاتا ہے ورنہ بڑھتے ہی رہتا ہے۔ ۹) گناہ کرنے سے بسا اوقات طاعت کے فائدے ضایع ہو جاتے ہیں۔ ۱۰) گناہ کرنے سے دل کی مضبوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی ہے۔

www.khanqah.org

اس لیے اس حالت میں گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہیے۔ خواہ دل کے گناہ ہوں، خواہ ہاتھ پاؤں کے، خواہ زبان کے، پھر خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں، خواہ بندوں کے ہوں، لیکن ہر توبہ کا طریقہ الگ ہے جس کو اہلِ علم حضرات سے معلوم کرلینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات رحیم ورحمٰن ہے، کیسا ہی بڑا گناہ ہو توبہ کرنے سے اس کو معاف کردیتے ہیں۔

اب اُن گناہوں کو لکھا جاتا ہے جن پر وعیدیں آئی ہیں:

۱) حقارت سے کسی پر ہنسنا۔ ۲) کسی پر طعن کرنا۔ ۳) بُرے لقب سے پکارنا۔ ۴) بدگمانی کرنا۔ ۵) کسی کا عیب تلاش کرنا۔ ۶) کسی کی غیبت کرنا۔ ۷) بلاوجہ کسی کو بُرا بھلا کہنا۔ ۸) چغلی کھانا۔ ۹) تہمت لگانا۔ ۱۰) دھوکا دینا۔ ۱۱) عار دلانا۔ ۱۲) کسی کے نقصان پر خوش ہونا۔ ۱۳) تکبر کرنا۔ ۱۴) فخر کرنا۔ ۱۵) ضرورت مند کی باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا۔ ۱۶) کسی کے مال کا نقصان کرنا۔ ۱۷) کسی کی آبرو پر صدمہ پہنچانا۔ ۱۸) چھوٹوں پر رحم نہ کرنا۔ ۱۹) بڑوں کی عزت نہ کرنا۔ ۲۰) بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق مدد نہ کرنا۔ ۲۱) کسی دنیوی رنج کی وجہ سے تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دینا۔ ۲۲) کسی جاندار کی تصویر بنانا۔ ۲۳) زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا۔ ۲۴) ہٹے کٹے کا بھیک مانگنا۔ ۲۵) داڑھی منڈانا یا کٹانا ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں۔ ۲۶) کافروں یا فاسقوں کا لباس پہننا۔ ۲۷) عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا۔ ۲۸) مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا۔ ۲۹) بدکاری کرنا۔ ۳۰) چوری کرنا۔ ۳۱) ڈکیتی کرنا۔ ۳۲) جھوٹی گواہی دینا۔ ۳۳) یتیم کا مال کھانا۔ ۳۴) ماں باپ کی نافرمانی کرکے تکلیف دینا۔ ۳۵) بے خطا جان کا قتل کرنا۔ ۳۶) جھوٹی قسم کھانا۔ ۳۷) رشوت لینا۔ ۳۸) رشوت دینا۔ ۳۹) رشوت کے معاملے کو چکانا۔ ۴۰) شراب پینا۔ ۴۱) جُوا کھیلنا۔ ۴۲) ظلم کرنا۔ ۴۳) کسی کا مال بغیر اس کی رضامندی کے لے لینا۔ ۴۴) سود لینا۔ ۴۵) سود دینا۔ ۴۶) سود لکھنا۔ ۴۷) سود پر گواہ بننا۔ ۴۸) جھوٹ بولنا۔ ۴۹) امانت میں خیانت کرنا۔ ۵۰) وعدہ خلافی کرنا۔

(ماخوذ از ''حیات المسلمین'' و ''جزاء الاعمال'')

حفاظتِ نظر

اما بعد! بد نگاہی کی مضرات اس قدر ہیں کہ بسا اوقات ان سے دنیا اور دین دونوں ہی تباہ و برباد ہیں۔ آج کل مرضِ روحانی میں مبتلا ہونے کے اسباب بہت زیادہ پھیلتے جاتے ہیں۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بعض مضرات اور اس سے بچنے کا علاج مختصر طور پر تحریر کر دیا جائے تاکہ اس کی مضرات سے حفاظت کی جاسکے۔

چناں چہ حسبِ ذیل اُمور کا اہتمام کرنے سے نظر کی حفاظت بہ سہولت ہو سکے گی:

جس وقت مستورات کا گزر ہو اہتمام سے نگاہ نیچی رکھنا خواہ کتنا ہی نفس کا تقاضا دیکھنے کا ہو جیسا کہ اس پر عارف ہندی حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے اس طور پر متنبہ فرمایا ہے؎

دین کا دیکھ ہے خطر اُٹھنے نہ پائے ہاں نظر
کوئے بُتاں میں تو اگر جائے تو سر جھکائے جا

اگر نگاہ اٹھ جاوے اور کسی پر پڑ جاوے تو فوراً نگاہ کو نیچے کر لینا خواہ کتنی ہی گرانی ہو خواہ دم نکل جانے کا اندیشہ ہو۔ یہ سوچنا کہ نگاہ کی حفاظت نہ کرنے سے دنیا میں ذلّت کا اندیشہ ہے۔ طاعت کا نور سلب ہو جاتا ہے۔ آخرت کی تباہی یقینی ہے۔ بد نگاہی پر کم از کم چار رکعت نفل پڑھنے کا اہتمام اور کچھ نہ کچھ حسب گنجایش خیرات اور کثرت سے استغفار کرے۔ یہ سوچنا کہ بد نگاہی کی ظلمت سے قلب ستیاناس ہو جاتا ہے اور یہ ظلمت بہت دیر میں دور ہوتی ہے حتّٰی کہ جب تک بار بار نگاہ کی حفاظت نہ کی جائے باوجود تقاضے کے اس وقت تک قلب صاف نہیں ہوتا۔ یہ سوچنا کہ بد نگاہی سے میلان پھر میلان سے محبّت اور محبّت سے عشق پیدا ہو جاتا ہے اور ناجائز عشق سے دنیا و آخرت تباہ ہو جاتی ہے۔ یہ سوچنا کہ بد نگاہی سے طاعات، ذکر و شغل سے رفتہ رفتہ رغبت کم ہو جاتی ہے حتّٰی کہ ترک کی نوبت آتی ہے پھر نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔

زندگی کا ویزا ناقابلِ توسیع ہے
اور
دنیا کی لذّاتِ فانیہ کی حقیقت

از

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلّہم العالی

www.khanqah.org

زندگی کا ویزا ناقابلِ توسیع ہے

اور

دنیا کی لذّاتِ فانیہ کی حقیقت

ہم لوگ دنیا کے نیشنل نہیں ہیں اور ویزا بھی ناقابلِ توسیع ہے۔ یہاں تو کلرک کو کچھ دے کر ویزے میں توسیع بھی کرا لیتے ہیں اور زندگی کا ویزا جب ختم ہوتا ہے تو اگر پوری ریاست وسلطنت حضرت عزرائیل علیہ السلام کے قدموں پر قربان کر دیں کہ صرف اتنی مہلت دے دو کہ دو رکعت پڑھ کر سجدہ میں میاں سے رو لیں، معاملہ صاف کر لیں، درخواستِ رحم کر لیں تو اتنا بھی موقع نہ ملے گا۔ پس اس وقت کو ہر وقت یاد رکھیے کہ جب منہ میں زبان تو ہو گی لیکن اُس وقت ہم بے زبان ہوں گے۔ بیوی اپنے رخسار کو مُردہ شوہر کے لبوں سے مَس کرتی ہے لیکن یہ لب اب ادراکِ لذّت سے قاصر ہیں۔ آنکھیں کھلی ہوئی ہیں لیکن اب سینما اور ٹیلی ویژن اور غیر محرموں کے دیکھنے سے عاجز ہیں۔ اس وقت؎

کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

(اکبر)

کان اب عورتوں کے نغماتِ منشورہ از ریڈیو کو سُن نہیں سکتے۔ زبان پر شامی کباب اور مُرغ کی بریانی رکھی ہے لیکن احساسِ لذّت اور حلق سے نیچے اتارنا ناممکن ہے۔ پس تمام لذّاتِ فانیہ کی جب حقیقت یہ ہی ہے کہ اچانک ہم ان سے الگ ہو جاویں گے تو زندگی کا ویزا ختم ہونے سے پہلے اسی حیاتِ عارضی کے چراغ سے حیاتِ اُخروی کا چراغ روشن کر لینا چاہیے ورنہ حیاتِ دنیا کا چراغ گُل ہونے کے بعد کس نعمت کو اپنی جان کا تکیہ اور سہارا بناؤ گے اور اگر تعلق مع اللہ کی دولت اپنی جان میں سے نیم جان دے کر حاصل کر لو گے تو پھر اس جان میں صد جان محسوس کرو گے۔ نیم جان دینے کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے بچنے میں جو کلفت پیش آوے اس کو برداشت کر لو۔

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
انچہ در وہمت نیاید آں دہد

اس نعمتِ قرب کی لذّت کے سامنے کائنات کے خزانوں پر نگاہ کرنا اپنی توہین معلوم ہوگی جس طرح بازِ شاہی بوجہ قربِ شاہ کے اس قدر عالی حوصلہ ہوجاتا ہے کہ بجز شیر نر کے، ہرن اور چیتوں کے شکار کو اپنی توہین سمجھتا ہے۔ بادشاہ کی نظر اُس کی نگاہ میں غیرت وہمّت کا معیار اس قدر بلند کر دیتی ہے کہ یہ جانوروں کے بادشاہ یعنی شیر نر پر حملہ کرتا ہے۔

می نگیرد باز شہ جُز شیر تر
کرگساں بر مردگاں بکشادہ نر

(اختر)

اسی طرح جب مؤمن کی روح مجاہدات اور ریاضات کے ذریعے اور کسی مصاحبِ حق کی صحبت کے فیض سے مصاحبِ سلطانِ حقیقی ہوجاتی ہے تو بزبانِ حال پکار اٹھتی ہے۔

رُخِ زرّیں من منگر کہ پائے آہنیں دارم
چہ می دانی کہ در باطن چہ شاہ ہمنشیں دارم

اے مخاطب! میرے پیلے چہرے کو دیکھ کر یہ خیال نہ کرنا کہ میں کمزور ہوں بلکہ راہِ حق پر میں لوہے کے پاؤں رکھتا ہوں، تجھے کیا معلوم کہ میرے باطن کو کس سلطان السلاطین اور احکم الحاکمین کی معیتِ خاصّہ حاصل ہے۔

پس یہ مبارک اور خوش بخت جانِ عارف مصاحبِ حق مثل بادشاہی کے ہے کہ ساری کائنات ولذات مافیہا سے اپنی نگاہ پرواز کو قطع نظر کرتی ہوئی عرشِ اعظم اور صاحبِ عرشِ اعظم سے رابطہ قائم رکھتی ہے اور اس کی نگاہوں میں تمام ماسوی اللہ ناقابلِ التفات اور بے قدر ہوجاتے ہیں۔

روحِ او سیمرغ بس عالی طواف
ظلِّ او اندر زمین چوں کوہِ قاف

عارف کی روح عرش پاک کا طواف کرتی ہوتی ہے اور جسم اس کا دنیا کی زمین پر مثل پہاڑ پڑا ہوتا ہے۔

حلاوتِ ایمان

یعنی

ایمان کی مٹھاس

از

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی

www.khanqah.org

حلاوتِ ایمان

(ایمان کی مٹھاس)

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ: مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ، وَمَنْ يَّكْرَهُ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ [۱۷۱]

تین خصائل جس میں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پالے گا: ایک یہ کہ اللہ اور رسول اس کے قلب میں تمام موجودات سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوسرے یہ کہ کسی بندے سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔ تیسرے یہ کہ کفر کی طرف لوٹنا اس کو اس قدر نا گوار ہو جیسے کہ اس کو آگ میں ڈالا جانا گوارا ہو۔

حلاوتِ ایمانی کیا ہے؟

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج:۱، ص:۷۴ پر حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامات تحریر فرمائی ہیں:

۱) اِسْتِلْذَاذُ الطَّاعَاتِ۔ طاعات میں لذّت محسوس کرنا۔

۲) وَاِيْثَارُهَا عَلٰى جَمِيْعِ الشَّهَوَاتِ وَالْمُسْتَلَذَّاتِ۔ اور ذکر و طاعت کو تمام خواہشاتِ نفسانیہ ولذّات پر ترجیح دینا۔

۳) وَتَحَمُّلُ الْمَشَاقِّ فِيْ مَرْضَاةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لیے ہر مشقت اور ہر کلفت کو خوشی خوشی برداشت کرنا۔ اِذَا جَاءَتِ الْاُلْفَةُ رُفِعَتِ الْكُلْفَةُ۔ جب الفت آتی ہے تو کلفت ختم ہو جاتی ہے۔

---

[۱۷۱] صحیح البخاری: ۱/۷، باب من کرہ ان یعود فی الکفر، المکتبۃ القدیمیۃ

www.khanqah.org

۴)وَتَجَرُّعُ الْمَرَارَاتِ فِی الْمُصِیْبَاتِ۔اور مصائب کے تلخ گھونٹ کو پی جانا۔
(اَلْمَرَارَاتُ بِفَتْحِ الْمِیْمِ جَمْعُ مَرَارَةٍ بِفَتْحِ الْمِیْمِ۔مَرَارَةٌ:پتّہ)

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

جو روستم سے جس نے کیا دل کو پاش پاش
احمدؔ نے اس کو بھی تہ دل سے دُعا دیا

(حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی)

۵)وَالرِّضَا بِالْقَضَاءِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ[۲۴۲]اور ہر حال میں حق تعالیٰ کی قضا وفیصلہ اور تقدیر سے خوش رہنا۔ تنگی، فراخی، صحت، مرض، خوشی، غمی ہر حال میں اپنے مولیٰ سے راضی رہتے ہیں۔(مرقاۃ)

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیبِ جانِ دیگر ست

حلاوتِ ایمانی پر حُسنِ خاتمہ کی بشارت

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں:

وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا فَفِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ لَهٗ[۲۴۳]

وارد ہے کہ بے شک جس دل میں ایمان کی حلاوت (مٹھاس) داخل ہو جاتی ہے تو پھر اس دل سے مٹھاسِ ایمان کبھی نہیں نکلتی۔ پس اس روایت میں بشارت ہے اس کے حسنِ خاتمہ کی جس کے دل میں حلاوتِ ایمانی داخل ہو جاوے۔

---

[۲۴۲] مرقاۃ المفاتیح:۱/۴،کتاب الایمان،المکتبۃ الامدادیۃ

[۲۴۳] مرقاۃ المفاتیح:۱/۴،کتاب الایمان،المکتبۃ الامدادیۃ،ملتان

www.khanqah.org

حلاوتِ ایمانی سے کیا مراد ہے؟

حلاوتِ ایمانی سے مراد معنوی حلاوت ہے یعنی باطن میں قلب و رُوح اس حلاوت کو محسوس کرتے ہیں۔ لیکن حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات بیان فرمائی کہ حسّی اور معنوی دونوں حلاوت مراد ہے:

وَاَغْرَبَ ابْنُ حَجَرٍ حَیْثُ قَالَ: ذَوْقًا حِسِّیًّا اَوْ مَعْنَوِیًّا[۲۷۴]

احقر عرض کرتا ہے کہ بہت سے عشّاقِ حق کو حسّی طور پر یہ مٹھاس محسوس ہونا منقول ہے۔ چناں چہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

اللہ اللہ ایں چہ شیریں ست نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

اللہ اللہ کیا پیارا نام ہے کہ اس نام سے جان میں دودھ اور شکر کے مل جانے والی مٹھاس محسوس ہو رہی ہے۔ اور اس مٹھاس پر مولانا نے عجیب استدلال دیوان شمس تبریز میں پیش کیا ہے؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد
اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

اے دل! یہ شکر (چینی) زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا خالق اور بنانے والا زیادہ میٹھا ہے اور اے دل! یہ چاند جیسے حسین زیادہ اچھے ہیں یا ان کا بنانے والا زیادہ اچھا ہے۔

چہ باشد آں نگار خود کہ بندد ایں نگارہا

مثنوی میں ایک جگہ اور ارشاد ہے؎

نامِ او چو بر زبانم می رود
ہر بُنِ مُو از عسل جوئے شود

جب میں اللہ پاک کا نام پاک لیتا ہوں تو اتنا لطف محسوس ہوتا ہے جیسے کہ میرے بال بال

[۲۷۴] مرقاۃ المفاتیح: ۷۴/۱، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

سے شہد کی نہریں جاری ہوگئیں۔اس صدی کے بعض بزرگ ایسے گزرے ہیں کہ انہوں نے اپنا حال بتایا کہ جب اللہ کا نام لیتے ہیں تو منہ واقعی میٹھا ہوجاتا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ اور بیان فرماتے ہیں۔

بوئے آں دلبر چوں پرّاں می شود
ایں زبانہا جملہ حیراں می شود

جب حق تعالیٰ جو محبوبِ حقیقی ہیں ان کی طرف سے قرب کی ہوائیں ہماری روح تک آتی ہیں تو اس لذّت کو بیان کرنے کے لیے تمام زبانیں اور لغات محوِ حیرت ہوجاتے ہیں۔

اسی مفہوم کو حضرت شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تہجد کے وقت جب اپنی روح میں اس قرب کی بہار کو محسوس کرتے تھے تو یوں تعبیر فرماتے تھے۔

کیوں بادِ صبا آج بہت اشکبار ہے
شاید ہوا کے رُخ پہ کھلی زلفِ یار ہے

اور اللہ والوں کے نام لینے کی بہاریں دور دور تک محسوس ہوتی ہیں۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

گفت پیغمبر کہ بر دستِ صبا
از یمن می آیدم بوئے خدا

یہی وہ کیف ومستی بے خودی ہے جس کو حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد
بیک جَو مملکت کاؤس وکے را

جب حافظ بے خود اور مست ہوتا ہے تو کاؤس اور کے کی سلطنت کو ایک جَو کے بدلے بھی شمار نہیں کرتا۔

گدائے میکدہ ام لیک وقت مستی بیں
کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

اگرچہ میں محبتِ حق کے میکدہ کا ادنیٰ گدا ہوں لیکن جب ان کے نام کی لذّت سے مست ہوتا ہوں تو ناز سے آسمان پر اور ستاروں پر حکم کرتا ہوں۔

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

(مجذوبؔ)

احقر کے چند اشعار

ہر لمحۂ حیات گزارا ہم نے
آپ کے نام کی لذّت کا سہارا لے کر

ہر وادیٔ ویراں میں گلستان نظر آیا
قرباں میں ترے نام کی لذّت پہ خدایا

مجھ کو جینے کا سہارا چاہیے
دل ہمارا غم تمہارا چاہیے

دل چاہتا ہے ایسی جگہ میں رہوں جہاں
جیتا ہو کوئی درد بھرا دل لیے ہوئے

ارے یارو جو خالق ہو شکر کا
جمالِ شمس کا نورِ قمر کا

نہ لذّت پوچھ پھر ذکرِ خدا کی
حلاوت نامِ پاکِ کبریا کی

وہ کون سے اعمال ہیں جن سے ایمان کی حلاوت دل کو نصیب ہوتی ہے

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام موجوداتِ کائنات سے زیادہ ہو۔

www.khanqah.org

اس محبت سے مراد محبتِ عقلی ہے یا محبتِ ایمانی مراد ہے، محبتِ طبعی مراد نہیں۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ الْمُرَادُ الْحُبُّ الطَّبْعِيُّ لِاَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْاِخْتِيَارِ

جس طرح سے مریض اپنے اختیار سے دوا پیتا ہے باوجود طبعی ناگواری کے لیکن عقلاً دوا کو مفید سمجھ کر پی لیتا ہے۔

كَحُبِّ الْمَرِيْضِ الدَّوَاءَ فَاِنَّهٗ يَمِيْلُ اِلَيْهِ بِاخْتِيَارِهٖ[۲۷۵]

لفظِ حلاوت کی وجہ تسمیہ

چوں کہ مٹھاس کا حسیات اور محسوسات میں انسان کے لیے محبوب ہونا بہت واضح تھا اس لیے یہ لفظ استعمال فرمایا گیا۔ (مرقاۃ)

وَقَالَ هٰكَذَا الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ فَتْحِ الْبَارِيْ وَعَبَّرَ الشَّارِعُ عَنْ هٰذِهِ الْحَالَةِ بِالْحَلَاوَةِ لِاَنَّهَا اَظْهَرُ اللَّذَائِذِ الْمَحْسُوْسَةِ[۲۷۶]

محبتِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کیا مراد ہے؟

وَمِنْ مَّحَبَّتِهٖ نَصْرُ سُنَّتِهٖ وَالذَّبُّ عَنْ شَرِيْعَتِهٖ وَتَمَنِّيْ اِدْرَاكِهٖ فِيْ حَيَاتِهٖ لِيَبْذُلَ نَفْسَهٗ وَمَالَهٗ دُوْنَهٗ[۲۷۷]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حقوق یہ ہے کہ آپ کی سنت کو زندہ کرے اور غیرِ شریعت کو مثلِ بدعت و رسومات جہل کو شریعت سے دور کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تمنا کرنا کہ اگر ہم آپ کو پاجاتے تو آپ کے لیے اپنی جان اور مال کو فدا کردیتے جیسا کہ صدّیق کی تعریف میں علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے:

---

۲۷۵ مرقاۃ المفاتیح: ۱/۴۷، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان
۲۷۶ فتح الباری للعسقلانی: ۱/۶۱، کتاب الایمان، دار المعرفۃ، بیروت
۲۷۷ مرقاۃ المفاتیح: ۱/۷۵، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

اَلَّذِیْ یَبْذُلُ الْکَوْنَیْنِ فِیْ رِضَا مَحْبُوْبِہٖ[۲۷۸]

صدیق وہ ہوتا ہے جو اپنے محبوب حقیقی تعالیٰ شانہٗ اور محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دونوں جہاں لُٹا بیٹھے

دونوں عالم دے چکا ہوں مے کشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی

جہانِ آخرت کس طرح فدا کرے یعنی ثواب اور جنّت سے زیادہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے۔ کیوں کہ ثواب اور جنّت نعمت اور منعِم (نعمت دینے والا) کا درجہ نعمت سے زیادہ ہوتا ہے۔ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بذکرِ حبیب از جہاں مشتغل
بہ سودائے جاناں زجاں مشتغل

بہ یادِ حق از خلق بگریختہ
چناں مست ساقی کہ مے ریختہ

محبوبِ حقیقی کی یاد میں سارے جہاں سے بے پرواہیں اور اس محبوب کی محبّت میں اپنی جان کو بھی بھولے ہوئے ہیں اور یادِ حق میں مخلوق سے بھاگے ہوئے ہیں اور ساقیِ ازل پر ایسے مست ہوئے کہ مے اور جامِ مے بھی پھینک چکے یعنی نعمتوں کی طرف التفات نہ رہا جب منعمِ حقیقی کی یاد چھاگئی جیسا کہ علّامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ رسالۂ قشیریہ میں فرماتے ہیں کہ شکر کی حقیقت منعمِ حقیقی کی یاد میں غرق ہونا ہے نہ کہ نعمتوں میں غرق ہوکے منعمِ حقیقی کو بھول جانا۔

ایک حکایت

محبتِ طبعی اور محبتِ عقلی کو سمجھنے کے لیے حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصّہ بیان فرمایا ہے۔

---

[۲۷۸] روح المعانی: ۸۷/۱۳، یوسف (۴۶)، دار احیاء التراث، بیروت

ایک بزرگ نے ایک بزرگ سے کہا کہ ہمارے دل میں اپنے والد صاحب کی محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے ایمان کا کیا حال ہو گا۔ وہ بزرگ محقق عارف تھے، خاموش ہو گئے۔ بعد مدت ایک دن فرمایا کہ آج آپ کے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محاسنِ سیرت کا ذکر شریف کریں گے۔ خوب فصاحت اور محبت سے حالات اور اوصاف سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے کرتے اچانک رُک کر فرمایا کہ مگر آپ کے والد صاحب میں بھی حسب ذیل خوبیاں ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ بزرگ ناراض اور غصّہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ کیا جوڑ ہے؟ کہاں ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کہاں آپ نے ہمارے ابّا کا نام اس وقت بے موقع لے لیا؟ مولانا! ابّا کا ذکر چھوڑیے، جو بیان فرما رہے تھے اسی کو بیان فرمایئے۔ بس اُن محقق عارف بزرگ نے فرمایا کہ اب تو سمجھ میں آگیا ہو گا کہ محبت آپ کے دل میں کس کی زیادہ ہے۔ آپ کا شبہ اور خلجان دور ہوا یا نہیں؟ خوب ہنسے اور فرمایا

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی
مرا باجانِ جاں ہمراز کردی

فرمایا: ہاں بھائی! ہم غلطی پر تھے۔ محبتِ طبعی کے سبب ہم کو یہ شبہ تھا اب معلوم ہوا کہ محبتِ عقلی اور محبتِ ایمانی اصل چیز ہے اور اس کا پتا تقابل سے ہوتا ہے۔

حدیثِ بالا بخاری شریف میں مروی ہے اور اس میں حلاوتِ ایمانی کو شرح بخاری میں ملاحظہ فرمایئے:

حلاوتِ ایمانی کے متعلق حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

حلاوتِ ایمانی کے متعلق بخاری شریف میں اسی حدیث کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل باب حلاوۃ الایمان کے نام سے قائم فرمایا ہے اور ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقصود مصنف کا اس باب سے یہ بتلانا ہے کہ اِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مِنْ ثَمَرَاتِ الْاِيْمَانِ ایمانی حلاوت ایمان کے پھلوں سے ہے۔ چوں کہ کلمۂ طیبہ کی مثال حق تعالیٰ شانہٗ نے شجرۂ طیبہ سے قرآنِ پاک میں بیان فرمائی:

کَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

فَالْكَلِمَةُ هِيَ كَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ وَالشَّجَرَةُ اَصْلُ الْاِيْمَانِ وَ اَغْصَانُهَا اِتِّبَاعُ الْاَمْرِ وَاجْتِنَابُ النَّهْيِ وَوَرَقُهَا مَايَهْتَمُّ بِهِ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْخَيْرِ وَثَمَرُهَا عَمَلُ الطَّاعَاتِ وَحَلَاوَةُ الثَّمَرِ جَنْيُ الثَّمَرَةِ وَغَايَةُ كَمَالِهٖ تَنَاهِيْ نُضْجِ الثَّمَرَةِ وَبِهٖ تَظْهَرُ حَلَاوَتُهَا۔ کلمۂ طیبہ کی مثال شجرۂ طیبہ ہے پس کلمۂ وہی کلمۂ اخلاص ہے اور شجرہ ایمان کی جڑ ہے اور اس کی شاخیں احکام کی اتباع اور نواہی سے اجتناب ہے اور اس کے اوراق مؤمن کا جملہ خیر کے اعمال کا اہتمام ہے اور اس کا پھل طاعات ہیں اور پھل کی مٹھاس پختگی ہے پھلوں کی، اور کمالِ حلاوت پھل کا خوب پختہ ہوجانا ہے اور اسی سے اس کی حلاوت کا ظہور ہوتا ہے۔

محبت سے مراد حُبِّ عقلی ہے۔ تفسیرِ بیضاوی کے حوالے سے حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ هُنَا الْحُبُّ الْعَقْلِيُّ الَّذِيْ هُوَ اِيْثَارُ مَا يَقْتَضِي الْعَقْلُ السَّلِيْمُ رُجْحَانَهٗ لِاَنَّ الْمَرِيْضَ الصَّفْرَاوِيْ يَجِدُ طَعْمَ الْعَسَلِ مُرًّا وَالصَّحِيْحُ يَذُوْقُ حَلَاوَتَهٗ عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ۔ اور مراد محبت سے اس حدیث میں محبتِ عقلی ہے جس کو عقلِ سلیم اختیار کرلے کیوں کہ مریض صفراوی شہد کو کڑوا محسوس کرتا ہے اور تندرست اس کا اصلی ذائقہ پاجاتا ہے۔

وَمَعْنٰى حَلَاوَةِ الْاِيْمَانِ اسْتِلْذَاذُ الطَّاعَاتِ وَتَحَمُّلُ الْمَشَاقِّ فِي الدِّيْنِ وَاِيْثَارُ ذٰلِكَ عَلٰى اَعْرَاضِ الدُّنْيَا

اور حلاوتِ ایمانی کا مفہوم عبادات میں لذّت محسوس کرنا، دین کی تمام تکالیف کو برداشت کرنا اور دنیا کے مال واسباب پر ایمان کے تقاضوں کو ترجیح دینا۔

یہ محبت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

وَمَحَبَّةُ الْعَبْدِ لِلّٰهِ تَحْصُلُ بِفِعْلِ طَاعَتِهٖ وَتَرْكِ مُخَالَفَتِهٖ وَكَذٰلِكَ الرَّسُوْلُ[۲۷۹]

[۲۷۹] فتح الباری: ۶۰/۱، باب حلاوۃ الایمان، دار المعرفۃ، بیروت

www.khanqah.org

بندے کو اللہ تعالیٰ کی محبت اطاعت کے اہتمام اور نافرمانی کے اجتناب سے حاصل ہوتی ہے۔

صوفیائے محققین نے فرمایا کہ یہ محبت ان دو باتوں کے علاوہ ذکر اللہ کے دوام اور انعاماتِ الٰہیہ میں تفکر کے التزام اور صحبتِ عاشقانِ حق کے اہتمام سے حاصل ہوتی ہے۔ (از افاداتِ حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

ثَلٰثٌ سے مراد ثَلٰثُ خِصَالٍ ہے یعنی یہ تین خصائل جن میں ہوں گی وہ حلاوتِ ایمان پالے گا۔ اور بِهِنَّ کی شرح ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمائی اَیْ بِوُجُوْدِهِنَّ فِیْ نَفْسِهٖ۔

حلاوتِ ایمانی کے لیے پہلی خصلت

اَنْ یَّکُوْنَ اللہُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا

محبت اللہ اور رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیادہ ہو تمام موجوداتِ کائنات سے۔

اس کے متعلق حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مِمَّا کے بجائے مِمَّنْ کیوں نہیں فرمایا تو اس میں یہ بلاغت ہے کہ مَنْ ذی العقول کے لیے آتا ہے اور ما عام ہے مَنْ یَّعْقِلُ اور مَنْ لَّا یَعْقِلُ پر یعنی ما سے تمام موجوداتِ کائنات کا شمول ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو اور رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت کو عطف سے جمع فرما کر دونوں محبتوں کو شانِ استقلال سے بیان فرما دیا کیوں کہ اگر فَمَنْ یَّدَّعِیْ حُبَّ اللہِ مَثَلًا وَلَا یُحِبُّ رَسُوْلَهٗ لَا یَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور محبتِ رسول سے نہ کرے اس کو محبتِ حق کچھ نافع نہیں۔ وَیُشِیْرُ اِلَیْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰی اَطِیْعُوا اللہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ پس حق تعالیٰ نے اَطِیْعُوْا امر کا اعادہ رسول کے لیے فرمایا اور اولی الامر کے لیے نہیں فرمایا لِاَنَّهُمْ لَا اسْتِقْلَالَ لَهُمْ فِی الطَّاعَةِ کیوں کہ اولی الامر لوگ مستقلاً مطاع نہیں جب تک وہ اطاعتِ حق اور اطاعتِ رسول پر قائم ہوں گے۔[۲۸۰] طفیلی ہو کر متبوع اور مطاع ہوں گے ورنہ ان کی اطاعت خلافِ حق اور خلافِ رسول میں ہرگز نہ ہو گی۔

۲۸۰؎ فتح الباری: ۶۰/۱-۶۲، باب حلاوۃ الایمان، دار المعرفۃ، بیروت

www.khanqah.org

حلاوتِ ایمانی کے لیے دوسرا عمل

مَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ

اس حدیث کا دوسرا جزء یہ ہے کہ کسی بندے سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت کرے۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ

لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ اَیْ لَا یُحِبُّہٗ لِغَرَضٍ وَعَرَضٍ وَعِوَضٍ وَلَا یَشُوْبُ مَحَبَّتَہٗ حَظٌّ دُنْیَوِیٌّ وَلَا اَمْرٌ بَشَرِیٌّ

صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کسی بندے سے محبت کی پانچ علامتیں مرقاۃ میں بیان فرمائی ہیں:

۱) وہ محبت کسی غرض سے نہ ہو صرف رضائے حق کے لیے ہو۔

۲) دنیا کی دولت اور مال ومتاع حاصل کرنے کے لیے نہ ہو۔

۳) کسی معاوضے اور بدلے کے لیے یہ محبت نہ ہو۔

۴) یہ محبت کسی دنیوی لذّت کے لیے نہ ہو۔

۵) یہ محبت کسی تقاضائے بشری کی تکمیل کے لیے نہ ہو۔

بَلْ مَحَبَّتُہٗ تَکُوْنُ خَالِصَۃً لِّلّٰہِ تَعَالٰی فَیَکُوْنُ مُتَّصِفًا بِالْحُبِّ فِی اللّٰہِ تَعَالٰی وَدَاخِلًا فِی الْمُتَحَابِّیْنَ فِی اللّٰہِ[۲۸۱]

بلکہ یہ محبت ہو صرف اللہ کے لیے، پس ہوگی یہ محبت حُب فی اللہ اور یہ دونوں متحابین فی اللہ کہلائیں گے یعنی آپس میں اللہ والی محبت ہے۔

کسی بندے سے اللہ کے لیے محبت پر بخاری شریف کی حدیث سے بشارت

بخاری شریف میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے **باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ وفضل المساجد** کے ذیل میں اس حدیث کو روایت کیا ہے:

سَبْعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ

---

[۲۸۱] مرقاۃ المفاتیح:۹/۱، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

عِبَادَةِ رَبِّہٖ، وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْہُ امْرَأَۃٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اَخْفٰی حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ، وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ [۲۸۲]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات قسم کے آدمی ہیں جن کو عرش کا سایہ حق تعالیٰ ایسے دن عطا فرمائیں گے جس دن کہ کوئی سایہ اس سایہ کے علاوہ نہ ہوگا:

۱) انصاف کرنے والا امام (خلیفہ وامیر)۔

۲) وہ جوان جس نے اپنی جوانی کا عیش ونشاط حق تعالیٰ کی عبادت اور رضا میں قربان کردیا۔ جیسا کہ شرح بخاری میں ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری روایت پیش کی:

وَفِیْ حَدِیْثِ سَلْمَانَ: شَابٌّ اَفْنٰی شَبَابَہٗ وَنَشَاطَہٗ فِیْ عِبَادَۃِ رَبِّہٖ [۲۸۳]

۳) وہ آدمی جس کا دل مساجد میں لٹکا رہتا ہے یعنی منتظر رہتا ہے کہ کب نماز کا وقت آوے اور ہم اس کریم کے دربار میں حاضر ہوں۔

۴) اور وہ دو آدمی جو آپس میں صرف اللہ کے لیے محبت رکھتے ہوں اور ان کا اجتماع اور افتراق محبتِ حق پر ہو۔

۵) اور وہ آدمی جس کو کسی عورت خوبرو اور صاحبِ حسب ونسب نے گناہ کے لیے دعوت دی اور اُس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۶) اور وہ آدمی جس نے صدقہ اس طرح چھپا کر دیا کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خدا کی راہ میں خرچ کیا۔

۷) وہ آدمی جو حق تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجائیں۔

---

۲۸۲ صحیح البخاری: ۹۱/۱، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ، المکتبۃ المظہریۃ

۲۸۳ فتح الباری: ۱۴۵/۲، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ، دار المعرفۃ، بیروت

www.khanqah.org

ان سات خصائل میں سے صرف ایک خصلت کی یہاں تشریح کرتا ہوں جس کا تعلق محبت لِلّٰہ اور محبت فِی اللہ سے ہے۔

محبت لِلّٰہِ اور فِی اللّٰہِ کی تشریح

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری شریف میں فرماتے ہیں کہ حدیثِ مذکور کا چوتھا جُز و محبت فی اللہ وللہ اور اس پر اجتماع اور افتراق سے کیا مراد ہے؟

تَحَابَّا: اَیْ اِشْتَرَکَا فِیْ جِنْسِ الْمَحَبَّۃِ وَاَحَبَّ کُلٌّ مِّنْھُمَا الْاٰخَرَ حَقِیْقَۃً لَا اِظْھَارًا فَقَطْ

محبت آپس میں ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لیے حقیقت میں ہو صرف اظہار کے لیے نہ ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رَجُلَانِ قَالَ کُلٌّ مِّنْھُمَا لِلْاٰخَرِ اِنِّیْ اُحِبُّکَ فِی اللّٰہِ فَصَدَرَا عَلٰی ذٰلِکَ دو آدمیوں نے کہا ایک دوسرے سے کہ میں تجھ سے اللہ کے لیے محبت رکھتا ہوں اور پھر اسی محبت پر وہ واپس ہوئے۔ اِجْتَمَعَا عَلٰی ذٰلِکَ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ اَیْ عَلَی الْحُبِّ الْمَذْکُوْرِ۔ یعنی یہ اجتماع اور افتراق اسی محبت للّٰہی پر ہوا۔

وَالْمُرَادُ اَنَّھُمَا دَامَا عَلَی الْمَحَبَّۃِ الدِّیْنِیَّۃِ وَلَمْ یَقْطَعَا بِعَارِضٍ دُنْیَوِیٍّ سَوَاءٌ اِجْتَمَعَا حَقِیْقَۃً اَمْ لَا حَتّٰی یُفَارِقَ بَیْنَھُمَا الْمَوْتُ[۲۸۴]

اور مراد یہ ہے کہ یہ دونوں اس محبتِ دینیہ پر ہمیشہ قائم رہیں اور اس تعلق اور محبت للّٰہی کو دنیوی تکالیف اور دنیائے حقیر کی خاطر سے قطع نہ کریں خواہ یہ اجتماع ظاہری طور پر ہو کہ ایک جگہ رہتے ہوں یا دور قیام رکھتے ہوں مگر دل سے قریب ہوں یہاں تک کہ ان دونوں کو موت ہی جدا کر دے۔ یعنی آخری سانس تک اس پاک محبت کو قائم رکھتے ہوئے اپنی اپنی قبروں میں سو گئے۔

---

۲۸۴ فتح الباری: ۲/۱۴۵، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلٰوۃ، دار المعرفۃ، بیروت

www.khanqah.org

خدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

دیدۂ سعدی و دل ہمراہِ تست
تا نہ پنداری کہ تنہامی روی

سعدی کی آنکھیں اور دل تیرے ہمراہ ہیں تا کہ تو یہ نہ سمجھے کہ میں تنہا جارہا ہوں۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اگر جسم دور ہو تو دل سے قریب ہونا کافی ہے اور اگر قربِ حسّی ہو اور دل نہ ملے تو یہ ملنا نہیں۔

بقول شاعر ؎

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

اور احقر کا شعر ہے ؎

آنکھ سے آنکھ ملی دل سے مگر دل نہ ملا
عمر بھر ناؤ پہ بیٹھے مگر ساحل نہ ملا

بعض لوگ عمر بھر شیخ کے پاس رہتے ہیں مگر مناسبتِ باطنی نہ ہونے سے نفع تام نہیں ہوتا۔ افسوس کہ بعض لوگ دنیا کے حسینوں سے محبت کرنا جانتے ہیں لیکن اللہ والے جن کی روحیں آفتاب اور ماہتاب سے زیادہ حسین اور روشن ہیں ان کی محبت کرنا نہیں جانتے حالاں کہ دراصل یہی حضرات محبت کے قابل ہیں۔

بقول عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ ؎

مہرِ پاکاں درمیانِ جاں نشاں
دل مدہ الّا بہ مہر دل خوشاں

مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں کی محبت کو جان کے اندر رکھ لو، جمالو، اور خبردار! دل کسی کی محبت میں مت دینا مگر ان کو دل دینا جن کا دل اللہ والا ہونے سے اچھا دل ہوتا ہے۔

www.khanqah.org

ایسے دل کو قرآن میں قلبِ سلیم سے پکارا گیا ہے۔ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ[۲۸۵] برعکس دنیا کے فانی حسینوں کے جن کا انجام یہ ہے کہ افسردہ گل کی طرح کل مرجھائے ہوئے ہوں گے اور ان کے عاشق بھی ندامت سے افسردہ ہوں گے۔

احقر کے اشعار

اُن کے عارض کی عارضی ہے بہار
پھول ان کے سدا بہار نہیں

اپنے کچھ پُرانے اشعار بھی یاد آئے

ان کے عارض کو لغت میں دیکھو
کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

یہ چمن صحراء بھی ہوگا یہ خبر بلبل کو دو
تاکہ اپنی زندگی کو سوچ کر قرباں کرے

تم نے دیکھا بگڑتی بہت صورتیں
ان کی صورت بھی اک دن بگڑ جائے گی

اللہ تعالیٰ کی محبت کا اگر ذرّۂ غم مل جاتا تو بقول علّامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دل قیمتی ہوجاتا

ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دو جہاں سے فراغت ملے

محبت تو اے دل بڑی چیز ہے
یہ کیا کم ہے جو اس کی حسرت ملے

اس غمِ عشق حقیقی پر احقر کا شعر

---

[۲۸۵] الشعراء: ۸۹

قلب جو غم سے ہمکنار نہیں
خارِ صحرا ہے گلعذار نہیں

محبت لِلّٰہِ اور فِی اللّٰہِ کا ایک اور انعامِ عظیم بروزِ محشر

اللہ تعالیٰ کے کسی بندے سے صرف اللہ کے لیے محبت رکھنے کا معمول صوفیا میں سب سے زیادہ ہے کیوں کہ یہ طبقہ اپنے اپنے شیخ سے اور مرشد سے صرف اللہ کے لیے اس قدر محبت رکھتا ہے کہ اس محبت کی روئے زمین پر مثال اور نظیر نہیں ملتی۔ ہمارے حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب بھی حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیتے یا ذکر فرماتے تو آنکھوں میں فرطِ محبت سے آنسو آجاتے۔

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کانپور میں دورانِ تقریر فیضانِ مرشد کی کرامت کا مشاہدہ کرکے فرطِ محبت اور فرطِ تشکّر سے ہائے امداد اللہ کا نعرہ مارا اور پھر منبر پر خاص کیف کی حالت میں بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر سکوت طاری رہا۔ تمام مجمع کا عجیب عالم تھا، ہمارے حضرت مرشدنا پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس وعظ میں موجود تھے اور چشم دید نقشہ احقر کو بتایا۔

ایک مرتبہ ایک بیرسٹر نے حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ سُنا اور بہت متأثر ہوکر کہا

تو مکمل از کمالِ کیستی
تو مجمل از جمالِ کیستی

حضرت والا نے فرمایا

من مکمل از کمالِ حاجیم
من مجمل از جمالِ حاجیم

یہ رفاقت اللہ والوں کی جو دنیا میں ہے اسی کا انعام حشر میں یہ ملے گا کہ ان کو اللہ تعالیٰ جمع فرمادیں گے اگرچہ دونوں بہت دور دور دنیا میں سکونت پذیر رہے ہوں۔

www.khanqah.org

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لَوْاَنَّ عَبْدَيْنِ تَحَابَّا فِی اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَاحِدٌ فِی الْمَشْرِقِ وَاٰخَرُ فِی الْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتَ تُحِبُّهٗ فِیَّ[۲۸۶] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو بندے جو صرف اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں اگر ایک مشرق میں رہتا ہے اور دوسرا مغرب میں رہتا ہے (یعنی انتہائی دوری جس کو بُعد المشرقین والمغربین سے تعبیر کیا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ میدانِ محشر میں ان کو آپس میں ملادیں گے اور ان دونوں سے ارشاد فرمائیں گے: یہ وہی بندہ ہے جس سے تو صرف میری رضا کے لیے محبت رکھتا تھا۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

لَجَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَیْ لِشَفَاعَةِ اَحَدِهِمَا لِلْاٰخَرِ اَوْ فِی الْجَنَّةِ عَلٰی سَبِيْلِ الْمُصَاحَبَةِ وَالْمُزَاوَرَةِ وَالْمُجَاوَرَةِ وَيَقُوْلُ وَهُوَ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّقُوْلَ عَلٰی لِسَانِ مَلَكٍ اَوْبِغَيْرِ وَاسِطَةٍ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا هٰذَا الَّذِیْ كُنْتَ تُحِبُّهٗ فِیَّ اَیْ لِاَجْلِیْ[۲۸۷]

ان عاشقانِ حق کو میدانِ محشر میں حق تعالیٰ شانہٗ اس لیے جمع فرمائیں گے تاکہ ایک دوسرے کی شفاعت کریں یا جنّت میں ساتھ رہنے کی خواہش پوری ہو اور ملاقات اور قرب کے لیے پڑوس میں وہاں بھی رہیں۔

عاشقاں باہم دگر آمیختند

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں بھی عاشقوں کو آپس میں ملادیتے ہیں اور آخرت میں بھی۔

حضرت مرشدی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اہل اللہ سے دنیا

---

۲۸۶ کنز العمال:۹/۴(۲۴۶۴۶)،باب الترغیب فی الصحبۃ،مؤسسۃ الرسالۃ

۲۸۷ مرقاۃ المفاتیح:۹/۲۲۷،باب الحب فی اللہ،دار الکتب العلمیۃ،بیروت

www.khanqah.org

میں رفاقت کا ثمرہ جنّت میں رفاقت کی صورت میں عطا ہو گا کہ یہی جزاء موافق عمل ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی جَزَآءً وِّفَاقًا [۲۸۸] اور فرمایا: بابا فرید عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

بے رفیقے ہر کہ شد در راہِ عشق
عمر بگذشت و نشد آگاہِ عشق

جو شخص بدون رفیق اور راہ بر اللہ تعالیٰ کی محبت کے راستے میں قدم رکھتا ہے اس کی تمام عمر بھی گزر جاوے مگر عشقِ حق کی حقیقت سے اس کی رُوح آشنا نہ ہو گی۔ اس شعر کو حضرت نے پڑھ کر فرمایا کہ عام لوگ سمجھتے نہیں کہ یہ رفیق کا لفظ بابا فرید عطار رحمۃ اللہ علیہ کہاں سے لائے ہیں، دراصل یہ لفظ اسی آیتِ قرآنی سے لیا ہے وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا [۲۸۹] یہ منعم علیہم بندے بڑے اچھے رفیق ہیں، اور فرمایا کہ بظاہر تو یہ جملہ خبریہ ہے لیکن دراصل اس میں انشائیہ بھی پوشیدہ ہے وہ یہ کہ ان کو اپنا رفیق بنالو، اور فرمایا کہ حَسُنَ کا لفظ حق تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرما کر یہ بتادیا کہ ان اللہ والوں سے رفاقت میں جس قدر حُسنِ رفاقت ہو گا اسی قدر نفع ان سے تام ہو گا۔

اگر ہیں آپ صادق اپنے اقرارِ محبت میں
طلب خود کر لیے جائیں گے دربارِ محبت میں

(مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی)

احقر عرض کرتا ہے کہ عام حضرات کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ پر عمل کرتے ہیں لیکن ان صادقین متقین کاملین کی صحبت سے نفع پورا نہیں پاسکے کیوں کہ ان کی طرف سے صدق میں کمی تھی۔ حضراتِ صادقین تو قیامت تک حق تعالیٰ شانہٗ پیدا فرماتے رہیں گے اور ہر دور اور ہر صدی میں جماعت کی جماعت صادقین کا وجود اس آیت کے صدق کے لیے عقلاً ضروری ہے ورنہ یہ لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نے ہم کو صادقین کی صحبت

۲۸۸؎ النبأ: ۲۶
۲۸۹؎ النسآء: ۶۹

www.khanqah.org

میں بیٹھنے کا حکم دیا اور صادقین کو دنیا سے اٹھالیا اور قرآن قیامت تک کے لیے نازل ہوا ہے لہٰذا تاابد عاشقانِ حق کا دنیا میں وجود ضروری ہوا۔ البتہ ہماری طرف سے بھی ان صادقین کے پاس رہنے میں صدق ضروری ہو۔ یعنی یہ حضرات افادے میں مخلص اور صادق ہوں اور ہم استفادے میں مخلص اور صادق ہوں پھر نفع میں کوئی چیز مانع نہیں۔

ان ہی کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے
وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

اُن سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

مجھے سہل ہو گئیں منزلیں کہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

حضرت مرشدی شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حکیم اختر! شیخ کامل متبعِ سنت وشریعت کے فیض سے اللہ تعالیٰ کا راستہ نہ صرف یہ کہ آسان ہو جاتا ہے بلکہ لذیذ تر بھی ہو جاتا ہے۔ چناں چہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تھانہ بھون سے کیا پایا۔

آمدہ بودم بتوبت در بغل
از درِ فیضت مسلماں می رَوَم

آہن کو سوزِ دل سے کیا نرم آپ نے
نا آشنائے درد کو بسمل بنا دیا

نقشِ بُتاں مٹایا دکھایا جمالِ حق
آنکھوں کو آنکھیں دل کو مرے دل بنادیا

مجذوبؔ در سے جاتا ہے دامن بھرے ہوئے
صد شکرِ حق نے آپ کا سائل بنا دیا

علّامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ جو پہلے تصوف کی طرف التفات بھی نہ کرتے تھے۔ چند روز حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس تھانہ بھون کا لطف چکھنے کے بعد یوں بزبانِ حال وبزبانِ قال گویا ہوئے۔

جانے کس انداز میں تقریر کی
پھر نہ پیدا شبۂ باطل ہوا
آج ہی پایا مزہ قرآن کا
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا
چھوڑ کر تدریس و درس و مدرسہ
شیخ بھی رندوں میں اب شامل ہوا

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تدریس ودرس ومدرسہ کے چھوڑنے سے اہلِ ظاہر کو اشکال نہ ہونا چاہیے کہ ترک سے مراد ترکِ اکتفاء اور قناعت ہے جو اصلاحِ باطن اور نسبت مع اللہ کے حصول سے غافل رکھے، اور اہل اللہ کے پاس جو پندار علم جانے سے اور استفادہ سے مانع بن جائے اس پندار کا ترک مراد ہے۔ اور جب سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر شروع کیا تو وہ لطف آیا کہ بے ساختہ کہہ اُٹھے۔

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے

اور لُطفِ نمازِ تہجد کے متعلق فرمایا۔

وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے
صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

حدیث

مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلّٰہِ اِلَّا اَکْرَمَ رَبَّہٗ عَزَّوَجَلَّ- رَوَاہُ اَحْمَدُ[۲۹۰]

---

۲۹۰ مسند احمد:۵٦۲/۳٦ (۲۲۲۲۹)، مؤسسة الرسالة

www.khanqah.org

جو بندہ کسی بندے سے (اس کے اہل اللہ ہونے کے سبب) محبت کرتا ہے صرف اللہ کے لیے تو اس نے حق تعالیٰ کی عظمت اور جلالتِ شان کا اکرام کیا۔ یعنی حق تعالیٰ کے ساتھ جو اُن کی نسبت ہے اس کا احترام کیا۔

ایک ملفوظ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کہ میں نے ہمیشہ اللہ کرنے والوں کا ادب کیا ہے۔ گو ان سے کچھ لغزشیں بھی ہوتی ہوں، حالاں کہ میں صاحبِ فتویٰ ہوں مگر اہل اللہ پر فتویٰ کبھی جاری نہیں کیا۔ سب اہل اللہ سے میں نے دعا لی ہے۔

(ملفوظاتِ حُسن العزیز: ۱۵۴، مطبوعہ ملتان)

محبت لِلّٰہی اور فی اللّٰہی کا انعام

حدیثِ قدسی

وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ[۲۹۱]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا حق تعالیٰ نے کہ میری محبت ان بندوں کے لیے واجب ہو جاتی ہے جو آپس میں میرے لیے محبت رکھتے ہیں اور میرے لیے بیٹھتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فِیَّ سے مراد فِیْ حُبِّیْ اور سَبِیْلِیْ ہے اور وَجَبَتْ سے مراد ثَبَتَتْ اَوْ تَقَدَّمَتْ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے بہترین راستہ اہل اللہ سے صرف اللہ کے لیے محبت کرنا ہے۔

۲۹۱؎ موطأ امام مالك: ۲۳۷، باب ما جاء في المتحابين في الله

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس دور میں اہلِ علم علمِ نبوت تو حاصل کر لیتے ہیں اور نورِ نبوت اللہ والوں کے سینوں سے ان کی صحبتوں میں رہ کر نہیں حاصل کرتے اسی سبب سے اعمال اور اخلاق میں کوتاہیاں طاری رہتی ہیں۔ اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ والوں کی محبت کا سوال اس طرح فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ[۲۹۲]

اس دعا میں تین محبتوں کا سوال ہے:(۱)اللہ تعالیٰ کی محبت (۲) عاشقانِ حق کی محبت(۳) اُن اعمال کی محبت جو محبتِ الٰہیہ سے قریب کرنے والے ہیں۔ علّامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا میں حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے اس سے آسان اور لذیذ تر اور قریب تر راستہ کہ اہل اللہ سے محبت کی جائے میرے نزدیک اس حدیث کی روشنی میں نہیں ہے۔

اس مضمون کی تائید میں ملاحظہ ہو:

ملفوظ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (از: کمالاتِ اشرفیہ، ص:۵۸،م:۲۵۲) فرمایا کہ محبتِ حق پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ محبت والوں کے پاس بیٹھنا شروع کر دے

آہن کہ بپارس آشنا شد
فی الفور بصورتِ طلا شد

جو لوہا کہ پارس پتھر سے مل گیا فی الفور سونا بن جاتا ہے۔ اہل اللہ کی صحبت سے ذکر اللہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ جس طرح تسبیح ہاتھ میں رکھنے سے خدا یاد آجاتا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کو دیکھ کر بھی خدا یاد آتا ہے اور ذکر خواہ ناغہ سے ہو، بے لذّت ہو اپنا کام دکھاتا ہے، ایک دن ایسا اللہ نکلے گا کہ اسی وقت صاحبِ نسبت ہو جاؤ گے، اور واصل ہو جاؤ گے۔

یہاں تک کی تعبیرات احقر کی طرف سے حضرت والا کے دیگر ملفوظات سے پیش کی گئیں جو کمالاتِ اشرفیہ میں موجود ہیں، اب الفاظ وعبارت کی نقل ملاحظہ ہو جو

۲۹۲؎ جامع الترمذی: ۲/۱۸۷، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

صفحۂ مذکور پر ہے فرمایا کہ ذکرِ بے لذّت پر بھی مداومت کرنے سے معیتِ حق کا انکشاف اور قلب کی صحت حاصل ہوجاتی ہے جس کے سامنے ساری لذّتیں گرد ہیں۔

محبت لِلّٰہی اور فِی اللّٰہی کا ایک اور انعام

(اس محبت کی برکت سے بہت جلد آدمی دیندار ہوجاتا ہے)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ[۲۹۳]

ہر شخص اپنے گہرے دوست کے دین پر ہوجاتا ہے پس چاہیے کہ جس کو خلیل بناؤ خوب دیکھ لو کہ کیسا ہے؟

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

قَوْلُہٗ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ اَیْ غَالِبًا، وَالْخُلَّۃُ الْحَقِیْقِیَّۃُ لَا تُتَصَوَّرُ اِلَّا فِی الْمُوَافَقَۃِ الدِّیْنِیَّۃِ اَوِ الْخُلَّۃُ الظَّاھِرَۃُ قَدْ تُفْضِیْ اِلٰی حُصُوْلِ مَاغَلَبَ عَلٰی خَلِیْلِہٖ مِنَ الْخَصْلَۃِ الدِّیْنِیَّۃِ۔ وَقَالَ الْغَزَالِیُّ: مُجَالَسَۃُ الْحَرِیْصِ وَمُخَالَطَتُہٗ تُحَرِّکُ الْحِرْصَ وَمُجَالَسَۃُ الزَّاھِدِ وَمُخَالَطَتُہٗ تُزَھِّدُ فِی الدُّنْیَا لِاَنَّ الطِّبَاعَ مَجْبُوْلَۃٌ عَلَی التَّشَبُّہِ وَالْاِ قْتِدَاءِ بَلِ الطَّبْعُ یَسْرِقُ مِنَ الطَّبْعِ مِنْ حَیْثُ لَا یَدْرِیْ وَالْخُلَّۃُ الصَّدَاقَۃُ وَالْمَحَبَّۃُ الَّتِیْ تَخَلَّلَتِ الْقَلْبَ فَصَارَتْ خِلَالَہٗ اَیْ فِیْ بَاطِنِہٖ[۲۹۴]

خلاصۂ ترجمہ: حقیقی محبت اور خلّہ صرف اہل اللہ میں پائی جاتی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حریص دنیا کی صحبت اور میل جول حریصِ دنیا بنادیتی ہے اور دنیا کی محبت سے پاک بندے یعنی زاہدین کی صحبت زاہد بنادیتی ہے کیوں کہ انسان کی طبیعت میں

---

۲۹۳ سنن ابی داؤد: ۳۰۸/۲ (۴۸۳۵)، باب من یؤمر ان یجالس، ایچ ایم سعید

۲۹۴ مرقاۃ المفاتیح: ۲۲۴/۹، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

فطری طور پر تشبہ اور اقتدا اور نقل کا مادّہ ہوتا ہے۔ پس طبائع غیر شعوری طور پر دوسری طبائع سے اخلاق چُرا لیتے ہیں۔ خلّتہ وہ محبت ہے جو قلب کے باطن میں داخل ہو جاوے۔

محبت لِلّٰہی اور فِی اللّٰہی کا ایک اور انعام

(اس محبت کی برکت سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَہٗ فِیْ قَرْیَۃٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰہُ لَہٗ عَلٰی مَدْرَجَتِہٖ مَلَکًا قَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ قَالَ اُرِیْدُ اَخًا لِیْ فِیْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ قَالَ ھَلْ لَّکَ عَلَیْہِ مِنْ نِعْمَۃٍ تَرُبُّھَا قَالَ لَا غَیْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُہٗ فِی اللّٰہِ قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَہٗ فِیْہِ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ[۲۹۵]

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک شخص نے ایک شخص کی دوسری بستی میں جا کر ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ نے راستے میں ایک فرشتہ مقرر فرمایا اس نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اُس نے کہا: میرا بھائی جو اس بستی میں رہتا ہے اس سے ملنے جارہا ہوں۔ فرشتے نے دریافت کیا کہ کیا وہ آدمی تیرا مملوک ہے یا تیری اولاد ہے یا ایسا شخص ہے جس کا خرچ تجھ پر لازم ہے یا اس پر شفقت تیرے ذمہ ہے؟ کہا: نہیں! میں صرف اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت رکھتا ہوں۔ اس فرشتے نے اس کو خوشخبری سنائی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول یعنی بھیجا ہوا فرشتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنا محبوب بنالیا جیسا کہ تو نے اس بندے سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت کی۔

ھَلْ لَّکَ عَلَیْہِ مِنْ نِعْمَۃٍ تَرُبُّھَا اَیْ تَقُوْمُ بِاِصْلَاحِھَا وَاِتْمَامِھَا اَیْ ھَلْ ھُوَ مَمْلُوْکُکَ اَوْ وَلَدُکَ اَوْ غَیْرُھُمَا مِمَّنْ ھُوَ فِیْ نَفَقَتِکَ وَشَفَقَتِکَ لِتُحْسِنَ اِلَیْہِ مِنْ رَبِّ فُلَانٍ[۲۹۶]

---

۲۹۵ صحیح مسلم:۲/۳۱۷، باب فی فضل الحب فی اللہ تعالیٰ، ایچ ایم سعید

۲۹۶ مرقاۃ المفاتیح:۹/۲۲۱، باب الحب فی اللہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

حصولِ حلاوتِ ایمان کے لیے حدیث کا تیسرا جُز

وَمَنْ یَّکْرَہُ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَہُ اللہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ[۲۹۷]

یعنی جس شخص کو کفر کی طرف لوٹنا اس قدر ناگوار ہو جیسے کہ اس کو اگر آگ میں ڈالا جاوے تو اُسے ناگوار ہو اس آگ میں جانا، ایسے شخص کو بھی حلاوت ایمان کی عطا ہو گی۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ، ج:۹، ص:۷۶ پر اس حدیث کی شرح کے ذیل میں فرماتے ہیں:

وَفِیْہِ اِیْمَاءٌ اِلٰی قَوْلِ السَّادَۃِ الصُّوْفِیَّۃِ اَلْحِجَابُ اَشَدُّ مِنَ الْعَذَابِ[۲۹۸]

اس جُز میں اشارہ ہے صوفیائے کرام کے اس قول کی طرف کہ حجاب اشد ہے عذاب سے۔ اس حدیث کے جزءِ اوّل اور جزءِ ثانی میں فضائل سے تحلّی ہے اور اس تیسرے جز میں رذائل سے تخلّی ہے۔

حصولِ حلاوتِ ایمانی کے لیے ایک اور خاص عمل

(بد نظری یعنی بد نگاہی سے بچنے پر بھی اس انعام کا وعدہ ہے)

حدیثِ قدسی

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّظَرَ سَھْمٌ مِّنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَکَھَا مَخَافَتِیْ اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ[۲۹۹]

نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر میں بُجھا ہوا تیر ہے، جو شخص مجھ سے ڈر کر اس

---

[۲۹۷] صحیح البخاری:۱/۷، باب من کرہ ان یعود فی الکفر، المکتبۃ القدیمیۃ

[۲۹۸] مرقاۃ المفاتیح:۱/۷۷، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ

[۲۹۹] کنزالعمال:۵/۳۲۸ (۱۳۰۶۸)، فی مقدمات الزنا و الخلوۃ بالاجنبیۃ، مؤسسۃ الرسالۃ / المستدرک للحاکم:۴/۳۴۹ (۷۸۷۵)

www.khanqah.org

کو چھوڑ دے گا میں اس کے بدلے میں اُسے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔

حدیثِ قدسی کی تعریف

حدیثِ قدسی وہ حدیث ہے جس کا مفہوم پیغمبر کے دل پر بذریعۂ الہام یا خواب یا بواسطۂ فرشتہ القاء کیا جاتا ہے پھر نبی اس کو اپنے الفاظ سے تعبیر کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرکے بیان کرتا ہے اور قرآنِ پاک کا ہر لفظِ معیّن جبرئیل علیہ السلام کی طرف سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْحَدِیْثِ الْقُدْسِیِّ وَالْقُرْاٰنِ اَنَّ الْاَوَّلَ یَکُوْنُ بِالْاِلْھَامِ اَوْمَنَامٍ اَوْ بِوَاسِطَۃِ مَلَکٍ بِالْمَعْنٰی فَیُعَبِّرُہٗ بِلَفْظِہٖ وَیُنْسِبُہٗ اِلٰی رَبِّہٖ وَالثَّانِیْ لَایَکُوْنُ اِلَّا بِاِنْزَالِ جِبْرِیْلَ بِاللَّفْظِ الْمُعَیَّنِ[۳۰۰]

نگاہ بچانے میں چوں کہ مجاہدہ شدید ہوتا ہے اس لیے اس پر اجر اور مشاہدہ بھی عظیم ہے اور یہ مجاہدہ ایک دن کا نہیں تمام عمر کا ہے۔

ہائے جس دل نے پیا خونِ تمنا برسوں
اس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلمان ہوں گے

علّامہ ابنِ قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس نے اپنی بصارت کو خدا کے خوف سے حرام جگہوں سے بچایا اس کو اس کے بدلے میں بصیرت (باطنی روشنی) دے دی جاتی ہے۔

حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بدنگاہی کا ارتکاب کرتا ہے اس کو ذکر کی حلاوت سے محروم کردیا جاتا ہے تاوقتیکہ توبہ نہ کرے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ جب نگاہ کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے تو نگاہ کی حفاظت نہ کرنے پر حلاوت حاصل شدہ چھن جانے کا خطرہ ظاہر ہے۔

۳۰۰؎ مرقاۃ المفاتیح: ۹۵/۱، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ

احقر نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ ہم لوگ نگاہ کی حفاظت سے حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا مقام یعنی حق تعالیٰ کی راہ میں سلطنتِ بلخ لٹانے کا درجہ حاصل کرسکتے ہیں اگرچہ ہم سلطان نہیں اور نہ سلطنت لٹانے کے لیے سلطنت کے مالک ہیں۔ ایک صاحب نے دریافت کیا: وہ کیسے؟ میں نے عرض کیا: اگر اچانک کسی ایسے حسین پر نظر پڑ جاوے جس کو آپ سلطنتِ بلخ دے کر بھی حاصل کرنا ارزاں سمجھتے ہوں اُس وقت خدا کے خوف سے تعلق نہ قائم کیجیے اور نہ دیکھیے بس آپ نے گویا سلطنتِ بلخ کا متبادل خدا کے نام پر لُٹا دیا۔

حضرت اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہم نے لیا ہے دردِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اِک گُلِ تر کے واسطے ہم نے چمن لُٹا دیا

درحقیقت ان حسینوں کو دیکھنے سے جو عارضی لذّت حاصل ہوتی ہے وہ ان کی یاد میں جلنے اور تڑپنے اور نیند حرام ہو جانے نیز صحت جسمانی اور روحانی کے تباہ ہو جانے سے کہیں مہنگی پڑتی ہے۔

ان سے جو اٹھانی پڑی ہے ہم کو مصیبت
ہم جانتے تو ہرگز انہیں پیار نہ کرتے

اس کے بعد جو رسوائیاں اور ذلتوں کے چرچے اس حُسن پرستی پر ان کے عاشقوں کو سننے پڑتے ہیں وہ الگ عذاب ہوتا ہے۔

جو پہلے دن ہی سے دل کا نہ ہم کہا کرتے
تو اب یہ لوگوں سے باتیں نہ ہم سنا کرتے

بعض نادان لوگ کہتے ہیں کہ صرف دیکھ لینے یا اُن کا معانقہ کرنے سے یا صرف لبوں سے اُن کا بوسہ لینے سے کیا ہوتا ہے گناہ نہ کریں گے۔ اس نادانی کے متعلق ایسے نادانوں کی خدمت میں صرف اتنا ہی عرض ہے۔

میرے لب اور ان کے رُخ پر انتہا ہوتی نہیں
بے ہوئے رسوائی ختم مُدّعا ہوتی نہیں

یعنی نفس کے یہ ابتدائی منازل کشاں کشاں انتہائی منزل تک ضرور پہنچا دیتے ہیں۔ ایک گناہ سے دوسرے گناہ کی زوردار خواہش اور کشش پیدا ہوتی ہے۔

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند ارشادات

یہاں پر حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات نقل کرتا ہوں جس سے ہر گناہ سے بچنا آسان ہے اور خاص کر بدنگاہی کے گناہ سے:

۱) فرمایا کہ شیطان کے گمراہ کرنے کے لیے دوسرا شیطان نہیں آیا تھا بلکہ یہی نفس تھا جس نے اس کو ابلیس بنایا ورنہ اس کا نام عزازیل تھا پس نفس کا مغلوب کرنا کفّار کے مغلوب کرنے سے اہم ہے۔ اسی واسطے مجاہدۂ نفس کو جہادِ اکبر کہا گیا ہے۔

۲) فرمایا کہ یاد رکھو! خدا کی نافرمانی کے ساتھ مشاہدۂ جمالِ حق کبھی نہیں ہو سکتا۔ دل اور روح کی آنکھیں اُس وقت کھلتی ہیں جب نفس کو شہوت ولذّت کی حرام جگہ سے روکا جائے۔

۳) فرمایا کہ جس قدر نافرمانی ہوتی جاتی ہے حق سبحانہٗ سے تعلق بندے کا گھٹتا چلا جاتا ہے اور اس دوسرے ضرر کا تقاضا یہ ہے کہ اگر گناہوں پر عقوبت اور سزا کا اندیشہ نہ بھی ہوتا تب بھی گناہ نہ کرنا چاہیے۔

۴) فرمایا کہ معصیت سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل ہمت خود کرے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے ہمت طلب کرے اور خاصانِ خدا سے بھی دعا کرائے۔ ان شاء اللہ! گناہوں سے بچنے کی ضرور ہمت ہو گی۔

صاحبو! کامیابی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں: ایک اپنی ہمت دوسرے بزرگوں کی دعا۔ ان دونوں پہیّوں سے گاڑی کو چلاؤ۔ ایک پہیّہ کافی نہیں۔

۵) فرمایا کہ تقاضائے معصیت پر عمل کرلینے کے بعد جو ایک قسم کا سکون محسوس ہوتا

ہے ہر گز قابلِ قدر نہیں کیوں کہ یہ کیفیت ہے عمل نہیں۔ اور کیفیت موجبِ قرب نہیں بلکہ عمل باعثِ قرب ہے۔

۶) فرمایا کہ طاعات کے ساتھ تقاضائے معصیت موجبِ قرب ہے اور معصیت کے ساتھ عدمِ تقاضا موجبِ قرب نہیں ہو سکتا بلکہ اِرتکاب سے پہلے جو اس تقاضے کی وہ مخالفت کرتا تھا یہ مقاومت (مقابلہ) اور مجاہدے کی ایک فرد تھی جو موجبِ قرب ہے۔

۷) فرمایا کہ در حقیقت یہ شیطان کا ایک دھوکا ہے کہ گناہ کر لینے سے تقاضا کم ہو جائے گا۔ کیوں کہ ارتکابِ معصیت سے فی الحال کچھ دیر کو تقاضا کم ہو جائے گا مگر اس کا اثر یہ ہو گا کہ آئندہ مادّۂ معصیت قوی ہو جاوے گا اور ازالۂ قدرت سے باہر ہو جائے گا (یعنی گناہ کرنے سے وقتی سکون ہو گا لیکن کچھ دیر بعد پہلے سے بھی شدید تقاضا ہو گا اور بار بار گناہ سے یہ تقاضا روز بروز اتنا بڑھتا جاوے گا کہ گناہ چھوڑنا مشکل ہو جاوے گا)۔

۸) فرمایا کہ گناہوں کی آگ خدائی آگ ہے جس کی خاصیت یہ ہے نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ[۳۰۱] یہ اللہ کی آگ ہے روشن کی ہوئی کہ دلوں تک اپنا اثر داخل کر دے گی۔ اس کا اصل محل قلب ہے۔ اور دعویٰ سے کہا جاسکتا ہے کہ گناہ گار کا دل بے چین رہتا ہے۔ اس کو راحت وچین نصیب نہیں ہوتا۔ گناہ سے دل ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہے جس کا تجربہ نزولِ حوادث کے وقت (یعنی مصیبتوں کے نزول میں) ہوتا ہے کہ متقی اُس وقت مستقل مزاج ہوتا ہے اور گناہ گار حواس باختہ ہو جاتا ہے۔

احقر عرض کرتا ہے گناہ گار کو نہ موت آتی ہے نہ حیات سُکھ کی پاتا ہے لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰی[۳۰۲] کی زندگی جو دوزخیوں کی ہوتی ہے وہی دنیا ہی میں اس کی ہو جاتی ہے۔ اعمالِ دوزخ سے زندگی کا دوزخی کے مثل بننا اور اعمالِ جنّت سے دنیا ہی میں زندگی کا پُر سکون ہونا یعنی مثل جنّتی کے ہونا عقلاً اور تجربتًا مُسلّم ہے۔

حضرت پرتاب گڑھی فرماتے ہیں

---

[۳۰۱] الھمزۃ: ۶-۷

[۳۰۲] الاعلیٰ: ۱۳

www.khanqah.org

اُف کتنا ہے تاریک گناہ گار کا عالَم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالَم

احقر کا ایک شعر

نہ نکلی نہ اندر رہی جانِ عاشق
عجب کشمکش میں رہی جانِ عاشق

اور نصِ قطعی سے قرآن میں اس بات کا اعلان فرمادیا گیا ہے کہ نیک بندوں کو حَیٰوۃً طَیِّبَۃً [۳۰۳] (بالُطف زندگی) عطا ہوتی ہے اور نافرمانوں کو مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا [۳۰۴] (تلخ زندگی) ملتی ہے۔

۹) فرمایا کہ مسلمان کو گناہ کرتے وقت خدائے تعالیٰ کا خوف ضرور ہوتا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے اور آخرت میں عذاب ہوگا۔ یہ خیال ساری لذّت کو مکدّر کردیتا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان کو گناہ میں پوری لذّت نہیں مل سکتی۔

احقر عرض کرتا ہے بالخصوص وہ مسلمان جو نیک صحبتوں میں رہتے ہیں اور اہل اللہ کے پاس آنا جانا رکھتے ہیں۔ ان کی مجالس میں ان کی روحانی باتیں سنتے ہیں اور کچھ اللہ اللہ کرنے کی توفیق بھی ہوجاتی ہے جن کو اصطلاح میں سالکین سے تعبیر کیا جاتا ہے، ایسے حضرات سے اگر کبھی گناہ ہوجاتا ہے تو اُن کو بہت ہی بے چینی اور سخت پریشانی لاحق ہوتی ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ جس گھر میں روشنی پہلے سے ہو پھر اندھیرا اچانک بجلی فیل ہونے سے ہوجاوے تو گھر والے گھبرا جاتے ہیں، اور جس گھر میں پہلے ہی سے اندھیرا ہو اُن کو اندھیروں سے کیا گھبراہٹ ہوگی۔ وہ تو مثل چمگادڑ اندھیروں سے مانوس ہوگئے ہیں اور روشنی ہی سے نفور اور دور ہوچکے ہیں۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو فرمایا ہے

۳۰۳؎ النحل: ۹۷
۳۰۴؎ طٰہٰ: ۱۲۴

www.khanqah.org

بر دلِ سالک ہزاراں غم بُوَد
گرز باغِ او خلالے کم بُوَد

سالک کے دل پر ہزاروں غم ٹوٹ پڑتے ہیں اگر اس کے باغِ دل سے ایک خلال (یعنی تنکا) بھی کم ہوتا ہے۔ اور جن کا دل خدا کی غفلت سے ویران ہے ان کو کیا محسوس ہو گا؟

۱۰) عشقِ مجازی کے متعلق فرمایا کہ یہ سخت ابتلاء کی چیز ہے۔ اس سے بہت بچنا چاہیے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس معاملے میں خود مجھ کو اپنا اعتبار نہیں اور چوں کہ میں خود کوئی چیز نہیں اس لیے میری حیثیت سے یہ بے اعتمادی کوئی ایسی اہم نہیں۔ لیکن جو شخص مجھ کو بڑا سمجھتا ہے اور مجھ سے عقیدت رکھتا ہے اس کے لیے یہ عبرت کی بات ہے کہ جس کو ہم بڑا سمجھتے ہیں جب اس کی یہ حالت ہے تو بہت ہی احتیاط رکھنا چاہیے۔

۱۱) فرمایا کہ عشق حسین لڑکوں کا حرام ہے اور اس کی تاریکی عورتوں کے عشق سے بھی شدید ہے۔ گو دونوں حرام ہیں لیکن اَمردوں (لڑکوں) کا عشق حرام در حرام ہے اور گُو در گُو ہے۔ کیوں کہ حلّت کا وہاں گزر ہی نہیں۔ عورتیں تو فی نفسہٖ محلِ حلت تو ہیں گو عارض کے سبب وہ حلت ثابت نہیں۔ (یعنی عورت کا شوہر مر جاوے تو اس سے نکاح کر لیا جاوے، لیکن اَمرد سے تو کبھی بھی یہ تعلق جائز نہ ہو گا)

اَمرد کے متعلق علّامہ شامی کی تحقیق

حسین اَمرد کا حکم مثل عورت کے ہے:

اَلْاَمْرَدُ هُوَ الشَّابُّ الَّذِیْ طَرَّ شَارِبُهٗ وَلَمْ تَنْبُتْ لِحْیَتُهٗ قَالَ فِی الْمُلْتَقَطِ: اَلْغُلَامُ اِذَا بَلَغَ مَبْلَغَ الرَّجُلِ وَلَمْ یَکُنْ صَبِیْحًا فَحُکْمُهٗ حُکْمُ الرِّجَالِ وَاِنْ کَانَ صَبِیْحًا فَحُکْمُهٗ حُکْمُ النِّسَاءِ وَهُوَ عَوْرَةٌ مِنْ فَرْقِهٖ اِلٰی قَدَمِهٖ

وہ لڑکا جس کے داڑھی مونچھ نہ ہو اگرچہ بالغ ہو گیا ہو اور خوبصورت ہو تو اس کا حکم مثل عورت کے ہے یعنی سر سے پیر تک اس کا دیکھنا حرام ہو گا، لیکن شرط یہ ہے کہ یہ

www.khanqah.org

شہوت سے دیکھنا ہو۔

اَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّہٗ یَحْرُمُ النَّظَرُ اِلٰی غَیْرِ الْمُلْتَحِیْ بِقَصْدِ التَّلَذُّذِ بِالنَّظَرِ وَتَمَتُّعِ الْبَصَرِ بِمَحَاسِنِہٖ

اور علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لیکن اگر داڑھی تھوڑی ہو اور کسی کو اُس کے دیکھنے میں شہوت اور میلانِ نفس محسوس ہو تو اس کا دیکھنا بھی حرام ہو گا۔ بلکہ بعض فاسقوں کو ایسے لوگوں کی طرف میلان زیادہ ہوتا ہے۔

اَقُوْلُ وَھٰذَا شَامِلٌ لِمَنْ نَبَتَ عِذَارُہٗ بَلْ بَعْضُ الْفَسَقَۃِ یُفَضِّلُہٗ عَلَی الْاَمْرَدِ خَالِی الْعِذَارِ

اور علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کی طرف بد نظری شدید گناہ ہے لیکن اَمردوں کی طرف نظرِ شہوت اشد گناہ ہے

اِنَّ حُرْمَۃَ النَّظَرِ اِلَیْہِ بِشَھْوَۃٍ اَعْظَمُ اِثْمًا لِاَنَّ خَشْیَۃَ الْفِتْنَۃِ بِہٖ اَعْظَمُ مِنْھَا وَلِاَنَّہٗ لَا یَحِلُّ بِحَالٍ بِخِلَافِ الْمَرْأَۃِ

لیکن اگر شہوت اور میلانِ نفس نہ ہو تو خلوت اور نظر میں کوئی مضایقہ نہیں وَاَمَّا الْخَلْوَۃُ وَالنَّظَرُ اِلَیْہِ لَا عَنْ شَھْوَۃٍ لَا بَاْسَ بِہٖ وَلِھٰذَا لَمْ یُؤْمَرْ بِالنِّقَابِ [۳۰۵]

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ، مرقاۃ میں فرمایا ہے کہ وَکَذٰلِكَ یَحْرُمُ النَّظَرُ اِلَی الْاَمْرَدِ اِذَا کَانَ حَسَنَ الصُّوْرَۃِ أُمِنَ مِنَ الْفِتْنَۃِ اَمْ لَا ھٰذَا ھُوَ الْمَذْھَبُ الصَّحِیْحُ الْمُخْتَارُ حسین اَمرد کو دیکھنا حرام ہے خواہ فتنے سے مامون اور محفوظ ہی کیوں نہ ہو۔

لِاَنَّہٗ فِیْ مَعْنَی الْعَوْرَۃِ فَاِنَّہٗ یُشْتَھٰی وَصُوْرَتُہٗ فِی الْجَمَالِ کَصُوْرَۃِ الْمَرْأَۃِ بَلْ رُبَمَا کَانَ کَثِیْرٌ مِّنْھُمْ اَحْسَنَ صُوْرَۃٍ مِّنْ کَثِیْرٍ مِّنَ النِّسَاءِ بَلْ ھُمْ

---

۳۰۵ ردالمحتار: ۸۰/۲، باب شروط الصلوٰۃ، مطلب فی النظر الی وجہ الامرد، دار عالم الکتب، الریاض

www.khanqah.org

بِالتَّحْرِيْمِ اَوْلٰى لِمَا يَتَمَكَّنُ فِيْ حَقِّهِمْ مِنْ طُرُقِ الشَّرِّ مَالَا يَتَمَكَّنُ مِنْ مِّثْلِهٖ فِيْ حَقِّ الْمَرْأَةِ[۳۰۶]

کیوں کہ اَمرد معنوی طور پر عورت ہے کہ وہ محلِّ شہوت ہے۔ اور اس کی صورتِ جمال میں مثل عورت کے ہے بلکہ اکثر امارد حسن میں اکثر عورتوں سے اشد اور احسن ہیں۔ بلکہ امارد کی حرمت عورتوں کی حرمت سے شدید تر ہے۔ کیوں کہ امارد تک رسائی کے برائے شہوت بہت طریقے ہیں برعکس عورتوں تک رسائی کے کہ وہاں موانع زیادہ ہیں۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لیکن فیصلہ جمہور اُمّت کا یہ ہے کہ اِنَّمَا يَحْرُمُ النَّظَرُ اِذَا كَانَ عَلٰى وَجْهِ الشَّهْوَةِ یعنی حسین امارد کو دیکھنے کی حرمت مشروط ہے جب کہ دیکھنا شہوت سے ہو۔

علّامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم کا ارشاد

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ علّامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

قَالَ النَّوَوِيُّ: وَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّحْتَرَزَ عَنْ مُّصَافَحَةِ الْاَمْرَدِ الْحَسَنِ الْوَجْهِ فَاِنَّ النَّظَرَ اِلَيْهِ حَرَامٌ، وَقَالَ اَصْحَابُنَا: كُلُّ مَنْ حَرُمَ النَّظَرُ اِلَيْهِ حَرُمَ مَسُّهٗ بَلْ مَسُّهٗ اَشَدُّ فَاِنَّهٗ يَحِلُّ النَّظَرُ اِلَى الْاَجْنَبِيَّةِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا- وَفِيْ حَالِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَلَا يَجُوْزُ مَسُّهَا فِيْ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ[۳۰۷]

حسین اَمرد سے مصافحہ سے بھی احتراز چاہیے کیوں کہ جب اُن کی طرف نظر حرام ہے تو مصافحہ بدرجۂ اولیٰ قابلِ احتراز ہے۔ (مَس اشد ہے نظر سے) ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ہر وہ کہ جس کو دیکھنا حرام ہوگا اس کا چھونا اشد حرام ہوگا۔ پس تحقیق کہ اجنبیہ کو بوقتِ نکاح دیکھنا جائز ہے اور اسی طرح بیع و شرا کے وقت اور مثل اسی کے (اور بعض مواقع میں) لیکن مَس یعنی چھونا ان مواقع پر بھی جائز نہیں۔

۳۰۶ مرقاۃ المفاتیح: ۲۵۲/۶، باب النظر الی المخطوبۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۳۰۷ مرقاۃ المفاتیح: ۴۹۴/۸، باب المصافحۃ والمعانقۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

حکایت

ایک صاحب نے کہا کہ ایک صورت سے بڑا مجاہدہ کرنا پڑا تھا لیکن چند دن بعد اُن کی توند نکل آئی اور جسم بے ہنگم ہوگیا اور سارا عشق ٹھنڈا پڑ گیا۔ احقر نے عرض کیا ان فانی محبتوں کا یہی انجام حسرت اور ندامت ہوتا ہے اور فی البدیہ یہ شعر ہوا؂

اس کو بے ہنگم جو دیکھا سرد تھا ہنگامِ عشق
سرنگوں سر در گریباں تھا مرا انجامِ عشق

ارشاد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو محبت شہوت اور نفس کے لیے ہوتی ہے اس کا انجام ہمیشہ عداوت اور نفرت ہوتا ہے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ رات دن اس کے تجربات لوگوں کو پیش آتے رہتے ہیں۔ چند ہی دن میں داڑھی مونچھ آجانے پر صورتیں کیسی ہوجاتی ہیں اور عشق کے ہنگامے ٹھنڈے ہوجاتے ہیں؂

آنکھ ہے وہی آنکھ لیک شرمندہ
دل وہی دل ہے لیک نادم ہے
میرؔ اُس دن جنازۂ اُلفت کا
اپنے ہاتھوں سے دفن کردو گے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؂

زیں سبب ہنگامہا شد کل ہدر
باشد ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر

عشقِ مجازی کے سارے ہنگامے کچھ ہی دن میں صورتوں کے بدل جانے سے ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں اور حق تعالیٰ کی محبت کا بازار ہمیشہ گرم تر رہتا ہے۔ مرجھانے والے پھولوں

سے دل لگانے والوں کو ایک دن ضرور مرجھانا پڑتا ہے اور عاشقانِ حق کا کیا مقام ہے کہ اُن کا عشق روز بروز بڑھتا ہی رہتا ہے۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ[۳۰۸]

حق تعالیٰ کی ہر دن ایک نئی شان ہوتی ہے اس وجہ سے ان سے محبت رکھنے والوں کی شان بھی ہر دن ایک نئی شان ہوتی ہے۔ جس کو یقین نہ آئے اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کے دیکھ لے اور بد نظری عشقِ مجازی کے عذاب اور دل کی پریشانی ان کی صحبت سے سکون اور محبتِ حق سے بدل جائے گی ورنہ سوچ لو۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنّت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

حفاظتِ نظر سے متعلق علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نظر کی حفاظت کا جو حکم دیا ہے اس کے متعلق خود فرمایا کہ

ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اَیْ اَطْهَرُ مِنْ دَنَسِ الرِّیْبَةِ اَوْ اَنْفَعُ مِنْ حَیْثُ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا فَاِنَّ النَّظَرَ یُرِیْدُ الزِّنَا وَفِیْهِ مِنَ الْمَضَارِّ الدِّیْنِیَّةِ وَالدُّنْیَوِیَّةِ مَالَا یَخْفٰی، وَاَفْعَلُ لِلْمُبَالَغَةِ دُوْنَ التَّفْضِیْلِ

ترجمہ و تشریح: آنکھوں کی حفاظت کا جو حکم نازل ہوا یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ مؤمنین کاملین اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔ آگے فرمایا وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ اَیْ عَمَّا لَا یَحِلُّ مِنَ الزِّنَا وَاللِّوَاطَةِ[۳۰۹] اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اعمالِ حرام زنا اور لواطت سے، اس کے آگے ارشاد ہوا ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ یہ عمل پاک رکھنے والا ہے ان

---

[۳۰۸] الرحمٰن: ۲۹
[۳۰۹] روح المعانی: ۱۸/۱۳۹، النور(۳۰)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

کو ان بے حیائی کے کاموں سے جو شرم گاہ کے متعلق ہیں اور شک وشبہ اور بد گمانی تہمت اور بے چینی بے کلی کی گندگیوں سے بچانے والا ہے اور دین اور دنیا دونوں کے لیے نافع ہے۔ کیوں کہ نظر زنا کا ڈاکخانہ (صندوق البرید) ہے اس کے اندر دین اور دنیا کے مصائب اس قدر ہیں جو مخفی نہیں۔ اور صیغہ اَزْکیٰ مبالغے کے لیے ہے تفضیل کے لیے نہیں ہے۔

ارشاد حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

جاننا چاہیے کہ دل آنکھ کے تابع ہے، تاوقتیکہ آنکھ محرمات سے بند نہیں رکھی جائے گی دل کی حفاظت مشکل ہے۔ جب دل گرفتار ہوتا ہے تو شرم گاہ کی حفاظت سخت دشوار ہو جاتی ہے، پس آنکھ کا محرّمات سے بند رکھنا ضروری ہوا تاکہ حفاظتِ شرم گاہ میسّر آ جائے اور خسارتِ دینی اور دنیوی تک بات نہ پہنچے۔

اَمردوں کی طرف نظر کرنا اور شہوت کے ساتھ ان کو چھونا حرام ہے۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ حدیثِ نبوی میں آیا ہے کہ آنکھوں کا زنا نامحرم عورتوں کی طرف دیکھنا ہے اور ہاتھوں کا زنا نامحرموں کا ہاتھوں سے پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا نامحرم کی طرف چلنا ہے۔

چند آخری کلمات

آخر میں رسالہ ”جزاء الاعمال“ مصنفہٗ حضرت اقدس حکیم الامّت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بڑے ہی کام کا ملفوظ نقل کرتا ہوں:

غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا خواہ اُس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لیے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے مطابق اس کو خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا۔

میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطۂ تحریر سے خارج ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ! کسی رسالے میں ضمناً

اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔(انتہٰی کلامہٗ)

فائدہ: نگاہِ بد اور گناہ سے بچنے کے لیے اہل اللہ کی صحبت، اُن سے دعائیں کرانا اور اُن کے مشورے سے ذکر اللہ کا اہتمام نہایت اکسیر اور مجرب ہے۔ البتہ جو لوگ ذکر میں لطف نہ آنے سے ذکر چھوڑ دیتے ہیں اُن کے لیے حضرت والا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ پیش کرتا ہوں:

فرمایا کہ ذکر بے لذّت پر مداومت کرنے سے معیتِ حق کا انکشاف اور قلب کی صحت حاصل ہو جاتی ہے جس کے سامنے ساری لذّتیں گرد ہیں۔(پس ذکر کو مقصود بنایئے۔ کیفیت جو غیر مقصود ہے اس کا انتظار نہ کریں۔ ورنہ ذکر کی محرومی سے گناہ سے بچنا مشکل ہو جاوے گا۔)

عظمت تعلق مع اللہ

دامن فقر میں مرے پنہاں ہے تاج قیصری
ذرّۂ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اُن کی نظر کے حوصلے رشکِ شہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

www.khanqah.org

بیوی کے حقوق

مرتبہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی

www.khanqah.org

احقر راقم الحروف محمد اختر عرض کرتا ہے کہ شوہر اور بیوی کے حقوق کا علم نہ ہونے سے اکثر گھرانے پُر لطف زندگی سے محروم ہیں۔ اس لیے چند ملفوظات حضرت اقدس مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کرنے سے قبل عورت کی تخلیق اور فطرت پر چند سطور تحریر کرتا ہوں۔

تاریخ تخلیقِ عورت

حضرت علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی، ج: ۲، ص:۲۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَنَاسٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَنَّ اللهَ تَعَالٰی لَمَّا اَخْرَجَ اِبْلِیْسَ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَسْكَنَهَا اٰدَمَ بَقِیَ فِیْهَا وَحْدَهٗ وَمَا كَانَ مَعَهٗ مَنْ یَّسْتَاْنِسُ بِهٖ فَاَلْقَى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ النَّوْمَ ثُمَّ اَخَذَ ضِلَعًا مِّنْ جَانِبِهِ الْاَیْسَرِ وَوَضَعَ مَكَانَهٗ لَحْمًا وَّخَلَقَ حَوَّاءَ مِنْهُ فَلَمَّا اسْتَیْقَظَ وَجَدَهَا عِنْدَ رَأْسِهٖ قَاعِدَةً فَسَأَلَهَا مَنْ اَنْتِ؟ قَالَتْ: اِمْرَأَةٌ قَالَ: لِمَ خُلِقْتِ؟ قَالَتْ: لِتَسْكُنَ اِلَیَّ

اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس کو جنّت سے نکالا اور آدم علیہ السلام کو جنّت میں مقیم فرمایا تو آدم علیہ السلام تنہا رہ گئے اور کوئی نہ تھا جس سے دل بہلاتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری فرمادی پھر بائیں طرف کی پسلی نکالی اور اس کی جگہ پر گوشت رکھا اور حوا علیہا السلام کو تخلیق فرمایا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو دیکھا سرہانے ایک بڑی بی بیٹھی ہیں، دریافت فرمایا: کون؟ کہا: عورت۔ فرمایا: کیوں پیدا کی گئی؟ کہا: تاکہ آپ مجھ سے سکون اور اُنس حاصل کریں۔

اس کے بعد ملائکہ نے دریافت کیا حضرت آدم علیہ السلام سے آپ کے علم کا اندازہ کرنے کے لیے کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ عورت ہے، سوال کیا کہ ان کا نام عورت کیوں ہے؟ فرمایا: کیوں کہ یہ خُلِقَتْ مِنَ الْمِرَاءِ یہ جھگڑے اور اعتراض کے

مادّے سے پیدا ہوئی ہے۔ پھر دریافت کیا مَا اسْمُهَا اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا: حواء پھر دریافت کیا: لِمَ سُمِّيَتْ حَوَّاءُ کیوں ان کا نام ہے حوا؟ فرمایا: لِاَنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الْحَيِّ کیوں کہ یہ پیدا کی گئی ہے زندہ سے۔[۳۱۰]

از تفسیر روح المعانی

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا انسان ضعیف پیدا کیا گیا۔ علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فرماتے ہیں وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا اَیْ فِیْ اَمْرِ النِّسَاءِ لَا يَصْبِرُ عَنْهُنَّ (قالہٗ طاؤس) یعنی عورتوں کے بارے میں انسان کمزور ہے ان کے معاملات میں صبر نہیں کرپاتا۔

وَفِی الْخَبَرِ: لَا خَيْرَ فِی النِّسَاءِ وَلَا صَبْرَ عَنْهُنَّ يَغْلِبْنَ كَرِيْمًا وَّيَغْلِبُهُنَّ لَئِيْمٌ فَاُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ كَرِيْمًا مَغْلُوْبًا وَّلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ لَئِيْمًا غَالِبًا[۳۱۱]

روایت ہے کہ نہیں ہے خیر عورتوں میں علی الاطلاق (یعنی کچھ نہ کچھ ان میں ایسی باتیں ہوتی ہیں جن پر مجاہدہ اور صبر کرنا پڑتا ہے) اور نہ اُن سے صبر کیا جاسکتا ہے۔ یعنی ان کے بغیر چارہ بھی نہیں۔ غالب ہوجاتی ہیں یہ عورتیں کریم مردوں پر (یعنی شریف اور اچھے اخلاق والے مَردوں پر) اور غالب ہوجاتا ہے ان پر مغلوب الغضب بداخلاق اور کمینہ۔ پس میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں کریم رہوں اگرچہ مغلوب رہوں اور نہیں محبوب رکھتا اس بات کو کہ اپنے اخلاق کو خراب کرکے اُن پر غالب ہوجاؤں اور لئیم ہوجاؤں۔

عورت مثل ٹیڑھی پسلی ہے

بخاری شریف کی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ

---

[۳۱۰] روح المعانی: ۱/۲۳۳، البقرة (۳۵)، داراحیاء التراث، بیروت

[۳۱۱] روح المعانی: ۵/۱۴، داراحیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ [۳۱۲]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عورت مثل ٹیڑھی پسلی کے ہے، اگر اس ٹیڑھی پسلی سے نفع اُٹھاتے ہو تو اس سے اسی حالت میں نفع اٹھالو اور اگر اس کو سیدھا کرو گے ٹوٹ جاوے گی۔ اس کے اندر تو فطری ٹیڑھا پن ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی وہ اخلاقی کجی جو ہمارے حقوق سے تعلق رکھتی ہے اس میں صبر، حلم، کرم اور عفو سے کام لیں اور نرمی سے سمجھا بھی سکتے ہیں۔ البتہ دین کی مخالفت پر نرمی نہ برتی جائے گی۔ وقتی معاملات اور امورِ دین کے اندر کس قدر سختی ہو۔ مقامی اہلِ علم اور فہمِ دین رکھنے والے بزرگوں سے مشورہ کرلیا جاوے۔

باب المداراۃ مع النساء کی شرح

قَوْلُهٗ بَابُ الْمُدَارَاةِ هُوَ بِغَيْرِ هَمْزٍ بِمَعْنَى الْمُجَامَلَةِ وَالْمُلَايَنَةِ وَاَمَّا بِالْهَمْزِ فَمَعْنَاهُ الْمُدَافَعَةُ وَلَيْسَ مُرَادًا هُنَا [۳۱۳]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدارات کا مفہوم اہلیہ کے ساتھ سلوک میں جمال اور حسنِ اخلاق اور نرمی کرنا ہے اور یہ مفہوم مدارات بدون ہمزہ کے ہے ورنہ ہمزہ کے ساتھ مفہوم مدافعت ہے جو یہاں مراد نہیں۔

اور ایک روایت امام مسلم کی تخریج سے بیان فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ

عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، ہرگز تم اپنی منشا اور مرضی کے مطابق کسی طرح سے بھی سیدھی نہیں کرسکتے۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

---

۳۱۲ صحیح البخاری: ۲/۷۷۹، باب المداراۃ مع النساء، المکتبۃ القدیمیۃ

۳۱۳ فتح الباری: ۹/۲۵۲، باب المداراۃ مع النساء وقولہ المرأۃ کالضلع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

خُلِقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ ضِلَعٍ فَإِنْ تُقِمْهَا تَكْسِرْهَا فَدَارِهَا تَعِشْ بِهَا

عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے پس اگر تم سیدھی کروگے توڑ دوگے پس مدارات کرو یعنی حُسنِ سلوک کرو اور زندگی اسی طرح گزار لو۔

دیگر احادیثِ مُبارکہ

حدیث نمبر ۱

اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ اَعْوَجَ...الخ[۳۱۴]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت فرمایا ہے کہ لوگو! وصیت کرو عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی، پس تحقیق کہ عورت کو پیدا کیا گیا ہے ٹیڑھی پسلی سے اور اسی روایت میں ہے کہ اگر ٹیڑھی پسلی کو سیدھا کروگے تو توڑ دوگے۔

حدیث نمبر ۲

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے پاس تشریف لاتے تو مسکراتے ہوئے تشریف لاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کا ایک حق یہ بھی ہے۔ اور آج ہم لوگوں کا معمول یہ ہے کہ باہر دوستوں میں خوب ہنسیں گے مسکرائیں گے اور گھر میں داخل ہوتے ہی تقدس مآب رشک بایزید بسطامی بنے ہوئے نہایت متانت اور سنجیدگی کا چہرہ پر نشان لیے ہوئے جیسے کوئی حاکم فوجی اپنے ماتحتوں سے گارڈ آف آنر لینے کو باوقار آرہا ہو۔

حدیث نمبر ۳

عورت سے خدمات بھی اس کی طاقت اور صحت کے اندازے سے لینا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جانوروں کی پیٹھ کو منبر نہ بناؤ۔[۳۱۵]

---

۳۱۴ صحیح البخاری: ۱/۴۶۹ (۳۳۴۲)، کتاب الانبیاء، باب خلق آدم وذریتہ، المکتبۃ المظھریۃ

۳۱۵ سنن ابی داؤد: ۱/۳۴۷، باب فی الوقوف علی الدابۃ، ایچ ایم سعید

حدیث نمبر ۴

ارشاد فرمایا کہ اِتَّقُوا اللهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَّاتْرُكُوْهَا صَالِحَةً[۳۱۶] اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے زبان جانوروں کے بارے میں، جب سواری کرو تو ان کی قوت کا اندازہ کرلو اور قبل تھکنے کے ان کو چھوڑ دو۔

جب جانوروں کو نہ تھکانے کا حکم ہے تو کمزور عورتوں کی طاقت کو بھی دیکھ کر ان سے کام اور خدمت لیا جانا چاہیے۔ ان کے تھکنے کے متعلق سوال کرلیا جاوے اور اپنی سمجھ سے بھی کام لیا جاوے کہ مارے شرم کے اور مروت کے شاید نہ بتائیں۔ البتہ ضروری ہے کہ عورتیں بھی شوہر کی خدمت کو اپنی سعادت اور نجاتِ آخرت سمجھیں اور ان کی عزت واحترام میں حق تعالیٰ کی خوشنودی سمجھیں کیوں کہ شوہر کی ناراضگی سے ان پر لعنت کی وعید ہے۔

حدیث نمبر ۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت اگر پانچ وقت کی نماز پڑھ لے اور رمضان شریف کے روزے رکھ لے اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرلے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا حشر کے دن کہ جنّت کے جس دروازے سے تیرا جی چاہے داخل ہو جا۔[۳۱۷]

عورتوں کے لیے جنّت کس قدر آسان ہے لیکن حدیث شریف میں ہے کہ عورتیں شوہر کی نافرمانی اور ناشکری کے وبال سے جہنم میں کثرت سے داخل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلم عورت کو محفوظ فرمائیں شوہر کی نافرمانی اور ناشکری سے۔

حدیث نمبر ۶

جس عورت کا انتقال ہو اور اس کا شوہر اُس سے راضی ہو جنّت میں داخل ہوگی۔[۳۱۸]

---

۳۱۶ مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۲۹۳، باب النفقات وحق المملوك، المكتبة القديمية
۳۱۷ جامع الاحادیث للسیوطی: ۲۲/۱۴۵، المحلی من المیم
۳۱۸ جامع الترمذی: ۱/۲۱۹، باب فی حق المرأة علی زوجها، ایچ ایم سعید

حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

از: کمالاتِ اشرفیہ

ملفوظ:۵۵۶، ص:۱۲۰ فرمایا: بی بی کا یہ بھی حق ہے کہ اُس کو کچھ رقم بھی دو جس کو وہ اپنی مرضی سے خرچ کرے جس کو جیب خرچ کہتے ہیں۔ اس کی تعداد اپنی اور بیوی کی حیثیت کے موافق ہوسکتی ہے مثلاً روپیہ۔ دوروپیہ۔ دس بیس پچاس روپے، جیسی گنجایش ہو۔

ملفوظ:۵۶۱، ص:۱۲۱ فرمایا کہ مَردوں کو غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے کس عمدہ پیرایہ میں عورتوں کی سفارش کی ہے، فرماتے ہیں:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾[۳۱۹]

عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور اگر کسی وجہ سے تم کو وہ ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کو کوئی چیز ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت سی بھلائیاں رکھ دی ہوں مثلاً عورت کی بد خلقی پر صبر کرنے سے اجرِ کثیر کا وعدہ ہے یا مثلاً اس سے کوئی اولاد ہو جاوے جو قیامت میں دستگیری کرے۔

ملفوظ:۵۷۰، ص:۱۲۴ فرمایا کہ ہر صورت میں مَردوں کو اپنی بیبیوں کی قدر کرنی چاہیے دو وجہ سے: ایک تو بی بی ہونے کی وجہ سے کہ وہ ان کے ہاتھ میں قید ہے اور یہ بات جواں مردی کے خلاف ہے کہ جو ہر طرح اپنے بس میں ہو اس کو تکلیف پہنچائی جاوے۔ دوسرے دین کی وجہ سے کیوں کہ جیسے تم مسلمان ہو وہ بھی مسلمان ہیں جیسے تم دین کے کام کرتے ہو وہ بھی کرتی ہیں اور یہ کسی کو نہیں معلوم کہ دین کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون زیادہ مقبول ہے۔ یہ کوئی بات ضروری نہیں کہ عورت مرد سے ہمیشہ گھٹی ہوئی ہو۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ مرد کے برابر بلکہ اس سے

[۳۱۹] النسآء:۱۹

زیادہ ہو۔ پس عورتوں کو حقیر و ذلیل نہ سمجھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بے کس اور مجبور اور شکستہ دل کا تھوڑا سا بھی عمل قبول فرمالیتے ہیں اور اس کے درجے بڑھا دیتے ہیں۔

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن خطوط کا جواب لکھنا چاہا، مضامین کی آمد بند ہوگئی۔ تفسیر لکھنا چاہا۔ مضامین کی آمد بند تھی دل میں عجیب بے کیفی اور قبض طاری ہوا۔ حق تعالیٰ شانہٗ سے دُعا کی کہ اے رب! جو کوتاہی ہوگئی ہو اور جس کے سبب دل کا یہ حال ہو رہا ہے اس پر ہم کو تنبیہ اور ہدایت فرما دیجیے تاکہ اس کی تلافی کرلوں۔ دل میں وارد ہوا کہ بڑی پیرانی صاحبہ نے کہا تھا کہ ہم کہیں ضرورت سے جارہے ہیں، آپ صبح مرغیوں کو کھول کر دانہ پانی دے دیجیے گا اور حضرت والا بھول گئے تھے۔ بس فوراً خانقاہ سے گھر تشریف لے گئے اور ڈربے سے اُن کو کھولا۔ مرغیوں کو ڈربے کے اندر گھٹن ہو رہی تھی، بھوک پیاس کی تکلیف الگ تھی جیسے اُن کو آزادی ملی اور دانہ پانی ملا اور اُن کی گھٹن دور ہوئی، حضرت والا کے قلب سے قبضِ باطنی اور بے کیفی دُور ہوئی اور مضامین کا فیضان شروع ہوگیا۔ یہ بات احقر نے عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب دامت برکاتہم سے سُنی ہے۔

عبرت

جب جانوروں کے دل کو گھٹانے سے یہ حال ہوتا ہے تو جو لوگ مخلوقِ خدا کو یا اپنی بیوی کو یا ماں باپ کو ستاتے ہیں اُن کے دل کا کیا حال ہوگا۔

فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ [۳۲۰]

۳۲۰؎ الحشر: ۲

اَلْاِسْتِرْجَاعُ وَالْاِسْتِسْلَامُ وَمَا عَلَيْهِمَا مِنَ الْاِنْعَامِ

رضا بہ قضا، مصائب میں صبر اور مسائل اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کے موضوع پر

مرتّبہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلّہم العالی

www.khanqah.org

اَلْاِسْتِرْجَاعُ وَالْاِسْتِسْلَامُ وَمَاعَلَیْہِمَامِنَ الْاِنْعَامِ

رضا بہ قضا، مصائب میں صبر اور مسائل اِنَّا لِلہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کے موضوع پر

تفسیر بیان القرآن اور تفسیر روح المعانی کی روشنی میں سنتِ استرجاع کی تفصیل:

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْہُمْ مُّصِیْبَۃٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

ترجمہ و تفسیر از بیان القرآن، پ:۲، ص:۸۹: حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ ایسے صابرین کو بشارت سُنا دیجیے جن کی یہ عادت ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ دل سے سمجھ کر یوں کہتے ہیں کہ ہم تو مع مال اور اولاد حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی کے ملک ہیں اور مالکِ حقیقی کو اپنے ملک میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار حاصل ہے، اس سے مملوک کو تنگ ہونا کیا معنیٰ اور ہم سب دُنیا سے اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانے والے ہیں سو یہاں کے نقصانوں کا بدلہ وہاں مل جاوے گا:

اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ قف وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ[۳۲۱]

یہی وہ لوگ ہیں جن پر خاص خاص رحمتیں بھی ان کے پروردگار کی طرف سے ہوں گی اور عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ حقیقتِ حال تک رسائی پاگئے کہ حق تعالیٰ کو مالک اور نقصان کا مالک اور نقصان کا تدارک کرنے والا سمجھ گئے۔

فائدہ: نفس صبر پر قدر مشترک ہونے کے رحمتِ عام ہر صابر پر ہوگی لیکن شان ہر صابر کے اور خصوصیت ہر صابر کے صبر کی جدا ہے اس لیے ان خصوصیات کا صلہ جُدا جُدا خاص عنایتوں سے ہوگا۔ (انتھٰی کلامہ)

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

---

[۳۲۱] البقرۃ:۱۵۷

اُس خنجرِ تسلیم سے یہ جانِ حزیں بھی
ہر لحظہ شہادت کے مزے لوٹ رہی ہے

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مالک ہے جو چاہے کرے تصرف
کیا وجہ کسی بھی فکر کی ہے
بیٹھا ہوں میں مطمئن کہ یارب
حاکم بھی ہے تو حکیم بھی ہے

تعریفِ مصیبت

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں:

اَلْمُصِيْبَةُ تَعُمُّ مَا يُصِيْبُ الْاِنْسَانَ مِنْ مَّكْرُوْهٍ فِيْ نَفْسٍ اَوْ مَالٍ اَوْ اَهْلٍ قَلِيْلًا كَانَ الْمَكْرُوْهُ اَوْ كَثِيْرًا حَتّٰى لَدْغُ الشَّوْكَةِ وَلَسْعُ الْبَعُوْضَةِ وَانْقِطَاعُ الشَّسْعِ وَانْطِفَاءُ الْمِصْبَاحِ، وَقَدِ اسْتَرْجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَالِكَ، وَقَالَ كُلُّ مَا يُؤْذِي الْمُؤْمِنَ فَهُوَ مُصِيْبَةٌ لَّهٗ وَاَجْرٌ[۳۲۲]

مصیبت عام ہے جو تکلیف بھی انسان کو پہنچے اس کے نفس کو یا مال کو یا اہل وعیال کو، قلیل ہو وہ ناگوار بات یا کثیر ہو، یہاں تک کہ کانٹا چبھ جانا، مچھر کا کاٹنا، جوتے کا تسمہ ٹوٹ جانا، چراغ بجھ جانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام مواقع پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن کو جو بھی اذیت اور تکلیف دے وہ مصیبت ہے اور اس کے لیے اجر ہے۔

اِذَآ اَصَابَتْهُمْ میں اِذَا سے اشارہ ہے کہ اِنَّ الْاَجْرَ لِمَنْ صَبَرَ وَقْتَ اِصَابَتِهَا یعنی اجر اس شخص کے لیے ہے کہ جب تکلیف پہنچے اس وقت صبر کرے

۳۲۲ روح المعانی:۲/۲۳، البقرۃ (۱۵۶)، دار احیاء التراث، بیروت

جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ اَوَّلِ مُصِيْبَةٍ جزیں نیست کہ صبر اوّل مصیبت کے وقت ہے (کیوں کہ دن گزرنے سے تو صبر سب ہی کو آجاتا ہے)۔ اسی لیے علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری جگہ رضا بالقضا کی تعریف کی ہے: رِضَاءٌ وَهُوَ سُرُوْرُ الْقَلْبِ بِمُرُوْرِ الْقَضَاءِ دل کا مسرور ہونا قضا کے ورود کے وقت لیکن اس رضا کا نام رضا طبعی ہے جو غلبۂ اُنس اور غلبۂ شوق میں نصیب ہوتی ہو جس کا بندہ مکلّف نہیں۔ جس رضا کا درجہ فرض ہے وہ رضائے عقلی ہے۔

تعریف رضائے عقلی جو حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے وہ قضا پر عدم اعتراض ہے۔ وَهُوَ تَرْكُ الْاِعْتِرَاضِ عَلَى الْقَضَاءِ نیز فرمایا کہ رضائے عقلی میں احساس الم کا ہوتا ہے اور رضائے طبعی میں احساسِ الم باقی نہیں رہتا۔ علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صبر صرف زبان سے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھ لینے کا نام نہیں بلکہ صبر زبان سے بھی ہو اور قلب سے بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرے جو اُن سے کہیں زیادہ ہیں جو حق تعالیٰ نے اس سے واپس لی ہیں۔ اس سے صبر کرنا آسان ہوگا اور تسلیم کی شان پیدا ہوگی اور اِسترجاع یعنی اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا اس اُمّت کے لیے خاص انعام ہے۔

استرجاع کا اس اُمّت کے لیے خاص انعام ہونے کا ثبوت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيَتْ اُمَّتِيْ شَيْئًا لَمْ يُعْطَهُ اَحَدٌ مِّنَ الْاُمَمِ اَنْ تَقُوْلَ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ وَلَوْ اُعْطِيَهَا قَبْلَهُمْ لَاُعْطِيَهَا يَعْقُوْبُ اِذْ يَقُوْلُ يَاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ [۳۲۳]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری اُمت کو ایک چیز ایسی دی گئی ہے جو کسی اُمت کو نہیں دی گئی سابقہ اُمتوں سے اور وہ یہ کہ مصیبت کے وقت تم اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہو اور اگر کسی کو یہ استرجاع دیا جاتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیا

۳۲۳؎ روح المعانی: ۲/۲۳، البقرۃ (۱۵۶)، دار احیاء التراث، بیروت

جاتا جس وقت کہ انہوں نے اپنے بیٹے کی جدائی میں فرمایا تھا: یَاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ ہائے یوسف افسوس!

سُنتِ استرجاع کی تکمیل

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَیُسَنُّ اَنْ یَّقُوْلَ بَعْدَ الْاِسْتِرْجَاعِ اَللّٰھُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا- فَقَدْ اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِیْبُہٗ مُصِیْبَۃٌ فَیَقُوْلُ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اٰجِرْنِیْ۔۔۔الخ اِلَّا اٰجَرَہُ اللّٰہُ فِیْ مُصِیْبَۃٍ وَاَخْلَفَ لَہٗ خَیْرًا مِّنْھَا، قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّیَ اَبُوْ سَلَمَۃَ قُلْتُ کَمَا اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْلَفَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِیْ خَیْرًا مِّنْہُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اور مسنون یہ ہے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کے بعد یہ کہے اَللّٰھُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا اے اللہ! مجھے اجر عطا فرما میری مصیبت میں اور اس سے بہتر کوئی نعمت مجھے عطا فرما۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سُنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی بندے کو مصیبت پہنچے اور وہ یہ دعا پڑھ لے یعنی اِنَّا لِلّٰہِ سے خَیْرًا مِّنْھَا تک تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کو اجر عطا فرماتے ہیں اور اس سے بہتر نعمت عطا فرماتے ہیں۔ پس جب ابو سلمہ (ان کے شوہر) کی وفات ہوئی تو انہوں نے اس کو پڑھا اور حق تعالیٰ نے ان سے بہتر عطا فرمایا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ کو حق تعالیٰ شانہٗ نے جملہ اسمیہ سے بیان فرمایا ہے جس میں اشارہ ہے: اِنَّ نُزُوْلَ ذَالِکَ عَلَیْھِمْ فِیْ

الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنی دنیا اور آخرت دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کی خاص وعام رحمتوں کا صابرین پر نزول ہوتا رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے اس اشارے کی تائید بھی ہوتی ہے جس کو روح المعانی میں اسی مقام پر درج کیا گیا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا مَرْفُوْعًا مَنِ اسْتَرْجَعَ عِنْدَ الْمُصِیْبَۃِ جَبَرَاللہُ تَعَالٰی مُصِیْبَتَہٗ وَاَحْسَنَ عُقْبَاہُ وَجَعَلَ لَہٗ خَلَفًا صَالِحًا یَرْضَاہُ[۳۲۴]

جس شخص نے مصیبت پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کی مصیبت کے نقصان کی تلافی فرماتے ہیں اور اس کے عقبیٰ کو احسن کردیں گے اور اس کو ایسا نعم البدل عطا فرمائیں گے جس سے وہ خوش ہو جاوے گا۔

تکالیف میں مؤمن کی شان

حدیثِ اوّل

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَہٗ خَیْرٌ حَمِدَ اللہَ وَشَکَرَ وَاِنْ اَصَابَتْہُ مُصِیْبَۃٌ حَمِدَ اللہَ وَصَبَرَ فَالْمُؤْمِنُ یُؤْجَرُ فِیْ کُلِّ اَمْرِہٖ حَتّٰی فِی اللُّقْمَۃِ یَرْفَعُھَا اِلٰی فِیْ امْرَأَتِہٖ[۳۲۵]

مؤمن کی عجب شان ہے، اگر اس کو کوئی بھلائی ملتی ہے تو خدا کی حمد کرتا ہے اور شکر کرتا ہے اور اگر اس کو کوئی ایذا پہنچے تو خدا کی تعریف کرتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ مؤمن کی ہر بات پر اجر وثواب ملتا ہے یہاں تک کہ اس لقمے میں بھی جس کو وہ اپنی عورت کے منہ کی طرف اُٹھاتا ہے۔ (بیہقی)

حدیثِ دوم

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللہِ مَنْزِلَۃٌ لَمْ یَبْلُغْھَا بِعَمَلِہٖ ابْتَلَاہُ اللہُ فِیْ

۳۲۴ روح المعانی: ۲/۲۳، البقرۃ (۱۵۶)، داراحیاء التراث، بیروت

۳۲۵ مسند احمد: ۲/۲۳۱ (۱۴۸۷)، مسند ابی اسحاق سعد بن ابی وقاص، دارالحدیث، القاھرۃ

جَسَدِهٖ اَوْ فِيْ مَالِهٖ اَوْ فِيْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰى ذَالِكَ حَتّٰى يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ اللَّتِيْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ[۳۲٦]

ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی بندے کے واسطے خدا کی طرف سے جب کوئی درجہ مقدر ہوچکے اور پھر بندہ اس درجے کو اپنے عمل سے نہ پہنچ سکے تو اللہ تعالیٰ اس پر تکلیف بھیجتا ہے اس کے بدن میں یا اس کے مال میں یا اس کے بچوں میں پھر حق تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق عطا فرماتے ہیں یہاں تک کہ اس درجے تک پہنچا دیتے ہیں جو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہوچکا ہے۔

حدیثِ سوم

اَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى اِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ[۳۲۷]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جنّت کی طرف سب سے پہلے قیامت کے دن جو بلایا جاوے گا وہ لوگ ہوں گے جو فراخی اور تنگی میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں سرّاء وضرّاء کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَلسَّرَّاءُ الْحَالَةُ اللَّتِيْ تَسُرُّ وَالضَّرَّاءُ الْحَالَةُ اللَّتِيْ تَضُرُّ[۳۲۸]

سرّاء ہر وہ حالت ہے جو خوشی پیدا کرے اور ضرّاء ہر وہ حالت ہے جو ضرر سے غمگین کرے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

حالتِ خوشی میں اللہ تعالیٰ کی حمد سمجھ میں آتی ہے لیکن حالتِ ابتلاء اور حالتِ غم میں اللہ تعالیٰ کی حمد کس طرح کی جاوے تو ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ تکالیف میں حمد سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ پر اعتراض نہ ہو اور اپنے مولیٰ سے راضی رہیں۔ عبارتِ مرقاۃ ملاحظہ ہو:

۳۲٦ سنن ابی داؤد: ۲/۸۴، باب الامراض المکفرۃ للذنوب، ایچ ایم سعید
۳۲۷ شعب الایمان: ٦/۲۱٦ (۴۰٦۳)، تعدید نعم اللہ عزوجل، مکتبۃ الرشد
۳۲۸ روح المعانی: ۴/۵۸، آل عمرٰن (۱۳۴)، دار احیاء التراث، بیروت

فِی السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ اَیْ فِی الصِّحَّةِ وَالْمَرَضِ اَوِ الرَّخَاءِ وَالشِّدَّةِ اَوِ الْغِنٰی وَالْفَقْرِ یَعْنِی الَّذِیْنَ یَرْضَوْنَ عَنْ مَّوْلٰھُمْ بِمَا اَجْرٰی عَلَیْھِمْ مِنَ الْحُکْمِ غِنًا کَانَ اَوْ فَقْرًا شِدَّةً کَانَ اَوْ رَخَاءً فَالْمُرَادُ الدَّوَامُ فَھُوَ مِنْ اَسَالِیْبِ الْبَدِیْعِ الْغَرِیْبَةِ[۳۲۹]

یعنی راضی رہتے ہیں اپنے مولیٰ سے جملہ ان تصرفات پر جو ان پر قضاءً جاری ہوتا ہے۔ غنیٰ ہو یا فقر، کلفت ہو یا راحت، مراد دوامِ رضا ہے جس کو عنوانِ بدیعہ غریبہ سے بیان کیا گیا ہے۔

دوسرا جواب ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ مؤمن حالتِ تکلیف میں خدا تعالیٰ کی حمد اس لیے کرتا ہے لِعِلْمِہٖ بِمَا یُثَابُ عَلَیْہِ اَوْ عَلٰی اَنَّہٗ مَا وَقَعَ اَکْبَرُ اَوْ اَکْثَرُ مِنْھَا یعنی مؤمن اجرِ آخرت کے علم کے سبب خدا کی حمد کرتا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ جو بلا آئی ہے شکر ہے کہ اس سے بڑی بلا نہیں آئی یا اس سے کثیر نہیں ہے۔ اکبر باعتبار کیفیت اور اکثر باعتبار کمیت دونوں صورتوں سے حفاظت پر حمد کرتا ہے۔ اسی کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔

ایں بلا دفع بلا ہائے بزرگ

یہ بلا کسی بڑی بلا کو دُور کرنے کے لیے آئی ہے۔

صبر اور غم کے متعلق حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب ارشاد

(از: کمالاتِ اشرفیہ، ملفوظ: ۴۶، ص: ۱۴۹)

فرمایا کہ غم کا علاج یہ ہے کہ سوچو مت۔ خیال مت کرو۔ تذکرہ مت کرو، اس صورت میں غم تو ہوگا مگر معتدل غم ہوگا اور وہ مضر نہیں بلکہ مفید ہے کیوں کہ قدرتی طور پر غم میں بھی حکمت اور نفع ہے، اگر غم نہ ہو تو تمدن نہ ہو۔ بیان اس کا یہ ہے کہ سائنس اور طب کا مسئلہ ہے کہ جس قوت کا استعمال ہوتا ہے اس میں ترقی ہوتی رہتی ہے

[۳۲۹] مرقاۃ المفاتیح: ۲/۲۱۸، باب ثواب التسبیح والتحمید، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

ورنہ وہ قوت کم ہو جاتی ہے پس اگر غم نہ ہوتا تو رحم دِلی کا ہیجان کیسے ہوتا اور جب اس کا ہیجان نہ ہوتا تو اس کا مادّہ جاتا رہتا اور بدون رحم دِلی کے تعاون نہیں ہو سکتا اس لیے غم میں بڑی مصلحت ہے، یہ محافظ ہے ترحم کا اور وہ محافظ ہے تعاون وتمدن کا، اور غم میں اپنی ذات کے متعلق بھی مصلحت ہے کہ اس سے اخلاق دُرست ہوتے ہیں۔ غرض غم میں انفرادی اور اجتماعی دونوں مصالح ہیں، اگر کسی کو غم اور فکر نہ ہو، سارے بے فکر ہی ہوں تو کوئی کسی کا کام نہ کرے۔ سارے تندرست ہی رہیں اور بیمار ہی نہ ہوں تو ڈاکٹر طبیب، عطار سب بے کار ہو جاویں۔ یہ تو دنیاوی نفع ہے۔ اور دین کا نفع یہ ہے کہ اگر کوئی غریب نہ ہو تو زکوٰۃ کس کو دوگے؟ پس اصل میں تو غم مفید چیز ہے مگر کس قدر؟ جس قدر حق تعالیٰ کا دیا ہوا ہے یعنی طبعی باقی آگے جو حواشی ہم نے بڑھائے ہیں وہ بُرے ہیں۔

ملفوظ: ۶۴۷، ص: ۱۴۹ فرمایا کہ حد سے زیادہ غم کرنا گناہ ہے اور گناہ بھی بے لذّت اور علاج کرانا واجب ہو گا۔ چناں چہ اس آیت مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ [330] میں ایسے ہی غم کا علاج بیان ہے اور یہ بیان ایک مقدمے پر موقوف ہے وہ یہ کہ اگر شئے مرغوب کے جاتے رہنے سے غم لاحق ہو مگر وہ دوسری چیز کا پتا ہم کو مل جاوے اور اس کے ملنے کا یقین ہو جو کہ اس شئے مرغوب سے ہزارہا درجہ بڑھی ہوئی ہو تو پہلی چیز کا غم نہیں ہونا چاہیے جیسے کسی کے ہاتھ میں ایک روپیہ ہو اور اس کو چھین کر کوئی سو روپیہ دے دے۔ الخ

تسلیم ورضاء بالقضا فرض ہے

ہر تکلیف میں مؤمن کے لیے خیر ہے اور اس میں خیر سمجھنا ایسا ہی فرض ہے جیسے نماز روزہ فرض ہے۔ میرے مرشد حضرت شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے احقر سے فرمایا کہ ہمارے حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اخلاص سے اونچا بھی ایک مقام ہے اس کا نام رضا بالقضاء ہے۔ یہ مقام بہت آخر میں عطا ہوتا ہے، جس طرح مرض جاہ کا بہت آخر میں نکلتا ہے اٰخِرُ مَا یَخۡرُجُ مِنۡ

---

[330] النحل: ۹۶

رَّأْسِ الصِّدِّیْقِیْنَ حُبُّ الْجَاهِ یہ محققین صوفیائے کرام کا قول ہے۔

ہر تکلیف کا مؤمن کے لیے خیر ہونے پر عقلی دلیل

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عقلاً بھی ہر مؤمن کی تکلیف کا خیر ہونا ثابت کرتا ہوں وہ یہ کہ جو تکلیف مؤمن کو آتی ہے اس کی صرف چار ہی شکلیں ہو سکتی ہیں:

پہلی شکل یہ کہ بندے کی تکلیف میں اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع ہو اور یہ محال ہے کہ حق تعالیٰ بندۂ مؤمن کو تکلیف دے کر نفع حاصل فرمائیں کیوں کہ اس سے احتیاجِ باری تعالیٰ لازم آتا ہے۔

دوسری شکل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا صرف نصف نفع ہو اور بندہ کا بھی آدھا نفع ہو اور یہ بھی محال ہے کیوں کہ اس صورت میں بھی احتیاج کا ثبوت لازم آتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہیں۔

تیسری شکل یہ ہے کہ اس تکلیف میں نہ بندے کا نفع ہو نہ اللہ تعالیٰ کا نفع ہو یہ بھی محال ہے کیوں کہ بے فائدہ کام کرنا فعلِ لغو ہے جس سے حق تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔

اب چوتھی شکل باقی رہ گئی کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی بھیجی ہوئی تکلیف میں صرف بندے ہی کا نفع ہے۔ سبحان اللہ! کیا عقلی دلیل فرمائی۔

حکایت

ایک بار حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور تھانہ بھون حضرت اقدس حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغرضِ اصلاح حاضر تھے کہ گھر سے گھر والوں کی علالت کا خط آیا جس سے مفتی صاحب بہت پریشان ہوگئے۔ حضرت والا سے عرض کیا کہ حضرت! گھر سے خط آیا ہے بیٹی، بیوی اور لڑکا کئی افراد بیمار ہیں، طبیعت پریشان ہے، ارشاد فرمایا: مفتی صاحب! جب مؤمن کا اعتقاد مقدر پر ہے تو پھر اس کو مکدر ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

www.khanqah.org

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

صبر بگزیدند و صدیقیں شدند

صبر سے ایمان کی ترقی اس قدر ہوتی ہے کہ مؤمن صدیق ہو جاتا ہے اور حضرت حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سالک کو مجاہدۂ اختیاریہ سے تو عُجب بھی پیدا ہو سکتا ہے لیکن مجاہدۂ غیر اختیاریہ جو مصائب وغیرہ آجاتے ہیں ان سے تو شکستگی ہی شکستگی پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے مشائخ کا ارشاد ہے کہ مجاہدۂ اضطراریہ انفع ہے مجاہدۂ اختیاریہ سے۔ البتہ ہم ضعیف ہیں عافیت ہی طلب کرتے رہنا چاہیے جیسا کہ حدیث میں مصرّح ہے کہ بلاء نہ مانگو عافیت مانگو اور پھر حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف اُمور کو تفویض کر دے۔

صدیق کا ایمان کتنا قوی ہوتا ہے؟

علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ صدیق کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں: اَلَّذِیْ لَایَتَغَیَّرُ بَاطِنُہٗ مِنْ ظَاھِرِہٖ۔ جس کا باطن اس کے ظاہری ماحول سے متأثر نہ ہو۔ اَلَّذِیْ لَا یُخَالِفُ قَالُہٗ حَالَہٗ۔ جس کا قال اس کے حال کے مخالف نہ ہو۔ اَلَّذِیْ یَبْذُلُ الْکَوْنَیْنِ فِیْ رِضَا مَحْبُوْبِہٖ تَعَالٰی شَانُہٗ[۳۳۱] جو دونوں جہاں اپنے محبوبِ حقیقی پر فدا کر دے۔

خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا

دونوں عالم دے چکا ہوں مے کشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی

---

[۳۳۱] روح المعانی: ۸/۱۳، یوسف (۴۶)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نمازِ توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو:

”اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔“

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا انتظام ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

www.khanqah.org

جب تک روح گناہوں کی گندگیوں اور بیماریوں سے پاک اور شفایاب نہیں ہوجاتی قلب میں مولیٰ کا حصول ناممکن ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں جہاں اور بہت سے گناہ ایسے عام ہوئے کہ انہیں گناہ ہی نہیں سمجھا جارہا ہے ان میں سے ایک گناہ بدنظری اور عشقِ مجازی بھی ہے۔ عشقِ مجازی کے اکثر شاعروں اور جاہل صوفیوں نے حُسن پرستی اور شہوت پرستی کو جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن، کارِثواب اور وسیلۂ عشقِ حقیقی قرار دے کر اس حرام اور باطل ہونے کے زہر کو شہد بنا کر اپنے مریدوں اور شاگردوں کے سامنے پیش کیا اور ان کو اسلامی عقائد اور تعلیمات سے دور کر کے فسق و فجور اور اللہ کے غضب میں مبتلا کردیا۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''روح کی بیماریاں اور ان کا علاج'' میں قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں جہاں قلب و روح کی متعدد اہم بیماریوں کی نشان دہی فرمائی ہے وہیں ان کا علاج بھی تجویز فرمایا ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے نہ صرف یہ کہ ان بیماریوں کا علم ہوتا ہے جو اس سے پہلے نہیں تھی بلکہ ان کا علاج کرنے کی طرف بھی توجہ مبذول ہوتی ہے جو تقویٰ کا حاصل ہے۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری